فاعتبروا یا اولی الابصار

بہ تفضلات رب غفور کتاب نور علےٰ نور الموسوم بہ

تاریخ لاہور

۱

ازتوالیف عجیبہ حضور لامع النور رائے بہادر کنہیا لال صاحب ایگزیکٹیو انجنیر لاہور

در مطبع وکٹوریہ پریس لاہور باہتمام اہلکاران مطبع چھپی

فہرست مطالب مندرجہ کتاب تاریخ لاہور

۱۲۳	وشنو دیوی کا مندر	رر	مزار سبز گنبد	۱۷۱	مسجد دہلی دروازہ	۱۹۱	ٹھاکردوارہ باوا منگل داس
۱۲۴	شوالہ دلّبانع رائے	۱۴۹	بھائی دروازے والی مسجد	رر	مزار حسید مٹھہ	۱۹۲	سمادہ رنجیت سنگھ و خوشحال سنگھ
۱۲۵	شوالہ شیبی والہ	رر	مسجد طلائی یعنی سنہری مسجد	۱۷۳	مسجد کہنہ حمام والی	۱۹۳	سمادہ رام سنگھ پسر خوشحال سنگھ
۱۲۷	ٹھاکردوارہ چوہر مور والا	۱۵۲	مزار پیر شیرازی	رر	مسجد مفتیان	۱۹۵	سمادہ جمعدار خوشحال سنگھ
۱۲۸	مکان بہدرکالی	۱۵۳	مزار پیر بہولا	۱۷۳	مسجد تکیہ سادھوان	۱۹۶	سمادہ راجہ اددم سنگھ و سوچیت سنگھ
۱۲۹	ٹھاکردوارہ جوالا مائی	رر	مسجد بازار ٹبی	۱۷۴	مسجد مرزا موٹھا	۱۹۷	سمادہ اددہم سنگھ
۱۳۰	مکان رام دوارہ	۱۵۴	مسجد پری محل	۱۷۵	مسجد امیر شاہ وہ دی مسجد	۱۹۹	سمادہ سردار جواہر سنگھ
۱۳۱	بھیرون کا استھان	رر	نیچی مسجد	۱۷۶	صوفی والی مسجد	۲۰۰	سمادہ بھائی روپا
۱۳۲	مندر باوا مہر داس	رر	مسجد محمد صالح کمبوہ	رر	مسجد میاں نور ایمان والہ	۲۰۱	شوالہ شیو گر سنیاسی
۱۳۵	شوالہ پنڈت رادھا کشن	۱۵۸	مسجد نواب وزیر خان مرحوم	۱۷۸	مسجد ثانی میاں نور ایمان والہ	۲۰۲	رانی چھچھی کا ٹھاکردوارہ
رر	مندر کالی دیوی	۱۶۴	مزار سید اسحاق گازرونی	۱۷۹	مسجد پٹولیاں والی	۱۰۳	ٹھاکردوارہ بہورنگی ساہوکار
۱۳۶	ٹھاکردوارہ پنڈت رادھا کشن	۱۶۶	مقبرہ امام غلام محمد	۱۸۰	مسجد نواب امام الدین خان	۲۰۴	سمادہ بھائی وستی رام
۱۳۷	چوبارہ جھجو بھگت اندرون لاہور	رر	مقبرہ سید صوف	۱۸۱	مسجد حفیظ چابک سوار	۲۰۶	سمادہ باوا جھینگر شاہ
۱۳۹	سادھو چور کا شوالہ	۱۶۷	مزار سید سربلند	۱۸۲	مسجد موران	۲۰۹	ٹھاکردوارہ رانی جنداں
۱۴۱	دوسری قسم	رر	مزار پیر ذکی	۱۸۴	مسجد بوکن خان	رر	سمادہ گوبرادھن صاحب
رر	مسجد بادشاہی	۱۶۸	پیر بلخی	۱۸۵	مسجد امام شاہ	۲۱۰	سمادہ حقیقت رائے
۱۴۵	مسجد بہشتی دروازہ	۱۶۹	مزار پیر ڈہل	۱۸۶	مسجد ملا مجید	۲۱۲	سمادہ دریا گر سنیاسی
۱۴۶	مسجد خورد وزیر خان	رر	مزار گنج شہیدان	۱۸۷	ذکر معابد و مقابر و مناور بیرونی لاہور	۲۱۳	سمادہ مہاراجہ شیر سنگھ والی پنجاب
۱۴۷	ٹکسالی والی مسجد	۱۷۰	مزار ملک ایاز	رر	چوبارہ چھجو بھگت	۲۱۵	دہرم سال بھائی گوما سنگھ
رر	خانقاہ شاہ ضیا قادری	رر	مسجد یکی دروازہ	۱۸۹	استھان سیتلا ماتا	۲۱۷	شوالہ پرزادہ بدھو والا

۲۱۷	شوالہ دیوی دوارہ سنگا پربت	۲۵۰	مکان رسول شاہیاں	۲۷۱	مزار حسو تیلی	۲۹۸	مزار شیخ طاہر بندگی
۲۱۹	مکان شہید گنج	۲۵۱	مقبرہ شاہ محمد غوث	۲۷۲	مقبرہ جانی خان	۲۹۹	مقبرہ پیر ہادی رہنما
۲۲۰	سمادھ مہاراجہ رنجیت سنگھ	۲۵۳	مسجد محمد صالح سندھی	۲۷۳	مقبرہ شاہزادہ پرویز	۳۰۰	مزار شاہ شرف
۲۲۴	سمادھ مہاراجہ کھڑک سنگھ کنور نونہال سنگھ	۲۵۴	مزار شاہ رحمت اللہ قریشی	۲۷۴	مزار قطب شاہ قادری	رر	مزار شاہ اسماعیل
۲۲۶	مکان ہرگھٹ	رر	مسجد نقیباں	رر	مقبرہ نواب میاں خان	۳۰۱	مزار شیخ سعدی بلخاری
رر	شوالہ لالہ رتن چند ڈھیلی والا متصل سرائے	۲۵۵	خانقاہ حامد قادری	۲۷۶	مزار فتح شاہ	۳۰۲	مزار شاہ درگاہی
۲۲۸	مکان جیٹھی بادشاہی	۲۵۶	مقبرہ علی مردان خان	۲۷۷	مزار ابو تراب شاہ گدا	رر	مسجد دائی لاڈو
۲۲۹	ملتانی دھرم سالہ	۲۵۸	مقبرہ شاہ شمس الدین	۲۷۸	مزار شاہ حسین زنجانی	۳۰۴	مزار سید صدر دیوان
۲۳۰	مکان ٹھلی صاحب	۲۵۹	روضہ شیخ محترم	رر	گورستان بیگم پورہ	رر	امام باڑہ شیعہ امامیہ
۲۳۲	مندر بھدر کالی	۲۶۰	مقبرہ بہادر خان	۲۸۱	سفید گنبد	۳۰۵	مقبرہ شاہ مردانی
۲۳۳	تھان بھیرو	۲۶۱	مسجد قصاب خانہ والی	رر	مسجد خواجہ ایاز	۳۰۶	مقابر میدان زین خان
۲۳۶	ہندو سری قسم مکانات بیرونی لاہور متعلق باسلام	۲۶۲	مقبرہ مخدومہ بیگم	۲۸۳	مقبرہ موج دریا بخاری	۳۰۷	مقبرہ شاہ کنٹھہ
رر	خانقاہ مادھو لال حسین	۲۶۳	مقبرہ شیخ محمود شاہ	۲۸۴	مقبرہ سید شاہ چراغ	رر	مزارات بی بی پاکدامنان
۲۳۸	مزار سید شاہ بلاول	۲۶۴	مقبرہ نواب نصرت خان	۲۸۵	مقبرہ عبد اللہ شاہ	۳۰۹	مقبرہ دائی انگہ و گلابی باغ
۲۳۹	مزار گھوڑے شاہ	۲۶۵	مسجد نواب زکریا خان	۲۸۶	مقبرہ شاہ ابو اسحاق قادری	۳۱۱	قبور تکیہ انبلی والہ
۲۴۰	مزار میاں اسمعیل وڈا	۲۶۶	مقبرہ مسکین شاہ امری	۲۸۷	مقبرہ شاہ ابو المعالی	۳۱۲	مقبرہ زیب النساء بیگم
۲۴۲	روضہ خواجہ خاوند محمود	۲۶۷	مقبرہ شرف النسا	۲۸۸	مزار تاج شاہ مجذوب	۳۱۵	مزار شاہ رستم غازی
۲۴۵	مقبرہ میاں میر	۲۶۸	مقبرہ سید عبد الوہاب	۲۸۹	مقبرہ عبد الرزاق مکی	رر	مقبرہ محمد صالح
۲۴۸	مقبرہ شیخ موسیٰ آہنگر	رر	مقبرہ سید جان محمد حضوری	۲۹۰	مزار خواجہ محمد سعید	۳۱۶	مزار سید شاہ کمال
۲۵۰	مقبرہ شیخ چوہڑ	۲۷۰	مسجد دائی انگا	۲۹۱	مزار داتا گنج بخش لاہوری	۳۱۷	مزار شاہ جمال

۳۱۸	مقبرہ انارکلی	۳۵۰	حویلی مہاراجہ کھڑک سنگھ	۳۷۷	مکان تحصیل و منصفی	۴۴۴	ٹھاکر دوارہ ماگھو شاہ
۳۱۹	چلہ بابا فرید گنج شکر	۳۵۱	حویلی جمعدار خوشحال سنگھ	۳۷۸	دوسری قسم	۴۴۵	دیوی دوارہ رجو دہرمون
۳۲۰	مزار پیر مکی	۳۵۲	حویلی راجہ دہیان سنگھ	〃	کچہری صدر ضلع لاہور	۴۴۷	ہری گیان مندر
〃	مزار شادی شاہ	۳۵۳	حویلی راجہ دینا ناتھ	۳۸۳	سینیٹ ہال	۴۴۸	شوالہ و ٹھاکر دوارہ
〃	خانقاہ سید علی	〃	حویلی شیخ امام الدین	۳۸۴	ہسپتال سرکاری	۴۴۹	مندر و ٹھاکر دوارہ دہونا داس
۳۲۱	مقبرہ نور الدین جہانگیر بادشاہ	۳۵۴	دوسری قسم	۳۸۸	نیو کالج	۴۵۰	سمادہ رانی راجکوران و چند کنور
۳۲۶	سرای متصل مقبرہ	〃	باغ شالامار	۳۹۱	آرٹ سکول	۴۵۲	ٹھاکر دوارہ جمنا دیبی و جینکیم
۳۲۸	مقبرہ آصف جاہ	۳۵۹	باغ آلو والیہ	۳۹۴	کوٹھی تار گھر	〃	ٹھاکر دوارہ بہین لال
۳۳۰	مقبرہ نور جہان بیگم	〃	باغ جمعدار خوشحال سنگھ	۳۹۶	چھاونی میانمیر کا گرجا	۴۵۴	شوالہ لالہ چھوٹی لال
۳۳۱	خانقاہ فضل شاہ	۳۶۰	باغ راجہ تیجا سنگھ	۴۰۱	گورنمنٹ ہوس	۴۵۶	مندر برہم سماج
۳۳۳	تیسری قسم	〃	باغ راجہ دینا ناتھ	۴۰۶	منٹگمری ہال و لارنس ہال	〃	ٹھاکر دوارہ پنڈت وشنا تھہ
〃	حویلی میاں خان	۳۶۱	باغ لالہ رتن چند دہڑیوالہ	۴۰۹	عجائب گاہ	۴۵۸	ٹھاکر دوارہ چھوجھی مل
۳۳۶	حویلی ثانی میاں خان	۳۶۲	باغ بہائی مہان سنگھ	۴۱۲	ٹڈہی خانہ	۴۵۹	مندر سیتلا اندرون شہر
۳۳۷	مبارک حویلی	〃	ڈیوڑھی باغ نولکھہ	۴۱۶	پل ریلوی دریای راوی	۴۶۰	ٹھاکر دوارہ عطر سنگھ صوبہ دار
۳۳۹	عمارت پری محل	۳۶۳	بارہ دری نواب وزیر خان	۴۱۷	سنٹرل جیل لاہور	۴۶۱	شوالہ دہرم چند الہ
۳۴۰	حویلی گلو بای	۳۶۴	سرای محمد سلطان	۴۲۲	ڈسٹرکٹ جیل	۴۶۲	ٹھاکر دوارہ رای سنگھ رسالدار
۳۴۲	کٹڑہ حاجی امان خان	۳۶۸	چوبرجی	۴۲۴	مکان پاگل خانہ	۴۶۳	مندر بال بانا
〃	اندہی حویلی	۳۶۹	گڈہی شاہو	۴۲۷	سٹیشن ریلوی	۴۶۵	شوالہ سکھہ دیال سود
۳۴۴	حویلی دیوان لکھپت رای	۳۷۲	سرای گوبیان والی	۴۳۲	رومن کیتھولک کا گرجا	۴۶۶	ٹھاکر دوارہ لالہ بہگوانداس
۳۴۵	قلعہ لاہور	۳۷۴	بارہ دری باغ کامران	۴۳۶	میڈیکل سکول	۴۶۹	خاتمہ
۳۴۷	بارہ دری حضوری باغ	〃	تالاب رای ملیارام	۴۳۹	ضمیمہ		
۳۴۹	حویلی میر جواد	۳۷۵	پانچوان حصہ	〃	مندر سنت شاہ		
۳۵۰	حویلی نونہال سنگھ	〃	مکان کونونہ لی	۴۴۲	ٹھاکر دوارہ لالہ نہال چند		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہ یکتا ایک ہے ذاتِ پروردگار ۔ فقط بیشماری ہے جسکا شمار
وہ یکتا ایک خالق ہے نام خدا ۔ نہین جسکا ثانی کوئی دوسرا
وہ یکتا ایک رازق ہے روزی رسان ۔ کہ ہے جسکا محتاج سارا جہان
وہ یکتا ایک قادر ہے ربِ قدیر ۔ خبر گیر حالِ صغیر و کبیر
وہ یکتا ذات ہے حضرتِ پاکذات ۔ کہ ہین ذات سے جسکے ظاہر صفات
بہر جا و ہر ملک و شہر و دیار ۔ پرستش کے لایق ہے وہ کردگار
بہر ابتدا ہے وہی ابتدا ۔ وہی ہے بہر انتہا انتہا
وہ ہر ایک صورت مین موجود ہے ۔ وہ ہر ایک ملت کا معبود ہے
وہ ہر ایک کو رزق دلواتا ہے ۔ لکھا اُسکی قسمت کا پہنچاتا ہے
کسیکو بھی خالی نہین چھوڑتا ۔ رخ اپنا کسی سے نہین موڑتا
جو مین جن و انسان و وحش و طیور ۔ بد و نیک خورد و کلان مار و مور
اُسی ایک سے پرورش پاتے ہین ۔ اُسی ایک کے بندے کہلاتے ہین

وہ ہے سب کی مشکل کا مشکل کشا | ہے سب کی حاجت کا حاجت روا
بندہ ذات واحد ہے جسکا یقین | دوئی اُسکے پھر دلمین رہتی نہین
خبرگیر عالم خدا ہے کریم | خداوند رحمان غفور الرحیم
اُسی سے ہے روشن چراغ جہان | اُسی سے ہے سرسبز باغ جہان
بتعریف و توصیف پروردگار | بتسبیح ذات خداوندگار
کرے کیا بیان ہندی کم زبان | کہ ہے طول توحید کی داستان

عرض حال مصنف و باعث تصنیف کتاب

خداوند زمین و زمان خلاق کون و مکان کی حمد کے بعد بندۂ نیاز مآل خوشہ چین خرمن اہل کمال رائے بہادر کنہیا لال المتخلص بہندی خلف جنت مکان عرش آشیان لالہ ہرنرائن کایستھ ماتھر جلیسری حال متوطن شہر لاہور خدمت مین ارباب فضل و کمال کی عرض پرداز ہے کہ اگرچہ تالیف و تصنیف کا مشکل کام میرے کرنے کا کام نہ تھا اور نہ اسقدر فرصت تھی کہ سرکاری مفوضہ خدمات سے ایکدم فارغ ہو کر اس مفید و کارآمد کام کی طرف توجہ ہو مگر محض بتائید یزدانی و تفضلات سبحانی یہ دونو کام سالہا سال ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے انجام پاتے رہے کہ سرکاری خدمات مین بھی کسیطرح کی فروگذاشت واقع نہوئی بڑے بڑے اہم کام کارخانہ تعمیرات جو گورنمنٹ عالیہ کے حکم سے میری تفویض رہے بخیر و خوبی انجام پاتے رہے اور حکام والا مقام کی جوہر شناسی و قدردانی سے ترقی پر ترقی نصیب ہوئی۔ خلعت و خطاب و انعام بھی حاصل ہوئے تصنیف و تالیف کا کام بروز روشن انجام پانا تو ناممکن بلکہ کالعدم تھا اسلیئے یہ سب کام رات پر منحصر رکھا گیا اور چراغ

کی روشنی اسکی ممد و معاون رہی اور یار مددگار شمع تابان + رباعی +

فی الحقیقت جاگنے والونکو کب آتی ہے نیند	روبرو آتے ہوئے بھی آنکہ شرماتی ہے نیند
شام سے وقت سحر تک بندۂ بیدار دل	سو نہین سکتا ولیکن آپ سو جاتی ہے نیند

اس شبانہ ریاضت و محنت شاقہ سے وقت بوقت نیک نتیجہ حاصل ہوتا رہا اور نظم و نثر آٹھ کتابین فارسی و اُردو مین تحریر ہوئین - اوّل گلزار ہندی ایک منظوم نسخہ فارسی زبان مین مضامین پند و نصایح لکھا گیا اور چار بار چھپکر مشتہر ہوا اس گلزار تازہ بہار کے بعد ایک کتاب منظوم بندگی نامہ تحریر ہوئی یہ کتاب اگرچہ ایک مختصر اور چھوٹے حجم کی ہے مگر قل و مادل کا مصداق ہے اُسکے موحدانہ اشعار اور تصوفانہ مضامین عاشقانہ خیال مردان خداپرست و خدادوست نہایت محبت کے ساتھ پڑھتے ہین یہ ایک ترکیب بند ناصفیان کی طرز اور بحر پر لکھا گیا ہے اور بسبب اختصار کے کمال مطبوع ہے - اُسکے بعد ایک عجیب و غریب منظوم فارسی نسخہ یادگار ہندی نام تحریر ہوا جسکے چار حصص مین پہلے حصہ مین اوتارون کا حال دوسرے مین پیغمبرون کا ذکر تیسرے مین حکما کا احوال چوتھے مین بعضے نیک طینت بادشاہون کا ذکر ہے من بعد مناجات ہندی کی تحریر عمل مین آئی یہ ایک منظوم دیوان اردو زبان مین حضرت خلاق کی حمد و مضامین توحید و تصوف و پند و نصایح و ترک و تجرید مین لکھا گیا ہے پہلے اس لاثانی دیوان کی ایکسو سولہ غزلین دو بار چھپکر شایقین باتمکین کی خدمت مین مفت بے قیمت پیش ہوئین تیسرے چھاپہ مین اُسکی ایزادی پر توجہ ہوئی اور یہ سوا سے نظم سابق کے چند ترکیب و ترجیع بند و مخمس و مسدس و رباعیات و قطعات ایزاد ہوکے اور بے قیمت تقسیم عمل مین آئی - چوتھے چھاپہ مین اور بھی یہ دیوان زیادہ ہوگیا ساٹھ غزلین تو ردیف وار ایزاد ہوئین اور ایک ایک ترکیب بند

ترجیع بند و مخمس و مسدس موقع موقع پر زیب اندراج پایا پانچوین چھاپہ مین پھر
ما بقی غزلین ردیف وار و ترکیب بند و ترجیع ایک مسدس چار مخمس کی ایزادی
عمل مین آئی اب یہ دیوان چھٹی دفعہ چھپ چکا ہے اور بارہ بند بحر طویل کے حرف
واحد حقیقی کی توجیہہ کے ذکر مین لکھکر کتاب کے اول درج کیئے گئے ہین غرض یہ
مبارک کتاب اور ہر دل عزیز دیوان ہر ایک چھاپہ کے وقت بڑھکر چھپا ہے
اگر اسکو بڑھتی دولت کہا جائے تو بیجا نہوگا + اُسکے بعد کتاب اخلاق ہندی کی
تحریر عمل مین آئی یہ اردو منظوم نسخہ اخلاق کے علم مین ایسی طرز کے ساتھ لکھا
گیا ہے کہ ہر ایک بات کے آخر مین ایک ایک دلچسپ حکایت مندرج ہوئی ہے جسکے
ملاحظہ سے خلیق آدمی بکمال مسرور ہوتا ہے - من بعد کتاب ظفرنامہ رنجیت سنگھ
المعروف رنجیت نامہ بزبان فارسی منظوم لکھا گیا یہ تاریخی کتاب مشہور مہاراجہ فرمان
فرمائے خطۂ پنجاب رنجیت سنگھ کی تذکرے مین بہ تتبع مولانا نظام الدین نظامی گنجوی
مصنف سکندرنامہ بحر تقارب مین تحریر ہوئی ہے اور مہاراجہ ممدوح کی سوانح
عمری اُس مین ایسی خوبی کے ساتھ تحریر ہوئی ہے کہ گویا مہاراجہ رنجیت سنگھ
کے وقت کے واقعات اسکے مطالعے کے وقت برائے العین شایق کو نظر آجاتے
ہین اور ماضی کے واقعات حال کے پیرایہ مین جلوہ گر ہو کر طراوت بخش دیدہ
اہل بصیرت ہوجاتے ہین - اُسکے اختتام وطبع کے بعد تاریخ پنجاب ایک
عام تاریخ ریاستہاے پنجاب کی لکھی گئی اسمین بابا نانک کے وقت سے سکھون
کے دسون گوروؤن و جانشینون کا مفصل حال اور سکھون کی بارہ مثلون
کے ظہور کی مشرح تشریح اور سابق وموجودہ حال ریاستون کا ذکر اور خاندان مہاراجہ
رنجیت سنگھ اور اُن کے ظہور و عروج و ترقی و زوال کا تمام و کمال حال و ریاست
موجودہ جمون وکشمیر کی من وعن کیفیت نثر بزبان اردو تحریر ہوئی یہہ کتاب

دو بار طبع ہو چکی ہے پہلے چھاپہ مین سے چار سو پچاس جلدین تو چند بار کرکے سرکار
دولتمدار نے ہی خرید کر لین تھی اور اب کے چھاپہ ایکسو جلدین محکمۂ ڈائرکٹر صاحب بہادر
مین طلب ہوئی ہین - اُسکے پیچھے نگارین نامہ المعروف ہیر رانجھا ایک نسخہ منظوم
فارسی بہ تتبع عزنامی مولانا عبدالرحمان جامی مصنف یوسف زلیخا تحریر ہوا ہے اور
داستان دو عاشقان جانباز ہیر اور رانجھا کا اُسمین بیان کیا گیا ہے یہ وہ
عجیب و غریب داستان ہے جو پنجاب کے ملک مین نیک و بد خورد و کلان امیر
فقیر کی زبان پر ہے کوئی ایسا بشر نہین جو ان کے عشق و محبت سے واقف نہو گا
اکثر کتابین اس داستان کے بیان مین پہلے بزبان پنجابی تصنیف ہو چکی ہین مگر
سوائے پنجابیون کے اور کوئی صاحب زبان اُس سے مستفید نہین ہو سکتا تھا
اسلئے راقم نے وہ کتاب بزبان فارسی لکھی تاکہ ہر ایک ملک کا آدمی اُس سے
بہرہ یاب ہو یہ نگین نظم ابھی پہلی دفعہ چھپ چکی ہے یقین ہے کہ منظور نظر اہل
بصیرت ہوگی چونکہ آجکل کوئی مسودہ تصنیف کا زیر قلم نہ تھا بعض دوستان
صداقت کیش و محبان محبت اندیش مکلف حال نیاز مآل ہوئے اور فرمایا کہ تم بفضل
ربانی و تفضلات سبحانی تیس برس سے افسر و سرپرست محکمہ بارک ماسٹری ہو مکانات
قدیمہ و جدیدہ موجودہ شہر لاہور کا حال جیسا تمکو معلوم ہے کسیکو نہین بڑی بڑی
عمارتین سرکاری جو فی الحال باعث زیب و زینت و فخر و افتخار شہر لاہور مین
سب تمہارے ہاتھ سے تعمیر ہوئی ہین ایسی حالت مین نہایت ضرور ہے کہ
ایک تاریخ خاص شہر لاہور کی جسمین مفصل حالات مکانات قدیمہ و جدیدہ
اندرونی و بیرونی شہر ہون لکھی جائے تاکہ یہ تاریخ اور تو الیف و تصانیف
کی طرح تمہارے نام سے زمانہ ناپائدار مین یادگار رہے پس راقم نے بتعمیل فرمان
محبان محبت عنوان کمر ہمت کی چست باندھکر اسکا مسودہ ہی لکھنا شروع کیا و بعد دریافت

و تلاش ضروری حال ہر ایک مکان کا لکھکر یہ مجموعہ بنایا تاریخ لاہور نام رکھا چار حصوں مین تقسیم کیا + **پہلا حصہ** - اس ذکر مین کہ شہر لاہور کب آباد ہوا کس نے آباد کیا کون کون وقت اسکی آبادی مین ترقی ہوئی اور کس کس زمانہ مین غارت و انہدام کے صدمے پہنچتے رہے اور اس وقت اسکی کیا صورت ہے کون کون قومین اس مین رہتی ہین اور مشہور رؤسا و حکما و فضلا و علما و اطبا و شعرا وغیرہ صاحبان کسب و ہنر کون ہین خاندانہاے قدیمہ و جدیدہ مین سے کون کون شخص لایق اعزاز و صاحب تکریم ہے + **دوسرا حصہ** - اس ذکر مین کہ عہد سلطنت چغتائی مین جب لاہور کی آبادی کی ترقی قدیمہ حصار کے باہر ہوئی تو کس سمت کو ہوئی اور اس آبادی کے مشہور محلے کون تھے اور اُن محلوں مین نامور مکانات اور کٹڑے کہان کہان اور کس کس امیر کے تھے اور اُن مکانات کا کوئی نشان اب بھی باقی ہے یا نہین + **تیسرے حصہ** - مین تشریح اُن مکانات اندرونی و بیرونی شہر لاہور کی جو زمانہ سلف یا حال مین تعمیر ہوئے اور ابتک موجود ہین از قسم عمارات حویلی و باغچہ و مقبرہ و مسجد و مندر وغیرہ یہ حصہ تین قسم پر منقسم ہے + **پہلی قسم** مین ذکر اُن مکانات کا ہے جو ہندوؤن کے مذہب سے متعلق ہین یعنی شوالہ و ٹھاکردوارہ و دیوی دوارہ وغیرہ **دوسری** مین تشریح اُن مکانات کی جو ملت اسلام سے علاقہ رکھتے ہین مثل مسجد و خانقاہ وغیرہ **تیسری قسم** مین تفصیل اُن مکانات کی جو کسی مذہب و ملت سے علاقہ نہین رکھتے مثل حویلی و باغ و کٹڑہ وغیرہ اور واضح رہے کہ تیسرے حصہ کے تینوں اقسام دو دو فصل پر منقسم ہین ایک مین شہر کے اندرونی مکانات کا ذکر ہے دوسرے مین بیرونی کا + **چوتھا حصہ** اُن مکانات کے ذکر مین جنکی تعمیر بعہد سلطنت انگریزی بحکم سرکار ذوی الاقتدار ہوئی مثل کوتوالی و کچہری عدالت ضلع و ہسپتال و

کالج وغیرہ - اگرچہ اس کتاب کے مندرجہ حالات کی تلاش و تحقیق مین بہت سی عرقریزی و محنت مولف کی طرف سے وقوع مین آکر یہ عجیب و غریب مجموعہ لکھا گیا ہے مگر عند المطالعہ اگر مورخان ذی استعداد و منشیان عطارد رقم اسکے کسی تاریخی حال یا تحریر مین نقص پائین تو از راہ پردہ پوشی اصلاح فرمائین کیونکہ

آدمی از سہو خطا پاک نیست ✣ آب روان بے خس و خاشاک نیست

قطعہ تاریخ تصنیف کتاب از مصنف سلمہ اللہ تعالیٰ

یہہ تاریخ لاہور لکھی گئی ہے
جو تھا ماضی اور حال کا حال سارا
بصدق و صفا راست لکھا گیا ہے
خدا یا ہین اسکے تازہ مضامین
جو طبائع ہیں اسکو مطبوع سمجھین
کوئی دیکھکر اسکو ہر وقت خوش ہو
بتقدو دل و جان زمانہ ہو سارا
یہہ ہے مصرع سال تاریخ ہندی

بہت خوشنما بلکہ نور علی نور
بکلک فصاحت ہوا اسمین مسطور
ہوا ہے جو ذکر اسمین مشہور و مذکور
بہر جا و ہر ملک و ہر شہر مشہور
جو اہل نظر ہین کرین اسکو منظور
کوئی ہو بہر حال پڑھ پڑھ کے مسرور
اسیکا خریدار نزدیک و دور
۱۸۸۴
کہ ہے جوہر عقل تاریخ لاہور

پہلا حصہ

اس ذکر مین کہ شہر لاہور کب آباد ہوا کس نے آباد کیا کون کون وقت اسکی آبادی مین ترقی ہوئی اور کس کس زمانہ مین غارت و انہدام کے صدمے پہنچتے رہے اور اسوقت اس کی کیا صورت ہے کون کون قومین اس ملک مین رہتی ہین مشہور روساء و حکما و فضلا و علما و اطبا و شعرا وغیرہ صاحبان کسب و ہنر کون ہین

خاندان قدیمہ و جدیدہ مین سے کون شخص لایق اعزاز و مستحق تعظیم و تکریم ہے +

شہر لاہور

یہہ شہر دارالحکومت و دارالسلطنت ملک پنجاب کا ہے دریاے راوی کے بائین کنارے پر بفاصلہ دو میل آباد ہے صدہا سال سے یہی شہر خطہ پنجاب کا حاکم نشین اور صوبہ کا مقام رہا ہے کبھی تغیر و تبدل نہین ہوا اگرچہ شاہان چغتائی کی عملداری سے پہلے پنجاب کا دارالحکومت دیپالپور تھا اور سلاطین تغلقیہ و خلجیہ و لودیہ وغیرہ کے عہد مین بھی دیپالپور ہی دارالحکومت تصور کیا جاتا تھا مگر بابریہ و ہمایونی عہد مین شہر لاہور ہی دارالسلطنت قرار پایا اور حاکم نشین ہونے کے سبب رونق اس کی روز بروز بڑھتی گئی پہلی تاریخون مین اسکا نام کہین لہاور اور کہین لہانور اور کہین لوپور اور کہین لاہور تحریر ہے امیر خسرو دہلوی نے بھی اپنی مصنفہ کتاب قران السعدین مین اس شہر کا نام لاہور درج کیا ہے اور فرمایا ہے + از حد سامانہ تا لاہور + ہیچ عمارت نہ مگر در قصور + اس سے معلوم ہوا کہ آٹھوین صدی ۸۰۰ھ ہجری کی ابتدا مین جب امیر خسرو شاعر نامور دہلوی زندہ تھا تو نام اس شہر کا لاہور ہی تھا کتاب فوائد الفوائد ملفوظ شیخ المشایخ نظام الدین بداونی دہلوی مین اس شہر کو لہانور کے نام سے یاد کیا گیا ہے ۔ اس شہر کے بانی کا نام بسبب گزر جانے مدت دراز کے بخوبی معلوم نہین ہوتا اور نہ بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ پہلے پہل اس نامور شہر کی بنیاد کس نے رکھی ہے کیونکہ کتب تواریخ مین مختلف روایتین لکھی ہین عموماً مشہور ہے کہ مہاراجہ رامچندر اوتار کے فرزند مسمی لو نے یہ شہر آباد کیا اور لوپور نام رکھا تھا ۔ صدہا بلکہ ہزارہا سال کی مدت گزرنے کے سبب سے

لوپور کا لفظ بگڑکر لاہور مشہور ہوگیا بلکہ صاحب خلاصۃ التواریخ بھی اسی قول
تصدیق کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ لو اور کش دو فرزندان دلبند مہاراجہ
رامچندر اوتار کے تھے جب وہ دونو پنجاب مین رونق افزا ہوئے تو لو نے
لوپور یعنی لاہور اور کش نے کشور یعنی قصور آباد کیا مگر شیخ احمد زنجانی صاحب
رسالہ تحفۃ الواصلین جسنے وہ کتاب ۴۳۵ ہجری عہد سلطان مسعود
غزنوی مین بمقام لاہور اس شہر کے علما و فضلا کے حال مین لکھی ہے -
صاحب خلاصۃ التواریخ کے قول کے برخلاف لکھتا ہے کہ اس شہر کو اول
اول راجہ پریچھت نے جو پانڈوان کی اولاد سے بڑا راجہ تھا آباد کیا کچھ
مدت کے بعد قحط وغیرہ صدمات سے یہ بستی ویران ہوگئی اور صدہا سال
تک ویران رہی جب راجہ بکرماجیت کا وقت آیا تو اُسکے حکم سے دوبارہ اسکی
آبادی کی بنیاد قائم ہوئی - ابھی آباد ہونے نہین پایا تھا کہ بکرماجیت مرگیا
اور سمندپال جوگی تخت نشین ہوا اُسکے وقت مین آبادی اسکی باتمام پہنچی
اور سمندپال نگری نام رکھا گیا - وہ آبادی بھی مدت مدید تک قایم رہی من بعد
جب راجہ دیپ چند دہلی کے تخت پر بیٹھا تو اُس نے پنجاب کا علاقہ اپنے برادرزادے
لوہارچند کی جاگیر مین دیدیا جب اُسکا کامل تسلط پنجاب پر ہوگیا تو اُس نے
اس شہر کو دارالحکومت بنایا اور اسکی آبادی و ترقی مین بہت کوشش کی اور
سمندپال نگری نام موقوف کرکے لوہارپور نام اپنے نام پر رکھا حودت مدید
مین بکثرت استعمال بگڑکر لاہور مشہور ہوگیا جب اسلام کا زمانہ آیا اور مسلمان
بادشاہون نے غربی ملکون مین قوت حاصل کی تو سلطان محمود سبکتگین غزنوی
نے پنجاب پر حملہ کیا اُسوقت بھی اس شہر کا نام لاہور ہی تھا اور راجہ
جیپال برہمن پنجاب کا فرمان فرما لاہور مین صاحب تخت و تاج تھا جس کی

لڑائیاں سلطان سبکتگین اور اُسکے فرزند سلطان محمود غزنوی کے ساتھ ہوئی تھین پہلے اس شہر کی کھلی آبادی تھی فصیل شہر پناہ نہ تھی اکبر بادشاہ نے اسکے گرد پختہ حصار بنوایا فصیل کی دیوار بہت بلند اور چوڑی تعمیر کی ایک ایک دروازہ کے درمیان دس دس برج کلان بنوائے دروازے پختہ تعمیر کرکے قلعہ بھی پختہ بنوایا وہ فصیل اخیر سلطنت سکھی تک قایم رہی انگریزی عہد مین اسقدر بلند فصیل فضول متصور ہوکر پہلے بقدر نصف کے گرائی گئی دوسری دفعہ باقی ماندہ گرا دینے کا حکم ملگیا اور اُسکی جگہ ایک مختصر دیوار پختہ بنوا دی گئی جو اب موجود ہے + اس شہر کے بارہ دروازے اور ایک چھوٹا دروازہ ہے جسکو موری دروازہ کہتے ہین۔ **اول دہلی دروازہ** ۔ یہ دروازہ مشرق کی سمت گویا شہر دہلی کی طرف ہے اسلئے اسکو دہلی دروازہ کہتے ہین لاہور کے نامی دروازون مین سے یہ دروازہ ہے اور آمد و رفت لوگون کی بکثرت ہے کیونکہ اسی دروازہ کے باہر سٹیشن ریلوے بنایا گیا ہے اور اسی سمت کو بڑے بڑے شہر امرتسر و جالندہر وغیرہ مین ریل پر سوار ہونے والے مسافر اور تجار سب اسی دروازے سے نکلتے ہین اور جو باہر سے آتے ہین اسی سے داخل شہر ہوتے مین اسی دروازے کے اندر سے سیدھی سڑک قلعہ کو جاتی ہے مسجد وزیر خان جو ایک نامی عمارت و باعث اقتدار شہر ہے اسی دروازے کے اندر ہے سرائے وزیر خان و حمام وزیر خان جو مسجد کے اوقاف مین سے شمار ہوتا ہے اسی دروازے کے پاس ہے پرانی عمارت اکبری اس دروازے کے انگریزی عہد تک موجود تھی مگر نہایت بوسیدہ و خراب اور دروازہ پست و زمین دوز ہوچکا تھا یہانتک کہ ہاتھی کا مع عماری گذرنا محال تھا سرکار انگریزی نے بنظر رفع اس تکلیف کے پہلے دروازے کو

گرا دیا اور محمد سلطان ٹھیکہ دار کی معرفت عمارت موجودہ حال بنوائی یہ دروازہ دو منزلہ نہایت مقطع بنایا گیا ہے دونو طرف دروازے کے دو منزلہ عالیشان عمارت ہے اور وسط مین دروازہ ہے نیچے کی دو طرفہ مکانات مین پولیس کے سپاہی رہتے ہین اور اوپر کی منزل مین ایک طرف تو مکان نشست و کچہری صاحبان آنریری مجسٹریٹان و میونسپل کمیٹی کے ممبرون کے اجلاس کے لئے مکلف و مصفا بنا ہے جسمین کچہری ہوتی ہے اور دوسری طرف پولیس کے افسر رہتے ہین جنکی تعیناتی دروازے کی حفاظت پر ہوتی ہے - **دوم اکبری دروازہ** اس دروازے کو بادشاہ وقت محمد جلال الدین اکبر نے اپنے نام سے موسوم کیا اور ہر قسم کے غلہ کی منڈی اس دروازے کے اندر مقرر فرما کر اسکو بھی اکبری منڈی کے نام سے موسوم کیا چنانچہ اب تک دروازہ اور منڈی دونو اکبر کے نام سے موسوم ہین یہ دروازہ بھی خستہ و بوسیدہ ہو چکا تھا اور سرکار انگریزی کے عہد مین قدیمی قطع پر از سر نو بنایا گیا - **تیسرا موتی دروازہ** المعروف موچی دروازہ یہ دروازہ موتی رام جمعدار ملازم اکبری کے نام سے موسوم ہے جو تمام عمر اس دروازے کی حفاظت پر تعینات رہا تھا مدت العمر کی ملازمت کے سبب سے اس دروازے نے بھی موتی کے ساتھ پوری نسبت پیدا کر لی اور ہمیشہ کے لئے موتی بنگیا سکھی عہد مین موتی کے نام سے بدلکر موچی مشہور ہوا اب بھی موچی دروازہ مشہور ہے اس دروازے کی شرقی دالان مین ایک قبر چھوٹی سی زمانہ سلف کی پختہ بنی ہوئی موجود ہے لوگ مشہور کرتے ہین کہ یہان کسی شہید کا سر مدفون ہے اب سرکار انگریزی کے حکم سے یہ دروازہ مع دونو برجون کے گرا دیا گیا اور اینٹین فروخت کر دی گئی ہین یقین ہے کہ عنقریب نیا دروازہ تعمیر ہوگا + **چوتھا شاہ عالمی دروازہ** - یہ دروازہ

شاہ عالم بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے کے نام سے موسوم ہے پہلے اسکا نام کچھ اور تھا چند نون مین بادشاہ لاہور مین آیا تو چاہا کہ اکبر بادشاہ اپنے جد اعلیٰ کی طرح ایک دروازہ اس شہر کا اپنے نام سے موسوم کرے اور اپنی رونق افزا ہونے کی یادگار لاہور مین چھوڑ جائے اُس نے یہ تجویز قائم کرکے منادی کرا دی کہ آیندہ یہ دروازہ شاہ عالمی پکارا جائے چنانچہ اُس روز سے آجتک شاہ عالمی دروازہ کہلاتا ہے یہ دروازہ بھی انگریزی عہد مین دوبارہ پہلے دروازے کی قطع پر تعمیر ہو چکا ہے۔ **پانچوان لہاری دروازہ**۔ اصلی نام اسکا لاہوری دروازہ ہے غلط العام لہاری دروازہ مشہور ہے اس دروازے کو خاص لاہور کا دروازہ تصور کرنا چاہیئے اور زور آبادی اہل اسلام سے اسی نام سے موسوم ہے باعث یہ ہوا کہ جب سلطان محمود غزنوی نے چاہا کہ راجہ جیپال بن انگپال بن جیپال بن جے پال کو لاہور سے بیدخل کرکے پنجاب کا علاقہ اپنے ماتحت کرلے تو راجہ جیپال چند ماہ تک اس شہر مین محصور ہو کر لڑتا رہا آخر بھاگ گیا محمود نے شہر کو آگ لگا دی رعایا کو قتل کیا جس سے شہر بالکل ویران و برباد ہو گیا رعایا کچھ تو قتل ہوئے اور کچھ بھاگ گئے چند سال یہ شہر غیر آباد رہا آخر جب ملک ایاز پنجاب کے انتظام کے لئے نامور ہوا تو اُس نے شہر کو دوبارہ آباد کرنا چاہا سب سے اول آبادی شہر کی اسی محلہ سے شروع ہوئی جسکو لاہوری منڈی کہتے مین اور سب سے اول یہی دروازہ تعمیر ہوا جسکا نام لاہوری دروازہ رکھا گیا اس دروازے کی عمارت سابقہ نہایت بوسیدہ تھی صاحبان انگریز نے ازسرنو قدیمی قطع وضع پر اسکو بنوایا جو اب تک موجود ہے۔ **چھٹا موری دروازہ**۔ یہ چھوٹا سا دروازہ لوہاری اور بھاٹی کے درمیان

فصیل کے برج کے گوشہ مین بنا ہوا تھا قدیمی دروازہ تو بہت چھوٹا تھا
جسمین اسپ سوار کا گذر بشکل ہوتا تھا گذرنے کے وقت بہر حال سوار کو
زین تک گردن اوٹھانی پڑتی تھی سرکار انگریزی کے وقت یہ دروازہ کشادہ
کردیا گیا جس سے یہ صورت دروازہ کی ہنگئی اور اِس لایق ہوگیا کہ گاڑی اونٹ
گھوڑا اُس سے بخوبی گذرجائے یہ دروازہ بھی موری دروازے کے
نام سے بعہد ملک ایاز موسوم ہوا اسواسطے کہ جن دلون مین بعہد راجگی
راجہ جیپال سلطان محمود نے شہر کو محصور کیا ہوا تھا راجہ تو شہر سے بیجنر
بھاگ گیا مگر شہر کے لوگ بدستور لڑتے رہے سلطان چاہا کہ شہر
مین داخل ہوکر شہر والون کو سزا دیوے مگر کسی راستہ سے دخل نملا
آخر اِس مقام سے دیوار ون کو گرا کر داخل شہر ہوا اتلک ایاز نے جب
پھر شہر کو آباد کیا تو فتح کی یادگار کے طور اِس جگہہ دروازہ قایم کردیا اور بہ
بسبب اِسکے کہ چھوٹا دروازہ تھا موری دروازہ نام رکھا کیونکہ موری پنجابی
زبان مین اُس بدررو کو جسمین سے پانی گھر کا نکلتا ہو کہتے ہین **ساتوان**

بھاٹی دروازہ یہ دروازہ بھاٹ کی قوم سے منسوب ہے جو بعد
آبادی ایاز کے اِس دروازہ کے اندر یکجا آباد ہوئے تھے اور صدہا
سال آباد رہے اسواسطے یہ دروازہ اُن کے نام سے موسوم ہوگیا اگرچہ
اوس محلہ مین کوئی بھاٹ قیام پذیر نہین ہم آن فتح شکست و آتش ساقی
نماند کا نقش نمودار ہے مگر نام قوم بھاٹ کا ابتک لیا جاتا ہے کیونکہ
بوقت آبادی اُنھون نے حاکم سے شرط کرلی تھی کہ ہم اِس شہر یہ اپنا محلہ اِس
موقع پر کرتے ہین کہ دروازہ ہمارے نام سے موسوم ہو چنانچہ حاکم نے منظور
کرکے یہ دروازہ اُن کے نام سے موسوم کردیا **قطعہ**

کام کیہ ایسا کہ تیرے بعد بھی * نیکنامی مین تیرا روشن ہو نام
یادگار اپنی کوئی دنیا مین چھوڑ * جسنے تمکو یاد رکہین خاص و عام
نام قایم ہو قیامت تک تیرا * ذکر جاری ہر جگہہ ہو صبح و شام

یہ دروازہ بھی پرانا ہو گیا تھا صاحبان انگریز نے اسکو اگرا کر انگریزی قطع کا بنوایا ہے **آٹھوان ٹکسالی دروازہ** شہر لاہور کی غربی فصیل مین صرف یہی دروازہ ہے جسکو ٹکسالی کہتے ہین اسلئے کہ شاہان سلف کے عہد مین اس دروازہ کے اندر ونی شاہی میدان مین دار الضرب شاہی ایک عالیشان مکان بنا ہوا تھا اور اسی جگہہ ہر ایک کا سکہ سکونک و مضروب ہوتا تھا اس ٹکسال کے سبب سے اسکا نام ٹکسالی دروازہ مشہور ہوا اب اگرچہ انقلاب زمانہ نے اس ٹکسال کی بیخ و بنیاد باقی نہین چھوڑی مگر بقیہ مسجد ٹکسال کا باقی ہے جسکے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہ کاشی کار عمدہ مسجد بنی ہوگی **نوان روشنائی دروازہ** یہ دروازہ مسجد بادشاہی اور قلعہ لاہور کے درمیان ہے چونکہ یہ سبب مسجد شاہی اور دروازہ غربی قلعہ لاہور کے آمد و رفت ملازمان شاہی اس دروازہ کے اندرونی میدان اور باہر روز مرہ بادشاہی حکم سے روشنی ہوا کرتی تھی اس سبب سے یہ دروازہ روشنائی دروازہ کہلاتا تھا اور اب تک اسی نام سے موسوم ہے یہ دروازہ اصل مین قلعہ کا دروازہ ہے مگر بسبب اسکے کہ قلعہ کی غربی دیوار کے باہر اور فصیل شہر کی دیوار کے اندر ہے شہر کا دروازہ گنا جاتا ہے **دسوان مستی دروازہ** یہ دروازہ بھی ایک شاہی ملازم کے نام سے مشہور ہے جسکا نام مستی بلوچ تہا اور حفاظت اسکی بادشاہ کے حکم سے اوسکے سپرد تھی اور

او مدت العمر اسی خدمت پر مامور رہی اوسکی قدامت اور نیکو خدمتی کا یہ نتیجہ ہوا کہ
اوسی نام سے یہ دروازہ اُسکے نام سے ہمنام کیا گیا تا کہ اُسکا نام تا قیام دروازہ
زندہ رہے یہ پُرانا دروازہ اب بحکم حکام انگریزہ گرایا گیا اور مختصر پہاٹک اوسکی
جگہ بنایا گیا ہے **گیارھوان کشمیری دروازہ** یہ دروازہ
کشمیریون کے نام سے منسوب ہے اِسلئے کہ رُخ اِس دروازہ کا کشمیر کی
سمت ہے جیسے کہ دہلی دروازہ دہلی کے سمت ہونے کے سبب سے
دہلی دروازہ کہلاتا ہے یا یہہ سبب ہوگا کہ بوقت آبادی شہر کے جسطرح کہ
بہاٹی دروازے کے پاس بہاٹ قیام پذیر ہوئے تہے اِس جگہ کشمیریون کو
آباد کیا گیا ہوگا یہ دروازہ بھی نہایت بوسیدہ اور خستہ حال تہا سرکار
انگریزی نے انگریزی وضع اور دروازہ بہاٹی کی قطع پر اب بنوایا ہے **بارہوان**
خضری دروازہ وجہ تسمیہ اِس دروازہ کا یہ ہے کہ زمانہ سلف مین
دریاے راوی شہر کے بہت نزدیک بہتا تھا خصوصاً اِس دروازہ کے آگے
کشتی پڑتی ہتی چونکہ خواجہ خضر کو دریاؤن کے ساتھ کمال نسبت ہے اور میر البحر
اون کا خطاب ہے بسبب قرب دریا کے اِس دروازہ کا نام خضری
دروازہ رکہا گیا مگر اب لوگ اسکو شیران والہ دروازہ کہتے ہین
باعث یہ ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت ہمیشہ دو شیرون کے پنجرے
اِس دروازہ کے اندر رکھے رہتے تہے اور خبرگیری شیرون کی محافظان
دروازہ کے متعلق تہی انگریزی عہد مین وہ پنجرے اٹھوائے گئے مگر
دروازے کا نام شیران والہ دروازہ بحال رہا **تیرہوان ذکی**
دروازہ المعروف **ذکی دروازہ** یہ دروازہ پیر ذکی شہید کے نام
سے مشہور ہے جنکے سرکی قبر مین دروازے کے اندر ہے اور

جسم بے سر کے قبر شہر کے اندر ایک طویلہ ہین جو اس دروازے کے پاس ہے واقع ہے دونو جگہ قبرین بنی ہین اور اعتقادمند لوگ آکر فاتحہ کہتے ہین یہ بزرگ مغلیہ محاصری کے وقت اِس دروازے کا محافظ تھا جب شہر فتح ہوا اور رحایا قتل ہوئی تو اسنے بکمال دلاوری دشمنون کا مقابلہ کیا اور دروازے کے اندر شہید ہوا مشہور یون ہے کہ بیرزدکی کا سر گردن سے جدا ہوگیا تو جسم بے سر اُس مقام تک دشمنون سے لڑتا چلا گیا جہان اب جسم بے سر کی قبر شہر کے اندر ہے اور دونون قبرین اب زیارتگاہ خاص و عام ہین یہ دروازہ بھی بسبب کہنہ اور بوسیدہ ہوجانے کے اب گرا دیا گیا ہے عنقریب دوبارہ تعمیر ہوگا + مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت بنظر استحکام فصیل و شہرپناہ لاہور کی ہمیشہ مرمت دیوار فصیل اور دروازون کی جاری رہتی تہی اور چارون طرف شہر کے پختہ خندق نہایت گہرائی بنوائی گئی تہی اور ہر ایک دروازے کے لگے خندق پر پختہ پل بنواکر دوسرا پختہ دروازہ تعمیر کیا گیا تھا دہرے دہرے دروازون اور خندق اور دہول کوٹ و پختہ دمدمون سے اسقدر استحکام شہر کو حاصل تھا کہ غنیم کبھی شہر پر متصرف نہین ہوسکتا تھا جب انگریزی امن کا وقت آیا تو دوہرے دروازے گرا دئے گئے خندق کی اینٹین نکلواکر مٹی سے بہرائی گئی اور اسی زمین پر باغچے لگا دئے گئے نہر جاری کی گئی جس سے اب شہر کا نواح باغ بہشت بنگیا ہے ملک ایاز کی آبادی کے بعد بھی یہ شہر کبھی ترقی اور کبھی تنزل کی حالت مین رہا اسکی آبادی کی بڑی ترقی عہد سلطنت اکبری و جہانگیری و شاہجہانی و عالمگیری ہوئی اور بڑے بڑے محلے بیرون حصار قدیم آباد ہوگئے عالمگیر کی سلطنت کے بعد اس کے

تنزل کا زمانہ شروع ہوا ضعف سلطنت و بادشاہ گردی نے وہ آفتین برپا کین کہ سکھون نے لوٹ کر اسکو برباد کر دیا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت اگرچہ بیرونی ویران شدہ محلون مین سے کوئی آباد نہوا مگر حصار کے اندرونی شہر کی آبادی اچھی طرح سے ہوگئی تھی بڑے بڑے صدمے قتل و غارت و تاراج کے جو مختلف زمانون مین اُسپر آتے رہے اُنکا بیان جس قدر دریافت ہوا ہے اس موقع پر درج کیا جاتا ہے ❊

پہلا صدمہ جو شہر لاہور پر آیا

اسلامیہ سلطنت کے آغاز مین پہلا صدمہ شہر لاہور پر سلطان محمود غزنوی کی یورش مین پہنچا یہ حملہ اُس نے راجہ جیپال بن انندپال بن جیپال برہمن والی لاہور کے وقت ۴۱۳ ہجری مین کیا باعث رنجیدگی کا یہ ہوا کہ جب راجہ قنوج محمود کے متواتر حملون سے تنگ آگیا تو اطاعت منظور کر لی اور مطیع الاسلام رہنے کا اقرارنامہ لکھ دیا اس بات سے سب ہند کے راجا خصوصاً راجہ کالنجر اُس سے ناراض ہوگئے اور الزام لگایا کہ اُس نے مسلمانون کی اطاعت کیون مان لی جب محمود نے ہند کو چھوڑا اور راجہ قنوج تنہا رہ گیا تو راجہ کالنجر اور راجون کی فوج کے ساتھ قنوج پر چڑھ آیا راجہ قنوج نے فوراً شتر سوار تیز رفتار غزنی بھیجا اور بادشاہ کو اپنی حمایت پر بلایا بادشاہ بھی بلا توقف یلغار آیا مگر اُسکے ہند مین داخل ہونے تک راجہ قنوج جنگ مین مارا جا چکا تھا یہ بات سنکر محمود کمال غضب مین آیا اور راجہ کالنجر کے علاقہ مین داخل ہوکر بہت سے گاؤن لوٹے بستیان اُجاڑین اور ارادہ تھا کہ راجہ کی ریاست گاہ مین

پہنچکر اُسکو سخت سزا دیوے مگر راہ مین غزنی سے قاصد آیا اور کوئی ایسی خبر
لایا کہ بادشاہ واپس جانا عین مصلحت سمجھا اور اُس مہم کو ناتمام چھوڑ کر واپس
ہوا جب لاہور پہنچا تو بسبب اسکے کہ راجہ جیپال بھی محمود کے خراج گذارون
مین تھا اور اُس نے محمود کے برخلاف راجہ کالنجر کی امداد کو فوج بھیجدی تھی
راجہ سے جواب طلب کیا راجہ کو یقین ہوگیا کہ سلطان اور راجہ کالنجر کا غضب
مجھپر نکالیگا مارے بغیر نہ چھوڑیگا لڑکر مرنا چاہیئے۔ چنانچہ مع فوج بارادۂ
جنگ میدان مین آگیا محمود کی فوج نے دو ایک حملون مین راجہ کی فوج کو
بھگا دیا اور راجہ شکست کھاکر شہر مین گھس گیا۔ چند روز دیوارون کی
پشت سے راجہ لڑتا رہا آخر پوشیدہ پوشیدہ بھاگ گیا اُسکے بھاگ جانے
کے بعد سلطان نے چاہا کہ شہر مین داخل ہو مگر رعیت غارت کے خوف
سے ممانعت پیش آئی اور چاہا کہ بلا عہد و پیمان امن و امان کے بادشاہ
شہر مین آئے بادشاہ کہ فتح کی شراب کے نشہ مین تھا رعایا کے عذرات
کب سنتا تھا کوئی عذر نہ سُنا اور حکم دیا کہ فوج داخل شہر ہو شہر والون
نے دروازے بند کر لئے اور لڑائی دوبارہ ہونے لگی چند روز کے بعد شہر والون
نے ناچار ہوکر دروازہ کھولدیا اور سلطان کے حکم سے غارت شروع ہوئی
مال لوٹ لیا گھر جلا دئے ہزارون آدمی قتل کرڈالے باقیماندہ بھاگ گئے
اور وہ نازنین شہر دو روز مین کھنڈر بنگیا محمود تو اس کام سے فارغ ہوکر غزنین
چلا گیا اور یہ شہر چند سال تک ویران پڑا رہا۔ من بعد جب ملک ایاز
بادشاہ کے حکم سے پنجاب کا حاکم بنا تو اُس نے اس شہر کی آبادی پر توجہ کی
اور فرمان اجازت سلطان سے حاصل کیا اور اس سرگرمی سے شہر بسایا کہ
چند سال مین وہ ویرانہ علما و فضلا کا معدن بنگیا اور مخدوم شیخ علی گنج بخش ہجویری

جیسے عالم فاضل ولی لوگ غزنی و غور وغیرہ ملکون سے آکر اسمین قیام پذیر ہوئے

دوسرا صدمہ

دوسرا صدمہ شہر لاہور پر خسرو ملک کے عہد مین آیا یہ بادشاہ خاندان شاہانِ غزنی سے آخری بادشاہ گنا جاتا ہے غوریون نے جب اس خاندان کو غزنی سے بیدخل کردیا تو خسرو شاہ خسرو ملک کے باپ نے پنجاب مین اپنی حکومت قایم کرلی وہ مرگیا تو خسرو ملک لاہور کے تخت پر بیٹھا اور پنجاب سے تھانیسر تک اُسکی حکومت قایم ہوگئی سلطان شہاب الدین غوری نے بہت دفعہ غزنی سے اسپر لشکرکشی کی اور یہ اپنی جوانمردی و کمال کوشش سے اپنا ملک اُسکے پنجہ سے بچاتا رہا آخری حملہ مین شہر کے محاصرے تک نوبت پہنچگئی اور خسرو ملک محصور ہوکر لڑتا رہا جب ناچار ہوگیا تو اطاعت منظور کی اور سلطان کے پاس حاضر ہوگیا سلطان نے اسکو قید کرلیا اور فوج غوریہ نے شہر مین داخل ہوکر غارت شروع کی تمام دن شہر لٹتا رہا صدہا بندگان خدا قتل ہوگئے شام کو امان کی منادی ہوئی اُس روز سلاطین غوریہ کی سلطنت کا ہند مین آغاز ہوا اور غزنویہ حکومت باختتام پہنچی +

تیسرا صدمہ

تاج الدین یلدوز بادشاہ کیچ مکران و سندہ و ملتان کے ہاتھ سے شہر لاہور پر آیا مجمل تذکرہ اسکا یہ ہے کہ جب سلطان شہاب الدین غوری نے دہلی وغیرہ علاقجات ہند کو فتح کرکے دہلی کا تخت سلطان قطب الدین ایبک اپنے غلام کے سپرد کردیا تو تاج الدین یلدوز دوسرے غلام کو حکومت کیچ و مکران

و سوران و سندہ کی وسیع سلطنت حوالے کردی چونکہ تاج الدین یلدوز امیدوار
تھا کہ دہلی کی بادشاہت مجھکو ملیگی یہ امر اُسکو ناگوار گزرا اور شہاب الدین
کے مرنے کے بعد اُس نے پہلے غزنی پر یورش کی اور قبضہ کیا پھر پنجاب کو آیا
اور چاہا کہ ہند کا تخت سلطان قطب الدین سے لے لے جب لاہور پہنچا
حاکم لاہور مقابلہ پیش آیا اور شکست کھاکر دہلی بھاگ گیا تاج الدین نے
بکمال بیرحمی شہر مین داخل ہوکر غارت شروع کی مگر کچھ نہ پایا کیونکہ رعایا نے
اسکی غارت کے خوف سے پہلے ہی اپنا اپنا مال شہر سے منتقل کر دیا تھا۔
پھر وہ آگے کو بڑھا سرہند مین سلطان قطب الدین ایک خونخوار لشکر کے
ساتھ دہلی سے آکر اُسکے مقابل ہوا بعد ایک سخت لڑائی کے تاج الدین نے
شکست کھائی اور غزنی کو بھاگ گیا قطب الدین نے اُسکا تعاقب غزنین
تک کیا اور وہ غزنین سے کرمان کو چلا گیا قطب الدین وہان سے
لاہور کو آگیا اور بہت سا روپیہ رعایا کو دیکر خوش کیا اور کثرت
داد و دہش سے سلطان لکھبخش خطاب لیا اور لاہور ہی کے مقام پر
گیند کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گرکر مرگیا۔ اُسکے مرنے کے بعد جب سلطان
شمس الدین التمش دہلی کے تخت پر بیٹھا تو تاج الدین کو پھر ہوس دہلی کے
تخت حاصل کرنے کی دامنگیر ہوئی اور کرمان سے آکر پہلے ملتان لے لیا پھر لاہور
آکر شہر کو لوٹا چونکہ اسوقت شمس الدین التمش دکھن کی مہم مین مصروف
تھا کوئی اُسکا مزاحم و مانع نہوا اور اُس نے دل کھولکر پنجاب کو غارت
کیا اور ستلج سے اُترکر بارادہ فتح دہلی سرہند مین قیام کیا اُدھر سے
سلطان شمس الدین بیشمار جرار فوج لیکر آپہنچا اور آپس مین سخت جنگ
ہوئی تاج الدین شکست کھاکر ملتان کو بھاگ گیا نظام الملک ابوسعید وزیر نے

ملتان تک اُسکا تعاقب کیا تو وہ سکھر مین جاکر قلعہ مین بیٹھ گیا وزیر نے سکھر
پہنچکر قلعہ کا محاصرہ کر لیا آمد رفت بند کر دی چند ماہ محاصرہ رہا جس سے
قباچہ الدین محصور نہایت تنگ ہوا اور کشتی پر سوار ہوکر چاہا کہ بھاگ جاوے
ملاحون نے ساتھ وزیر کی سازش تھی اُنہون نے کشتی گرداب مین ڈالدی خود
دریا مین کود پڑے گرداب مین پڑکر کشتی غرق ہوگئی اور تاج الدین مع اپنے
ہمراہیون کے دریا مین ڈوب گیا +

چوتھا صدمہ

یہ صدمہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے وقت ظہور مین آیا مجمل
کیفیت اسکی یہ ہے کہ اس سلطان کے وقت مغلیہ لشکر تیمور نام ایک میر کے
ماتحت چغتائی خان حاکم ماورالنہر کے حکم سے پنجاب مین آیا اُسوقت پنجاب
مین قحط پڑا ہوا تھا تسپر دشمن کی غارت و تاراج نے تمام خطہ کو برباد کر دیا ہزارون
گاؤن اور قصبے ویران ہوگئے شہر لاہور بھی اسوقت بے چراغ تھا اور لوگ
سب جان لے خوف سے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے چونکہ سلطان شمس الدین
التمش اسوقت گجرات کی مہم پر تھا پنجاب کی امداد وہ کچھ نکر سکا اور دشمن
نے بدلجمعی ملک کو لوٹا آخر جب شاہ نے گجرات سے فراغت پائی پنجاب کی
سمت توجہ فرمائی اور نہایت غضب و غصہ کی حالت مین لشکر جرار و فوج
خونخوار کے ساتھ دریاے ستلج پر آپہنچا اور ایسی سرگرمی کے ساتھ دشمن
سے لڑا کہ تاتاری فوج بھاگ نکلی ہزارون بہادر میدان مین کام آئے تیمور فوج
کا افسر پکڑا گیا چند ماہ مقید رہا آخر مسلمان ہوکر قید سے رہائی پائی اور
بادشاہی امراون کے سلک مین منسلک ہوا اس جنگ کے اختتام کے

بعد سلطان نے پنجاب کی بستیوں کو جو محض غیر آباد و بے چراغ ہو گئی تھین پھر آباد کیا لاہور کی رعیت بھی پھر بلا کر بسائی تاتاریوں کی لوٹ کا مال جسقدر ملا تھا پنجاب کی غریب رعایا پر تقسیم کر دیا اور بڑی فوج سرحد پر مامور کی اور وہ انتظام کیا کہ اُسکی زندگی تک پھر کوئی دشمن ممالک مغربی سے ہند پر حملہ آور نہوا +

پانچوان صدمہ

سلطان محمد تغلق کے وقت اس شہر پر آیا اور بیشمار تاتاری فوج غرب کی طرف سے آکر پنجاب مین داخل ہوئے دیپالپور و لاہور دونو شہر غارت ہوئے پنجاب کے حکام نے بہت کوشش کی اور چاہا کہ دشمن پنجاب سے نکلجائے مگر نہ نکل سکا آخر سب بھاگ کر دہلی کو چلے گئے اور تاتاریون نے نہایت اطمینان سے ملک کو لوٹا اور بارادہ تسخیر دہلی ستلج سے اُترے شاہ دہلی کے پاس اگرچہ فوج بہت تھی مگر کچھ نکر سکا اور بہت سا روپیہ حسب مصلحت وقت غنیم کو دیکر پیچھا اُچھڑایا اور دشمن سالم و غانم اپنے ملک کو لوٹ گیا جب تاتاری لشکر پنجاب سے نکل گیا بادشاہ پنجاب مین آیا رعایا کی آبادی مین بہت کوشش کی اور بہرام نام حاکم ملتان کو اس جرم مین گردن مارا کہ تاتاری لشکر اُسکے اشارے سے پنجاب مین آیا تھا +

چھٹا صدمہ

لاہور پر بعہد سلطنت فیروزشاہ باربک تغلق کے ظہور مین آیا یہ صدمہ بھی تاتاری مغلیہ لشکر کے حملے کے سبب وقوع مین آیا جو حسب العادت

وہ غارت وتاراج کے لئے پنجاب مین آموجود ہوا تھا بادشاہ اسوقت قلعہ
سری نگر کانگڑے کے محاصرے مین مصروف تھا پہلے اُس نے قلعہ فتح کیا
پھر پنجاب مین آیا اور ایک خونخوار جنگ کے بعد تاتاری لشکر کو پنجاب سے
نکالا اس مخمصہ مین لاہور کی رعایا کا نقصان بہت ہوا۔

ساتوان صدمہ

سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ باربک کے عہد مین مسمی سیکھا قوم گکھڑ مفسد
کے مفسدہ کے سبب سے لاہور مین آیا یہ شخص بڑا مفسد اور بہادر دل چلا
آدمی تھا اس نے ہزارہ کے متعلقہ علاقہ سے بڑے اجتماع کے ساتھ داخل
پنجاب ہوکر شاہی اہلکار ملک سے نکالدیئے ہزارون بستیان اُجاڑدین لاہور
کو بھی لوٹا محمد شاہ بادشاہ نے یہ حال سنکر شاہزادہ ہمایون اپنے بیٹے
کو ایک برجستہ فوج کے ساتھ پنجاب کو مامور کیا ابھی شاہزادہ پنجاب مین
داخل نہین ہوا تھا کہ بادشاہ مرگیا اور سلطان محمود شاہ ۷۹۶ھ مین تخت
نشین ہوا اُس نے اور فوج سیکھا گکھڑ کی سرکوبی کو بھیجی اور آپس مین سخت لڑائی
ہوئی اور سیکھا شکست کھا کر جمون کو بھاگ گیا اُنہین ایام مین شہزادہ
پیر محمد بن امیر تیمور نے ملتان لے لیا اور خود امیر تیمور پنجاب کے دامن کوہ
سے گزر کر دہلی پر دخیل ہوگیا ایسے وقت مین کہ دہلی کی بادشاہت مین کمال
ہرج واقعہ ہوگیا تھا سیکھا گکھڑ پھر کوہ جمون سے اُتر کر لاہور آپہنچا اور
دخیل ہوکر حکومت کرنے لگا جب امیر تیمور دہلی سے واپس آیا اور کوہ
جمون پر مقیم ہوکر سلطان سکندر بت شکن بادشاہ کشمیر کو خلعت دیا تو رعایا
پنجاب نے سیکھا کے قتل وتاراج کا استغاثہ امیر کے حضور مین کیا امیر

یہ حال سنکر کمال غضب میں آیا اور دس ہزار فوج جراسیکہ اکی سرکوبی کے لئے روانہ کی وہ فوج لاہور آپہنچی چونکہ لاہور کی رعایا سیکہا کے ظلم و تعدی سے بجان تنگ تھی سب امیری فوج کی امداد کو مستعد ہو گئی اور سیکہا لڑائی میں مارا گیا۔

آٹھوان صدمہ

یہ صدمہ سلطان مبارک شاہ بن خضر خان کے عہد میں شہر لاہور پر گزرا جو ہر ایک صدمہ سے بڑا شمار کیا جاتا ہے تشریح اس واقعہ ہایلہ کی یہ ہے کہ جب امیر تیمور صاحبقران گورگان بعد قتل سیکہا گھکڑ کے ہندوستان سے واپس گیا اور ہند کی سلطنت بطور نیابت خضر خان کے حوالے کی تو خضر خان کی زندگی تک گھکڑون کو بھی جرأت نہوئی مگر جب ۸۲۸ ہجری میں خضر خان مر گیا اور مبارک شاہ دہلی کے تخت پر بیٹھا ملک میں ہر جا نہ تازہ فساد پیدا ہولے تو بھی جسرت سیکہا گھکڑ کے بھائی نے بھی پنجاب میں بہت شور برپا کیا اور بہت سی فوج لیکر لاہور پر حملہ آور ہوا اس دشمنی سے کہ شہر والون نے اسکے بھائی سیکہا کو امیر تیمور کی فوج کے ہاتھ سے قتل کرا دیا تھا بکمال غضب و غصہ شہر کا محاصرہ نہایت سختی کے ساتھ کیا بادشاہی ناظم نے لڑائی میں شکست کھائی اور بھاگ گیا مگر شہر والے لڑتے رہے دو ماہ کے بعد شہر فتح ہوا اور قتل و غارت شروع کی ہزارون لوگ مارے گئے محلہ محلہ کشتون کے پشتے لگ گئے بڑی بڑی عمارتین جلائی اور گرائی گئین شہر ویران ہو گیا یہ شورش سنکر بادشاہ نے سلطان شاہ لودی حاکم سرہند کو نہایت تاکیدی حکم بھیجا کہ اپنی فوج لیجا کر جسرت کو پنجاب سے نکالدے مگر

پیغام بھیجا سکھون نے جواب دیا کہ اگر کریم داد خان پچاس ہزار روپیہ
نقد خالصجی کو کڑاہ پرشاد کے واسطے دیدیوے تو خالصجی نذرانہ
لیکر چلدیگا چنانچہ بعد جواب وسوال تیس ہزار روپیہ مقرر ہوا
اور سکھ تیس ہزار روپیہ نقد لیکر واپس چلے گئے دو ماہ کے بعد جب
احمد شاہ مرہٹون پر کابل فتح پاکر لاہور آیا تو شہر کی ایسی حالت دیکھکر
مارے غضب کے آگ ہوگیا اور سکھون کی گرفتاری کو چارون طرف فوج
بھیجی مگر کوئی نظر نہ آیا سب جنگلون مین روپوش ہوگئے آخر وہ غصہ
کریم داد خان پر نکالا کہ اس نے کیون تیس ہزار روپیہ سکھون کو
دیا اور اُسکو قید کرکے کابل کو بھیدیا اور خواجہ عبید خان ایک شاہی
امیر کو لاہور کی حکومت دیکر کابل کو چلا گیا +

تیرھوان صدمہ

خواجہ عبید خان کی تقرری کے بعد جب بادشاہ کابل کو گیا تو سکھی
فوجین پھر جا بجا پھرنے لگین چونکہ صوبہ لاہور کے پاس فوج بہت
کم تھی اس باب مین اس نے بادشاہ کی خدمت مین درخواست کی
اور بادشاہ نے کابل سے ایک امیر نورالدین خان نام جنگی فوج کے
ساتھ لاہور کو روانہ کیا جب وہ سردار چناب سے اُترا چڑت سنگھ
سکرچکیہ سکھون کی بڑے اجتماع کے ساتھ اُسکے مقابل ہوا جب یہ خبر
لاہور پہنچی خواجہ عبید خان اپنی فوج کے ساتھ نورالدین خان کی امداد
کو گیا اور جنگ مین شکست کھائی نورالدین خان تو بھاگ کر جمون چلا
گیا اور خواجہ عبید خان میدان مین کام آیا اُسکے مارے جانے کے
بعد کابلی مل نائب صوبہ نے صوبے کا کام اپنے ہاتھ مین لیا اُسکے

وقت پھر سکھون کی فوجون نے آکر لاہور کو گھیر لیا اور کابلی مل کو کہلا بھیجا کہ قصابان گاؤکُش کو جسقدر لاہور مین ہین ہمکو دیدو یا قتل کردو ورنہ ہم شہر کو لوٹ لینگے کابلی مل اس مین متامل ہوا آخر جب سکھ دہلی دروازے کو توڑکر شہر مین داخل ہوئے اور شہر لُٹنے لگا تو کابلی مل نے سکھون کا کہنا مانا اور چند قصابون کے ناک کان کاٹکر شہر سے نکال دیا اور بڑی رقم نذرانہ کی دیکر سکھون کو شہر سے نکالا ایسی ایسی خبرین سنکر احمد شاہ پھر غضب مین بھرا ہوا آیا اُسکے آتے ہی سکھ جنگلون مین ایسے نکل گئے کہ گویا سکھ پنجاب مین کبھی نہ تھے چارون طرف فوجین مامور ہوئین اور افغانون نے اُنکے مسکن و مکان ڈھونڈکر سراغ لگائے مگر کوئی سکھ دستیاب نہوا پندرہ روز بادشاہ شہر مین رہا آخر واپس چلدیا کابلی مل بھی بادشاہ کے ہمراہ چناب تک گیا بادشاہ کے شہر سے قدم باہر رکھتے ہی سکھ آموجود ہوئے اور شورش برپا ہوئی کہ کابلی مل کو پھر لاہور آنا مشکل ہوگیا اور نہ آسکا اُسکے پیچھے مسمیان لہنا سنگھ و گوجر سنگھ و سوبھا سنگھ تین سکھ سردار لاہور پر چڑھ آئے شہر والون نے بعد لینے قول و قسم اس بات کے کہ شہر لوٹا نہین جائیگا بلکہ رعایا کی حفاظت ہوگی شہر کا دروازہ کھولدیا سکھون نے شہر مین جاتے ہی غارت شروع کی جبتک تھک نہ گئے باز نہ آئے شہر کو لوٹکر تینون نے شہر کے تین حصے کر لئے اور اپنے اپنے حصے مین حاکم بن بیٹھے مدت مدید تک یہ انتظام رہا اور لاہور کی رعایا انکی ظالمانہ حکومت کی بلا مین مبتلا رہی اُنکے وقت اندرونی شہر بھی ایک حصہ آباد تھا اور دو حصے ویران باہر کی آبادیان تو جلکر خاکستر ہوچکی تھین آخر جب

مہاراجہ رنجیت سنگہ کا زمانہ آیا تو گویا شہر کے بخت جاگے اور آبادی ہونے لگی رفتہ رفتہ اندرونی شہر سب آباد ہوگیا بڑی بڑی حویلیان امرائے عظام کی تعمیر ہوئین مہاراجہ رنجیت سنگہ نے بھی اسکی آبادی مین بہت کوشش کی دوہرے دروازے بنوائے خندق کھدوائی دھول کوٹ تعمیر کیا فصیل کی مرمت کی غیر آباد محلون کی آبادی کا حکم دیا مہاراجہ کی وفات تک یہ شہر روز بروز آباد ہوتا گیا۔ مگر اُسکے مرنے کے بعد البتہ خفیف صدمے خود سکھی فوج کے ہاتھ شہر کو پہنچے ایک تو اُس روز جس روز مہاراجہ شیر سنگہ بخلاف رانی چند کنور و سرداران سندہانوالیہ باراده مسند نشینی لاہور آیا اور شام کے بعد دہلی دروازے سے معہ فوج داخل شہر ہوا تو سکھون نے دہلی دروازے سے قلعہ دوطرفہ بازار لوٹ لیا چہتہ بازار مین جہان جوتیان بکتی ہین آگ لگادی اور آٹھ روز تک سکھون نے منشیون کو لوٹا اس عداوت سے کہ یہ منشی دفتر مین نوکر ہوکر ہماری تنخواہ مین سے کاٹ قصور کرتے ہین اچھے اچھے عزت دار منشی ملازمان دفتر ملکی و فوجی لُٹ گئی بلکہ بہت سے مولوی ملان اس جرم مین غارت ہوئے کہ یہ لوگ منشیون کو پڑہاتے ہین سکہان فوج کوچہ کوچہ منشیون اور مولویون کے گھرون کو تلاش کرکے لوٹتے رہے دوسرا صدمہ مہاراجہ شیر سنگہ کے قتل کے وقت ظہور مین آیا اور سکھون کی فوج جب راجہ ہیرا سنگہ کے ساتھ قلعہ کے محاصرے کے لئے داخل شہر ہوئے تو وہ بھی قلعہ تک بازون کو لوٹتے گئے رعایا نے کوچہ بندیان بند کرلین جس سے شہر پر حسب دلخواہ ہاتھ فوج کا نہ پڑا۔ جب قلعہ فتح ہوا اور سرداران سندہانوالیہ مارے گئے اور فوج قلعہ

مین داخل ہوئے تو اپنے مالک کے خزانہ پر ہاتھ صفا کئے لاکھوں روپیے
کا پشمینہ وجواہرات وظروف نقرئی وطلائی و نقد وجنس تو شیجا نہ
توڑ کر لوٹا پھر جسر وزیر راجہ ہیرا سنگھ لاہور سے جموں خلاف مرضی فوج کے
بھاگا اور سکھوں نے تعاقب کر کے اُسکو قتل کیا تو جسقدر جواہرات
بیش قیمت واشرفی وغیرہ مال جو ہاتھیوں پر لاد کر ہیرا سنگھ جموں
لیچلا تھا سب سکھوں نے لوٹا ۔

صورت موجودہ شہر لاہور

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی چہل سالہ مدت عملداری مین یہ شہر لاہور بخوبی
آباد ہو چکا تھا بیرونی کھنڈرات کی اکثر زمینوں مین امراے دربار مہاراجہ
نے بڑے بڑے باغ بنوا لئے تھے تو بھی بہت سی زمین ناہموار وخراب پڑی
ہوئی تھی جہان پہلے بیرونی آبادیان آباد تھین اور خشت فروشان
شہر نے اُنکی دیوارون کی بنیادون کی اینٹین نکال کر مغاک بدستور
چھوڑ دئے تھے ۔ ہر چند چالیس سال تک بیرونی آبادیون کی بنیادین
سکھی عہد مین کھودی گئین اور بیس برس تک انگریزی عہد مین کھدتی
رہین مگر اینٹین ختم نہ ہوئین آخر صاحبان انگریز نے بڑے بڑے مغاک بند کرا کر
حکم دیدیا کہ کوئی شخص زمین سے اینٹ نہ نکالے کشمیر کے ملک سے
جو آفت زدہ کشمیری آئے وہ لاہور مین آکر اینٹون کے کھودنے اور
بیچنے مین مشغول ہوکے لکھ پتی بن گئے اکثر اینٹین کھودنے کے وقت
اُنکو دفینے بھی حاصل ہوتے رہے انگریزی عہد مین بھی شہر دارالحکومت
پنجاب کا قرار پایا بلکہ دہلی اس صوبہ کے ماتحت ہوگئی بعد انقراض
سلطنت سکھی کے جب صاحبان انگریز پنجاب کے مالک ہوئے تو سب سے

پہلے چھاونی فوج کی انارکلی کے مقام پر مقرر ہوئی بہت سی پختہ بارگین اور کوٹھیاں تعمیر ہوکر فوج کو رکھا گیا اور ایک پختہ بازار صدر بازار انارکلی کے نام سے موسوم ہوکر آباد ہوا یہ بازار طول مین لہاری دروازے سے لیکر دنتورہ صاحب کے پرانے بازار تک قریب ایک میل کے ہوگا شرق و غرب دونو طرف بازار کے باموقع دوکانین اور انکے اوپر نشستگاہین تعمیر ہوئین بڑی بڑی بارگین اور کوٹھیاں بنائی گئین بہت سے محلے بازار کے دوطرفہ آباد ہوئے سرکاری مکانات عجائب گاہ وغیرہ اسی بازار کے اندر بنوائے گئے اس بازار کی آبادی ابتدا سے آجتک بڑھتی چلی جاتی ہے گویا شہر کے باہر دوسرا شہر آباد ہوگیا ہے بڑے سوداگرون کی کوٹھیاں اور تاجرون کی دوکانین اس مین کھلی رہتی ہین لاکھون روپے کا بیوپار ہوتا ہے باوجودیکہ فوج کی چھاونی اس جگہ سے اٹھا لیگئی ہے تو بھی شہر کے قریب کے سبب سے اس بازار کی آبادی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ **دوسری** آبادی چھاونی میانمیر کی انگریزی عہد مین ظہور مین آئی اسلئے کہ انارکلی کا میدان سرکاری فوج کے قیام کے لئے مکتفی نتھا بنظر وسعت زمین کے میانمیر کے میدان مین چھاونی کی بنا ڈالی گئی اس موقع پر بھی ایک عالیشان بازار تعمیر ہوا ہے جسکو صدر بازار میانمیر کہتے ہین اور فوج کے رہنے کے لئے بڑی بڑی عالیشان بارگین بنائی گئین لاکھون روپے کی لاگت کی بیشمار کوٹھیاں صاحبان عالیشان کے قیام کے لئے تجویز ہوئین چند سال مین اسکی خوبی ایسی ترقی پر آئی کہ وہ تمام خطہ غیرت خلد برین ہوگیا میانمیر کی چھاونی کی آبادی کوسون مین پھیلی ہوئی ہے اور افسران فوج کی مقطع کوٹھیان اور حکام کے

بنگلے ایسے عمدہ بنے ہوئے ہین کہ دیکھکر انسان کا دل خوش ہوجاتا ہے۔
اسکے علاوہ انارکلی سے چلکر میانمیر کی چھاونی کی انتہا تک اور موضع مزنگ
وگڈھی شاہو و قلعہ گوجر سنگہ کے چارون طرف اتنی کوٹھیان اور باغیچے
تعمیر ہوئے ہین جو شمار کے اندازے سے باہر ہین اور آبادی حال کی
سابق آبادیون سے دوچند بڑہ گئی ہے شہر کے باہر کوسون تک
آبادی نظر آتی ہے شہر لاہور کی زیادہ ترقی کا باعث فی زماننا محکمہ ریل
ہے اور صاحبان ریل کی بیشمار کوٹھیان اور عالیشان سٹیشن ریلوے
نے آبادی کی زیب وزینت دوچند کردی ہے فی الحقیقت ایسا عالیشان
سٹیشن جیسا لاہور کا ہے کہین نہین بنایا گیا لاہور کے دہلی دروازے
کے باہر ہر دروازے سے زیادہ رونق و آبادی ہے جسکا بانی مبانی
محمد سلطان ٹھیکہ دار مرحوم تھا اُس نے زرکثیر خرچ کرکے ایسی عالیشان
وعمدہ و وسیع سرائے پختہ تعمیر کی جسمین ہزارہا مسافر ملکون کے آئے
ہوئے ہر روز آرام پاتے ہین سرائے کے باہر شمال کی سمت ایک پختہ
جدید بازار جسکو لنڈا بازار کہتے ہین ایسا منقطع آباد کیا جس سے سرائے
کی زینت دوچندان ہوگئی بازار کی دونو سمت پختہ دوکانین بنوائیں
ہر ایک دوکان آگے پختہ وپانڈے تعمیر کیئے اس سرائے و بازار کے
ساتھ ملا ہوا اسٹیشن ریلوے ہے دو وقتہ بلکہ ہر وقتہ مسافرون کی
آمد و رفت کے سبب اس سرائے و بازار مین ہمیشہ رونق رہتی
ہے خرید فروخت کا بازار گرم رہتا ہے + **شاہ عالمی** دروازے کے
باہر دیوان رتن چند کی سرائے اور تالاب نہایت عمدہ موقع پر بنا ہے
ہر ایک قسم کے اناج اور گھی اور تیل کی منڈی وہان لگتی ہے اور

دور دور کے سوداگر و بیوپاری وہان آکر قیام کرتے اور مال بیچتے ہین
تالاب ہر وقت پر آب رہتا ہے شہر سے غسل کرنے کے لئے ہزارون
زن و مرد وہان آتے ہین - بھاٹی دروازے کے باہر ایک عالیشان
سرائے اور عمدہ کوٹھی رائے میلارام ٹھیکہ دار نے بنوائی ہی جو نہایت مقطع
و عالیشان عمارت ہے کوٹھی مین تو میلارام خود رہتا ہے اور سرائے
مین لکڑی وغیرہ سامان پڑا رہتا ہے مسافرون کی آمد و رفت بسبب
اسکے کہ وہ سرائے سٹیشن ریلوے سے بہت دور اور شہر کے جنوب
غربی گوشہ پر ہے اُس مین نہین ہے سکھون کے وقت شہر لاہور نہایت
گندہ تھا ہر ایک کوچہ و محلون کے بازارون مین کوڑیون اور میلے کے
انبار پڑے رہتے تھے سینکڑون مُردہ جانورون کی لاشین گلتی اور
سڑتی رہتی تھین بازار کی نالیان بیچ مین تھین جس سے کیچڑ بہت
رہتی تھی بازارون اور کوچون کی صفائی کبھی نہین ہوتی تھی نہ کوئی
محکمۂ صفائی مقرر تھا اور نہ بدروئین صاف کی جاتی تھین تمام سال
کی گندیلا بارش کا پانی بہا کر لیجاتا تھا چونکہ بازارون مین گھوڑے
ہاتھی امراؤ کی سواریون کے بکثرت چلتے تھے اُنکے سُم جب موریون
مین پڑتے تھے اتنی چھینٹین اُڑتی تھین کہ لوگون کے کپڑے رنگین
ہو جاتے تھے - انگریزی عہد مین شہر کی غلاظت پاک ہوئی بازارون کی
درمیانی موریان موقوف ہوئین ماہی پشت فرش باندھے گئے بازار
کی زمین جو دوکانون کے چبوترون کے نیچے دبے ہوئے تھے چھڑائے
گئے چوبی چھپر بنوا لئے گئے کوڑیان اُٹھوائی گئین ہر ایک طرح کی صفائی
و درستی عمل مین آئی محکمۂ صفائی مقرر ہوا دو وقتہ بازار صاف ہوکر چھڑکاؤ

ہونے لگا یہ درستی شہر کی پہلے پہل سنہ ۱۸۵۰ء مین بعہد نہارن ہل صاحب
اسسٹنٹ کمشنر کے ہوئی پھر سنہ ۱۸۶۱ء مین کوچہ و بازارون کے فرش
دیوان بیجنانھ تحصیلدار کی ماتحت درست کرائے گئے اب ابتدا اجراے
نلکہ ہاے پانی کے بازارون کے خشتی فرش اُکھڑوائے گئے ہین اور
سڑکون پر کنکر کوٹوایا گیا ہے موریان بھی دو طرفہ پختہ بنوائی گئی ہین۔
چونکہ ڈاکٹرون کی راے مین شہر کے چاہات کا پانی رعایا کے لئے صحت
بخش نہ تھا سرکار فیضمدار کی یہ تجویز ہوئی کہ صحت بخش عمدہ پانی شہر
مین بذریعہ نلکے کے پہنچایا جائے چنانچہ پریڈ کے میدان مین کنوئین
کھدوائے گئے اور ایک عالیشان پختہ تالاب بازار لنڈا منڈی
مین مسقف بنوایا گیا اور شہر کے تمام بازار ایک سمت سے سیدھے
کرکے زمین کے اندر نلکے آہنی دالے گئے۔ جب تمام شہر مین یہ کارروائی
ہوچکی تو تالاب مین پانی چھوڑا گیا مگر بسبب اسکے کہ تالاب کی بنیاد مین
کنکریٹ بہت ہی کم کُٹوایا گیا تھا پانی فی الفور بنیادون مین گھس گیا
اور تالاب کی سنگین و مضبوط عمارت ایک گھنٹہ مین پاش پاش
ہوگئی اور زر کثیر جو تالاب کی عمارت پر خرچ ہوا تھا ضایع ہوگیا اُسی
روز سے تالاب کا اجرا موقوف ہوا اور نلکون کے ذریعہ سے شہر
مین پانی آنے لگا اس کارروائی مین شہر کے اکثر مکانات منہدم ہوگئے
کچھ تو برسات کے موسم مین کہ جس جس سڑک پہ زمین کھود کر نلکے گاڑے
گئے تھے وہ زمینین کوٹی نہین گئی تھین پولی زمین مین برسات کا
پانی غرق ہو کر بہت سے مکانات گرے علاوہ اسکے جسقدر آہنی
نلکے زمین کے اندر پھٹ گئے اُن سے پانی نکلکر مکانات کی بنیادون کے اندر

چلا گیا اور مکانات کو گرا دیا اگرچہ نقصان شہر کا بہت سا ہوا مگر سرکار نے براہِ
معدلت معاوضہ ہر ایک نقصان کا رعایا کو پورا پورا دیا پہلے جسقدر زمین لوگوں کی
مکانات سے لی گئی تو معاوضہ زمین اور عمارات کا حسبِ دلخواہ رعایا کو دیا گیا جس سے
کوئی ناراض نہوا پہر جسقدر نقصان بسبب غرق ہونے پانی نالہ اور برسات کے
ظہور میں آیا اُس نقصان کا عوض بہی دام دام ادا کیا۔ اب گورنمنٹ سے حکم ہو گیا
ہے کہ تالاب دوبارہ تعمیر ہو استحکام کے ساتھ کہ کبہی پانی کا صدمہ اسکو نہ پہنچے
چنانچہ بن رہا ہے اس موقع پر کہ جہاں اب تالاب پانی کا خزانہ بنایا گیا ہے سابق
گنجان آبادی شہر لاہور کی تہی سرکار نے بسبب اسکے کہ یہ جگہ تمام شہر کی زمین سے
بلند تہی تالاب کے لئے پسند فرمائی اور مالکان مکانات کو پوری پوری قیمت دیکر
مکانات گروا دیئے اور صاف میدان بناکر تالاب کی عمارت شروع کی ؞

مدارس کا ذکر

سکھوں کے عہد میں کوئی سرکاری مدرسہ شہر لاہور میں جاری نہ تہا صرف علما
لوگوں کے مدارس جاری تہے بڑا مدرسہ خلیفہ غلام رسول و غلام اللہ کا موروثی
طوایف کی مسجد میں جاری تہا جسمیں ہزاروں ہندو مسلمان تعلیم پاتے تہے
اس مدرسہ میں ہر ایک علم فارسی عربی صرف نحو منطق معانی حدیث تفسیر کی
تعلیم ملتی تہی اور صاحب مدرسہ کا ادب تمام پنجاب کے لوگ کرتے تہے دوسرا
مدرسہ مسجد نور ایمان والی میں مولوی جان محمد پڑہاتے تہے یہ مدرسہ علوم
دینی کے پڑہانے میں ضرب المثل تہا اور مولوی جان محمد ایک بزرگ سر آمد علما مشہور تہے
تیسرا مدرسہ مسجد خرسیاں میں جو تہا فقیر عزیز الدین و نور الدین مرحوم کے فقیر خانہ
میں جاری تہا یہ چار مدرسے تو بڑے مشہور تہے ان کے علاوہ اور بہی ملا بان بہی
ہر ایک مسجد میں لڑکوں کو پڑہاتے تہے مسلمانوں کی تعلیم میں سب سے اول قرآن

پڑہایا جاتا تہا پہر فارسی کتابین پڑہائی جاتی نہین خاص ہی تعلیم ہوا کرتی تہی سرکار
انگریزی نے وہ سب نقص دور کردیئے جابجا سرکاری مدرسے جاری کیے
گورنمنٹ کالیج ایک ایسا مدرسہ جاری ہوا جسمین ہزارہا طالب علم تحصیل
کے رتبہ پر پہونچ گئے اس کالیج کی شاخین شہر کے مختلف و متفرق محلون مین
قایم ہین مبتدی طالب علم اول برانچون مین تعلیم پاتے ہین جب کالیج کے
داخل ہونے کے لایق ہو جاتے ہین تو وہان بہیجدیئے جاتے ہین گورنمنٹ کالیج
مین مذہبی تعلیم نہین دی جاتی علوم مروجہ پڑہائے جاتے ہین اس سبب سے
ہندو و مسلمان دونو فریق اپنے لڑکون کو بے اندیشہ کالیج مین داخل کردیتے ہین
دوم مدرسہ یونیورسٹی کالیج لاہور اسمین علوم مشرقی کی تعلیم ہوتی ہے
اور مشرقی زبانین عربی فارسی سنسکرت پشتو وغیرہ سکہلائی جاتی ہین نظم و نثر
ریاضی طب ہندی گورمکہی پڑہائی جاتی ہین سرپرست بلکہ بانی مبانی اس کالیج
کے جی ڈبلیو ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر پرنسپل اورنٹیل کالیج ہین جنکی دلی توجہ
اور سرگرمی سے یہ کالیج قائم ہوا اور آیندہ روز بروز ترقی ہے بڑے بڑے مولوی فاضل
اجل عالم متبحر اسمین ملازم ہین بابو نوبین چندر رائے سپرنٹنڈنٹ تعلیم نہایت
ایسے لایق و فایق شخص ہین کہ اپنے کام مین ثانی نہین رکہتے پنڈت گوردپرشاد
و پنڈت رکہی کیش دونو پنڈت اپنے علم و فضل مین طاق و یگانہ آفاق ہین
عربی مین مولوی فیض الحسن قاضی ظفر الدین و حافظ عبد العزیز طلبا کو پڑہاتے
ہین فارسی مین مولوی عبد الحکیم و محمد الدین و شاہ چراغ خدمت مفوضہ ادا
کرتے ہین ریاضی مین پیرزادہ محمد حسین اسسٹنٹ پروفیسر اردو مین مولوی
غلام مصطفے ہندسی ریاضی مین بہائی گورمکہ سنگہ اسسٹنٹ پروفیسر گورمکہی
مین بہائی ہیرا سنگہ و جہگی شوانہ مقرر ہین اور مختلف علوم و فنون مین

چند استاد یگانہ زمانہ کام کرتے ہین۔ چنانچہ علوم طبی مین ڈاکٹر امیر شاہ اسسٹنٹ سرجن اور انجنیرنگ مین لالہ گنگا رام اسسٹنٹ انجنیر ہندی وید مین پنڈت جناردہن طب یونانی مین مولوی غلام مصطفے پشتو مین میر عبداللہ علی ہذا القیاس ہندو قانون یعنی شاستری کی تعلیم متعلق پنڈت گورپرشاد اور مسلمانی شرعیہ مسایل کے متعلق مولوی عبد الحکیم کی ہے اور انگریزی سرکاری قانون کا لیکچر سنانا اور طلبا کو قانونی تعلیم مین مدد دینا متعلق مسٹر پارکر صاحب جوڈیشل اسسٹنٹ کی ہے۔ سیوم نارمل سکول یہ مدرسہ بھی لاہور کے عمدہ مدارس مین سے ہے تعلیم المعلمین بھی اسکو کہتے ہین اس مدرسہ مین وہ معلم تعلیم پاتے ہین جو شہر کے باہر بڑے بڑے دیہات وقصبون وتحصیلی مدارس مین پڑہاتے ہین علوم مروجہ کی تعلیم انکو بخوبی دیجاتی ہی جب پاس کرلیتے ہین تو پہر مدارس مین بہیجے جاتے ہین تعلیم کے زمانہ مین انکو وظیفہ ملتا رہتا ہے چہارم مدرسہ مشن سکول لاہور یہ پادریون کا مدرسہ ہے اس مین انگریزی وفارسی وغیرہ کی تعلیم ملتی ہی بیبل یعنی انجیل بھی پڑہائی جاتی ہے طالبعلمون کو وعظ عیسائی مذہب کی ترغیب کے لیئے سنایا جاتا ہی عیسے مسیح کی مدحیہ غزلین لڑکون کو یاد کرائی جاتی ہین جنکو وہ خوش آواز کے ساتھ پڑہتے ہین اس مدرسہ کی شاخین بھی شہر مین بہت ہین ابتدائی تعلیم بریچون مین پاکر لڑکے بڑے مدرسہ مین آتے ہین ان مدارس کے بغیر زنانہ مدارس بھی شہر مین ہین جہان لڑکیان تعلیم پاتی ہین +

لاہور کے چھاپے خانے

اس شہر مین اب چھاپے خانے بکثرت ہین پہلے سکھون کیوقت کوئی چھاپہ کے نام سے بھی واقف نہ تہا سب کتابین قلمی تاجران کتب فروخت کرتے تھے بڑا تاجر

لاہور مین محمد بخش صحاف تہا اور اُنکے ہان بہت سے کاتب کتابین لکہنے کے لیئے موجود رہتے تہے ہزارون روپیہ کی تجارت ہوتی تہی چہوٹی چہوٹی سوداگر بہی بہت تہے جب انگریزی زمانہ آیا سب سے پہلے لاہور مین مطبع کوہ نور ۱۸۵۰ع مین منشی ہرسکہہ رای نے جاری کیا ایک اخبار بہی ہفتہ وار اسی نام کا شایع کیا جو اب تک جاری ہی اخبار کے علاوہ ایک رسالہ قانونی گنج شایگان نام بہی مہینے مین دو بار اس مطبع سے نکلتا ہی اب مالک مطبع کا نہایت لایق باخبر منتظم آدمی ہے جسکے حسن انتظام سے ابتک مطبع کی وہی رونق چلی جاتی ہے۔ دوم پنجابی مطبع اس مطبع کا مالک منشی محمد عظیم ہی اور ایک چہ ہفتہ وار اخبار کا جسکا نام پنجابی اخبار ہی اس مطبع سے نکلتا ہی۔ سیوم مطبع انجمن یہ مطبع ممبران انجمن کی منظوری سے جاری ہی اور سرپرست جی ڈبلیو ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر ہین یہ پرچہ انجمن اخبار ہفتہ وار اس مطبع سے نکلتا ہی چہارم مطبع آفتاب پنجاب اس مطبع کا مالک دیوان بوٹا سنگہ ہے اور اسی نام کا ایک اخبار تیسرے روز نکلتا ہی اس اخبار کا ایڈیٹر مولوی فقیر محمد ایک لایق شخص ہی۔ پانچوین مطبع منتر بلاس اس کا مالک پنڈت بال مکند ایک سادہ لوح آدمی ہے لکہہ پڑہ نہین سکتا مگر اُسکے لڑکے ہوشیار ہین جو ایک اخبار چوتہے روز نکالتے ہین جسکا نام اخبار عام ہی پیسہ اخبار بہی اُسکو کہتے ہین اس اخبار کے مضامین نہایت عمدہ ہوتے ہین جس سے عام کو فایدہ پہنچتا ہی چہٹے مطبع سیفی اس سے اخبار ہمدرد ہند نکلتا ہی اور مالک سید نادر علیشاہ سیفی ہے۔ ساتوین مطبع لاہور پنچ اس سے بہی اسی نام کا اخبار جاری ہی۔ آٹہوین مطبع دہلی پنچ اخبار دہلی پنچ اس سے باہتمام فضل الدین مالک کے جاری ہی ان اخبار کے علاوہ اور بہتی رسالے مثلاً حافظ صحت و تکمیل الحکمت لاہور مین ماہواری

جاری ہین نوین لاہور کے نامی مطابعون مین سے ایک مطبع وکٹوریا پریس لاہور
ہے اس مطبع کو منشی عزیزالدین نے قایم کیا تہا وہ ۱۲۹۱ سنہ ہجری مین مر گیا اب
منشی چراغ الدین اُسکا بہائی مالک ہے - فارسی انگریزی چہاپے کا کام بکثرت ہوتا ہے
دسوین مطبع مصطفائی اس مطبع کا مالک امیر الدین گلے زی تہا جو اسی سال
مین مر گیا ہے اسکے بعد مسمی ہیرا اُسکا بہانجا مطبع کا کام انجام دیتا ہے گیارہوین
مطبع قانونی لاہور اس مطبع مین قانونی کتابین چہپتی ہین اور ایک پندرہ روزہ
رسالہ مخزن القوانین جاری ہوتا ہے اسکا مالک پنڈت سورج بہان پلیڈر تہا
وہ مر گیا تو اُسکے وارثون کے اہتمام مین کام جاری ہے ان مطابع کے بغیر اور
فارسی مطبعے مثل مطبع گلشن رشید و مطبع محمدی و قادری و مفید عام وغیرہ -
لاہور مین بہت ہین جنکی تشریح و تفصیل سے طوالت ہوتی ہے بڑا مطبع محکمہ جناب
ڈائرکٹر صاحب بہادر کا ہے جہان طالب علمون کی پڑہنے کی کتابین فارسی بکثرت
چہپتی ہین اور ایک پرچہ گورنمنٹ گزٹ فارسی نکلتا ہے انگریزی چہاپہ خانون مین سے بڑا
مطبع سرکاری ہے جس سے انگریزی پنجاب گزٹ شایع ہوتا ہے ایک شاخ اس مطبع
کی صاحب چیف انجنیر بہادر کے دفتر کے متعلق ہے اور دوسری سنٹرل جیل کے
متعلق دوسرا مطبع سول ملٹری یہ مطبع بہی لاہور کے بڑے مطابع مین سے ہے اور
اخبار سول ملٹری گزٹ روزانہ اس سے شایع ہوتا ہے ان کے بغیر اور مطابع
بہی مثل مطبع پال صاحب سوداگر وغیرہ لاہور مین جاری ہین +

کتاب فروشی کی تجارت کا ذکر

سکہون کیوقت چہاپے کی کوئی کتاب ہندوستان سے پنجاب مین نہین آتی تہی قلمی کتابین
کاتب لوگ لکہکر فروخت کرتے تہے عام تجارت کتاب کی وزیرخان کی مسجد گنبد سیرونی کے
دوکاندار کیا کرتے تہے وہی لوگ جلد بندی کا کام کرتے اور وہی کتاب فروشی کا بڑا

کارخانہ میاں محمد بخش صحاف کا تہا جسکے پاس پچیس تیس کاتب ملازم کتابیں لکہا
کرتے تہے اُسکے کارخانہ کی کتابیں تمام پنجاب میں جاتی تہیں بلکہ ایران و خراسان تک
سوداگر خرید کر لیجاتے تہے اب وہ کارخانہ برہم و درہم ہوگیا ہی اور مولوی فضل الدین
محمد بخش صحاف کا بیٹا سرکاری مطبع ڈائرکٹری میں بعہدہ سپرنٹنڈنٹی نوکر ہے
فی الحال بڑا تاجر کتب کا چراغ الدین ہی جسکی دوکان پر ہزاروں روپیہ کے کتابوں
کی تجارت ہوتی ہی ایکہزار روپے ماہوار کی کتاب وہ لکہنؤ مطبع نولکشور سے منگواتا
ہے خود بہی چہپواتا ہی مطبع وکٹوریا پریس اُسکے گہر کا مطبع ہی۔ دوسرا تاجر فقیر اللہ
قوم سادہو ہی اسکی دوکان بہی آجکل رونق پر ہی مسلمانی دینی کتابیں یہ شخص
بہت چہپواتا اور فروخت کرتا ہی تیسرے الٰہی بخش کتاب فروشوں میں یہ شخص
صاحب ثروت مشہور ہی یہ تین سوداگر کتب فروش لاہور میں بہت مشہور ہیں اور
انکی دوکان کی کتابیں دور دور پشاور و ملتان و ڈیرہ جات و ہزارہ وغیرہ علاقوں
میں جاتی ہیں ان کے سوائے اور دوکاندار بہی فضل کریم بخش و ملک ہیرا و محی الدین
و گلاب سنگہ وغیرہ بہت ہیں اور سبکے ہاں کتابوں کی تجارت ہوتی ہی عمدہ اور معتبر
کتابیں ہر ایک علم فروع و اصول و معقول و منقول خاص لاہور میں کم چہپتی ہیں اکثر
دہلی و لکہنؤ و بمبئی وغیرہ سے آکر فروخت کی جاتی ہیں ٭

لاہور کی رعایا کا ذکر

لاہور کی قدیم رہنے والی ہندو قومیں ہیں ایکہزار برس سے پہلے کوئی غیر مذہب کا
آدمی اس شہر میں سکونت پذیر سوائے ہنود کے نہ تہا سلطان محمود غزنوی کے فتوحات
کے وقت مسلمانوں کا دخل شہر پر ہوا رفتہ رفتہ کثرت ہوگئی اب عیسائی مذہب کے
لوگ بہی بہت ہوگئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں ہنود اقوام میں سے برہمن
کہتری اروڑہ راجپوت پوربیہ سکہہ وغیرہ اکثر ہیں سب سے بڑہ کر تعداد کہتریوں

کی ہی اور یہی قوم مالدار اور ساہوکار ہی اروڑہ قوم کی دوات کہتریون سے
دوسرے درجہ پر شمار کی جاتی ہی برہمن لوگ اگرچہ دولتمند کم ہین مگر اکثر اپنے علوم
سنسکرت و شاستر و جوتش وغیرہ مین صاحب کمال گنے جاتے ہین ہندوون
کا مذہب ہی قدیم برہمنی مذہب ہی مگر چند سال سے اور فریق آریہ و برہمو
بھی پیدا ہو گئے ہین - لاہور کی مسلمان رعایا سید قریشی مغل پٹھان شیخ
کھوجے پراچے ککے زئی ساہو اور بہت سی قومین ہین اور مذہب چار قسم
پر منقسم ہی - اول اہل سنت و جماعت جنکو سنی کہتے ہین یہ لوگ پیغمبر صاحب کے
چارون خلیفون کو برحق جانتے اور چار امام کے مذاہب کی تقلید کرنا انکا اصل
اصول ہی ایک حنفی مذہب امام انکا امام اعظم کوفی ہی دوم مالکی انکا پیشوا امام مالک ہے
سیوم شافعی انکا مقتدا امام شافعی ہی چہارم حنبلی انکا امام احمد حنبل ہے مگر
لاہور خاص مین حنفیہ مذہب کے سنی بکثرت ہین دوسرا مذہب شیعہ امامیہ ہے
یہ لوگ سنیون کے برخلاف پیغمبر صاحب کے ایک خلیفے علی کو مانتے ہین اورون کی
شکایت کرتے ہین محرم کے عشرہ مین امام حسین بن علی کی شہادت کے غم مین
بہت ماتم کرتے اور تعزیہ بناتے و دلدل نکالتے ہین بارہ امام کو مانتے ہین -
سنیون کے چار امام کے معتقد نہین ہین تیسرا مذہب وہابیہ نجدیہ ان کے
عقاید سنی شیعہ دونو کے برخلاف ہین کسی امام کی تقلید نہین کرتے پیغمبر کی
حدیث سے غرض رکھتے ہین اپنے آپکو موحد کہتے ہین یعنی ایک خدا کو ماننے والے
چوتھا مذہب صوفیہ یہ لوگ کسی سے عداوت نہین رکھتے چار امام سنیون اور
بارہ امام شیعہ سے باعتقاد پیش آتے ہین خدا کی عبادت کرنا اور اسکی محبت
مین محو رہنا ان کا کام ہی یہ لوگ اکثر سماع سنتے ہین مشہور فرقے انکے یہ ہین
قادریہ - چشتیہ - سہروردیہ - نقشبندیہ - مجددیہ - شطاریہ - نوشاہیہ وغیرہ

ہین یہہ فرقہ صلح کل و بے تعصب کہلاتا ہے

لاہور کے اہل حرفہ وکسب کا ذکر

لاہور مین صناع و اہل حرفہ اچھے اچھے صاحب کمال ہین عمدہ عمدہ کام کرتے ہین آہنگر و نجار ایسا ایسا عمدہ کام کرتے ہین کہ ولایتی کام کا نمونہ بن جاتا ہے سکھون کیوقت بین اگرچہ بندوقین ڈہلوار بن اور توپین عمدہ عمدہ تیار ہوتی تہین نہ کہان بہی بے مثل کام بناتے تہے مگر وہ سب کام دیسی ہوتا تہا اب ولایتی کام ایسا کرنے لگ گئے ہین کہ انگریز دیکہکر آفرین کہتے ہین ریل کے محکمہ مین اب دیسی ہزار ہا سب طرح کا ولایتی کام انجام دیتے ہین لاہور کے زرگر بہی اب ولایتی انگشتریان ایسی بنا لیتے ہین کہ ولایتی ساخت سے عمدہ و خوبصورت ہوتی ہین دیسی زرگری کا کام بہی اعلی درجے کا لاہور مین بنتا ہی جلدساز لاہور کے اب ولایتی جلدون کے بنانے اور سونا چڑہانے مین ایسے اُستاد ہو گئے ہین کہ انگریز انکی بنی ہوئی جلدین دیکہکر تحسین کرتے ہین بڑا اُستاد جلدسازی مین آجکل لاہور مین حسین خان اور اُسکا شاگرد حاجی عبداللہ ہی اور لوگ بہی اچھے کام کرنیوالے مثل میرزا وزیر بیگ و حسن دین و محمد بخش وغیرہ بہت ہین لاہور کے معمار سکہی عہد مین دیسی عمارتین نہایت عمدہ بناتے تہے اب انگریزی عمارت مین بہی اُستاد ہو گئے ہین اور پہلے سے دوچند اجرت اُنکی بڑہ گئی ہی کیا معنی کہ سکھون کیوقت چار آنہ یومیہ معمار اور دو آنہ مزدور کا تہا اب ادنے معمار کی اجرت آٹہہ آنہ اور مزدور کے چار آنہ ہین اور اُستاد معمار ایکروپیہ دو روپیہ یومیہ تک پاتے ہین لاہور کے مصور بہی ملکون مین مشہور ہے اور سرامد مصوران میان امام بخش بہشتی شبیہ ایسی کہینچتا تہا کہ اصل و نقل مین کچہہ تمیز نہین ہوتی تہی اب یہہ فن عکسی تصویرون نے بالکل کہو دیا ہی سب لوگ اُسی کو پسند کرتے ہین نقاشی کام البتہ فروغ پر ہے کہ

سینکڑون طلبا آرٹ سکول مین تعلیم پاکر پورے پورے نقاش بن گئے ہین
نقشہ نویسی یہہ فن ایک اعلی فن خاص گنا جاتا تہا مگر اب عام ہو گیا ہے
کہ اکثر لوگ سیکہ گئے ہین اگرچہ نقشہ کے ڈیزین کرنے والے اب بہی کم ہین
تکر نقلنویس بہت ہین سوچی لاہور کے قدیم سے اُستاد مشہور ہین اور لاہور
کا زردوز جوتا بطور تحفہ دور دور جاتا تہا اب بہی جاتا ہے مگر اب گران بلکہ پہلے
قیمت سے دوچندان قیمت پر ملتا ہے باعث یہہ ہے کہ ہندوستان سے اب چمڑا
بکثرت یورپ کو جاتا ہے اور وہان ولایتی چمڑا بنکر آتا ہے کثرت خریداری اسکی
گرانی کا باعث ہے سکہون کیوقت بافندگی کے کارخانے لاہور مین بیشمار جاری
تہے اچہی اچہی قسم کے کپڑے بُنے جاتے تہے کسی قسم کا ولایتی کپڑا اس ملک مین
نہین آتا تہا شہر کے جُلاہے جو کپڑا بُنتے تہے وہی لوگ پہنتے تہے سفید کپڑے
کے علاوہ ریشم کا کپڑا بہت بُنا جاتا تہا گلبدن و دارائی کا خرچ بہت تہا
ایک روپیہ گز سے دس روپے گز تک کا گلبدن لاہور مین بنا جاتا تہا بڑے بڑے
کارخانے جاری تہے شالبافی بہی بکثرت ہوتی تہی مگر شالبافی سوای کشمیریون
کے اور کوئی نہین کرسکتا تہا۔ اب جو ولایتی کپڑے ہزارون اقسام کے آگئے
تو بافندگی کی قدر جاتی رہی ہے کوئی شخص دیسی کپڑا نہین پہنتا ابتدائی عملداری
انگریزی مین البتہ گلبدن و دارائی باقی کارخانے بدستور جاری تہے مگر جبسے ولایت
سے بخارے کی سوسی ہر ایک رنگت کی عمدہ سے عمدہ لاہور مین آئی گلبدن کی
خرید جاتی رہی اب یہہ کارخانے نہایت بیرونقی مین ہین شالبافی کا حال بہی
ابتر ہے دوری بافی کا کام سکہون کیوقت بہت کم ہوتا تہا البتہ زردوزی
کا کام بہت تہا اب کام تو وہی ہوتا ہے مگر طلا کی عوض مین ریشمی ڈوری بازو
لگا دی جاتی ہے پشمینہ کے چوغون و کوٹون و پتلونون پر ڈوری کا کام نہایت

عمدہ کیا جاتا ہی پشمینہ کی چار گوشی ٹوپیان ڈوری کے کام کی کثرت سے بنتی اور باہر کے ملکون مین جاتی ہین - علاقہ بندی کا کام سکہون کیوقت بڑی رونق پر تہا ریشم کے ازار بند ایسے عمدہ بنے جاتے تہے کہ تجار ہزارون روپے کے خرید کر باہر لیجاتے تہے خاص شہر مین بہی رواج عام تہا کہ کوئی شخص سوا ریشمی ازار بند کے پہنتا نہ تہا اب انگریزی عملداری مین ریشمی ازار بند کے پہننے کی رسم ہی جاتی رہی ہی سب لوگ سوتی ازار بند پہنتے ہین البتہ پنجاب کے امرا اب بہی ریشمی ازار بند پہننے کے عادی ہین فقط غرض کہ لاہور مین ہر ایک کسب پیشہ و حرفہ کے لوگ رہتے ہین اور اپنے اپنے کام مین اکثر صاحب کمال مشہور ہین +

لاہور کی طوائفون کا ذکر

سکہون کیوقت کسبی طوایف لوگون کی لاہور مین وہ کثرت تہی کہ اور کسی شہر مین ایسی کثرت نہ تہی کشمیر و پہاڑی علاقون سے بردہ فروش خوبصورت لڑکیان لاکر کسبیون کے پاس فروخت کر ڈالتے اور کسبی لوگ انکی پرورش کرکے گانا ناچنا بہی سکہلاتے اور پیشہ بہی کرواتے تہے چونکہ ہر ایک امیر سردار کے پاس کنچریان نوکر تہین اور سب کے ہان ان لوگون کا دخل تہا ہر ایک امر مین ان لوگون کی سعی و سفارش سے کام نکلتا تہا بڑا خاندان موران طوایف کا مشہور تہا جسپر مہاراجہ رنجیت سنگہ کی کمال مہربانی تہی روپے پیسے پر بہی اسکی ضرب لگتی تہی موران شاہی پیسے اور روپے اب تک موجود ہین یہ عورت امورات سلطنت مین اسقدر دخیل تہی کہ ہر ایک امیر و سردار و اہلکار اُسکی خدمت مین حاضر ہوکر اپنی کاربراری کا ذریعہ اُسکو بناتا تہا مہاراجہ بہی اسکے کہنے سے کبہی عدول نکرتا تہا وہ مرگئی تو مسمات جگنو و گل بیگم وغیرہ کا دخل بہی مہاراجہ کے حضور مین رہا گل بیگم پر یہ مہربانی ہوئی کہ اُسکے ساتہہ مہاراجہ نے شادی کی اور اُسکے ساتہہ ہندوؤن

کے طریق پر لادان پہیرسے لئے اور برات بڑے تزک واحتشام کے ساتہہ لاہور سے امرتسر گئے اور گل بیگم مہاراجہ کی رانی بنکر محل مین داخل ہوئی اور یہ عزت پائی کہ انگریزی عملداری مین بہی اُس سے زیادہ پنشن اور کسی رانی کی نہ تہی جب سرکار انگریزی کی عملداری ہوئی تو اس قوم کی رونق وحکومت جاتی رہی بردہ فروشی کی انسداد نے انکی آیندہ ترقی گم کردی اور حکم ملگیا کہ جو کنیزان سے ناراض ہو اُسکو اختیار ہے کہ نکل جائے چنانچہ ہزارون عورتون نے نکاح کرلئے۔

لاہور کے خوشنویسون کا ذکر

اس شہر مین بڑے بڑے کاتب وخوشنویس پہلے زمانہ مین بہی تہے اور اب بہی ہین فارسی وعربی خط اس شہر کا ولایتون مین مشہور رہا سکہی وقت مین فارسی خوشنویس میان پیربخش کوفتگر تہا اور اسکی عزت تمام امرائے دربار بلکہ خود مہاراجہ کرتا تہا امیرون کے لڑکے اصلاح لینے کے لئے اُسکے مکان پر جاتے مگر وہ کسیکے گہر نہ جاتا کوفتگری کے کام سے گزارہ کرتا سب کو اصلاح خدا کے واسطے دیتا تہا اور اسکے عوض مین کچہہ نہ لیتا مہاراجہ نے بہت چاہا کہ یہ نوکری قبول کرے مگر اُسنے منظور نکیا اُسکے شاگردونمین سے **مولوی فضل الدین صاحب** اب تک زندہ ہے یہ شخص نہایت عمدہ لکہنے والا ہے عربی وفارسی دونو خط اسکے لایق تعریف ہین موٹی قلم اسکے لکہے ہوئے قطعات کی بہت قدر ہوتی ہے باریک قلم کی لکہی ہوئی کتابین اسکی لوگ نہایت خوش ہوکر لیتے ہین مدت مدید تک یہ کوہ نور اخبار لکہتا رہا پہر سرکاری مطبع ڈائرکٹری مین کتابین تحریر کرتا رہا اب سپرنٹنڈنٹ مطبع سرکاری ہے سوائے کتابت کے نقاشی مین بہی اُستاد ہے عربی کے خط کا اُستاد سکہون کے وقت **خلیفہ بگو** نام موچی دروازے محلہ کمانگران مین رہتا تہا انگریزی عہد مین **مولوی غلام یاسین** ایک

مشہور خوشنویس تہا اگرچہ اب تک زندہ ہے مگر بسبب بیماری کے لکہنے کے لایق نہین رہا میرزا امام ویردی کابلی بہی اس شہر مین ایک اُستاد خوشنویس تہا افسوس کہ اب برس پانچ برس کے مرگیا ہی اُسکی اولاد مین سے کوئی لیاقت اس فن کی نہین رکہتا اور وہ لیاقت واُستادی اوسی کے دم تک تہی اسکے علاوہ میان سید احمد امین آبادی اگرچہ اس شہر کا رہنے والا نہین ہے مگر سالہاسال سے بسبب علاقہ ملازمت محکمہ ڈایرکٹری کے لاہور مین قیام پذیر ہے یہہ شخص بہی خوشنویسی مین یگانہ گنا جاتا ہی مولوی فقیر محمد و غلام محمد پیر بخش و پنڈت دیارام و قاضی شمس الدین و چراغ علی وغیرہ اور بہی خوشنویس لایق تعریف ہین ✢

لاہور کے ہندو علما و فضلا کا ذکر

اس شہر کے صاحب فضیلت پنڈتون مین سے بڑا خاندان پنڈت مدسودن کا ہی اُسکا بیٹا پنڈت رادہاکشن اپنے زمانے مین یکتا شخص گزرا ہے سرکار انگریزی نے بکمال قدردانی اُسکو چیف پنڈت کا خطاب بخشا تہا اس بزرگ کی تصانیف ہر ایک علم مین موجود و مطبوع طبع فضلا کے زمانہ مین اسکا لایق بیٹا پنڈت رکہی کیش اب اپنے والد بزرگوار کا جانشین و قایم مقام ہے اسکے علاوہ اور نامی فاضل اور اجل پنڈت لاہور کے پنڈت بہگوانداس سکہہ دیال منطقی و گرپرشاد و دیارام و گنپت و مہاراج و کشن چند و جواہر پنڈت و پنچ بہان و گوبند رام و گوری شنکر و گسائین جی رام و روپ چند و پنڈت برج لال ملکون مین مشہور ہین اور خطہ پنجاب مین سب لوگ بدل و جان انکی عزت کرتے ہین ✢ مسلمان علما و فضلا لاہور مین سے سکہی عہد مین مولوی خلیفہ غلام رسول و خلیفہ غلام الہد

تھے بڑا مدرسہ انکا جاری تھا ہزارون طلبا درویش دور دور ملکون سے
وہان آکر تعلیم پاتے تھے تمام زمانہ انکا بدل وجان ادب کرتا تھا ہنود و اہل اسلام
سب اُنکے شاگرد کہلاتے اب خلیفہ غلام اللہ کا فرزند دلبند و خلف الرشید
حمید الدین اجل فاضل و عالم متبحر موجود ہی خلیفہ غلام اللہ کو مہاراجہ رنجیت سنگھ
تعظیم دیتے اور برابر کرسی پر بٹھلاتے تھے اُنکے صاحبزادے مولوی حمید الدین
کو اب بہی سرکار نے لاہور کی قضا کے عہدہ پر ممتاز فرمایا ہی اس عالیشان
خاندان کی بدولت ہزارون طالب علم فضیلت کے رتبہ پر پہنچ گئے - دوسرے
خاندان مولوی جان محمد سکہی عہد مین یہ بزرگ ہی مدرس و واعظ عالم و
عامل مشہور تہا ہزارون آدمی علمی و عملی فیض اُس سے پاتے تہے اُسکا فرزند
محمد فیض بہی اپنے باپ کی طرح جامع کمالات ظاہری و باطنی تہا مگر اُسکی عمر
نے وفا نکی اور باپ کے روبرو مرگیا اب اُسکا بہائی محمد فضل کتب پڑہاتا
ہی طب مین بہی کچہہ دخل ہی تیسرے خاندان قاضیان لاہور تہا جب مہاراجہ
رنجیت سنگہ نے لاہور فتح کیا تو قاضی نظام الدین شہر کا قاضی تہا اُسی کو
قضا کی پگڑی پہنائی گئی وہ مرگیا تو قاضی مسیح الدین جانشین ہوا جو تمام
عمر قضا کا کام انجام دیتا رہا اُسکے بہائی امام الدین کو افتا کا عہدہ ملا قاضی
مسیح الدین کی وفات کے بعد قاضی عظیم الدین نے قضا حاصل کی مگر اُسکے
وقت بہت سے صدمے قاضی خانہ پر آئے اور انگریزی عہد مین قید تلاشی
تک نوبت پہنچی امام الدین کے دو فرزند ہوئے ایک تاج الدین دوسرا
فقیہ الدین سرکار انگریزی نے براہ قدردانی تاج الدین کو سررشتہ داری
دوبارہ مرحمت کی اور فقیہ الدین کو داروغگی محال نزول کی عنایت فرمائی
مگر دونو بہت جلد عہدون سے برخاست ہوگئے اب قاضی عظیم الدین کا بیٹا

شمس الدین موجود ہی اس نے موروثی قضا کے حاصل کرنے کے لئے بہت سی
کوشش کی اور محضر نامہ لکھکر لاہور کی رعایا وا کابر و رؤسا و شرفا کی مُہرین
اُسپر ثبت کرائین اور گورنمنٹ مین اپنی حق رسی کا دعویدار ہوا چند سال حکام
کے دروازون کی دیوار بنا رہا جب عہدہ قضا کی منظوری ہوئی تو حکام نے
یہ پسند کیا کہ اس کام کے لئے کوئی فاضل اجل فقیہہ صاحب فتوی متدین مقرر
ہونا چاہئے چنانچہ مولوی حمید الدین خلیفہ غلام اللہ کا فرزند قاضی بنایا گیا
چوتھا خاندان مولوی پھگنے والے کا ہے یہ خاندان بہی سکہی عہد مین درس پڑہاتا
تہا اب بہی مولوی غلام محمد بادشاہی عالمگیری مسجد کا امام ہے۔ پانچوین حافظ
ولی اللہ نابینا یہ ایک شخص عالم متبحر لاہور کے علما مین سے تہا انگریزی عہد مین
اس نے علم پڑہا اور وہ ترقی پائی کہ سب سے گوئی سبقت لے گیا مناظرہ کے علم
مین اسکو یہ استعداد تہی کہ بڑے بڑے پادری عیسائی اسکے روبرو بول نہین سکتے
تہے شیعہ کے علما کا دم خشک ہوتا تہا وعظ نہایت عمدہ کہتا تہا باوجود نابینائی
کے خدا نے دل کی روشنی اور عقل کا جوہر اسکو ایسا دیا تہا کہ سب کتابین اسکو
نوک زبان یاد تہین حکام وقت اسکی عزت کرتے اور عدالت سے فتاوے
اسی سے طلب کئے جاتے تہے افسوس کہ اب بمرور عرصہ چار سال فوت ہو گیا
ہے یہ شخص اگرچہ خاندانی علما مین سے نہ تہا مگر اپنے عہد مین لاثانی شمار ہوا
چھٹے خاندان مفتیون کا شاہان اسلام کیوقت شہر لاہور مین چار مفتی اور ایک قاضی
مقرر تہا ہر ایک مفتی چونکہ شہر کا حاکم تصور کیا جاتا تہا ہر ایک مقدمہ پہلے پہل
مفتی کے اجلاس مین تکمیل پاکر بعد تحریر ہر چہار مفتی و حکم محکمہ افتا کے قاضی کی خدمت مین
بہیجا جاتا اور محکمہ قضا سے اُسپر حکم اخیر نافذ ہوتا پُرانے مفتیون مین سے اب صرف
نام ہی باقی رہ گیا ہی شاہجہانی عہد مین ایک نامی مفتی محمد باقر تہا جسکی اولاد کا

اب نام ونشان نہین ہی صرف ایک محلہ چوہٹہ مفتی محمد باقر اُسکے نام سے مشہور ہے
سکہون کی عملداری مین ایک شخص مفتی الٰہی بخش نام مفتیان متقدمین کا یادگار
لاہور مین تہا اُسکی اولاد مین سے امام الدین موجود ہی مگر علم نہین رکہتا بڑا خاندان
ذی عزت اسلام کی عملداری مین اس شہر مین مفتی شیخ کمال الدین قریشی کا تہا
جسکا باپ شیخ مخدوم المشہور بڑا میان محمد تغلق بادشاہ کیوقت ملتان سے بلایا گیا
اور عہدہ افتا پر مامور ہوا یہہ بزرگ شیخ بہاؤالدین زکریا کی اولاد مین سے تہا
لوگ اُسکا بدل ادب کرتے تہے علاقہ بیٹ پورینی جسکو اب لوگ پٹی کہتے ہین
اور لاہور کے ضلع پرگنہ قصور مین واقع ہی اُسکی جاگیر مین تہا اسنے محلہ عادلخان
لوہانی مین زمین زرخرید کرکے اپنا محلہ آباد کیا جواب تک کوٹلی مفتیان مشہور ہے
اُسکے بیٹے کمال الدین نے بہی بڑی عزت پائی اور اُسکی اولاد صدہا سال اسی
عہدہ پر مامور رہی احمد شاہ دُرانی کیوقت اس شہر کا اعلیٰ مفتی شیخ مکرم اسی
خاندان کا تہا جسکو بادشاہ نے افتا کا خلعت ویکر فرمان شاہی محررہ ماہ رمضان
سنہ ۱۱۷۵ ہجری عطا کیا یہ شخص محمد مکرم بن محمد اعظم بن محمد ولی بن محمد نقی بن
محمد تقی بن مفتی کمال الدین تہا محمد نقی کے فرزندون مین سے ایک شخص مفتی
رحمت اللہ عالم جید لاہور مین عام درس پڑہاتا تہا اُسکے دو بیٹے ہوئے ایک
مفتی محمدی دوسرا مفتی رحیم اللہ اُن مین سے مفتی محمدی نے علم پڑہا مگر رحیم اللہ
نے علم رہگیا چونکہ اُسوقت سکہون کی غارت وتاراج سے شہر برباد ہوچکا تہا
اور اڑہائی سیری قحط سے رعایا بہاگ گئی تہی یہ خاندان بہی آوارہ ہوگیا
مفتی محمد صادق وغیرہ اکابر جلاوطن ہوگئے محمد مکرم کی اولاد موضع منہج مین
جا رہے حویلیان خالی ہوگئین جنکی لکڑیان لوگ اُتار کرلے گئے صرف مفتی
محمدی اپنی حویلی مین سکونت پذیر رہا جسکو چند بار سکہون نے لوٹا مفتی رحیم اللہ

کا گھر بارش سے گر گیا ملبہ لوگ اٹھا کر لے گئے جب مفتی محمدی مر گیا تو اُسکا بیٹا
احمد بخش حویلی بیچکر موضع منج بین جا رہا پس اس محلہ بین صرف رحیم اللہ باقی
رہگیا جسکے پاس اپنی ملکیت کا کوئی مکان نہ تہا اُسکے گہر دو فرزند ہوئے ایک
غلام محمد دوسرا غلام رسول مفتی غلام محمد کو ایک شخص مسمی عزیز اللہ جو اُسکے
دادا رحمت اللہ کا شاگرد تہا اُس تباہی کیوقت موضع مزنگ بین لیگیا اُس نے
اُسکو پڑہایا لایق کیا اور اپنا مکان اور عہدہ امامت مسجد بلوچان جو اُسکے
متعلق تہا دیکر حج کو چلا گیا جب غلام محمد نے علم کی تحصیل کی تو اس خاندان
بین علم کا چراغ جو گل ہو چکا تہا پہر روشن ہو گیا غلام محمد نے تمام عمر موضع
مزنگ بین سکونت رکہی تدریس و تعلیم کو کمال رونق دی فن طبابت سے
لوگون کو فیض پہنچایا اس نے موضع مزنگ بین عمدہ حویلی تعمیر کی شہر
لاہور اپنے موروثی محلہ بین دو مکان خرید کئے اپنے چہوٹے بہائی غلام رسول کو
پڑہایا پرورش کیا اور شہر کے دو زر خرید مکانات بین سے ایک مکان اُسکو
دیکر آباد کیا اور تمام عمر بعزت و آبرو بسر کی ۱۲۶۰ ھ ہجری بین مر گیا مفتی غلام محمد
کے تین بیٹے ہوئے ایک سید محمد جو صاحب علم و فضل تہا اور ۱۲۸۰ ھ ہجری
بین فوت ہوا اُسکے دو فرزند مفتی چراغ الدین و جلال الدین موجود ہین دوم
مفتی حافظ غلام احمد جو ۱۲۹۳ ھ بین فوت ہوا اُسکے دو فرزند مظفر الدین و
فصیح الدین موجود ہین تیسرا مفتی غلام سرور یہ شخص فی زماننا ایک شخص
نامور عالم فاضل شاعر مصنف اس خاندان کا چشم و چراغ ہے اس نے تمام
عمر شاعری و تصنیف و تالیف بین بسر کی ستر کتابین نظم و نثر اردو فارسی
لکہین تمام زمانے بین نام پایا - اس نے خاص لاہور محلہ موروثی بین
سکونت اختیار کی عالیشان حویلی بنوائی اور بہی چند مکانات خرید سے

اب مولف کتاب کے دفتر مین منشی کے عہدہ پر ممتاز ہے اس کے پانچ فرزند ہوئے ایک غلام حمید منشی دوم غلام صمد منشی فاضل ومختار سیوم غلام اکبر منشی فاضل ومختار چہارم محمد انور پنجم غلام اصغر جو بارہ برس کی عمر مین فوت ہوگیا۔ مفتی غلام رسول مفتی رحیم اللہ کا دوسرا بیٹا تمام عمر تعلیم وتدریس مین مصروف رہا ۱۲۸۳ھ مین مرگیا اس کا بیٹا غلام محی الدین زندہ وحیات ہے۔ اس خاندان مین سے ایک اور نامی گرامی بزرگ خواجہ ایوب نام گزرا ہے جسکی تصنیفین عربی وفارسی مین بہت ہین مثنوی مولانا جلال الدین رومی کی شرح اس نے ایسی خوبی سے لکھی ہے جسکی حد ونہایت نہین ہے۔ اور طرفہ شرح مثنوئے جان فزا اس کی تاریخ ہے یہ شخص مفتی محمد تقی کا داماد تہا*

لاہور کے شعراکا تذکرہ

لاہور کے شعرا مین سے پہلے مولوی غلام حسن تخلص خورم ومولوی فریدالدین ومولوی احمد بخش یکدل وفیض بخش تخلص فیض تہا مولوی خورم فارسی شعر غزل وریختہ ومثنوی عمدہ لکھتا تہا ایک کتاب بھی اس نے فارسی لکھی جس کا نام پنج گنج تہا وہ کتاب حضرت رسالت مآب وچار یار کبار کے حال مین لکھی اس صنعت کے ساتھ کہ ہر ایک سطر مین چار لفظ سرخی سے لکھے ہوئے تھے اور باقی تمام سطر سیاہی کی ہر ایک سرخی کے حروف مین علیحدہ علیحدہ چار یار کبار کا حال پایا جاتا تھا اور عام عبارت سے پیغمبر خدا کے معجزات وغیرہ فواید نبوی معلوم ہوتے تھے یعنے پہلے سرخی کے الفاظ سے صدیق اکبر دوسرے سے عمر فاروق تیسرے سے عثمان غنی چوتھے سے مرتضیٰ علی کے

حالات معلوم ہوجاتے تھے۔ یہ کتاب اُس نے نہایت محنت و جانکاہی سے لکھی مگر چھاپی نہیں گئی تھی کہ وہ مرگیا۔ اُس کے بیٹے غلام حیدر نے کتاب کے شیوع کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ مولوی فریدالدین تخلص فرید سکھوں کے وقت ایک بڑا اُستاد شاعر مانا جاتا تھا۔ اشعار فارسی و اردو اچھے پرمضمون لکھتا تھا تاریخ گوئی میں بھی اُسکو کامل استعداد تھی۔ اگرچہ یہ شاعر اب تک زندہ ہے مگر پیری کی حالت پر پہنچگیا ہے۔ اُسکا بیٹا پارس علی شعر عمدہ لکھتا ہے موجودہ شعرا میں سے ایک تو مصور داس تخلص قابل خلف مصر بیلی رام خزانچی مہاراجہ رنجیت سنگھ ہے فارسی غزل نہایت عمدہ لکھتا ہے اور مثنوی لائق تعریف مثنوی رامائن وغیرہ کتابیں اس نے لائق تعریف لکھی ہیں دوم مفتی غلام سرور یہ شخص اردو و فارسی نظم قابل تحسین لکھتا ہے نظم و نثر کتابیں مثل گلدستہ کرامت خزینۃ الاصفیا و گنجینہ سرور مفتی اخلاق سروری و مخزن حکمت و حدیقۃ الاولیا و تحفہ سعدی وغیرہ بہت لکھی ہیں خاص لاہور کے رہنے والے شاعر ملک میں اور کوئی شاعر نہیں ہے البتہ اور ملکوں سے آئے ہوئے شعرا مثل مولوی محمد حسین آزاد لاہور میں سکونت پذیر ہیں۔ اور موضع نوان کوٹ میں ایک شاعر فضل شاہ نام رہتا ہے بہت کتابیں عشقیہ پنجابی زبان میں اُس نے لکھی ہیں۔ اور مولف کتاب ہذا اصلی متوطن چلیسر ضلع ایبٹہ کا ہے ۳۳ سال کے عرصے سے خاص لاہور میں بذریعہ ملازمت سرکار قیام پذیر ہوا اس عرصہ میں علاوہ سرکار کی خدمات انجام دہی کے طبیعت نظم و نثر فارسی و اردو لکھنے کی طرف اکثر مایل رہی اور مفصلہ ذیل کتابیں گلزار ہندی منظوم جنگ نامہ منظوم یادگار ہندی منظوم اخلاق ہندی منظوم رنجیت نامہ منظوم تماشا گاہ ہندی منظوم نصیحت نامہ منظوم انتخاب نامہ منظوم تاریخ پنجاب لکھی بعد ازاں یہ کتاب یعنے تاریخ لاہور کی تحریر عمل میں آئی اب دیوان مخزن التوحید فارسی منظوم کا مسودہ درپیش ہے

لاہور کے اطبا کے ذکر میں

اس شہر کے ہندو اطبا میں سے حکیم میاداس ایک نامی گرامی طبیب ہے

معالجہ یونانی طریق پر کرتا ہے آدمی تجربہ کار اور لائق ہے اکثر لوگ اسکے معالجے
سے شفا پاکر شکر گذار ہیں - دوم حکیم ہرنا داس یہ بھی یونانی طبابت کرتا ہے سیوم پنڈت
بید حکیم ہے اور ہندی طریق پر معالجہ کرتا ہے یونیورسٹی میں بھی
ہندی بید علم کی تعلیم اسی کے متعلق ہے ان کے علاوہ پنڈت [illegible] لال
پنڈت کنھیا و ہردو نرائن داس ہندی و یونانی کے طبیب لاہور میں نامی ہیں
مین مسلمان یونانی اطبا مین سے چند خاندان لاہور میں بہت پیشتر سے مشہور
اور بڑے علم طبابت تھے - **اول** خاندان حکیم گل محمد یہ خاندان قدیم سے
لاہور کے حکما میں سے ہے اور محلہ مسکن الکاب تک حکیموں کا بازار کہلاتا ہے
محمد اسحاق ان کے بزرگ کو شاہان چغتائی کے وقت ملک الحکما کا خطاب حاصل
تھا اور کتاب تذکرہ اسحاقیہ فارسی اس بزرگ کی تصانیف میں سے مطبوع
و مقبول خاص و عام ہے اسکے بڑے بیٹے حکیم خدا بخش کی عزت و توقیر بھی بدرجہ
غایت تھی نواب زکریا خان بہادر صوبہ لاہور کے دربار میں پیشہ ملکہ [illegible] پر تھا
رئیس الحکما و فرزند خانی کا خطاب حاصل تہا اوس کے بڑے فرزند حکیم نور محمد
کا اعزاز یہاں تک تھا کہ سب لوگ اوسکو اپنا مربی جانتے تھے - مہاراجہ رنجیت سنگھ
کے دربار میں اوس کی توقیر تھی اوسکی لکھی ہوئی کتاب نہایت الطب [illegible] نہایت
کار آمد اطبا کے زمانہ ہے اوسکے بعد حکیم گل محمد اس خاندان کا چراغ ہوا
جسنے تمام عمر عزت و آبرو سے بسر کی اور اپنے علم سے خلق خدا کو فیض پہنچایا
اب اسکے دو فرزند لائق حسام الدین و شجاع الدین موجود ہیں حسام الدین
تو امرتسر میں طبابت کرتا ہے اور عام و خاص اوس کے معالجہ سے مستفید
ہوتے ہیں اور حکیم شجاع الدین لاہور میں قیام پذیر ہے یہ شخص عالم فاضل
طبیب ہے بہت سے رسالے اپنے علوم متنوعہ میں سے لکھے میں نظم فارسی و عربی

سعدہ لکھتا ہے طبابت بھی کرتا ہے اور سرکار کے ملازمون مین بھی منسلک ہے
حکیم خدا بخش کا دوسرا بھائی حکیم عبداللہ بھی صاحب اعزاز و مشہور
حکیم تھا اس نے اپنی زندگی مین غلام محی الدین نام ایک سیدزادہ کو جو غلام شاہ بیٹا
تھا متبنے کیا یعنے بیٹا بنایا غلام محی الدین کو فقرا کے ساتھ کمال محبت تھی اور
خاندان نوشاہیہ قادریہ مین اس کی بیعت تھی فقیر کا لفظ اوسنے اپنے نام
کے ساتھ ایسا منسوب کیا کہ اب تک اوس کی اولاد باوجود امیری کے
فقیر کہلاتے ہین اوسکے بیٹے فقیر عزیز الدین و نور الدین و امام الدین صاحب اعزاز
و امیر کبیر ہوئے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار مین وہ تینون رکن رکین تھے
اونکا ذکر روساے لاہور کے ذکر مین تحریر ہوگا جو تاریخ روساے پنجاب مولفہ
گرفن صاحب بہادر سے تحریر ہوا ہے **دوم** خاندان حکیم نتھو شاہ یہ شخص بھی
صاحب تصانیف حکیم تھا کتاب تبصرۃ الاطبا و مرآۃ الشفا اسکی عمدہ تصانیف مین سے موجود ہے
اسکی عمدہ خاندان مین سے حکیم عنایت شاہ کامل حکیم گزرا ہے جسکی عزت و توقیر لاہور مین بہت تھی اسکا مقبرہ
بھی اسکی نشستگاہ کے مقام پر شہر کے اندر ریختہ بنا ہوا ہے وہ لاولد رہا مگر اوس کے ہمشیرہ زادے
محمد شاہ و بہادر شاہ و بزرگ شاہ لایق و فایق حکما مین سے ہوئے
تینون کے مطب شہر مین جاری تھے اب محمد شاہ فوت ہوچکا ہے اوسکا
لایق فرزند عالم شاہ طبابت کرتا ہے اگرچہ نوجوان ہے مگر تدبیر پیرانہ ہے بہادر شاہ
و بزرگ شاہ وہ تو زندہ ہین اور اپنے علوم اکملہ مین سے خلق خدا کو فیض
پہونچاتے ہین حکیم عنایت شاہ کی بہن کا دہوتا حاکم شاہ بھی کامل طبیب تھا
اوس کے دو فرزند عباس علی و دلاور علی منصفی کے عہدہ پر ممتاز ہین
سوم خاندان حکیم ولی شاہ یہ ولی شاہ سکھی عہد مین صاحب علم و تجربہ مشہور
تھا خلقت کثیر اس کے پاس معالجہ کے لئے حاضر ہوتی تھی امراے دربار

سکھی کے یہان بھی اسکی توقیر تھی آخر عمر مین مہاراجہ جمون نے اسکو اپنے یہان
بلا لیا اور بڑی عزت کی اب اسکا بیٹا مست شاہ موجود ہے ولی شاہ کے تین
ہمشیرہ زادے لایق طبیب ہوے ایک بزرگ شاہ جو سکھی وقت مین لاہور مین طبیب تھا
آخر عمر مین ہمراہ ولی شاہ کے جمون مین ملازم ہوا اب فوت ہو چکا ہے دوم احمد شاہ
یہ اب تک دربار جمون مین ملازم ہے۔ اسکا لایق فرزند نجف علی شاہ لاہور مین طبابت
کرتا ہے اور بہت لوگ اوسکے تجربہ کے قایل ہین۔ چہارم جیون جان
یہ شخص بھی لاہور مین طبابت کرتا ہے آدمی نہایت خلیق و شیرین زبان و خوش
خلق ہے پنجم حکیم شرف علی بن احمد علی لاہور کے نامی طبیبون مین سے ہے۔ علم و فضل لایق تعریف
ہے ششم حکیم حیدر علیخان یہ ایک بزرگ دہلی کے شاہی اطبا کی اولاد مین سے سکھی عہد مین
لاہور مین آکر قیام پذیر ہوا امراے دربار خاندان راجہ دینا ناتھ و دیوان گنگا رام
اوسکا معالجہ کرتے تھے اب اوسکا بھائی منور علیخان لاہور مین پنشن خوار ہے ہفتم حکیم غلام دستگیر
سکھی عہد مین یہ حکیم لاہور کے اعلے اطبا مین سے شمار ہوتا تھا علم و فضل بدرجہ کمال تھا دربار لاہور
مین اسکی عزت بہت تھی اسکا بیٹا غلام محمد المشہور گاما نوجوان مر گیا اسکے لایق شاگردون
مین سے میان نبی الدین حکیم حسب تجربہ و ذی علم طبیب ہوا اسکے فرزندون مین سے احمد الدین چراغ الدین طبابت
کرتے ہین احمد الدین نے رسالہ تحفۃ العیش و شرح موجز لکھی ہے جو بہت عمدہ ہے۔ حکیم غلام دستگیر کے شاگردون
مین سے ایک شخص سید چراغ شاہ سبزواری حکیم ہے یہ بھی لاہور مین طبابت کرتا ہے آدمی نہایت
خلیق ہے خاندان چشتیہ و قادریہ کا فیض بھی اس سے جاری ہے مرید بکثرت ہین ہشتم حکیم
محمد اللہ یار یہ شخص بھی حکیم غلام دستگیر کا شاگرد ہے موضع قاضی کوٹ ضلع گوجرانوالہ کا
رہنے والا ہے چھ سات برس کا عرصہ ہوا ہے کہ اسنے لاہور آکر مطب جاری کیا آنکھون کا
علاج کرنا اسکا خاص کام ہے یہ طبیب ہر ایک قسم کا عرق و شربت و معجون حسب دستور اپنے پاس
تیار رکھتا ہے اور مریض اوس سے خرید لیتے ہین چونکہ بازاری ادویات سے وہ دوا عمدہ ہوتی ہے اکثر

اور تصانیف سے شرح کبیر مرض لفظ قبض ... حکیم غلام ... ہی حید... مرتبہ ... نسخہ برائے الحکما کا
خطاب یونیورسٹی سے ملا ہے۔ اسکی بیاض ایک ... رسالہ حافظ صحت ... آب ... الطبیب
نکلتا ہے دوم حکیم احمد علی ... سے حکیم ... رسالہ تکمیل الحکمت طب کے علم میں اسکے اہتمام
سے جاری ہے ... یازدہم حکیم غلام علی ... شخص ... کتابت کرتا تھا کوہ نور اخبار کے مطبع میں
مدت مدید تک نوکر رہا ... شوق حکمت کا ... الحاصل مطب کرتا ہے اور رسالہ ...
ہوا اسکو بہت سے ... ان حکما کے علاوہ اور حکما بھی مثل حکیم گلاب دین کا ... جیسے شاہ
وغیرہ لاہور میں بہت ہیں ... تجربہ ... حالت ہوتی ہے نہیں ہے ایک حکیم محمد النور مفتی
غلام سرور شاعر ... بھی لائق طبیب ہے حکیم نجف علی شاہ ہیں اور انہوں نے یونانی طب کا علم پڑھا اور
ڈاکٹر حاکم الدین مرحوم سے ڈاکٹری علم کی تعلیم پائی شب و روز کتب طبیہ کے مطالعہ میں مصروف ہے
مطب بھی کرتا ہے اور دو چار سال کے مطالعہ میں جید طبیب ہو جائے گا۔

لاہور کے ڈاکٹروں کا تذکرہ

اس شہر میں علم ڈاکٹری سکھوں کے وقت بالکل نہ تھا صرف جراح لوگ جراحی کا کام کرتے تھے اور مشہور خاندان جراحوں کا چار شخص ایک حکیم ارزانی دوم خدابخش سیوم محمد بخش چہارم دارا جراح تھے بڑے بڑے امرا ان سے علاج کراتے تھے ان کی اولاد اب بھی لاہور میں موجود ہے دارا کے تین فرزند کرم بخش کالو و الہ بخش ہوئے کرم بخش سب سے ہشیار تھا وہ مر گیا۔ کالو اب بھی معالجہ کرتا ہے ارزانی کی اولاد میں سے مہر بخش نہایت ہشیار جراح تھا۔ وہ گزشتہ سال کے ہیضہ کی وبا میں مر گیا گلاب دین اس کا بھائی جراحی نہیں کرتا نقشہ نویس ہے محمد بخش کے دو بیٹے ایک فضل الدین حافظ دوسرا امام الدین تھا یہ بھی دونو مر گئے اس خاندان کے علاوہ انگریزی عہد میں نظام الدین نام ایک نامی جراح ہوا وہ بھی اب مر گیا ہے امام الدین بیٹا اس کا کام کرتا ہے

مگر جراحی کی اب کچھہ توقیر نہین سب ہسپتال جاتے اور مفت دوائی پاتے
ہین ڈاکٹران موجودہ لاہور سے بڑے عہدہ دار یورپین ڈاکٹر براؤن
صاحب و اسکریون صاحب و ڈالا صاحب و سٹیفن صاحب بہادر ہین ۔
ڈاکٹر بیل صاحب بہی اسی زمرے مین سے تہے وہ ۱۸۷۵ء مین مرگئے
دیسی ڈاکٹرون مین سے خان بہادر ڈاکٹر رحیم خان و محمد حسین خان و
لالہ برج لال و امیر شاہ و بوڑے خان ہین رحیم خان ایک فاضل اجل صاحب
تصانیف کثیرہ مثل طب رحیمی وغیرہ ہین ایک علمی رسالہ بحر حکمت بہی
شایع ہوتا ہی ان کے علاوہ اور ڈاکٹر دیسی مثل حاکم الدین و عبد الحمید و
کالے خان و امیر بخش و احمد شاہ خان و بشن سنگہ و سید علی شاہ نہایت
لایق ڈاکٹر لاہور مین ہین ان مین سے اب حاکم الدین تو فوت ہوگیا ہے اور
سید علی شاہ آسام کو چلا گیا ہے ❊

لاہور کے حکام کا ذکر

شہر لاہور صوبہ پنجاب کا دار الحکومت و حاکم نشین ہی بڑی کچہری اور دفتر
اس جگہ جناب لفٹنٹ گورنر بہادر اور اُنکے سکرٹریون کی ہے اس محکمہ کی
حکومت تمام صوبہ پنجاب پر ہی رئیس اور راجے مہاراجے کمشنر ڈپٹی کمشنر وغیرہ
سب ماتحت ہین دوسری کچہری فنانشل کمشنر بہادر حاکم کلکٹر پنجاب
تیسری محکمۂ چیف کورٹ اس محکمہ مین تین جج مقدمات دیوانی و
فوجداری مین قطعی فیصلہ کرتے ہین کمشنریان صوبہ پنجاب کا اپیل اسی
محکمہ مین ہوتا ہی خون کے مقدمات مین اسی محکمہ سے منظوری منگائی
جاتی ہی چوتہے محکمہ کمشنری اس محکمہ کے ماتحت تین اضلاع لاہور و
فیروزپور و گوجرانوالہ ہین اور صاحب کمشنر حکومت کرتے ہین ۔ پانچوین

محکمہ ڈپٹی کمشنری ضلع لاہور ہی اور صاحب ڈپٹی کمشنر حکومت کرتے ہین
فوجداری دیوانی و کلکٹری مین حاکم بااختیار ہین ضلع کی حفاظت و انتظام جزو
کل انکے سپرد ہی انکے ماتحت بہت سے حاکم صاحب اسسٹنٹ کمشنر و اکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر و جوڈیشل اسسٹنٹ علیحدہ علیحدہ کچہریان کرتے ہین ہر ایک مقدمہ
ڈپٹی کمشنر بہادر کے حکم سے انکے محکمون مین سپرد ہوتا ہے ضلع کے متعلق
چار تحصیلین ہین ایک تحصیل لاہور اسمین ایک تحصیلدار کام کرتا ہے
دوسرا منصف جسکو صرف دیوانی مقدمات کے تصفیہ کا اختیار ہی دوم
تحصیل قصور اس جگہ ایک صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ اور ایک تحصیلدار
اور ایک منصف کام کرتا ہی سیوم تحصیل چونیان چہارم تحصیل شرقپور
ان دونو تحصیلون مین بہی ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک منصف
کچہری کرتے ہین شہر مین انریری مجسٹریٹون کا محکمہ علیحدہ ہی یہ مجسٹریٹ لاہور
کے معزز رؤسا مین سے آٹھ کس چار ہندو اور چار مسلمان مین ہندو چار
رئیس رائے مول سنگھ و دیوان داس مل و لالہ بہگوانداس خلف دیوان رتن چند
و پنڈت رکہی کیش خلف پنڈت رادہا کشن اور چار مسلمان نواب نوازش علیخان
و فقیر قمر الدین و نواب عبد المجید خان ملتانی و شیخ سندے خان مین انکی
تجویز سے شہر کے خفیف فوجداری مقدمات فیصل ہوتے ہین دو مجسٹریٹ ہر روز
اجلاس پر بیٹھتے ہین اور دونو کی تجویز و صوابدید ہر ایک مقدمہ کا تصفیہ
ہوتا ہی رائے مول سنگھ فوت ہو گیا ہی اور شیخ رحیم بخش سوداگر مقرر ہوا ہے
میونسپل کمیٹی شہر لاہور کا محکمہ الگ ہے پریزیڈنٹ اسکے صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر لاہور ہین جنرل کمیٹی ہر ایک مہینے مین ہوتی ہی جو جو امور تصفیہ
طلب ہوتے ہین تمام ممبرون کی رائے سے تصفیہ پاتے ہین سکرٹری اسکے

صاحب اسسٹنٹ کمشنر بہادر اور ایک صاحب ایڈیٹر یعنی محاسب اور ایک صاحب
وکیل ہیں و ممبران معزز صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس صاحب ایگزیکٹو انجنیر
لاہور ڈویژن و خان بہادر محمد برکت علی خان سابق اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
حال پنشن خوار و رائے مول سنگھ و دیوان رسمل و نواب نوازش علی خان و فقیر
قمر الدین و نواب عبد المجید خان و شیخ سندھے خان و پنڈت رکھی کیش و لالہ
بھگوانداس و لالہ گوبند رام و بھوانیداس و لالہ درگا پرشاد و بھائی مہیان سنگھ
و منشی چراغ الدین و پنڈت جنار دھن و ملک بسو و کریم بخش ٹھیکہ دار و
سید فضل شاہ و شیخ نانک بخش وغیرہ ہیں جنکی رائے ہر ایک تجویز و صوابدید
مین لی جاتی ہے دیسی ممبر اکثر اوقات بدلتے رہتے ہین انکی جگہ اور جدید ممبر شہر کی
رعایا کی رضامندی سے مقرر ہوتے ہین + محکمہ پولیس شہر کے فوجداری انتظام
کے لئے مقرر ہے اسمین افسر اعلی صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ہین اور
سب عملہ پولیس انکے ماتحت ہے ایک ڈپٹی انسپکٹر لاہور کی کوتوالی مین کوتوال
کا کام دیتا ہے ایک انارکلی مین اور ایک فوجی سررشتہ جنٹ مجسٹریٹ بہادر کے
ماتحت بمقام میانمیر مقرر ہے بیرونی تہانجات مین بھی ڈپٹی انسپکٹر مقرر ہین خاص
شہر لاہور کا کوتوال سکھون کیوقت سالہا سال خدا بخش ککے زئی رہا انگریزی
عہد مین بھی تا دم آخیر اُس نے کوتوالی کی - پھر رام نراین محمود جان و مہدی حسین
وغیرہ بسنین مختلف کام کرتے رہے اب چند سال سے سردار چندا سنگھ مقرر ہے
یہ شخص نہایت لائق اہلکار نیکنام فہیم و زکی آدمی ہے حاکم و رعایا دونو اس سے خوش ہین +

لاہور کے رؤسا کا ذکر

اس شہر کے نامی رؤسا صاحب خاندان ہنود و مسلمان بہت ہین جنکا لحاظ
حکام وقت کرتے ہین ہندو رئیسون مین سے راجہ ہرنبس سنگھ جانشین

راجہ تیجا سنگہ نہایت لایق و دولتمند و جاگیردار صاحب اختیار رئیس ہین
بانی اس خاندان کا جمعدار خوشحال سنگہ بن ہرگوبند مرحوم گوڑ برہمن ساکن
کنکہیل علاقہ ہردوار تہا وہی پہلے کنکہیل سے لاہور آیا اور مہاراجہ کی
خدمت مین نوکر ہوا رفتہ رفتہ اس درجہ تک پہنچا کہ امیر کبیر سلطنت کا ایک رکن
بنگیا کشمیر کی نظامت بہی اسکے سپرد ہوئی لاہور و امرتسر مین اُس نے
بڑی بڑی عالیشان حویلیان و باغ و طویلے بنوائے جو اب تک موجود ہین
اُسکا بیٹا سردار بہگوان سنگہ آنریری مجسٹریٹ اب امرتسر مین قیام پذیر
اور اپنے باپ کی جائداد پر قابض و متصرف تہا افسوس کہ اسی سال مین
مرگیا راجہ تیجا سنگہ بن ندہا جمعدار خوشحال سنگہ کا برادر زادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ
کیوقت فوج کا سپہ سالار تہا بعد انقلاب سلطنت جب صاحبان انگریز لاہور مین
آئے تو وہ اعلیٰ ممبر اہالیان دربار مین مقرر ہوا سرکار انگریزی سے اُس نے
راجگی کا خطاب پایا ۳۹ ہزار روپے کی جاگیر مقرر ہوئے علاقہ سیالکوٹ
جاگیر مین ملا پہر تبادلہ ہو کر ضلع گرداسپورہ مین علاقہ بٹالہ اُسکو جاگیر مین
دیا گیا دسمبر ۱۸۶۲ء کو راجہ تیجا سنگہ مرگیا اب راجہ ہرنبس سنگہ اُسکا لایق و
فایق جانشین اُسکی جائداد و جاگیر پر قابض ہے اور علاقہ شیخوپورہ ضلع
گوجرانوالہ مین اس راجہ کی جاگیر مین سرکار نے دیا ہے لاہور مین اس راجہ کا
قیام ہے شیخوپورہ مین اکثر اوقات رہنا ہوتا ہے امرای پنڈتان کشمیری مہاراجہ
رنجیت سنگہ کے عہد مین صاحب توقیر و اقتدار و رکن رکین سلطنت تہے اب بہی
صاحب عزت و دولت و حکومت ہین سب سے اول دیوان گنگارام پنڈت کشن داس
کا بیٹا جو پہلے راجہ گوالیار کا نوکر تہا حسب الطلب مہاراجہ رنجیت سنگہ لاہور مین آیا
مہاراجہ نے اُسکی بڑی خاطر کی اور دیوانی کا خطاب بخشا فوجی دفتر اُسکے حوالہ کیا

مدت العمر اُس نے نہایت عزت کے ساتھہ بسر کی اُسکے بعد دیوان اجودھیا پرشاد
اُسکا بیٹا فوج کا دیوان بنا اور تا انقراض سلطنت سکھی خدمات لایقہ انجام
دیتا رہا انگریزی عہد میں آنریری مجسٹریٹ بنا اور دیوان بیجناتہہ اُسکے بیٹے
کو تحصیلداری کا عہدہ ملا اہی دیوان اجودھیا پرشاد زندہ تہا کہ دیوان
بیجناتہہ ترقی پاکر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لاہور رہا مگر جب اُسکی تبدیلی لاہور سے امرتسر
ہو گئی تو اُس نے کہا کہ میرا بیٹا مجھسے علیحدہ رہنے اور بیٹے سے استعفا دلوا دیا۔
دیوان اجودھیا پرشاد ۱۸۷۰ع میں مر گیا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد
دیوان بیجناتہہ آنریری اسسٹنٹ کمشنر لاہور مقرر رہا اور کئی سال اس کام کو
انجام دیا آخر جولائی کے درشن کو گیا اور اُسی جگہ ہیضہ کی بیماری سے مر گیا
یہ شخص خوش مزاج خوش خلق نیک طینت صاحب مروت تہا اسکی حکومت
کیوقت اہلکار کچہری کے نہایت خوش و خورم تہے اب اُسکا فرزند دلبند دیوان
نریندر ناتہہ اپنے والد کی طرح نہایت خلیق و لئیق نوجوان موجود ہے + راجہ
دینا ناتہہ یہ بزرگ بہی خاندان اُمرائے کشمیری کا چشم و چراغ تہا پہلے دہلی میں نوکر تہا
۱۸۱۵ع میں اسکو دیوان گنگارام نے لاہور بلایا دفتر میں ملازم کرایا رفتہ رفتہ اقتدار
اسکا بڑہتا گیا ۱۸۲۶ع میں مہاراجہ نے اسکو دیوانی کا خطاب بخشا ملکی دفتر کا افسر
بنایا جاگیریں بخشیں امارت کے درجہ تک پہونچایا اخیر سلطنت سکہی تک اسکو
دیوانی کا خطاب حاصل رہا سرکار انگریزی نے بکمال عنایت و بجلدوی حسن خدمات
و خیر خواہی اسکو راجگی کا خطاب دیا کلانور کا علاقہ جاگیر میں بخشا آخر ۱۸۵۷ع
میں مر گیا اُسکے دو بیٹے ہوئے ایک دیوان امرناتہہ اکبری تخلص جسکی جاگیر باپ سے
الگ تہی یہ شخص شاعر و صاحب علم تہا دیوان اکبری اسکی تصنیف کی ہوئی کتاب
موجود ہی اُسکا بیٹا رام ناتہہ تخلص اصغری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہے۔

دوسرا بیٹا راجہ دینا ناتہہ کا نرنجن ناتہہ ہی جو عالم و فاضل و شاعر ہی پنڈت دیوان
شنکر ناتہہ کشمیری پنڈتون کے خاندان مین سے ایک نامور پُر و باغ روشن طبع صاحب
مروت و خلیق امیر راجہ دینا ناتہہ کا بہنوئی تہا دربار لاہور سے خطاب دیوانی کا پایا
سرکار انگریزی کیوقت سالہا سال آنریری مجسٹریٹ رہا اُسکا بیٹا پریم ناتہہ سالہا سال
سرشتہ دار عدالت ضلع لاہور رہا اب پنشن پاتا ہی دوسرا بیٹا شونا تہہ منتظر تخلص
شاعر و لایق دربار جمون مین نوکر ہے - دیسی رئوسا مین سے دیوان رتن چند داڑہی
والہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار مین حضور نویس منشی تہا داڑہی والہ خطاب
بہی اسکو مہاراجہ سے ملا تہا - پہلے اسکا باپ کرم چند مہاراجہ کی خدمت نوکر ہوا اُسکے
چار بیٹے ہوئے ایک دیوان تارا چند جو ۱۸۵۸ء مین مرگیا دوم منگل سین جو ۱۸۶۴ء
مین فوت ہوا سیوم دیوان رتن چند جس نے ۱۸۷۳ء مین وفات پائی -
چہارم لالہ ہرنا مداس جو زندہ و حیات ہی دیوان رتن چند کو عمارت کا بہت شوق
تہا عالیشان حویلی شہر مین تعمیر کی سرائے و تالاب و باغ و شوالہ بیرون دروازہ
شاہ عالمی بنوائے اُسکی اولاد مین سے لالہ بہگوانداس و روپ چند و ہرکت رام
تین فرزند نرینہ ہین اُنمین سے بہگوانداس افسر خاندان و آنریری مجسٹریٹ اپنے
باپ کی جگہہ ہی دیوان رتن چند کی توقیر سرکار انگریزی کیوقت بہت تہی آنریری مجسٹریٹ
کا عہدہ اُسکو حاصل تہا بہگوانداس اُسکے بڑے بیٹے نے ایک عالیشان ٹہاکر دوارہ
تالاب کے جنوبی کنارے پر بنوایا ہی جو لایق دید عمارت ہی خاندان بہائی صاحبان
یہ خاندان مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت سے معزز چلا آتا ہی مورث اعلے اسکا بہائی
بلاقا سنگہ تہا جسنے گرو گوبند سنگہ کے ہاتہہ سے پاہُل لی اُسکے تین بیٹے تہے ایک بہائی
بستی رام دوسرا بہائی سہائی تیسرا بہائی مولک رام یہ تینو خدا پرست عابد و
زاہد تہے پہر بستی رام کے دو بیٹے بہائی ہرنام و بہائی ہربہجرا ہوئے پہر بہائی

ہرسہجرائے کے تین بیٹے ایک بہائی کاہنہ سنگہ جو ۱۸۴۷ء مین مرگیا دوسرا بہائی
رام سنگہ جو ۱۸۴۶ء مین فوت ہوا تیسرا گوبند رام جو ۱۸۴۵ء مرا بہائی کاہنہ سنگہ
سے بہائی ندہان سنگہ و بہائی کیسر سنگہ و بہائی گنڈا سنگہ ہوئے بہائی ندہان سنگہ
کا بیٹا بہائی مہیان سنگہ ہوا اور گنڈا سنگہ کے دو بیٹے بہائی تارا سنگہ و بہائی
پرتاب سنگہ ہوئے بہائی رام سنگہ کا بیٹا بہائی چترنجیت سنگہ بہائی گوبند رام
کے دو بیٹے بہائی ہرگوپال و بہائی نندگوپال ہوئے مہاراجہ رنجیت سنگہ
اس خاندان کا ادب بدل وجان کرتا تہا بہائی رام سنگہ کا اقتدار یہان تک
تہا کہ ہر ایک جنگ و انتظام کے موقعون مین وہ مہاراجہ کے ساتہہ رہتا تہا
کنور نونہال سنگہ کے وقت بہی وہ مشیر اعظم سلطنت کا رہا جب نونہال سنگہ
سنہ ۱۸۴۰ء مین مرگیا تو رانی چند کنور کا پورا حامی بہائی رام سنگہ بنا مہاراجہ شیر سنگہ
کیوقت بہی اُسکی عزت بدستور رہی راجہ ہیرا سنگہ وزیر کے عہد مین بہی وہ مشیر
سلطنت تہا جب انگریزون اور سرکار لاہور مین عہدنامہ ہوا تو اُس مین بہی بہائی
رام سنگہ مشیر با تدبیر تہا اب بہی اس خاندان کی عزت سرکار انگریزی کرتی ہی اور لاہور کے علی رؤسا مین شمار ہے

ربی مول سنگہ یہ ایک نامی رئیس گوجرانوالہ کا رہنے والا لاہور کے ذی عزت امرا
مین سے ہے پہلے سردار ہری سنگہ نلوہ کے ہان ملازم رہا پہر راجہ تیجا سنگہ کے گہر کا مختار و
مدار المہام بنا جب سرکار انگریزی کے صوابدید سے تیجا سنگہ کو راجگی کا خطاب ملا تو
اسکو رائے کا خطاب مرحمت ہوا جاگیر بہی ملی راجہ تیجا سنگہ کی وفات کے بعد راجہ
ہربنس سنگہ کے سن بلوغ تک اسنے راجہ مرحوم کے گہر کا انتظام ایسی خوبی سے
کیا کہ مورد تحسین و آفرین ہوا سرکار انگریزی نے بکمال قدردانی اسکو آنریری
مجسٹریٹ لاہور بنایا اور اُس عہدہ کو اس نے بکمال دیانت و امانت
سالہا سال انجام دیا جلسہ قیصری مین اسکو آنریری اسسٹنٹ کمشنر کا

عہدہ سرکار سے ملا آخر سال ۱۸۴۳ء یعنی اسی سال مین مرگیا +
رائے بہادر دیوان دہسل پشاوری خاندان ہے یہ رئیس نہایت خلیق کریم الطبع
صاحب صورت وسیرت لاہور مین رہتا ہی سرکار انگریزی کیوقت اعلے اعلے عہدونپر
مامور رہا تحصیلداری وغیرہ عمدہ عہدون کا کام آسنے بخوبی انجام دیا آنریری
مجسٹریٹ لاہور ہی کرکے رائے بہادر و دیوانی دو خطاب اسکو سرکار سے عنایت ہوئے ہین +
خاندان پنڈت مدسودن مورث اعلے اس خاندان کا پنڈت برج راج تہا جو ۱۸۳۳ء
مین مرگیا اُسکا بیٹا پنڈت مدسودن ہوا جو ۱۸۶۳ء مین مرگیا اُسکے چار بیٹے ہوئے
ایک رادہا کشن دوسرا بالکشن تیسرا ہرکشن چوتھا دیودت پرشاد پہلے پہل
مہاراجہ رنجیت سنگ کے دربار مین برج راج بلایا گیا جب وہ مرگیا تو پنڈت
مدسودن اپنے باپ کی جگہ پاٹ پوجا کرتا رہا چونکہ یہ شخص سنسکرت کے علم مین اُستاد
و یگانہ آفاق تہا روز بروز اُسکی ترقی ہوتی گئی لاکہون روپئے اُسکی معرفت
خیرات ہوکر برہمنون کو دیا جاتا تہا اُسکا بیٹا پنڈت رادہا کشن راجہ ہیرا سنگہ کا
اُستاد بنا مہاراجہ دلیپ سنگہ کو بہی تعلیم دی نو ہزار نوسو پینتیس ۹۹۳۵ روپیے کی جاگیر
پنڈت مدسودن کو واگزار تہی اور ایک گاؤن قلعہ گوجر سنگہ نسلاً بعد نسلاً معاف تہا
پنڈت مدسودن کا اخیر عمر مین تینون بڑے بیٹون کے ساتہہ تنازع رہا اسلیئے
کہ اُس نے کل جائداد مع دوامی جاگیر کے دیودت پرشاد اپنے چہوٹے بیٹے
کو جو دوسری زوجہ سے تہا ہبہ کردی تہی - رادہا کشن اُسکا بیٹا خاندان کا
چراغ ہوا کہ تمام پنجاب مین علم مین بے مثل تہا سرکار انگریزی مین بہی اُسکی توقیر
تہی اور چیف پنڈت کا خطاب حاصل تہا پندت رادہا کشن کا لڑکا پندتا کہی کیشن
اپنے باپ کی طرح جامع اوصاف حمیدہ ہی اور سرکار سے عہدہ آنریری مجسٹریٹ
کا اُسکو حاصل ہی کشوری لال اُسکے گہر ایک بیٹا ہوا - بالکشن کا موہن لال

اور موہن لال کے دو بیٹے سوہن لال اور رام لال ہوئے ہرکشن جو سنہ ۱۸۶۰ء مین مرگیا امر ناتہہ اسکا بیٹا ہوا دیو بیدت پرشاد کا بیٹا درگادت پرشاد ہے خاندان بخشی بہگت رام بخشی بہگت رام بہاکہی رام کا بیٹا سرکار مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار مین تمام فوج پیادہ کا بخشی تہا اور دربار مین اسکو بڑا رتبہ حاصل تہا اسکے پن دان اور بخشش کا کچہہ اندازہ نہ تہا ہزارون روپیہ خیرات کیئے جاتے تہے مگر آخر عمر مین اسکا کام برہم و درہم ہوگیا باعث یہ ہوا کہ سنہ ۱۸۴۷ء مین جب جان لارنس قائمقام رزیڈنٹ لاہور مقرر ہوئے تو اُنہون نے اس سے حساب طلب کیا اس نے حساب دینے مین بہت لیت ولعل کیا اسواسطے جاگیر ضبط ہوئی اور عہدہ سے معطل ہوا جب حساب پیش ہوا تو پانچ لاکہہ روپیہ باقی نکلا مگر اُس مین سے افسرون کے ذمہ بہت روپیہ تہا جسقدر خاص اسکے ذمہ نکلا وہ ادا کیا گیا ابہی جاگیر واگزار نہین ہوئی تہی کہ پنجاب کا ملک سرکار نے ضبط کرلیا ضبطی کے بعد سرکار انگریزی کی نسبت اسکا کچہہ حق ثابت نہوا مگر چیف کمشنر صاحب نے بارہ سو روپیہ اسکی حین حیات پنشن مقرر کردی آخر سنہ ۱۸۶۵ء مین مرگیا تو وہ پنشن بہی ضبط ہوگئی اب لالہ جمعیت رائے اُسکا بیٹا موجود ہے مگر خانہ نشین ویکار اس بزرگ کی یادگار ایک عالیشان شوالہ لاہور مین موجود ہے جسکا ذکر تحریر ہوگا ٭

لاہور کے معزز دولتمندان اور ٹہیکہ دارون سے رائے میلا رام ہے سرکار انگریزی عہد مین اس نے ٹہیکہ داری کے کام سے دولت و عزت حاصل کی رائے کا خطاب سرکار سے لیا اس ٹہیکہ دار کے ہان بڑی تجارت لکڑی کی ہوتی ہے لاکہون روپیہ کے ٹہیکے یہ ریلوے کے محکمہ سے لیتا ہے اور متفرق ٹہیکے بہی بہت سے ہین چنانچہ سنہ ۱۸۸۰ء مین اسنے پٹہان کوٹ کی ریلوے سڑک کا ٹہیکہ لیکہ

لاکھ کو باتفاق کروی صاحب کے لیا آدمی معتدل مزاج خوش طبع ہے +

لالہ نہال چند یہ شخص بہی ٹھیکہ داروں و دولتمندان شہر لاہور سے آدمی نیک طینت و نیک صورت ہے سنٹرل جیل لاہور کی ٹھیکہ داری اسکے تعلق ہے ہر ایک چیز اسکی معرفت جاتی ہے جیل کی عمارت کا ٹھیکہ بنگرانی مولف کتاب اسیکے پاس ہے +

مسلمان رؤسائے شہر لاہور

لاہور میں فی ماننا بڑا خاندان نواب علی رضا خان بن ہدایت خان بن علی خان بن نوروز علی خان کابلی قزلباش کا ہے یہ بزرگ خیر خواہ نمک حلال دوست سرکار انگریزی کا تہا جب انگریزی فوج شاہ شجاع کے ساتہ ۱۸۳۹ء میں کابل میں پہنچی تو علی رضا خان رئیس کابل اعلے گماشتہ کمسریٹ کا مقرر ہوا اور خدمات شایستہ بجا لاتا رہا من بعد جب کابل میں مفسدہ ہوا اور انگریزی فوج محاصرے میں آگئی تو یہ فوج کو رسد و دیگر برابر پہنچاتا رہا جب میم صاحبات اور صاحب لوگ اسیر ہوگئے تو علی رضا خان نے انکی آسایش کے سامان بہم پہنچائے محمد شاہ خان محافظ کو پانسو روپیہ ماہوار دینا کیا اسکے عملہ کو ہزاروں روپیہ رشوت کے دیئے ایک ہندوستانی سپاہی کو غلام کی قید سے رہائی دلوائی جب انگریزی فوج دوبارہ کابل میں پہنچی اور محمد اکبر خان نے انگریزی قیدی ہزارہ میں بہیجدی تو اسنے رئیسان ہزارہ کو روپیہ دیکر روکا کہ وہ قیدیوں کو کوہستان میں نہ لیجائیں اور صالح محمد خان محافظ کو بہت سا روپیہ دیکر اپنی طرف لیا تاکہ قیدی نکل آئے اور جنرل پالک صاحب کی فوج سے آملے پہر جب جنرل پالک صاحب فوج پر حملہ کرنے کو آگے بڑہا تو علی رضا خان کی سعی سے سرداران قزلباش کو ساتہ ملالیا اور وہ محمد اکبر خان سے علیحدہ ہوگئے جب انگریز کابل سے واپس آئی تو علی رضا خان بہی وطن چہوڑ کر

ہندوستان کو چلا آیا تین لاکہہ روپے کی جائداد اسکی جو کابل مین تہی امیر کابل نے
ضبط کر لی مکانات گرا دیئے پہر جب مابین سکہان و سرکار انگریزی کے جنگ ہوا
تو یہ اپنے بہائیون اور ساٹہہ سوارون کے ساتہہ انگریزی فوج کے ساتہہ ہوکر
ہر ایک لڑائی مین داد شجاعت دیتا رہا ۱۸۴۶ء مین یہ لارنس صاحب بہادر
کے ساتہہ کانگڑہ اور کشمیر کے مفسدہ مین دشمنون سے لڑتا رہا ۱۸۴۸ء و
۱۸۴۹ء کے مفسدہ مین اسنے اپنے خواہرزادے شیر محمد خان کو سو سوار کے
ساتہہ انگریزی فوج کے ساتہہ کر دیا ۱۸۵۷ء کے مفسدہ مین اسنے ایک رسالہ
سوارون کا زیر حکم محمد رضا خان و تقی خان کی سرکار کو دیا اس رسالہ کی بہرتی
مین اس نے سرکار سے روپیہ نہ مانگا اپنی گرہ سے خرچ کرکے یہ خدمت ادا کی
اُس رسالہ نے دہلی وغیرہ شہرون کی جنگون مین بڑی بڑی خدمتین کین۔
غرض کہ بعوض ان خدمات کے روز افزون عنایت سرکار کی اسکے حال پر
ہوئی کابل سے آنے کے وقت آٹہہ سو روپیہ ماہوار اسکو پنشن ملتی تہی مفسدہ
۱۸۵۷ء کے بعد ۱۴۷ دیہات کی تعلقہ داری بہرائچ ملک اودہ مین اسکو ملی
دو ہزار روپیہ نقد پنشن قرار پائی عہدہ آنریری مجسٹریٹی لاہور کا ملا ۱۸۶۲ء
مین نوابی کا خطاب مرحمت ہوا آخر جون ۱۸۶۵ء مین فوت ہوا نعش
اسکی کربلاے معلے بہیجی گئی علی رضا خان کے پیچہے تین لایق فرزند مین ایک
نوازش علی خان دوم ناصر علیخان سیوم نثار علی خان ہے۔ نوازش علی خان
ہمراہ جارج لارنس صاحب کے اُسوقت تہا جب سردار چتر سنگہ اٹاری والے نے
مفسدہ برپا کیا بہت سا اسباب اور مکان اُسکا جو پشاور مین تہا بسبب رفاقت
انگریزون کی ضایع ہوا باپ کے مرنے کے بعد وہ قایمقام باپ کا مانا گیا نوابی
کا خطاب بدستور رہا آنریری مجسٹریٹ لاہور کا قرار پایا۔ دوسرے بیٹے ناصر علیخان

کو اکسٹرا اسسٹنٹی کا عہدہ ملا۔ نثار علی خان املاک کے انتظام و اہتمام کے لئے بہرایچ مین آنریری اسسٹنٹ کمشنری سے ممتاز ہوکر مقرر ہوا افسوس کہ وہ جوان مرگیا رکہہ کہمبہ واقع ضلع لاہور نقد پنشن کی عوض مین اس خاندان کو دوام کے لئے سرکار سے عطا ہوئی ملکیت بہی ملی جمع سرکار بہی معاف ہوئی اور لکہا گیا کہ بالفعل اس جائداد کا قابض نواب نوازش علی خان رہے اسکے بعد ناصر علی خان اسکے بعد جو لایق ہوگا قابض و سرپرست مقرر ہوگا پرورش کل خاندان کی اسکے ذمہ ہوگی چنانچہ نوازش علی خان نے اس رکہہ کو بخوبی آباد کیا ہی بہت سے گاؤن بسائے ہین عالیشان کوٹہیان مسجدین امام باڑے بنوائے ہین زمینداروں کو نہایت آسودہ رکہا ہوا ہی نواب نوازش علی خان دو بار حج کو گیا کربلا معلے کی زیارت کی اس کار خیر مین بہت سا روپیہ صرف کیا ✤ یہ خاندان شیعہ مذہب ہے عشرہ محرم مین دس روز تک انکی ہان تعزیہ داری ہوتی ہی شب و روز مکلف کہانے تقسیم ہوتے ہین سنی شیعہ مذہب والون کو برابر تقسیم ہوتا ہے ✤ ساتوین محرم کو مہدی کے دن جو لوگ علم نکالتے ہین سب اسکے گہر لیجاتے ہین فی کس ایک روپیہ سے دس روپیہ تک یہ رئیس نذر دیتا ہی غرض ہر ایک برس دس ہزار روپیہ سے کم روپیہ اسکا خرچ نہین ہوتا ✤ دوسرا خاندان فقیر صاحبان یہ خاندان بہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے عہد سے معزز و مکرم چلا آتا ہی تینون بہائی فقیر عزیز الدین و نور الدین و امام الدین مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار مین رکن رکین تہے اقتدار حد سے زیادہ تہا انکے گہر شفاخانہ و مدرسہ جاری تہا اور لوگ مفت تعلیم پاتے تہے مورث اعلے انکا غلام شاہ تہا اسکا بیٹا غلام محی الدین اسکے تین بیٹے ایک عزیز الدین جو ۱۲۳۵ھ مین مرگیا۔ دوسرا امام الدین جو

۱۸۴۴ء مین فوت ہوا۔ تیسرا نورالدین جو ۱۸۵۲ء مین وفات پاگیا عزیزالدین
کے چھہ بیٹے۔ نادرالدین۔ فضل الدین۔ شاہ دین۔ چراغ دین۔ جمال الدین
سابق اکسٹرا اسسٹنٹ حال پنشنخوار و سب جسٹرار۔ و رکن الدین۔ ان مین سے
چراغ دین صاحب اولاد ہوا جسکے پانچ بیٹے تھے سراج الدین۔ شہسوار دین۔
شہ نواز دین۔ نجیب الدین۔ حسین الدین۔ سراج الدین انمین سے صاحب اولاد تھا اور
فیروزالدین او سلطان الدین اُسکے بیٹے تھے سراج الدین ریاست بہاولپور مین وزیر اعظم
ہوا اور وہان ہی قتل ہوا۔ فقیر امام الدین کی اولاد مین سے تاج الدین اور تاج الدین سے معراج الدین
او اُس سے جمیل الدین ہوئے۔ فقیر نورالدین کے چار بیٹے ہوئے ایک ظہورالدین
جسکا بیٹا نوبہار دین جوان فوت ہوا یہ شخص پہلے تحصیلدار تھا پھر اکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر ہوا اب پنشندار ہے دوسرا شمس الدین انگریزی عملداری مین پہلے یہ
تحصیلدار ہوا پھر اسنے نوکری چھوڑدی اور پنشن پر گذارہ کرتا رہا اور آنریری
مجسٹریٹی لاہور کا عہدہ بکمال ایمانداری انجام دیا یہ شخص صاحب مروت
و خلیق ایسا تھا کہ تمام شہر کے ہندو مسلمان اس کے اخلاق حمیدہ و اوصاف
پسندیدہ کے ثناخوان تھے یہ شخص ۱۸۷۲ء مین مرگیا اور تین بیٹے چھوڑے
ایک برہان الدین اکسٹرا اسسٹنٹ دوم زین العابدین پلیڈر سیوم شہاب الدین
یہ تینون اپنے باپ کی طرح خلیق و ملیح آدمی ہین تیسرا بیٹا نورالدین کا قمرالدین
آنریری مجسٹریٹ یہ شخص بھی فقیر شمس الدین کی طرح نہایت نیک اور خلیق ہے
اسکا بیٹا مظفرالدین و جلال الدین ہوئے۔ چوتھا حفیظ الدین تحصیلدار جسکا بیٹا
اقبال الدین ہے۔ **تیسرا خاندان** نواب شیخ امام الدین کا اس خاندان
کی عزت سکھی دربار مین بہت تھی علاقہ دوابہ بست جالندہر انکی نظامت و
حکومت مین تھا مورث اعلے انکا شیخ اجلا تھا اسکے بیٹے شیخ غلام محی الدین

نے امارت کا رتبہ پایا چو چند سال صوبہ کشمیر رہا اُس کے دو بیٹے ہوئے ایک
شیخ امام الدین جو بعد وفات باپ کے کشمیر کا صوبہ مقرر ہوا اور تا انقراض
سلطنت صوبہ رہا سرکار انگریزی نے اسکو نوابی خطاب بخشا ۱۸۵۹ء میں
فوت ہوا اُسکا بیٹا نواب غلام محبوب سبحانی موجود ہے جو آدمی لائق اور شاعر ہے
دوسرا بیٹا شیخ غلام محی الدین کا شیخ فیروز الدین خلیق و خوشخو سخن سنج صاحب
مروت تھا اُس نے ریاست بہاولپور میں وزارت کا عہدہ پایا آخر بیمار
ہوکر مرگیا اسکا بیٹا شیخ نصیر الدین منصفی کے عہدہ پر سرفراز ہے چوتھا خاندان
نوابان ملتانی یہ خاندان قدیم سے ذی عزت چلا آتا ہے پہلے زمانہ
میں اِس خاندان کے بزرگ شہر قندہار کے حاکم تھے شاہ ہند و شاہ ایران سے
ساتھ انکا دوستانہ برتاؤ تھا شاہ ہند انکو مرزبان قندہار اور شاہ ایران سلطان
قندہار لکھا کرتے تھے شاہ جہان بادشاہ کے عہد میں اقتدار انکا دربار سلطنت
ہند میں بہت تھا جب نواب علی مردان خان نے قندہار کا قلعہ شاہجہان
کے حوالے کردیا تو بادشاہ نے صوبہ ملتان ان کی حکومت میں دیا تب
سے یہ فرمان فرمائے ملتان قرار پائے چنانچہ نواب زاہد خان و عابد خان
وغیرہ اپنے وقت میں مستقل حاکم ملتان کے رہے انہیں سے نواب شجاع خان
ایک مشہور بزرگ اس خاندان کا ہے جسنے قصبہ شجاع آباد آباد کیا اُس کی
وفات کے بعد نواب مظفر خان جانشین ہوا بڑا امیر کمال بہادر متدین انصاف
پسند عادل رحیم و کریم تھا خداپرستی و عبادت میں شب و روز سرگرم رہتا تھا
بڑے اجتماع کے ساتھ حج کرنے کو ایسے وقت میں گیا کہ ہندوستان سے
کسیکا پہنچنا وہان ممکن نہ تھا لاکھون روپے اُسنے حج کے کام میں صرف کئے
اُسکے وقت مہاراجہ رنجیت سنگہ نے پے در پے حملے ملتان پر کئے اور ہر ایک حملے میں

لاکہون روپیے نواب سے لیتا رہا اخیر حملے مین جب نواب تنگ آگیا تو شہادت کا جامہ پہن کر مقابل ہوا بہت سے سکھون کو تہہ تیغ کرکے خود بھی مع پانچ فرزندان دلبند کے شہید ہوا اس بزرگ کے آٹھ بیٹے تہے سرفراز خان - ذوالفقار خان - شہنواز خان - ممتاز خان - حق نواز خان - شہباز خان - میرباز خان - اعزاز خان اُنمین پانچ نے تو والد بزرگوار کے ساتہہ شہادت پائی اور آخرت کے سفر مین باپ کے پارکاب رہے سرفراز خان و ذوالفقار خان و میرباز خان زندہ رہے انمین سے سرفراز خان و ذوالفقار خان تو لاہور مین آکر قیام پذیر ہوئے اور میرباز خان بہاولپور کو چلا گیا نواب سرفراز خان بکمال اعزاز و اکرام لاہور مین قیام پذیر رہا یہ شخص نہایت نیک طینت و سخی و صاحب علم و فضل تھا - فارسی شعر نہایت عمدہ کہتا تہا اسکے فرزندان دلبند فیروزالدین خان و احمد علیخان و اکبر علی خان و شاہ ولی خان ہوئے پہر فیروزالدین خان کا بیٹا قاسم علیخان و ہاشم علیخان و صادق علی خان و شمشیر علیخان ہوئے پہر قاسم علیخان کا بیٹا اعظم علی خان اور صادق علی خان کا بیٹا برکت علیخان - نواب ذوالفقار خان کے بیٹے عبدالخالق خان و جہانگیر خان و محمد خان و گلزار خان و احمد یار خان و حیدر خان و محبوب خان ہوئے احمد یار خان کے بیٹے محمد اکبر خان و عنایت اللہ خان ہین - نواب عبدالمجید خان بن شہنواز خان خوردسالی کی عمر مین لاہور مین آیا سایہ عاطفت الٰہی مین پرورش پائی علوم عربی و فارسی و طب مین تحصیل کے مدارج پر پہنچا تمام خاندان سے بڑہ کے عزت حاصل کی اس بزرگ کو اب تمام خاندان کا چراغ کہا جائے تو بجا ہے حکام وقت اسکا کمال لحاظ و ادب کرتے ہین عہدہ آنریری مجسٹریٹی و آنریری اسسٹنٹ مع اختیار مجسٹریٹی اسکو حاصل ہے آدمی نہایت لایق و ذی عزت و مخیر و فیض بخش خوش مزاج سبکو زندہ دل نیک صورت

نیک سیرت ہی امرا و غربا سے اسکا برتاؤ دوستانہ ہی طبابت کا بازار گرم بیمارون
کا ہجوم شب و روز دروازے پر رہتا ہی صدہا روپے کی ادویات انگریزی و دیسی
بیمارون کو اپنے پاس سے تقسیم کرتا ہی عمارت کا شوق بہی اس بزرگ کو بہت ہے
بہت سی مسجدین اسنے لاہور مین بنوائین اور مرمت کین جس سے کمال نیک نام ہے
میر باز خان کی اولاد اب تک بہاولپور مین قیام پذیر ہی - یہ خاندان موجودہ لاہور
سرکار انگریزی سے پنشن پاتا ہی +

میان محمد سلطان ٹہیکہ دار اس شخص نے سرکار انگریزی کے عہد مین ٹہیکہ داری
کے ذریعہ سے دولت حاصل کی سکہون کیوقت صابون بناتا تہا انگریزی عہد مین
اسنے لاکہون روپیہ کمایا اگرچہ ناخواندہ و اُمی محض تہا مگر بخت یاور تہی سرکاری
بڑی بڑی مکانات و عالیشان عمارات و چہاونیان بنوائین اپنی خاص عمارتین بہی
تعمیر کین ایک عمدہ و عالیشان سرائے و بازار اپنی یادگار چہوڑ گیا اخیر عمر مین بسبب
کثرت خرچ و کمی آمد و غبن و خیانت اہلکاران خاین و غابن کے تمام کارخانہ اُسکا
بگڑ گیا تمام جائداد کئی لاکہہ روپے کو مہاراجہ جمون کے پاس رہن ہوگئی کُل قرضخواہون
کو روپیہ مہاراجہ سے دلوایا گیا اور پانسو روپے ماہوار جائداد کی آمدنی مین سے اُسکے
گزارہ کے لئے مہاراجہ نے دینا منظور کیا اب آٹہہ برس گزرے ہین کہ محمد سلطان مرگیا
صلبی بیٹا اُسکا بابا اور کوئی منتظم موجود نہ تہا اس سبب سے خاندان برباد ہوگیا +

میان کریم بخش ٹہیکہ دار یہ شخص بہی لاہور کے مسلمان دولتمندون سے ممتاز ہے
یہ دو بہائی ہی ایک رحیم بخش دوم کریم بخش اب رحیم بخش فوت ہوگیا ہی عبدالصمد اُسکا
بیٹا ٹہیکہ داری کرتا ہی اور کریم بخش بہی ٹہیکہ کا کام انجام دیتا ہی آدمی متحمل و
مخیر ہے چند سال ہوئے کہ کشمیر مین قحط پڑ گیا ہزارہا قحط زدہ کشمیری پنجاب مین
آئے لاہور خاص مین صدہا کشمیری بحالت زار آموجود ہوئے اس نے ہم قومی و

ہموطنی کے سبب سے اُنپر رحم کیا اُنکے رہنے کے لئے مکان دیا کہانے کا بندوبست بہی کیا
کپڑے تقسیم کیے جس سے اکثر کشمیریون کی جان بچگئی سرکار انگریزی اس عمل سے اُنپر
خوش ہوئی تحسین و آفرین کی سند بخشی دربار مین کرسی نشین کیا یہ شخص اکثر
ٹہیکے محکمہ تعمیر سرکاری مین جو ماتحت مولف کتاب ہذا ہی پاتا ہی اور بخوبی انجام دیتا ہی

دوسرا حصہ اس تذکرے مین کہ بعہد سلطنت چغتائی جب لاہور کی آبادی کی ترقی قدیمہ حصار کے باہر ہوئی تو کس سمت کو ہوئی اور اُس آبادی مین مشہور محلے کون کون تھے اور کس کس شخص نے انکو آباد کیا تہا اب بہی کوئی نشان اُنکا باقی ہے یا نہین

واضح ہو کہ بیرونی آبادی لاہور کی شاہ ہمایون کے عہد سے شروع ہوئی اور
رفتہ رفتہ بسمت جنوب و جنوب مشرق و شرق شہر آباد ہوتا چلا گیا یہانتک کہ اصل
شہر سے دوچند شہر باہر آباد ہوگیا سب سے پہلے لنگر خان بلوچ لنگاہ جو ملتانی سلطنت
کا مدار المہام جسکی خیر خواہی و دولت سگالی سے ہمایون نے ملتان پر قبضہ پایا تہا
لاہور مین آیا بادشاہ نے اُسکو جاگیر دی اور لاہور کے رہنے کی اجازت بخشی اُسکی خدمات
شہزادہ کامران اپنے بہائی کے جسکی جاگیر مین پنجاب کا علاقہ تہا متعلق کردی اُس نے
باجازت شاہی لاہور کے باہر بسمت جنوب اپنا الگ محلہ آباد کر لیا اور اپنی سکونت اُسی
جگہ پر اختیار کی یہ محلہ حال کی آبادی موضع مزنگ سے بگوشہ شمال مغرب آباد تہا گذر
لنگر خان اُسکا نام تہا اس محلہ مین بڑی حویلیان اور مکانات پختہ لنگر خان
اور اُسکی اولاد نے بنوائے تہے اور صدہا سال اسپر قابض و متصرف رہے آخیر سلطنت
چغتائیہ تک یہ محلہ آباد رہا جب سلطنت چغتائی جاتی رہی تو سکہی اور درانیون کی غارتون سے
یہ محلہ اُجڑ گیا اُسکی آبادیون مین سے اب کسی کا نام و نشان نہین ہی مہاراجہ رنجیت سنگہ
کے وقت کشمیریان خشت فروش نے اُن دیوارون کو بیخ و بنیاد سے نکال لیا

اب صاحبان عالیشان کی کوٹھیاں بنی ہوئی ہین ۔ از گردش دوزمان گاہے چنین گاہے چنان ۔ از انقلاب آسمان گاہے چنین گاہے چنان ۔

محلہ پیر عزیز مزنگ المشہور موضع مزنگ

یہ آبادی بہی ایک محلہ محلہ ہای بیرونی شہر لاہور سے تہی جسکو ایک بزرگ پیر عزیز مزنگ نے کابل سے آکر آباد کیا تہا مزنگ ایک گوت مغلون کی قوم مین سے ہی مدت العمر خود بہی وہ اسمین آباد رہا من بعد اُسکی اولاد قابض ہوئی اسلامی سلطنت کے انقراض کے وقت اس محلے کے مغل بکمال استقلال یہان مقیم رہے غارت گرون کے ہاتہہ سے کبہی بخوشامد ومنت کبہی برشوت کبہی بزور شجاعت بچتے رہے جب لنگرخان کا محلہ جو اسکی دیوار بدیوار آباد تہا اُجڑ گیا تو قوم بلوچ بہی وہان سے اُٹھ کر اسی محلے مین آرہے اور دونو قومون نے ملکر اس جگہ کو غارت گرون کے حملون سے بچائی رکہا اور یہ بستی دو فریق مین مشترک ہوگئی پہر جب چالیسی قحط مین لوگ تنگ آکر یہان سے بہاگ گئے اور مکانات بہت سے خالی ہوگئے تو ارائین لوگ متفرق مواضعات سے اُٹھ کر یہان آگئے اور یہ بستی تین اقوام مین مشترک ہوئی آخر قوم مغل کا صرف اسقدر اقتدار رہگیا کہ کوئی کاغذ بیعنامہ یا گرونامہ اُنکی مہر و دستخط کے بغیر جائز گنا نہ جاتا تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت اس گاؤن مین بلوچون کی قوم کا غلبہ ہوگیا مغل اور ارائین محکوم رہے بلوچون مین بڑے اچھے اچھے ذی عزت لوگ مثل عزت خان و بوے خان و بہادر خان و شہادت خان و دریام خان و قاسم خان وغیرہ پیدا ہوگئے جو سکہی سرکار مین ملازم تہے عبداللہ شاہ نام ایک بلوچ ایسا صاحب باطن فقیر ہوا جسکے لاہور کے علما و فضلا مرید تہے اخیر سلطنت سکہی و ابتدائی سلطنت انگریزی مین سردار خان بلوچ ایسا ذی رعب صاحب حکومت اس گاؤن مین ہوا جسکی اطاعت مین تمام بستی تہی اُسکی یادگار ایک پختہ مسجد اب تک موجود ہے وہ مرگیا تو بلوچ کی قوم مین سے

کوئی صاحب اقبال نہ رہا ارائین زبردست ہو گئے اب بلوچون مین سے صرف ایک
لمبردار ہی اور سب لمبردار ارائین مین اعلے لمبردار بہی شادی ارائین ہی یہ بستی اب
بہت بستیون مین منقسم ہی خاص منڈنگ کی بستی بہی پہلے سے زیادہ ہوگئی ہی۔ دوم
بستی کوٹ عبداللہ شاہ اسکو سید عبداللہ شاہ بلوچ نے آباد کیا تہا پختہ فصیل اور پختہ
اسکے مکانات ہین سیوم قلعہ مہر باد و یہ بستی مراد بخش المشہور باد و ارائین نے
آباد کی تہی جسکا بیٹا نظام الدین شہسکہ وار موجود ہی چہارم قلعہ مہرا یہ بستی اگرچہ ارائیون
نے ملکر آباد کی تہی مگر سب سے پہلے مہرا نام ایک نرکہان اسمین اکر آباد ہوا تہا اسلیئے
یہ بستی اسکے نام سے مشہور ہوگئی پنجم تاج پورہ اسکو ایک شخص مسمی تاجا نے آباد کیا
تہا جو فقیر تہا اور اسکی قبر بستی کے اندر ہی ششم شاہ پور بستی قوم ارائین گوت
ڈہر سے جو موسوم ہے اور انہون ملکر اسکو آباد کیا تہا۔ ہفتم بہونڈ پورہ یہ
بستی انگریزون کیوقت آباد ہوئی ہی جو خاص موضع سے جنوب مشرق کے گوشے پر ہے
جو مسمی گاما المشہور بہونڈسہ کے نام سے آباد ہی اور سب سے پہلے وہی اس جگہ اکر آباد ہوا
اسواسطے یہ بستی اسکے نام سے مشہور ہوگئی اس موضع مین ایسے اچہی علما و شعرا
ہو گزرے ہین سکہی وقت مین سراج الدین نام ایک بزرگ و فاضل و عابد تہی دوسرے
عبداللہ شاہ قادری تیسرے مفتی غلام محمد جو بلوچون کی مسجد کے امام تہی و طبابت کا کام
کرتے تہے اکثر بیمار انکے معالجہ سے اچہے ہو جاتے چہارم میان ساون شاعر یہ شاعر
قوم کا بلوچ تہا اسکے پنجابی اشعار ابتک مشہور ہین پنجم میان فرید شاعر جو پنجاب کے
شعرا مین سے استاد شمار ہوتا ہی اسی موضع کا رہنے والا ہی ششم مفتی غلام سرور
جو مصنف و شاعر تمام زمانہ مین مشہور ہے اسی موضع کے رہنے والون مین سے
ہے اب تک اٹہارہ کتاب مین نظم و نثر لکہہ چکا ہے مثل خزینۃ الاصفیا و گنجینہ
سروری وغیرہ ✣

محلہ موج دریا بخاری

یہ محلہ لنگر خان کے محلے سے بہت قریب ایک نامی گرامی محلہ تہا بیبی وڈی کا محلہ بہی اسکو کہتے تہے اور بڑی بی بی بانی محلہ کی زوجہ کا خطاب تہا اس مقام پر سب سے پہلے سید میران شاہ بخاری جسکو موج دریا بہی کہتے تہے اکبر بادشاہ کے عہد مین آکر آباد ہوا یہ شخص ایک بزرگ صاحب کرامت عابد زاہد تہا بادشاہ نے بکمال ارادت دو لاکہہ روپے کی جاگیر درویشان خانقاہ کے خرچ کے لیئے اسکو دیئے ہوئے تہے اور اس جاگیر مین قصبہ بٹالہ واگزار تہا جب اُسکا قیام اس مقام پر ہوا تو بڑا محلہ آباد ہو گیا اخیر سلطنت چغتائی تک آباد رہا آخیر سکہون کی غارت اور احمد شاہی حملون کیوقت اُجڑ گیا بانی محلہ سید موج دریا کا مقبرہ اب تک ہان موجود ہی اور اولاد اس بزرگ کی کچہہ تو لاہور مین رہتی ہی اور کچہہ قصبہ بٹالہ مین قیام پذیر ہی اس محلے کے وسط مین اب کوٹہی مکلوڈ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر بہادر سابق بنی ہوئی ہے اور کچہہ زمین سڑکون مین آگئی ہے ٭

محلہ سید چراغ شاہ گیلانی

یہ محلہ سید موج دریا بخاری کے محلے کے شرق کی سمت کو آباد تہا سادات گیلانی اسمین سکونت رکہتی تہی شاہ جہانگیر کیوقت آباد ہوا اور مدت مدید آباد رہا آخر [illegible] و بدعملی کیوقت غارت گرون نے اسکو ویران کر دیا سید چراغ شاہ کا مقبرہ و مسجد پختہ اب تک موجود ہی مسجد تو سرکاری قبضہ مین ہی اور صاحب اکونٹنٹ جنرل کا دفتر وہان رہتا ہی اور مقبرہ صاحب مقبرہ کی اولاد کا قبضہ ہی یہ محلہ اُس موقع پر آباد تہا جس جگہ اب محکمہ چیف کورٹ کی عمارت بنی شروع ہوئی ہی ٭

محلہ دولا واڑی

یہ محلہ بہی لاہور کے نامی گرامی محلون مین سے ہی یہی دولا زمیندار گوت واڑی

نے اسکو آباد کیا تہا سید عبدالرزاق بھی جو ایک بزرگ سید موج دریا بخاری کے خلیفون مین سے تہا سب سے اول یہان آکر سکونت پذیر ہوا اور رونق آبادی کی بڑہ گئی اخیر سلطنت چغتائی تک اسکی آبادی بڑے اوج پر رہی اس سبب سے کہ خانقاہ شاہ عبدالرزاق بھی مین کوئی نہ کوئی بزرگ ایسا قیام پذیر رہتا جس سے تمام زمانہ کو فیض پہنچتا تہا بدعملی کیوقت بہی یہ محلہ غارت سے بچا رہا کہ ایک بزرگ حاجی محمد سعید نام اسمین رہتا تہا سکہ بہی اُسکا لحاظ کرتے تہے جب احمد شاہ درانی بعد فتح دہلی لاہور آیا تو حاجی محمد سعید کی زیارت کو حاضر ہوا اور شاہی پہرہ محلہ مین پہرا بیٹھنے مقرر کردیا کہ کوئی غارت گر محلہ پر دست انداز نہو آخر جب حاجی محمد سعید مر گیا تو گوجر سنگہ کی مثل نے اس محلہ کو لوٹ کر بے چراغ کردیا اُسوقت کی عمارات مین سے ایک تو روضہ پختہ سید عبدالرزاق بھی کا موجود ہے جسکو بازار انارکلی مین نیلہ گنبد کہتے ہین اور ایک پختہ مسجد جو سید عبدالرزاق کے احاطہ کے اندر تہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت مقبرہ اور مسجد دونو بہت بارونق بہری رہتی تہی اور مسجد کے صحن مین لوہا آہنے گولی بناتے تہے انگریزون کیوقت مقبرہ و مسجد خالی ہوا اور مسکوٹ بنایا گیا چند سال صاحبان انگریز انمین کہانا کہاتے رہے جب انارکلی سے چہاؤنی فوج کی میانمیر چلے گئے تو مسجد و مقبرہ منشی نجم الدین ٹہیکہ دار گوشت نے سرکار سے لے لیا مسجد کو اُس نے از سر نو مرمت کرکے آباد کردیا مقبرہ مین بہی قبر بنادی گئی تیسرا احاطہ مزار حاجی محمد سعید کا اب تک موجود ہے جسمین حاجی ممدوح کی قبر ہے یہ احاطہ بہت بڑا ہے اور دروازہ آمد و رفت مغرب کی سمت کو ❊

شاہ شرف کا محلہ

یہ محلہ بہاٹی دروازے کے باہر آباد تہا بہاٹی دروازے سے لیکر ضلع لاہور کی کچہری و دفتر خانہ تک اسکی آبادی تہی شاہ شرف جو ایک عالم و عامل شخص تہا اور ہزارون

لوگ اسکے مرید تہی اس محلہ کا بانی تہا اسکی زندگی مین اس محلہ کی آبادی نہایت اوج پر رہی ایک عالیشان مسجد اسنے بنوائی اور مقبرہ پختہ بہی اپنی زندگی مین بنوایا آخر غارت گرون کی بار بار غارت گری سے یہ اجڑ گیا مگر مقبرہ و مسجد کی عمارت بدستور قایم رہی جب مہاراجہ رنجیت سنگہ کی سلطنت کا وقت آیا اور شہر کے گرد گرد پختہ خندق بننے لگی اور دوہرے دروازے بنوائے گئے تو ضرورت ہوئی کہ بہاٹی دروازہ کے باہر کے دروازے کے آگے کہلا ہوا میدان ہو اسلیئے وہ سنگین مسجد اور مقبرہ دونو گروا دیئے گئے بڑی مشکل سے یہ عمارت گری اور شاہ شرف کی لاش کا صندوق نکلوا کر فقیر عزیز الدین کی معرفت احاطہ مزار حاجی محمد سعید مین بمقام دولا واڑی دفنایا گیا اور مہاراجہ کے حکم سے چہوٹا سا چبوترہ پختہ اسپر بنا دیا گیا جو ابتک موجود ہے اس مسجد و مقبرہ کی پختہ بنیادین اب بہی بہاٹی دروازے کے باہر کے میدان مین نظر آتی ہین +

لاکھی محلہ

یہ ایک مشہور و معروف محلہ لاہور کے بیرونی محلون مین سے تہا آبادی اسکی نہایت بارونق تہی لاکھون روپے کی عمارت کی حویلیان بڑے بڑے ساہوکارون و مالدارون کی اسمین تہین اس سبب سے لکھی محلہ کہلاتا تہا یہ محلہ اس موقع پر آباد تہا جہان اب کوٹہی کرنیل بال صاحب ڈپٹی کمشنر سابق لاہور اور وہ میدان ہے جہان ایک گرجا بن رہا ہے انقلاب سلطنت کیوقت جب غارت کا بازار گرم ہوا تو اس محلہ کے لوگ کچہہ تو بسمت جمون بہاگ گئے اور کچہہ لاہور کے حصار کے اندر جا رہے اور جو موجود رہے انکو لٹیرون نے سب سے اول غارت کیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت جب خشت فروشون نے اسکے کہنڈرون کی بنیادون کو کہودا تو اکثر دفینے نکلے بہت دنون کہار چہ جمعدار خوشحال سنگہ کا ایک بلکار تہا اور موضع مزنگ و اچہرہ اسکے ٹہیکہ مین تہا اس نے اس جگہ اپنا باغ بنوایا اور زمین صاف کرائی تو اسکو بہت شاہی

روپے کا بھرا ہوا ایک دیگچہ ملا تھا انگریزی جب عملداری ہوئی تو مسمی حاکم ہمت کے پوتے نے وہ باغ محمد سلطان ٹھیکہ دار کے پاس فروخت کر دیا محمد سلطان نے اُسی جگہ کوٹھی بنوائی جو اب ہال صاحب کی کوٹھی مشہور ہے +

درگاہی شاہ کا محلہ

یہ محلہ بھی لاہور کی بیرونی آبادی میں لکھی محلہ سے بسمت شرق بفاصلہ ایک بازار کے آباد تھا اب اُسکا کوئی نشان باقی نہیں صرف ایک مزار شاہ درگاہی کا باقی ہے جو سر راہ بجانب شرق واقع ہے یہ شاہ درگاہی قادریہ سلسلہ کا ایک فقیر عابد و زاہد تھا اسکی خانقاہ کے احاطہ کے اندر ایک چاہ تھا چونکہ اکثر اہل حاجت اس بزرگ کے پاس حاضر ہوتے تھے ایک روز ایک عورت اپنے خورد سال بچہ کو لیکر درگاہی شاہ کے پاس آئی اور عرض کی کہ اسکو پانی والنے کی بیماری ہے یعنی بدن پر ایسی پھنسیاں نکلی ہوئی ہیں جنہیں سفید پانی بھرا ہوا ہے درگاہی شاہ نے فرمایا کہ اسکو ہمارے چاہ کے پانی سے غسل دیدو اچھا ہو جائیگا چنانچہ غسل دینے سے وہ اچھا ہو گیا اب بھی وہ چاہ مزار سے بجانب جنوب موجود ہے اور اتوار کے روز ہندو مسلمان لوگ اپنے بچوں کو جنکو پانی والنے کی بیماری ہوتی ہے چاہ پر لیجاکر نہلاتے ہیں ہر ایک شخص چار روٹیاں میٹھی اور چار نمکین اپنے ہمراہ لیجاتا ہے بعد غسل کے وہ روٹیاں زمیندار چاہ کا مع ایک پیسہ چراغی کے لے لیتا ہے یہ تاثیر چاہ کے پانی میں اب بھی باقی ہے جو اُس بزرگ کی کرامات و بزرگی میں داخل ہے +

شاہ بدر کا محلہ

یہ محلہ سادات گیلانی کا شاہ درگاہی کے محلے سے بسمت دکھن آباد تھا شاہ بدرالدین گیلانی نے جو ایک عابد زاہد و صاحب کرامت تھا اسکو آباد کیا اور اپنے ہم قوم شریف سید لوگ اسمیں آباد کئے اکبری عہد سے اخیر سلطنت چغتائی تک آباد تھا

سکہان مثل قوم کنہیا دو بار اسکے لوٹنے کو آئے مگر ساوات نے بمقابلہ پیش
اگر انکو پسپا کیا تیسری بار بڑے اجتماع کے ساتہہ سکہ اس محلے پر آگئے اور فتح
پاکر بہت سے ساوات کو قتل کیا محلہ لوٹ لیا مکانات کو آگ لگا دی باقیماندہ
سید لوگ بہاگ گئے اور بہت سی سیدانیاں خودکشی کرکے مرگئیں مہاراجہ رنجیت سنگہ
کے وقت اس محلے کی عمارات میں سے ایک پختہ وسیع مسجد شاہ بدر کی باقی رہگئی
تہی اُسمیں گولہ و باروت بہری رہتی تہی اور ایک کمپنی سپاہیوں کی مامور
رہتی تہی مسجد کے باہر علیحدہ عمارت یعنی مسجد کے حجروں میں باروت گر
باروت بناتے تہے جب سرکار انگریزی کی عملداری ہوئی تو سب باروت اُسی
مسجد کے چاہ میں جو بہت چوڑا تہا ڈلوا کر اوپر مٹی ڈلوا دی گئی جب مسجد
خالی ہو گئی تو سردار خان بلوچ لمبردار موضع مزنگ نے بسبب اسکے کہ وہ مسجد
حد بست موضع مزنگ میں تہی دعوی مسجد کا کیا اور مسجد نزول سے خارج
ہوکر اسکو ملگئی اُس نے مسجد کو چاندی کی کان سمجہکر گرانی شروع کی اور ہزاروں
روپیہ کی اینٹیں بضرورت تعمیر چہاونی سرکار میں بیچڈالیں مسجد اور حجروں کی
بنیادیں اخیر تک نکال لیں چونکہ اوپر مسجد کی عمارت کے موٹا پلستر چونہ کا اور
اندر سے کچی پکی عمارت تہی سب عمارت باسانی گر گئی چاہ کی اینٹیں نکالنے
کیواسطے بہی اس نے بہت سی عرضیاں دیں مگر سرکار نے دبی ہوئی باروت کا
پہر نکالنا منظور نکیا چند سال کے بعد پاس کے زمینداروں نے اس موقع پر جہاں
چاہ تہا اپنی مویشی کی کہرلی بنالی اور کسی تقریب سے آگ جلائی تو آگ کی گرمی نے
باروت میں اثر کیا ایک ہی دفعہ سب باروت اُڑی زمین میں ایک زلزلہ
نمودار ہوا چاہ کی عمارت کی اینٹیں ہوا میں اُڑکر دور دور جا پڑیں پچاس
پچاس گز تک زمین میں غار پڑ گیا دو زمیندار جان بحق تسلیم ہوئے —

چار بجل مارے گئے غرض کہ بحکم تقدیر رب قدیر اب اُس محلہ کا نام و نشان باقی نہین صاحبان عالیشان کی کوٹہیان بنی ہوئی نظر آتی ہین ۔ بیت

دور گردون را بیک حالت نمیباشد قیام ۔ گاہ گرد صبح روشن رونماید گاہ شام

کہوجیون کا محلہ

یہ بہی ایک دولتمند محلہ منجملہ محلہ ہاے بیرونی شہر تہا بڑے بڑے عزتدار تجار قوم خوجہ اس مقام پر آباد تہے بڑی بڑی حویلیان پختہ بنی ہوئی تہین سکہون نے اسکے لوٹنے کے لئے بہت سے حملے کئے ہر وقت خوجے انکو روپیہ دیکر ٹالتے رہے آخر تنگ آگئے اور لڑنے مرنے پر تیار ہوگئے لڑائی مین بہی اُنہون نے دو بار غارتگرون کو بیپا کیا جب تین شخص مثل بہنگی و رام گڈہیہ و کنہیا ملکر آئے تو مغلوب ہوئے باعث یہ ہوا کہ مسجد کی چار دیواری سب سے زیادہ مستحکم تہی خوجون نے چاہا کہ اُسمین بیٹہکر لڑین سکہ اُنکی حویلیون پر چڑہ گئے جو بہت اونچی تہین اور اوپر سے گولے مارکے بہت سے خوجے مار دیئے جو مسجد کی چہت پر تہے اور جو مسجد کے اندر تہے اُنکے واسطے آٹا دانہ اندر مسجد کے نہجانے دیا اور محلہ لوٹ لیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے عہد مین وہی عالیشان پختہ مسجد منجملہ عمارت محلے کی باقی تہی اُسمین باروت بہری رہتی تہی انگریزی عہد مین وہ مسجد بال سرکار متصور ہوکر رجسٹر نزول مین درج ہوگئی سنہ ۱۸۵۶ع مین ایک شخص سید شمسی کچہری ضلع مین دعویدار ہوا کہ اس مسجد کا متولی بعہد آبادی محلہ میرا دادا تہا سرکار یہ مسجد مجہکو دیدیوے تو مین اسکو آباد کرون اور مسلمان اسمین نماز پڑہین اور اپنے بیان کے ثبوت مین اُس نے چند گواہ معمر قوم خوجہ پیش کئے اُنہون نے اظہار کیا کہ مدعی کا دادا ہمارا مرشد اور امام تہا ہمارے بہی بزرگ اس محلے مین رہتے تہے اُنہون نے یہ مسجد تعمیر کرکے اُسکو دیدی تہی اب اسکا حق ہے کہ مسجد اسکو دیدی جائے ۔

سمن صاحب ڈپٹی کمشنر نے مسجد اُسکو دیدی ایک دو سال تو اُس نے مسجد کو مسلمانی طور پر آباد کیا پہر کوٹھی کی صورت بنا کر انگریز کرایہ دار اُسمین رکہہ دی اور کرایہ کہانے لگا پہر فروخت کر ڈالی چنانچہ اب بہی وہ مسجد بشکل کوٹھی موجود ہی یہ موقع محلہ پیر عزیز مزنگ سے بجانب شرق آباد تہا اور کوٹھی ہال رائڈ صاحب ڈائرکٹر وغیرہ کوٹھیان انگریزون کی اب وہان بنی ہوئی ہین +

محلہ جاٹ پورہ

یہ محلہ موضع مزنگ سے بگوشہ ایسان آباد تہا جاٹ لوگ اُسمین قیام پذیر تہے اسواسطے جاٹ پورہ کہلاتا تہا جب اسکے پاس کا محلہ خوجون کا غارت ہوگیا تو یہ سب لوگ اپنا جان و مال لیکر بہاگ گئے صرف مکانات خالی چہوڑ گئے۔ اب اس محلہ سے کسی عمارت کا نام و نشان باقی نہین ہی اور موقع محلہ پر کوٹھیان بنگئی ہین +

محلہ میانی

یہ محلہ موضع مزنگ سے بسمت نیرت آباد تہا شاہ جہانگیر بادشاہ کیوقت شیخ محمد طاہر قادری ونقشبندی تے شہر سرہند سے اگر اس مقام پر سکونت اختیار کی چونکہ محمد طاہر عالم و فاضل و فقیر کامل تہا چند سال مین ہزارون لوگ اُسکے مرید وشاگرد ہوگئے دن بدن رونق بڑہتی گئی اور ایک عالیشان بستی آباد ہو گئی چونکہ میانا پنجابی زبان مین مولوی عالم فاضل کو کہتے ہین اور وہی لوگ اسمین رہتے اسواسطے اس بستی کا نام میانی مشہور ہو گیا شیخ محمد طاہر نے بہت برس تک اس جگہ پر مدرسہ جاری رکہا اور علوم فقہ و حدیث و تفسیر طلبا کو مفت پڑہاتا رہا مرید بہی بہت کیئے اور سلوک کی تلقین کی سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین وہ مرگیا جسکی تاریخ غم سے لفظ سے نکلی اُسکے مرنے کے بعد ہی اخیر سلطنت اسلام تک یہ محلہ آباد رہا غارت گرون نے جسوقت اسکو لوٹا ہزارون قرآن وکتابین لوٹ کر

بیٹھ گئے مگر جب جانا کہ یہ ناکارہ جنس ہے تو باہر گاؤن کے پھینک کر چلے گئے اور جاتی دفعہ غصہ کے مارے محلہ کو آگ لگا دی جس سے وہ جلکر خاکستر ہوگیا اب علامات محلہ سے ایک تو مزار شیخ محمد طاہر موجود ہے اور دوسری کسیقدر عمارت کہنہ مدرسہ شیخ محمد طاہر کا اب تک موجود ہے بعد ویرانی اس محلہ کے شہر لاہور کے لوگون نے اس جگہ کو قبرستان بنا لیا چنانچہ اب بھی قبرستان ہے ہزارون قبرین وہان بنی ہوئی ہین اور اینٹین منتی جاتی ہین پختہ احاطے بہت سے بنائے گئے ہین ✤

محلہ دایہ لاڈو

یہ محلہ اس مقام پر آباد تھا جہان اب دیوان رتن چند ڈاڑہی والے کا باغ ہے اس محلہ مین بڑی بڑی عالیشان عمارتین تھین دائی لاڈو شاہان اسلام کیوقت ایک معزز دایہ تہی جس نے یہ محلہ آباد کیا تہا عرض و طول اس محلہ کا شہر کے بیرونی سب محلون سے بڑا تہا غربی حد اسکی ملا واڑہی محلہ کے ساتھ ملتی ہے اور شرقی حد محلہ زین خان کے ساتھ ملحق تہی بڑی بڑی عالیشان عمارتین اس محلے مین بنی ہوئی تھین - غارتگرون سنگدل نے اسکو بکمال بیرحمی لوٹا اور جلایا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت بہی بہت سی دیوارین اسکی باقی تہین مگر خشت فروش کشمیریون نے انکو گرا دیا اور بنیادین نکال لین جب لالہ رتن چند نے اس جگہ باغ بنانا شروع کیا تو بڑے بڑے عمیق کہنڈرون کو ہموار کر لیا بعد ہمواری باغ کی تجویز کی جو اب تک اسکا یادگار موجود ہے محلہ کی عمارتون مین سے صرف ایک پختہ مسجد دایہ لاڈو کی موجود ہے مہاراجہ کیوقت اس مسجد کو ایک ہندو سادہ نے اپنا گہر بنا لیا تہا مسجد مین ٹہاکرون کی تصویرین رکہدی تہین مگر انگریزون کیوقت ایک مسلمان فقیر نوشاہی نے چند مسلمانون کو جمع کر کے براہ زبردستی اسکو مسجد سے بیدخل کر دیا وہ سادہ خاموش ہوکر مسجد سے نکل گیا اب تک وہ مسجد اسی فقیر کا قبضہ مین ہے اور اس نے مسجد سے علیحدہ ایک کوٹہہ بنا کر سکونت اختیار کی ہوئی ہے ✤

محلہ زین خان

یہ محلہ وائی لاڈو کے محلے کے ساتھ بجانب شرق آباد تھا زین خان نائب صوبہ لاہور نے اپنے نام پر اسکو آباد کیا تھا قریب ایکسو برس کے آباد رہا اُسکا اپنا محل عالیشان بھی اس جگہ بنا ہوا تھا جب سلطنت مغلیہ بالکل ضعیف ہوگئی تو سب سے اول جے سنگہ کنہیہ نے اسکے لوٹنا چاہا نورالدین خان کے پوتے نے دس ہزار روپیہ نذرانہ دیکر اُسکو ٹالا اور اُس نے وعدہ کیا کہ آیندہ کوئی سکہ تمکو نہ ستائیگا مگر وہ وعدہ برائے نام تہا وہ گیا تو بھنگیون نے آکر محلے مین غارتگری شروع کی محلہ والون نے جے سنگہ کی سند دکھلائی مگر اُنہون نے ایک نمانی ناچار محلے والے لڑنے پر مستعد ہوئے سخت لڑائی کی جب محلے والون نے جانا کہ اب سکہ بڑا مجمع کر کے آئینگے تو مشکل ہوگی آخر مکانات خالی کر کے چلے گئے بہت سے تو شہر کے اندر جا رہے اور بہت سے دیہات مین نکل گئے - اب یہ موقع زین خان کا میدان مشہور ہے اور ایک قبرستان فقرائے چشتیہ خیر شاہی کا بنا ہوا ہی اُسمین مسجد پختہ و مقابر پختہ ہین باقی زمین مزروعہ ہوئی ہوئی ہے البتہ مہاراجہ کے وقت مین زین خان کی حویلی کی باقیات مین سے ایک پختہ حمام و تہہ خانہ موجود تہا مگر اب اُسکا بہی نام و نشان نہین ہے

پیرون کا محلہ

یہ محلہ جہانگیر بادشاہ کیوقت سید شاہ ابوالمعالی قادری نے آباد کیا تہا خود بہی یہان ہی سکونت پذیر تہا سلطنت کی بربادی کیوقت ساکنان محلہ جا بجا بہاگ گئے اور شاہ ابوالمعالی کی اولاد شہر کے حصار کے اندر جا رہی اور محلہ ویران ہوگیا پرانی عمارات مین سے روضہ یعنی مقبرہ شاہ ابوالمعالی پختہ بنا ہوا موجود ہے یہ وہ مکان ہے جہان دونو عیدون کا میلہ ہوتا ہے اور شہر کے لوگ بکمال اعتقاد مقبرہ پر جا کر نذرانہ دیتے ہین عرس سالانہ بہی مزار پر ہوا کرتا ہے +

محلہ دائی انگا

یہ محلہ شاہان اسلام کیوقت دائی انگا نام ایک معزز دایہ نے آباد کیا تہا عالیشان حویلیان امرای عظام کی اسمین بہت تہین اور تمام محلون سے آراستہ محلہ تہا موقع تجارت کیوقت اسکے رہنے والون نے اپنی حفاظت کا انتظام بہت کیا پختہ دروازے اور فصیل بنائی مدت تک اپنے محلے مین غارتگرون کو داخل ہونے ندیا آخر روز کی مزاحمت سے تنگ آ گئے اور مکانات چھوڑ کر بہاگ گئے محلہ ویران ہوگیا یہ وہ موقع تہا جہان سٹیشن ریلوی کا کارخانہ ہے طرح طرح کے مکانات بنے ہوئے ہین پرانی عمارت مین سے صرف ایک مسجد پختہ دائی انگا کی موجود ہی جسکو صاحبان انگریز نے کوٹہی کی صورت بنا لیا ہی اُسکے بغیر اور کوئی علامت محلہ کی موجود نہین ہے ✣

محلہ سیدسر

یہ محلہ متصل گڈہی شاہو کے آباد تہا سادات وشرفا لوگ اسمین رہتے تہے اور ایک [illegible] تالاب پختہ بنا ہوا تہا جسکے سبب وہ محلہ سیدسر کہلاتا تہا اُن سیدون کے ہزارون مرید تہے انکا یہ اعتقاد تہا کہ اس تالاب کے پانی مین شفا ہی بیمار اچہے ہوجاتے ہین پس وہ اکثر بیمارون کو تالاب کے پانی سے نہلاتے اور اپنے اعتقاد کے پہل سے اکثر اچہے ہو جاتے جب سلطنت کی بربادی کا وقت آیا اور غارتگرون کی فوجین جا بجا پہرنے لگین شہر کے بیرونی محلے نوبت بنوبت لُٹنے لگے تو اس محلے پر بہی غارتگر کئی بار آئے مگر سفید ریش سادات انکے استقبال کو جاتے اور خوشامدین کرکے واپس کر دیتے اور کہتے کہ یہ سیدون فقیرون کے گہر ہین گورو کے واسطے بخشدیجے وہ بہی درگذر کر جاتے آخر کسی دشمن نے بہنگی مثل کو خبر دی کہ سیدسر کے سید پوشیدہ گاؤکشی کرتے ہین اور بظاہر اپنے آپکو خالصہ جی کا دعاگو بیان کرتے ہین انکی خبر لینی چاہیے یہ خبر سنتے ہی سکہی قہر جوش مین آیا اور بڑے اجتماع کے ساتھ محلے

چڑھ آئے سید بھاگ گئے سیدانیاں بے پردہ ہوئیں محلہ ویران ہو گیا اُن میں سے کچھ تو موضع جبو ضلع لاہور میں سکونت پذیر ہوئے اور کچھ حصار لاہور کے اندر جا رہے کچھ اور دیہات میں متفرق ہو گئے +

محلہ تیل پورہ

یہ محلہ موضع گنج کے شمال کی طرف آباد تھا جس میں مدرسہ محمد نبیل المشہور میاں وڈا جاری تھا اور اب تک جو دہے اس محلے میں تیلی لوگ بہت آباد تھے اس سبب سے تیل پورہ کہلاتا تھا تیل کی ایک منڈی بھی اس جگہ لگتی تھی جب بسبب بے حاکمی کے منڈی بند ہو گئی اور غارت کے خوف سے رعایا متفرق ہو گئی تو محلہ ویران ہو گیا مگر درویش طالب علم میاں وڈا کے خانقاہ پر بدستور رہتے ہیں کبھی ایسے غارتگر آتے جو درویشوں کے کپڑے اُتار لیجاتے کبھی ایسے رحم دل آتے جو بچاتے چنانچہ وہ مدرسہ ابتک آباد ہے +

محلہ گنج

اس نام کا محلہ اُس موقع پر آباد تھا جہاں اب سٹیشن ریلوے میا نمیر کا امرتسر کی سڑک پر بنا ہوا ہے اب اگرچہ وہ محلہ تو اُجڑ چکا ہے مگر ایک چھوٹا سا گاؤں اُسی موقع پر آباد ہے نام بھی اُسکا پرانی نام پر گنج مشہور ہے گویا اُس محلہ کا یادگار گاؤں ابتک قایم ہے +

محلہ قصابان

یہ محلہ جہانگیر کے عہد میں شہر سے باہر بجانب شرق آباد کیا گیا تھا قصابان گاؤکش کی بستی شاہی حکم سے علیحدہ مقرر کی گئی تھی کیونکہ تمام ہندو رعایا اُن سے نفرت کرتی تھی اور مناسب سمجھا گیا تھا کہ یہ شہر سے الگ سکونت رکھیں بڑے بڑے دولتمند قصاب وہاں رہتے تھے اور ایک پختہ مسجد عالیشان تعمیر کی ہوئی تھی جب سلطنت اسلام کی پنجاب سے جاتی رہی اور سکھوں نے

زور پکڑا تو سب سے پہلے سکھون نے اسی کو غارت کیا قصابون کا مال لوٹا خرابی شہر کی انکی ذات سے شروع ہوئی قصابون نے دو بار سکھون کا مقابلہ کیا بہت دفعہ خفیف خفیف مقابلے بہی ہوئے آخر محلہ چہوڑ کر شہر کے حصار کے اندر جا رہے کابلی مل صوبہ لاہور نے جو بحکم احمد شاہ درانی مقرر تہا انکو شہر کے اندر علیحدہ جگہ دیدی چونکہ سکھون کی انکے ساتہہ جانی دشمنی تہی سکھون کی سب مثلین جمع ہوکر لاہور پر چڑہ آئین اور کابلی مل کو کہلا بہیجا کہ ہم قصابان گاوکش کو قتل کردو یا ہمارے حوالے کردو یا ایسی سخت سزا دو جیسکے وہ لائق ہین اگر ایسا نکروگے تو ہم شہر کے دروازے توڑ کر اندر گہس آئینگے اور تمام شہر کو لوٹ کر برباد کر دینگے کابلی مل نے اُسوقت تنگ آکر چند قصابان کے ناک کان کٹواکر شہر سے باہر نکال دیا جنکو سکھون نے اپنی آنکہہ سے دیکہہ لیا اور خوش ہوکر چلے گئے - اس محلے کی عمارت مین سے صرف ایک پختہ مسجد اب تک موجود ہے اور کچہہ باقی نہین +

محلہ مغل پورہ

یہ محلہ باہر شہر کے محلون مین سے ایک عالیشان و دولتمند محلہ مشہور تہا امراے عظام صوبہ لاہور کے سب اسی مین قیام پذیر تہے لاکہون روپے کی لاگت کی حویلیان بنی ہوئی تہین اور بڑے بڑے دیوان خانے تہے جن مین اجلاس ہوتا تہا نواب زکریا خان بہادر و شہنواز خان وغیرہ حکام پنجاب کے اسی مین رہتے تہے سب سے اول احمد شاہ درانی شاہ کابل نے شہنواز خان صوبہ لاہور پر فتحیاب ہوکر اس محلہ کو لوٹا تمام فوج ایک روز کی لوٹ مین ایسے مالا مال ہوگئے کہ شہر کے لوٹنے کی خواہش اُنکو نرہی زر نقد و سامان قیمتی ایک ایک سپاہی کے پاس اسقدر تہا کہ اُٹہا نہین سکتا تہا اُس سے بعد سکھون نے اسکو تین بار لوٹا اور بیچراغ کردیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت اسقدر اینٹین اس محلے

کی دیوارون اور بنیادون سے نکالی گئین کہ ہزارون محل تیار ہوگئے دفینے
بہی نکلے زکریا خان بہادر کے قبرستان کی عمارت چہ لاکہہ روپے کی تہی اُسپر میندارون
نے قبضہ کرلیا اور گاؤن بناکر خود اسمین آباد ہوگئے اس سبب سے اُس عمارت
مین سے کسیقدر عمارت خشت فروشون کی دستبرد سے بچگئی اُس گاؤن کا
نام فی زمانہ حال بیگم پورہ ہی اُس عمارت کے اندر دو درجے ہین ایک بیرونی
دوسرا اندرونی بیرونی درجے کے وسط مین بہی قبرین مردانی ہین اور اندرونی
درجے مین زنانی جن پر لاکہون روپے کا سنگ مرمر تہا وہ سب مہاراجہ رنجیت سنگہ
نے اتروالیا اندرونی درجے مین ایک عالیشان چینی کار دوہرے درجے
کی مسجد ہی یہ مسجد نواب زکریا خان کی یادگار ہی دوسرا مقبرہ حضرت ایشان
اور ایک خستہ مسجد اسی محلے کی یادگار موجود ہی اس محلے کی بقیہ عمارت
جو کسی سے گر نہین سکی دیکہکر انسان حیرت مین آجاتا ہی کہ جب یہ محلہ
آباد ہوگا تو کیا صورت ہوگی ÷

محلہ چوک دارا شکوہ

اس عالیشان محلے کی بنیاد شاہجہان بادشاہ کے عہد مین دہلی دروازے
کے باہر رکہی گئی اور شہزادہ دارا شکوہ پنجاب کے جاگیردار نے یہ محلہ آباد کرکے
محلہ کے وسط مین ایک وسیع چوک پختہ بنایا چارون طرف چوک کے چار عالیشان
دروازے رکہے گئے اور دروازون کے چپ و راست دوہری دوکانین پختہ
دو منزلہ بنائی گئین غرض کہ وہ چوک ایسی خوبی و خوش اسلوبی کے ساتہہ
بنا کہ تمام ہند مین اُسکا ثانی نہ تہا بڑے بڑے ساہوکار تجار کی اُس مین
کوٹہیان تہین لاکہون روپے کا بیوپار رہتا تہا ہر جنس کے مال و غلہ کا
ذخیرہ رہا کرتا تہا اخیر عہد چغتائی تک یہ چوک آباد رہا جب بادشاہ گردی ہوئی

اور بخوف غارت مال کا آنا بند ہو گیا تو بیوپاریون کی آمد و رفت بکلی موقوف ہوئی موجودہ مال لٹ گیا ساکنین چوک چھوڑ کر بھاگ گئے تو چوک ویران ہو گیا محلہ اُجڑ گیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت ہی بہت سی عمارت اس چوک کی باقی تہی جنکو کشمیریان خشت فروش نے گرایا بنیادین نکالین انگریزی عہد مین وہ کہنڈر میان محمد سلطان ٹہیکہ دار کو ملگئے گویا اینٹ کی کان ہاتہہ آگئی اُس نے اُسکی بنیادون سے ہزارہا روپے کی اینٹین نکلوائین اور لنڈہ بازار و سرائے کی تعمیر مین وُہی اینٹین صرف کین گئی کوٹہیان بنائین غرض اس خطہ مین جسقدر اینٹین تہین سب نکلوالین داراشکوہ کی ایک مسجد عالیشان جو چوک کے متصل تہی وہ البتہ قائم تہی انگریزی عہد مین اُسمین ایک انگریز نے کوٹہی بنالی تہی وہ بہی محمد سلطان نے اینٹون کی طمع سے لے لی اُسکے چار طرف کے حجرے جو مسجد کی کرسی کے اندر بنے ہوئے تھے گرائے مسجد کے دو گنبد گرا چکا تہا کہ اُسکی عمر کا خاتمہ ہو گیا اب اُس مسجد کا ایک گنبد بدستور ہے باقی گر چکی ہے لوگون مین مشہور ہے کہ اگر محمد سلطان اس مسجد کو نگرواتا تو اُسکا کارخانہ برہم و درہم نہوتا یہ اسی مسجد کے گروانے کی نکبت ہے جس سے وہ قرضدار ہو گیا تمام جائدادین پڑ گئی کارخانہ بگڑ گیا تندرستی مین فرق آگیا اور سالہا سال بیمار رہکر مر گیا +

تیسرا حصہ

اس حصہ مین تشریح اُن مکانات اندرونی بیرونی شہر لاہور کی ہے جو زمانہ سلف مین تعمیر ہوئے اور اب تک باقی ہین از قسم عمارات حویلی و باغیچہ و مقبرہ و مسجد و مندر وغیرہ اسمین تین قسمین ہین پہلی قسم مین ذکر اُن مکانات کا جو ہندؤن کے مذہب سے متعلق ہین دوسری قسم مین

ان مکانات کا تذکرہ جو ملت اسلام سے علاقہ رکھتے ہین تیسری قسم ہین تفصیل اُن مکانات کی جو کسی اہل مذہب و ملت سے متعلق نہین +

پہلی قسم

اُن مکانات کے ذکر مین جو ہندؤن کے مذہب سے متعلق ہین

واضح ہو کہ پرانی عمارت کے مندر اور ہندؤن کی عمارت گاہین بہت ہین جنکا شمار نہین ہو سکتا چھوٹے چھوٹے شوالے ٹھاکردوارے و دیوی دوارے بیشمار ہین اُن مین سے قدیم و جدید دو نو قسم کے ہین مگر سکھی عہد مین پُرانی عمارت کے مندر بھی ازسرنو بنائے گئے تھے جنکی عمارت تازہ نظر آتی ہی بعض مندر جو اُن سے نامی گرامی ہین اور خاص و عام وہان جاکر پوجا کرتے ہین اس قسم مین لکھے جاتے ہین +

شوالہ یا واٹھاکر کر

یہ عالیشان شوالہ مسجد وزیرخان کے شمال کی طرف واقع ہی صرف بازار کا فاصلہ درمیان ہی دروازہ اسکا جنوب کی سمت ہی ڈیوڑہی سے گزر کر جب انسان اندر جاتا ہی تو ایک وسیع صحن آتا ہی صحن کے وسط مین ایک مندر پختہ چونہ گچ عمارت کا بہت بلند بنا ہوا ہی مندر کی سقف قالبوتی ہی اُسپر نہایت خوبصورت گنبد مدور ہی اُسپر کلس طلائی عجیب خوشنما معلوم ہوتا ہی مندر کا غربی دروازہ ہی اور اندر سنگ مرمر کا فرش ہی فرش کے وسط مین ایک چبوترہ ایک بالشت اونچا بنا ہی اُسپر شیو جی) مہاراج کا لنگ نصب ہی اور جلہری ہنتی رکھی ہی جلہری پر ہنسی گاگر یعنی سبوچہ پُرآب ہمیشہ رکھا رہتا ہی گنبد کے اندر کی دیوارین منقش ہین مندر کے باہر صحن کی چار سمت خشتی قالبوتی چونہ گچ سہ درے چار دالان ہین اور دالانون کی بغلون مین مقطع کوٹھریان سادہون کے

رہنے کے لیئے بنی ہوئی ہین صحن کے اندر دو کلان درخت ایک بڑہ اور دوسرا
پیپل کا ہی یہ دونو درخت بہت بلند سر بفلک کہڑے ہین اُنکے زیر سایہ تمام مکان
ہے خاص مندر کے چپ درست دوسماد ہین پختہ چونہ گچ گنبددار پہلی مہنتون
کی بنائی گئی ہین جنکا نام بسبب گذرنے عرصہ دراز کے معلوم نہین گوشہ شمال
و مغرب مین ایک مسقف چاہ ہی جس سے پانی کہینچا جاتا ہے اور ایک سمادہ
مغربی دالان کے گوشہ جنوب مغرب مین بنی ہوئی ہے اس سمادہ والے کا نام
دہکا سائین تہا مست و مجذوب پہرا کرتا تہا اسی شوالہ مین اُسکی سکونت تہی
اور اسی گوشہ مین جائے نشست تہی جب مرگیا تو اُسی نشیمن پر اُسکی سماد بنائی گئی
یہ سماد سمت ۱۹۱۰ بکرمی مین مرا تہا یہ احاطہ عہد شاہان اسلام مین مسجد وزیرخان
کے متعلق تہا کرایہ کی آمدنی مسجد کے اصراف مین صرف کی جاتی تہی جب سلطنت
جاتی رہی تو تین حاکمون کے وقت باوا ٹہاکر نے اسجگہ سکونت اختیار کی اور گوجر سنگہ
احدالحاکم سے اجازت لیکر چہوٹا سا شوالہ کچی پکی عمارت کا بنوالیا مہاراجہ
رنجیت سنگہ کے دور دوران مین راجہ دینا ناتہہ نے یہ موجودہ عمارت
بنوائی بہت سا روپیہ خرچ کیا اور اپنی یادگار زمانہ ناپائدار مین چہوڑ گیا اس
مندر کے متعلق کوئی روزینہ یا جاگیر سرکار سے مقرر نہین ہے معتقد ہندو
روزمرہ یہان آکر ماتہا ٹیکنے اور چڑہاوہ چڑہاتے ہین اُسی پر پوجاریون کا
گزارہ ہے کنور نرنجن ناتہہ راجہ دینا ناتہہ کا بیٹا سادہون کی خدمت کرتا ہے
اور پنڈت کشمیری بہی خبر رکہتے ہین +

شوالہ راجہ دینا ناتہہ راجہ کلانور

یہ عالیشان مندر شہر لاہور مین کوتوالی کے متصل سر بازار واقع ہے عمارت
دو منزلہ بلند اور گنبد سر بفلک دور سے نظر آتا ہی بازار کی طرف اسکے نیچے کی منزل میں

دوکانین ہین جنہین کرایہ دار بیٹھتے ہین اوپر کی منزل مین دو بخارچے بازار کی طرف
اور چند دریچے ہین جو نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہین تمام دیوار دو منزلہ بازار
کی طرف چونہ گچ سفید ہے اور اُسپر اوتارون و دیوتاؤن کی تصویرین لکھی
ہین مندر کے دو دروازے سنگین عالیشان ہین ایک شرقی دروازہ
اندر کوچہ کے دوسرا شمالی یہ بہی کوچہ کے اندر ہے شرقی دروازہ بند رہتا
ہے شمالی سے آمدورفت جاری ہے لال پتہر کی چوکہٹین اور زینے بہی
اُسی پتہر کے ہین زینے سے چڑہکر اوپر جائین تو کہلا ہوا صحن آتا ہی اس صحن کے
چارونطرف قالبوتی دالان اور بغلون مین کوٹہریان جنوبی دالانون
مین بیچ بخارچے و دریچے بازار کی طرف کہلے ہوئے ہین اور جائے نشست امیرانہ فرش
فروش سے آراستہ شمالی حصہ مین چام ہی غربی سہ درہ دالان کے اندر نقارہ کلان
اور نفیری و گہڑیال وغیرہ آرتی کا سامان رکہا ہی روزمرہ آرتی صبح کے چار بجے
اور شام کے سات بجے ہوتی ہی مختلف اوقات مین بہی جب کوئی امیر آکر پوجا کرتا
ہی آرتیان ہوتی ہین کوئی وقت پوجا سے خالی نہین جاتا دالانون کی بغلون مین
جو کوٹہریان ہین وہ سادہون کے آرام و آسایش کے لئے بنی ہین باورچیخانہ
فراشخانہ وغیرہ علیحدہ علیحدہ مکانات ہین صحن کے وسط مین کمرتک بلند چبوترہ
سنگین بنا ہی اور اُسپر شوجی مہاراج کا مندر نہایت تقطیع خوبصورت پختہ عمارت
کا تعمیر ہوا ہوا ہی تین دریچے ہین اور دو طرف زینہ آمدورفت کے لئے پتہر کا
بنا ہی اکثر آمدورفت پوجا کرنے والون کی شمالی دروازے سے ہوتی ہی جنوبی
دروازہ بہی اگرچہ کہلا رہتا ہی مگر آمدورفت کم ہی دروازون کی چوکہٹین سنگ
مرمر کی ہین مندر کی دیوارون پر بیشمار تصویرین دیوتاؤن کی تحریر ہین
چہت مندر کی قالبوتی منقش اور چہت کے اوپر عالیشان گنبد مدور

نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی اُسکے روپہ طلائی کلس چمکتا ہوا طراوت بخش دیدۂ اہل بصیرت ہی مندر کے اندر فرش سنگ مرمر کا اور فرش کے وسط مین ایک چبوترہ سنگین خورد بنا ہوا ہی جسپر شوجی مہاراج رکھے ہین اوپر ستی جلہری اور جلہری پر گاگر ستی رکھی ہی جسمین پانی بھرا رہتا ہی اور گاگر کے سوراخ سے قطرہ قطرہ پانی شوجی پر پڑتا رہتا ہی پوجا کا پانی غرقی مین جاتا ہی اس مندر مین شوجی کی پوجا ہر وقت ہوتی رہتی ہی بہت لوگ روزمرہ پرستش کیواسطے آتے ہین خصوصاً پنڈتان کشمیری تو بہت یہان ہی حاضر ہوتے ہین دیوان اجودھیا پرشاد و بیجناتھ راجہ دینا ناتھ کے خاندان کا پرستشگاہ تو یہی شوالہ ہی سوموار یعنی دوشنبہ کے روز خاص پوجا ہوتی ہی پوجا اور آرتی کیوقت نفیری و گھڑیال و سنکھ بجائی جاتی ہین اور اسقدر شور ہوتا ہی کہ کوئی کسی کی بات نہین سن سکتا۔ یہ مندر راجہ دینا ناتھ بہادر راجہ کلانور و دیوان ملکی سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اپنی دیوانی کے عہد مین بنوایا تھا اور نیک یادگار دنیاے ناپایدار مین چھوڑ گئے جسکے باعث سے انکا اُسکا نام خیر سے یاد کیا جاتا ہی یہ شوالہ پہلے زیادہ وسیع تھا مگر جب ۱۸۵۰ء مین تہارنہل صاحب اسسٹنٹ کمشنر لاہور نے موجودہ حال کوتوالی کے مکان کو بنوانا شروع کیا تو کوتوالی کے سامنے بازار کو وسیع کرنا منظور ہوا تو اس شوالہ سے بہت سی زمین لیگئی اور دیوار جنوبی شوالہ کی گراکر پیچھے ہٹائی گئی اور زمین کوتوالی کے میدان کے لئے نکالی گئی۔ اس شوالہ کے اخراجات کیواسطے کچھ زمین و روزینہ سرکار سے مقرر ہی دوکانات کا کرایہ بھی آتا ہے پنڈتان کشمیری یہی خدمت کرتے ہین خصوصاً دیوان نرندرناتھ خلف دیوان بیجناتھ و کنور نرنجن ناتھ خلف راجہ دینا ناتھ کافی خرچ اس مندر کا ادا ... بیٹھے ہین جنسے مندر کی رونق روزافزون ہی سادہ قبہ

سنت جو آجاتا ہی اُسکو بہی مندر کی طرف سے کہانا دیا جاتا ہے +

شوالہ بخشی بہگت رام

لاہور کے عالیشان مندروں مین یہ شوالہ بہی مشہور و معروف عبادت گاہ ہے عمارت نہایت پختہ و سنگین و دیرپا ہی اور مکان دو منزلہ مندر اوپر کی منزل پر واقع ہی جہان سیڑہیان چڑہ کر جاتے ہین بانی اسکا بخشی بہگت رام مہاراجہ رنجیت سنگہ والی پنجاب کے لشکر کا بخشی تہا تمام فوج پیادہ جسکی تعداد ستر ہزار سے کم نہ تہی اسی کے ہاتہہ سے تنخواہ پاتی تہی مہاراجہ کے دربار مین اسکی عزت و توقیر بہت تہی یہ شخص نہایت نیک نیت حلیم الطبع مخیر فیض رسان آدمی تہا فقرا و غربا کو اکثر اوقات خیرات دیا کرتا برہمنوں کو ہزاروں روپیہ بانٹ دیا کرتا تہا تمام عمر اُس نے عالیجاہی و امیر الامرائی مین گزرانی مگر آخری عمر مین کارخانہ امارت کا برہم و درہم ہوگیا مختصر حال جسکا روسا کے ذکر مین لکہا ہے +

بخشی بہگت رام نے اپنی امارت کے وقت یہ مندر بہت سا روپیہ خرچ کر کے بنوایا اور اپنا یادگار عالم فانی مین چہوڑ گیا اُس نے اس شوالہ کے خرچ کے لئے چارسو روپیہ سالانہ کا گاؤن اپنی جاگیر سے الگ کر دیا تہا مگر بسبب اسکے کہ وہ تقرری بخشی کی طرف سے تہی سرکار کی طرف سے نہ تہی وہ گاؤن بہی بوقت ضبطی جاگیر ضبط ہوگیا اب خرچ اس شوالہ کا لالہ جمعیت رائے بخشی کا بیٹا کرایہ مکانات کی رقم سے دیتا ہی علاوہ اسکے پوجا کرنے والے بہی خدمت کرتے ہین بلکہ کہتریان گوٹ سرین کی برادری مین جو شادی ہوتی ہی اہل شادی آٹہہ آنہ اس شوالہ مین چڑہاتے ہین یعنی چار آنہ برات کے چڑہنے کیوقت اور چار آنہ عروس کے گہر لانے کیوقت دیتے ہین یہ رقم پوجاری لیتا ہی + اس مندر کے باہر سے کرسی بہت اونچی ہی چہہ سیڑہیان چڑہ کے اوپر جاتے ہین دو طرفہ

سیڑھیان شرقی غربی سرخ پتھر کی بنی ہوئی ہین اور دو تصویرین سنگ سرخ کی
ببلون کی اُنکے درمیان ایک ہاتھی اور مگر مچھ کی سنگی تصویر ہے جو باہر کے زینہ
کی دیوار پر نصب ہے اُسکے اوپر چار زینہ اور ڈیڑہ گز تک بلندی دیگر سنگ
سرخ کی چوکھٹ لگائی گئی ہی دروازے کے اوپر گنیش جی کی مورت سنگ مر
کی نصب ہی اور چپ و راست ہنومان و بہیرو جی کی سنگی تصویرین لگائی گئی ہین
دروازے سے گزر کر ایک وسیع صحن آتا ہی صحن کے اندر پتہر کا فرش نہایت
مکلف بنایا گیا ہی صحن کے شرق کی طرف تین زینہ دیگر ایک گز اونچا چبوترہ سنگ
سرخ کا ہی جسکے دونو طرف نہایت خوشنما کٹہرے سنگ مرمر کے لگائے گئے ہین اُسکے
اوپر ڈیڑہ ہاتھ کی اونچائی کا چبوترہ جگ موہن کا قایم ہوا ہی جگ موہن کے
ستون سنگ سرخ کے اور فرش سنگ مرمر کا ہی اُسمین تین تصویرین سنگ مرمر
کی رکھی ہین ایک نندی گن یعنی شوجی کے بیل کی اور دو مورتین سوامی کارتک
فرزندان شوجی کی جو ہر دو جانب دروازے اندرونی کے رکھی ہین اس جگموہن
کی سقف اندر کی طرف بیل بوٹے سے آراستہ اور چہت کے اوپر سات کلس
طلائی معہ سات سورج مکہیون مرصع کے لگے ہوئے ہین جسسے جگموہن کی زینت
دو چندان ہی جگموہن کے آگے بڑہ کر خاص مندر شوجی کا آتا ہی مندر کی
عمارت سب پتہر کی ہے دہلیز پتہر کی فرش بہی اندر پتہر کا ہی وسط مین مندر
کے ایک بالشت بلند سنگ مرمر کی چوکی بنائی گئی ہی جو پتہر کے بیل بوٹون
سے منقش ہی اُسکے اوپر ایک ہاتھ بلند جلہری سنگ مرمر کی نصب ہے اُسکے اوپر
جلوس شوجی مہاراج کا ہی مندر کے دو طرف دو دریچے ہوادار رکھے ہین اور
خاص چوکی کے چارون کونون پر ایک چوپائی برنجی ہی اور چوپائی پر بڑا مٹکا
برنجی پانی کا بھرا ہوا دہرا رہتا ہی جس سے رات دن پانی قطرہ قطرہ شوجی پر

پڑا رہتا ہے اور مٹکے کے اوپر ایک ہمایان کمخواب سرخ کا ہمیشہ تنا رہتا ہے
مندر کے اندر سوائے لنگ مہادیو کے سنگی مورتین شوجی و پاربتی کی رکھی ہوئی
ہین جنکی پرستش ہوتی ہے اس مندر کے نیچے غرقی پختہ بنی ہوئی ہے جسمین پوجا
کا پانی جاتا ہے مندر کی دیوارین اندر باہر سے سنگ مرمر کی ہین اُنمین کالے
پتھر کے نقش ہین اُن نقشون سے زینت مندر کی دوبالا ہے مندر اور جگہمو ہن
مین فرش سنگ مرمر کا ہے سیڑھیان مندر کی بھی سنگ مرمر کی ہین مندر کی
سقف قالبوتی ہے اور اُسپر طولانی گنبد نہایت بلند بنایا گیا ہے بہت سے طلائی
کلس موقع موقع کی برجیون پر نصب ہین سب کلس طلائی شمار مین اکسٹھ
ہین بڑا کلس جو مندر کے سر پر نصب ہے پانچ ہاتھہ لمبا مع گھڑیون اور طلائی
جھنڈی کے ہے - باقی کلس طلائی چھوٹے ساٹھہ عدد گنبد کے چپ و راست
نہایت خوبی کے ساتھہ منصوب ہین مندر کے صحن مین سنگ سرخ کی سلین
لگائی ہوئی ہین اُسمین ایک چبوترہ خوش قطع سنگ مرمر کا دو گز طول اور
دو گز عرض کا بنا ہوا ہے اس چبوترے کا نام دہرم شلا ہے اسواسطے کہ بخشی
بھگت رام اسپر بیٹھکر برہمنون کو دان دیتے تھے اسی چوک یعنی صحن مین
دروازہ بیرونی کے محاذ مین جانب دیوار جنوبی سمادہ طلائی بخشی بھگت رام
کی بنی ہوئی ہے اور اُسکے پاس ایک قلمی تصویر بخشی مذکور کی لٹکائی ہوئی
ہے جو لوگ پوجا کو آتے ہین اُسکو دیکھتے ہین اس صحن کے غرب کی طرف چونہ گچ
محرابی خشتی دالان وسیع بنا ہوا ہے جسکی چھت چوبی منقش ہے اُسمین پجاری رہتے
ہین اُس سے آگے بڑھ جائین تو ایک رستے سے ہوکر چاہ کے احاطہ مین
جا پہنچتے ہین اور وہ چاہ بہت چوڑا متعلق شوالہ کے ہے دالان کی نہایت عمدہ
چونہ گچ عمارت ہے اور بطرف شمال سر راہ بجارچہ مقطع نشستگاہ بنائی گئی ہے بمحاذ چھے

مین تین دریچے ہین مندر کے باہر صحن کے جنوبی حصے مین بیرونی دروازے کے شرق کی سمت کو ایک پنجنہ دالان اُسی زیب و زینت کا ہی اور ایک پنجارچہ اسمین بھی سرِ راہ بنا ہوا ہی علاوہ اسکے تیرہ فوارے اور ایک چادر ہی تین فوارے کلان اور چادر سنگ سرخ کی جانب شمال ہی اور دس فوارے جانب جنوب اُنمین سے پانچ تو بالا خانہ پر لگائے گئے ہین جنکا پانی جہلنی لگانے سے خاص شوالہ کے اوپر برستا ہی ان فوارون مین پانی اس چاہ سے آتا ہے جو حویلی کلان مین ہے اور دو حلقہ چاہ آبنوشی لگائے گئے ہین چاہ کے پاس ایک سرد خانہ زیر زمین خوبصورت بنا ہوا ہے ایک دروازہ اُسکا کوچے کی طرف اور دوسرا شوالہ کی سمت ہے ایک دریچہ چاہ کے اندر رکہا گیا ہی - ان مکانات کے علاوہ چہہ کوٹہریان پُجاریون کے آرام کیواسطے بنائی گئی ہین - اس شوالہ مین دو وقت آرتی ہوتی ہے بڑا نقارہ اور گہڑیال اور گہنٹے اور نفیری اور ناقوس رکہے ہوئے ہین - اس مندر مین سنگین مورتین اور بہی بنجارچون وغیرہ مکانات مین رکہی ہین ایک مورت بشن جی دوسری لچہمی جی تیسری گنگا جی چوتہی پاربتی کی پانچوین گنیش جی چہٹی سورج کی مورت ساتوین اور گنیش جی کی آٹھوین دیوی اشٹ بہوجی کی نوین سرستی جی کی دسوین رامچندر جی کی گیارہوین سیتا جی کی بارہوین کرشن جی کی اور بہی مورتین خورد و کلان ہین یہ شوالہ سمت ۱۹ بکرمی مین تعمیر ہوا اور تاریخ اختتام مندر پر لکہی ہی - ایکے سال مین جو اس کوچہ مین سرکار کے حکم سے آب رسانی کا نلکہ لگایا گیا تو بسبب ٹوٹنے نلکے کے شوالہ کی بنیاد مین پانی گیا بہت سا نقصان ہوا شوالہ کی دیوارین بہت جگہ سے شق ہوگئین بظہور اس امر کے جمیعت رائے بخشی بہگت رام کے بیٹے نے سرکار مین عرضی گذرانی تحقیقات ہوئی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور محکمہ واٹر سپلائی

کے حکام موقع پر آئے نلکہ کھدوایا گیا اور ثابت ہوا کہ فی الحقیقت پانی
نلکے کا شوالے کی بنیاد دون مین گیا ہی اور شوالے کی مرمت کے لیئے پانسو روپے
نقد جمعیت رائے کو ملا اور اُس نے دوبارہ مرمت شوالے کی کردی ✦

گردوارہ جنم ستہان گرو رامداس

یہ عبادت گاہ سکھی مذہب سے متعلق ہی سکھ لوگ اس متبرک مکان کا کمال ادب
کرتے ہین اور عام وخاص ہندو بہی پرستش کے لیئے حاضر ہوتے ہین اور
اسجگہ کو نہایت پاک تصور کرتے ہین جس مقام پر گرو رامداس صاحب مذہب سکہی
کے جانشین چہارم کا جنم ہوا تہا یعنی وہ اس جگہ پیدا ہوئے اور اسی جگہ پرورش
پائی خاص جائے سکونت گرو رامداس کے ماباپ کی اسجگہ پر تہی پہر بسبب انقلاب
زمانہ وہ لاہور سے نکل کر گوبندوال مین جارہے جسجگہ گرو امرداس تیسرا جانشین
قیام پذیر تہا اور وہان ہی شادی گرو رامداس کی امرداس کی لڑکی کے
ساتہہ ہوگئی - پہلے اسجگہ چہوٹا سا مکان تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ کی اخیر
عملداری مین گرو کے سکہون کی توجہ اسطرف ہوئی اور مہاراجہ کے حکم سے
محلہ سوداگران کے مکانات جو اسکے ساتہہ ملحق تہے لے لئے گئے اور زمین کو وسعت
دیکر اس عالیشان مکان کی تعمیر کی بنیاد رکہی گئی اور ایکسال کے عرصے مین بنکر
تیار ہوگیا اور ایک معقول خوبصورت عبادت گاہ بنگئی - یہ مکان بازار چونی منڈی
کے جنوبی لین مین واقع ہی سربازار ایک عالیشان دروازہ پختہ بنا ہوا ہی اور
ڈیوڑہی مین زینہ ہے اس زینے سے چڑہ کر جب اُوپر جاتین تو ایک وسیع صحن
آتا ہی جسکے گوشہ شمال ومغرب مین چاہ ہی اور اسی صحن مین ایک پیپل کا درخت
ہے اور ایک علم یعنی جہنڈا کہڑا کیا گیا ہی صحن کے شرق کی طرف زینہ دار چبوترہ
پختہ خشتی چونہ گچ منقش ہے یہ عالیشان عمارت دربار امرتسر کی قطع پر ہوبہو ہے

چارون طرف چار دروازے ہین بیچ مین اگرچہ گنبد نہین ہی مگر چار دو منزلہ شاہ نشینان نہایت خوبصورت چارون طرف ہین اور بذریعہ زینہ کے اوپر لوگ جاتے ہین وسط مین مکان کے فرش مکلف بچھا رہتا ہی اور گرنتھہ صاحب بکمال آداب رکھا رہتا ہی سکھہ لوگ کثرت کے ساتھہ وہان آکر جبین سائی کرتے ہین دو وقت روزمرہ گرنتھہ پڑھا جاتا ہی اور معتقد لوگ بکثرت جمع ہوتے ہین گانا بہی ہوتا ہی اور قوال موحدانہ کافیان گاکر لوگون کو محظوظ کرتے ہین آٹھوین روز اتوار کے دن تیسرے پہر بڑا مجمع زن و مرد کا ہوتا ہی اور گروؤن کے گرنتھون کا انتخاب پڑھا جاتا ہی شبد توحید آمیز گائے جاتے ہین غرض کہ جلسہ لایق دید ہوتا ہی ابکے ہولیون کے دنون مین سنگہ سبہا کے ممبرون نے یہان بڑا جلسہ کیا تہا تمام مندر اور بازار مین روشنی کی اور تمام رات شبد گاتے رہے تہے فی الحال پجاری اس گردوارے کا چیت سنگہ اور ممد و معاون جلسہ کا ایک شخص کنہیا لال ہے حقیقت مین یہ دونون لایق شخص ہین +

مکان دہرم سالہ بابا خدا سنگہ

یہ مکان دہرم سالہ چونی بازار کے سرے پر ایک مشہور و معروف مکان ہی سکھون کے وقت مین اسکی بنیاد رکہی گئی بانی اسکا بابا خدا سنگہ ایک سکھہ موحد فقیر تہا کبہی مستانہ برہنہ تن پہرا کرتا تہا کبہی ہوش مین آجاتا اُس نے دور دور تک سیر کی اور ملکون مین پہرا کابل مین جاکر وہ کئی سال رہا امیر دوست محمد خان باوجودیکہ متعصب مسلمان تہا مگر اُسکی خاطر بہت کرتا تہا اب ۱۹ برس ہوئے ہین کہ خدا سنگہ مرگیا ہی اصلی نام اُسکا جسونت سنگہ تہا جب فقیر ہوگیا تو خدا سنگہ نام رکہہ لیا اب بہائی پریم سنگہ اُسکا چیلہ جانشین اُسکا موجود ہی یہ پریم سنگہ اپنے گرو خدا سنگہ کی بڑی بڑی کرامتین بیان کرتا ہی جنکا بیان طول طویل ہے +

یہ دہرم سالہ پختہ چونہ گچ مکلف مکان بنا ہی شمال کی طرف دروازہ ہی دروازہ
اندر جائین تو ایک کہلا ہوا صحن آتا ہی جسکے چارون طرف پختہ مکانات ہین شمال
کی طرف ایک نشستگاہ عمدہ مکلف بنی ہوئی ہی اور تین دریچے بازار کی طرف ہین
اسمین گرنتہہ رکہا رہتا ہی اور بہائی پریم سنگہ گدی نشین کی نشست بہی اسی بیٹہک
مین ہی صحن کے شرق وجنوب کی طرف پختہ مکان بنے ہوئے ہین جسمین فقرا رہتے
ہین عزلی گوشہ مین چاہ ہی ہر روز تیسرے پہر یہان بہجن گایا جاتا ہی بیشمار مردعورتین
حاضر ہوکر مستفید ہوتے ہین اور گرنتہہ پر چڑہاوا چڑہا جاتے ہین فقرا کا گزارہ
صرف معتقد لوگون کی خدمت ونذرانہ پر ہی مسافر فقیر بہی اگر آجائے تو اُسکو بہی کہانا
ملتا ہی بہائی پریم سنگہ جانشین خدا سنگہ کا بہی منسرک وخلیق آدمی ہے اور
اسی کے سبب سے یہ مکان بخوبی آباد ہے ۔

ٹھاکردوارہ راجہ تیجا سنگہ

یہ ایک عالیشان مندر موتی بازار کے اخیر پر سر بازار بنا ہوا ہی مکان پختہ عمارت کا
چونہ گچ سنگین ہی عمارت اسکی قدیم نہین بلکہ جدید ہی کہ راجہ تیجا سنگہ افسر فوج سکہی
نے اسکو انگریزون کی عملداری مین بنوایا تہا جسکو پچیس برس کا عرصہ گزرا ہے
پہلے یہان ایک حویلی کہنہ عمارات قدیمہ مین سے تہی اُسکو گروا کر راجہ تیجا سنگہ نے یہ
مندر بنوایا اور بہت سا روپیہ اس کار خیر پر خرچ کیا یہ مندر دو منزلہ ہی پہلی
منزل مین بازار کی طرف دو کانین ہین جنکا کرایہ راجہ ہربنس سنگہ راجہ تیجا سنگہ
کا وارث وصول کرکے مندر کے اخراجات مین صرف کرتا ہی شمالی رستہ بازار
کے طرف مندر کا دروازہ ہی جسمین چوکہٹ پتہر کی لگی ہوئی ہے دروازہ کے
آگے ڈیوڑہی اور ڈیوڑہی کے آگے سیڑہیان ہین سیڑہیان چڑہکر جب
اوپر جائین تو کہلا صحن مربع نہایت خوشنما آتا ہے اس صحن کے چارون طرف

محرابی خشتی چونہ گچ دالان بنے ہوئے ہین اور صحن بدت پختہ فرش صحن کے وسط مین ایک چبوترہ پختہ سنگین کسیقدر بلند بنا ہوا ہی اُسپر مندر کی عالیشان عمارت ہی مندر کے دروازے کے آگے برآمدہ پختہ سنگین ایسا عمدہ و مقطع وخوشنما ستوندار بنا ہی کہ دیکھکر انسان کی طبیعت خوش ہو جاتی ہے مندر کے اندر کی عمارت سنگین منقش ہی اور ایک خوشنما طاقچہ سنگ مرمر کا جسمین دو تصویرین بتہ ہر کی رکہی ہین ایک تصویر تو سری کرشن جی مہاراج کی ہی اور دوسری اونکی تخجی کی ان دو نو تصویرون کو نہایت قیمتی پوشاک اور قیمتی زیور پہنائی گئے ہین صبح و شام صدہا ارادتمند اس مندر مین آکر کرشن بہگوان کا درشن کرکے سعادت دارین حاصل کرتے ہین مندر کی چہت کے اوپر مستطیل صورت کا بہت بلند گنبد ہے تین منزل مین اسکی بلندی منقسم ہی پہلی منزل کی صورت گول ہی اور باقیماندہ پہلدار گنبد کے اوپر بڑا بہاری طلائی کلس اور طلائی گہڑیان لگی ہوئی ہین جو نہایت خوشنما معلوم ہوتی ہین اس مندر کا سرپرست راجہ ہرہنس سنگہ رئیس شیخوپورہ ہی جو اس مندر کے بانی راجہ تیجا سنگہ کا جانشین و وارث ہی تمام اخراجات اس مندر کے وہی دیتا ہی پہلے اس ٹہاکر دوارے مین ایک خداپرست کامل مکمل سادہ شب نانہہ نام قیام پذیر تہا جسکے پاس اکثر لوگون کا رجوع تہا دن رات صدہا لوگ اُسکے پاس آتے اور فیض پاتے تہے ٹہاکردوارے کی رونق بہی اُسکے سبب سے دوبالا تہی اب چندسال سے وہ یہان سے چلاگیا ہے اور دمودر نام ایک پنڈت مہنت مقرر ہوا ہی جسکے متعلق خدمت مندر کی ہے ✦

شوالہ گلاب داس جمعدار

یہ شوالہ مستی دروازے کے اندر جمعدار خوشحال سنگہ کی حویلی کی پشت پر ہے بانی اسکا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار مین جمعدار تہا بازار کی طرف اس شوالہ

کے متعلق چودہ دوکانیں ہیں اور صحن بہت وسیع اور عمارت مندر کی سنگ سرخ اور پختہ چونہ گچ بنی ہوئی ہے مندر کے اوپر گنبد تمام مطلا کیا ہوا ہے جو نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے سرپرست اس مکان کا کوئی نہیں ہے سوا ایک شخص بالکشن نام برہمن کے کہ وہ مندر کی خدمت کرتا ہے اور کرایہ جو دوکانوں سے وصول ہوتا ہے اپنے گزارہ معاش میں خرچ کرتا ہے کسی وقت یہ مکان بہت بڑا بنا ہوگا مگر اب بے مرمت وخراب پڑا ہے +

دہرم سال کوکہ

موتی بازار کی غربی لین میں یہ مکان واقع ہے مکان اگرچہ مختصر ہے مگر اجتماع کوکہ مذہب کے سکھوں کا وہاں رہتا ہے اور گرنتھ صاحب وقت پڑھا جاتا ہے بھائی مکھن سنگھ کوکہ اس دہرم سال کا مہتمم ہے یہ مکان قدیم نہیں ہے پندرہ سال کا عرصہ ہوا ہے کہ یہ دہرم سال بنایا گیا اور کوکہ مذہب کے لوگ یہاں آکر عبادت کرنے لگے اس روز سے چار پانچ برس تک نہایت رونق رہی جب کوکون نے مالیرکوٹلہ میں فساد کیا اور سزایاب ہوئے اور رام سنگھ کوکہ گرو کوکوں کا مقید ہوکر رنگون بھیجا گیا تو اس دہرم سال کی رونق بھی جاتی رہی ۔ مکان کا دروازہ شرق کی طرف ہے اور دروازہ کے اندر مختصر صحن ہے اسمیں چاہ چرخی وار ہے اس صحن کے شمال کی طرف ایک بڑا دالان پختہ عمارت چونہ گچ بنا ہوا ہے جسمیں گرنتھ صاحب رکھا ہوا ہے اور معتقد لوگ اسکو پڑھتے ہیں صحن سے غرب کی طرف ایک کوٹھری پختہ بنی ہوئی ہے جسکا دروازہ دالان کلان کے اندر ہے شام کے وقت شہر کے کوکے یہاں آکر جمع ہوتے اور عارفانہ گیت گاتے ہیں +

ہنومان جی کا مندر

یہ مندر موتی بازار میں سرراہ جانب شرق واقع ہے دروازہ زینہ وار غرب

کی طرف ہی جب دروازے سے اندر جائین تو دہنی طرف دوسرا دروازہ ہے
اور اُس دروازے کے اندر ایک کُھلی مسقف بیٹھک دریچہ دار ہی تین دریچے
بازار کی طرف کُھلے ہوئے ہین اس بیٹھک کی شرقی دیوار پر بہت بڑی تصویر
ہنومان جی کی بنی ہوئی ہی دوسری تصویر کرشن بہگوان جی کی ہی ہنومان جی کی
مورت پر سندہور ملا ہوا ہی اور کرشن جی کی مورت شام رنگ ہی ان دونو مورتون
کی پرستش کے لئے دونو وقت خلقت کثیر حاضر ہوتی ہی مندر نہایت عمدہ
منقش بنا ہوا ہی چھت بہی چوبی منقش ہی اس مندر کی پشت پر مہنت کے
رہنے کے لئے پختہ مکانات بنے ہوئے ہین اور اُنکے آگے کہلا ہوا صحن ہی جسمین
چاہ چرخی دار ہی اور ایک پیپل کا درخت ہی۔ یہ مکان پہلے گنیش داس و
مہیش داس سادہو بیراگی کا تہا پہر سیر انند صراف نے اپنا روپیہ صرف کرکے
اسکو تعمیر کیا چوا تیتات جو دہی اب پجاری اس مندر کا مسمی ٹہاکر داس ہی جو ہر روز
خدمت کرتا ہی اور آمدنی چڑہاوے سے اُسکا گزارہ ہی

شوالہ ترپولیہ والہ

یہ شوالہ لاہور کے مشہور و قدیم مندرون مین سے ہی اسکی قدامت مین کسی کو
کلام نہین لاہور کی آبادی جب سے ہوئی ہی اُسی روز سے یہ شوالہ ہی تجدید عمارت
کی وقت بوقت ہوتی رہی ہی خصوصاً سکہی عملداری مین اسکی سب عمارت نئی
بنگئی چونکہ پریم ناتہہ جوگی مدت العمر اسمین قیام پذیر رہا اسلئے یہ پریم ناتہہ
کے شوالے سے مشہور ہوگیا پرستش اس شوالہ کی بہت ہوتی ہی دونو وقت
معتقد لوگون کا ہجوم مندر پر رہتا ہی لوگ نہایت اخلاص و اعتقاد سے یہان
آکر جبین سائی کرتے ہین اور چڑہاوہ چڑہاتے ہین۔ ترپولیہ بازار کے سرے
بجانب شرق یہ عالیشان مندر واقع ہی دروازہ مکان بجانب غرب ہے

دروازے کے آگے بازار چہت کر ایک مکان تشنہ گاہ بنا ہوا تہا جسکے دونو طرف
دریچے تہے مگر حکام کے حکم سے مسمار کر دیا گیا ہی دروازے کی بائین طرف ایک دریچہ
ہی جسمین برہمن پانی پلانے والا بیٹھتا ہی تمام دن وہ لوگون کو پانی پلاتا رہتا ہی
دروازے سے جب اندر جائین تو تہوڑا صحن پیا ہوا آتا ہی اُسکے شمال کی طرف چاہ
چرخی دار ہی اُسکے آگے شرق کو بڑہین کو کہلا ہوا صحن آتا ہی اُسکے کونے گنتی مین
مندر ایک پختہ چبوترے پر نہایت مکلف و پختہ بنا ہوا ہی مندر کا دروازہ شمال
کی طرف ہی اور ایک دریچہ غرب کی طرف صحن مین کہلا ہی دریچہ مین سنگ مرمر کا
پنجرا لگا ہی اور چہت خشتی ہی مندر کے اندر وسط مین ایک اور خورد چبوترہ ہے
جسپر شوجی کا جلوس ہی چاندی کی جلہری نہایت مکلف خوبصورت بنی ہی اُسپر بہت
بڑی گاگر برنجی پر آب رکہی رہتی ہی زمانہ تحریر اس حال مین کوئی ہندو شنا پاپی
جو آیا تو ماتہا ٹیکنے کے بہانے اُس نے مندر کے اندر جا کر جلہری مین کا ایک
ٹکڑا کاٹ لیا اور بے خبر چلا گیا اس بات کے اظہار سے دہرم آتما لوگون کو کمال
افسوس ہوا اور کسیقدر روپیہ ارادت مند لوگون نے جمع کر کے جلہری کو نئی سر
بنوایا چنانچہ اب وہ جلہری چار سو روپیے کے وزن کی از سر نو تیار ہو گئی ہے
مندر کی دیوارین اندر سے پختہ چونہ گچ ہین اور قالبوتی چہت اُسپر عالیشان
گنبد کلس دار ہی سامنے مندر کے باہر صحن مین ایک پیپل کا درخت بہت بلند جسکی
شاخین مندر کے چو طرفہ عمارات سہ منزلہ و دو منزلہ سے بڑہ گئین ہین موجود ہے
شمالی و جنوبی دالانون مین سابق کے مہنتون کی سمادین پختہ بنی ہوئی ہین
صحن کی ملحقہ عمارتین شمالی و شرقی و جنوبی و غربی بہت بلند دو منزلہ سہ منزلہ
عمارتین نہایت مکلف و پختہ چونہ گچ و منقطع دریچہ دار بنی ہوئی ہین جس مین
جوگی پجاری مندر کے قیام پذیر ہین شمالی عمارت خصوصاً بہت بلند ہے

اُس سے ملتی ہوئی جو بازار کی شمالی و غربی دو کانین ہین وہ بہی مندر کی ملکیت ہین اور کرایہ مہنت لیتا ہی غرض کہ اس مندر کی وسعت بین زمین اگرچہ کم ہی مگر عمارت کشیدہ و منازل مین بلند ہی شہر لاہور کے ہنود بسبب قدامت اس متبرک مکان کے دلی تعلق اس مندر کے ساتہہ رکہتے ہین اور بدل و جان پرستش کو حاضر ہوتے ہین دولتمند ہی و قدر و توقیر ہین یہ مندر مرجع خاص و عام ہی مشہور مہنت اس مندر کا باوا پریم ناتہہ جو کی گزر چکا ہی سب لوگ اسکی تعریف کرتے ہین اور اُسکے صاحب باطن ہونے مین شک نہین کرتے اب اُسکا پوتا چیلا بالک ناتہہ پجاری مندر کا و صاحب اختیار ہے ✤

مکان باولی صاحب

یہ متبرک مکان عبادت گاہ سکہان لاہور کے مشہور و معروف مکانات مین سے ہے وسعت اسکی بہی اور مکانات عبادت گاہون سے بہت بڑی ہی جب کوئی مجمع کسی قسم کا ہنود مین ہوتا ہی تو یہی مکان انتخاب کیا جاتا ہی یہ عالیشان مکان ڈبی بازار و کسیرا بازار و لوٹی بازار کے درمیان ہی چارون طرف اسکے بازار ہی شرق کی طرف لوٹی یعنی لوہا بیچنے والون کا بازار شمال کو ڈبی بازار جنوب کو کسیرا بازار یعنی برتن فروخت کرنیوالون کا بازار ہی غرب کی طرف بہی کہلا ہوا بازار ہی اسی طرف اس مکان کا بڑا دروازہ ہی تین سیڑہی چڑہکر انسان اس دروازے مین جاتا ہی دروازہ محرابی عالیشان بنا ہوا ہی دو نو طرف چوکیان ہین ڈیوڑہی کی سقف کے نیچے جنوب و شمال کی طرف دو دالان محرابی ہین شمالی دالان کے شامل ایک کوٹھڑی ہے اور جنوبی دالان مین زینہ ڈیوڑہی کے اوپر جانیکا جب زینہ کے اوپر جائین تو ڈیوڑہی کی چہت پر بطرف شرق ایک شاہ نشین بنی ہوئی ہے جسکے تین در نیچے محرابی مکان کے صحن کی طرف ہین جب ڈیوڑہی سے آگے گزرین تو

بہت وسیع میدان آتا ہی جسکے سامنے ایک چاہ پختہ دار ہی دروازے کی دہنی بسمت
تین تین کوٹھریان ہین جنکی پشت پر باہر بازار کی سمت کو دوکانین ہین صحن
شمال کی طرف اندر کو بارہ کوٹھریان تالاب کے زینہ کی حد تک ہین اور باہر کھڑ
ڈلی بازار کی طرف دوکانین ہین اسی طرف کوٹھریون کے آگے دو درخت پیپل
کے اور ایک بڑکا ہی صحن کے جنوب کی سمت کو عالیشان مکان باولی صاحبہ
کا ہی یہ ایک منقطع وپختہ ومنقش بڑا دالان گویا ایک دالان کے تین دالان
نہایت وسیع ہی باہر کے دروازے محرابی مرغولی منقش ہین اسکے اندر شرقی
غربی کوٹھریان اسمین فرش بوریا کا بچھا رہتا ہی اسکے اندر دوسرا دالان محرابی
مرغولی خشتی جسکے محاذی شرقی غربی کوٹھریان اور انکے اوپر شاہ نشین بنی
ہین پھر اسکے اندر تیسرا دالان اسکے دونو طرف بھی شاہ نشین بنی ہین شرقی کوٹھری
کے اندر بڑا نقارہ رکھا ہی جو دو وقت بجایا جاتا ہی تیسرے دالان کے وسط مین
ایک چوبی تخت پوش بچھا ہی اسپر ایک چھوٹا پلنگ بچھایا گیا ہی اسپر گرنتھ صاحب
بڑی عزت کے ساتھ مکلف غلافون کے اندر رکھا رہتا ہے خاص باولی کا
زینہ اس دالان کے بیرونی درجے کے غرب کی طرف ہی یہ دروازہ اکثر مقفل
رہتا ہی ضرورت کیوقت کھولا جاتا ہی اسکے اندر جائین تو ایک درجہ سقف قالبوتی
آتا ہی اس سے آگے زینہ باولی کا شروع ہوتا ہی تین سیڑھیان اترکر ایک اور درجہ
آتا ہی اس درجہ مین ایک دروازہ کلان بازار کی طرف بھی رکھا گیا ہی اگر وہ کھولا جائے
تو بازار کی سمت سے بھی انسان براہ راست باولی مین اتر سکتا ہی مگر یہ دروازہ
ہمیشہ بند رہتا ہی جنوبی وشمالی سمت اس درجہ کے بھی دو شاہ نشین
منقطع محرابی قالبوتی بنے ہوئی ہین اس سے آگے بڑا زینہ شروع ہوتا ہے جب
چونتیس سیڑھیان اتر جائین تو آگے ایک کھلا ہوا صحن آجاتا ہی اس درجے مین

بسبب کہلا ہونے کے روشنی بہت ہی شرقی غربی جنوبی عمارتین اسکی بہت بلند
نظر آتی ہین ایک دوسرے کے محاذ عالیشان شاہ نشنین مرغولدار محرابوںی بنے
ہوئے ہین اس سے آگے جب پہر زینہ سے اُترنا شروع کرین تو چھبیس اور
سیڑہیان اُترکر چاہ کی تہہ کو پہنچ جاتے ہین اور پانی کے کنارے پر انسان
جا کہڑا ہوتا ہی اس درجے کے زینہ کے جنوب و شمال کی طرف بہی بدستور مرغولی
دالان بنے ہین زینت کے انجام پر ایک مرغولی دروازہ سرخ پتہر کا - چاہ کی دیوار
مین لگا ہوا ہی جسکی دہل پانی کے اندر ہی - اوپر کے صحن کے غربی حصے مین
ایک چھوٹا سا پختہ تالاب بنا ہوا ہے جسکی سات سیڑہیان ہین پہلے اسمین
پانی بہرا جاتا تہا مگر اب مدت مدید سے خشک پڑا ہوا ہی تالاب کے جنوب کی سمت کو
ایک چاہ ہی اور مکان روغن منڈی جو اسی مکان کے متعلقات مین سے ہی وہان
گہی کی منڈی لگتی ہی اور کرایہ لیا جاتا ہی تالاب کے جنوب کی سمت کو وہ مکانات
ہین جنمین چرخ چوب چاہ کا چلتا تہا مگر اب جاری نہین ہی جب چرخ چوب جاری
تہا تو باولی کی چاہ سے تالاب بہرا جاتا تہا اور مکانات بہی ویسے ہی باندہنے مویشی وغیرہ
کے بنے ہوئے ہین اور اکثر لوگون نے اپنی تہیا و اسباب ڈالکر قفل لگائے ہوئے
ہین اور کرایہ دیتے ہین احاطہ کے اندر کی تمام کوٹہریاں بازار والون نے کرایہ پر
لیکر اپنے اسباب ڈالے ہوئے ہین * یہ باولی گرو ارجن صاحب پانچوین جانشین
مذہب سکہی کی تعمیر کی ہوئی مشہور ہے جو اُس نے بعہد جہانگیر بادشاہ کے بنوائی
تہی باعث اس باولی کی تعمیر کا یہ ہوا کہ ایک شخص نے جو گرو ارجن صاحب کا سکہہ تہا
بنا مکان جو اسی باولی کے موقع پر تہا ایک عورت کے پاس تین سو روپے کو فروخت
کیا اور اُس عورت نے مکان گرا کر از سر نو بنانا چاہا اور زمین کہودی تو ایک
چرخہ اور ایک پیہڑا اور ایک پلنگ یعنی چہپر کہٹ مطلا و مرصع ایک سو خانہ

قدیم مین سے دستیاب ہوا عورت مشتریہ مکان نے اُس مال مین طمع نکی اور تصور
کیا کہ یہ مال اُس شخص کی ملک ہے جس نے یہ مکان میرے پاس فروخت کیا ہے
چنانچہ اُسنے اُس سکھہ کو بُلایا اور کہا کہ مال تمہاری زمین مین سے دبا ہوا نکلا ہے
یقین ہے کہ تمہارے کسی بزرگ نے دفن کیا ہوگا تم یہ مال لے لو سکھہ نے انکار کیا
اور کہا کہ مین یہ مکان تمہارے پاس فروخت کرچکا ہون جب زمین فروخت ہوگئی
تو جو کچھہ زمین کے اندر تہا وہ بہی فروخت ہوگیا یہ مال میرا حق نہین تم ہی
اپنے پاس رکھو اس بات پر فریقین مین تکرار ہو پڑی اور معاملہ قاضی تک
پہنچا چونکہ مقدمہ عجیب طرح کا تہا ہونے ہوتے بادشاہ کے حضور تک یہ معاملہ
پیش ہوا بادشاہ فریقین کی ایمانداری پر خوش ہوا اور بسبب اسکے کہ بایع مکان
گرو ارجن کا سکھہ تہا وہ مال گرو ارجن کے پاس بہیجدیا کہ کسی نیک کام پر خرچ
کرے گرو ارجن نے تجویز کی کہ اس مال سے ایک باولی تعمیر کی جائے جب یہ خبر
اُس عورت کو پہنچی وہ گرو کی خدمت مین گئی اور التجا کی کہ مین اس مکان سے
دست بردار ہوتی ہون آپ اسی جگہ باولی بنوا دین گرو نے یہ بات منظور کی اور
یہ موجودہ باولی اُسی مدفونہ مخزونہ مال کے خرچ سے بنوا دی اور لنگا ہیا نام ایک
سکھہ کو مع اور چار سکھون کے باولی کی حفاظت پر مامور کر دیا خود بہی گرو اکثر
اس مقام پر قیام رکہا کرتا تہا اور اس باولی سے بجانب جنوب بفاصلہ کسیر بازار
کے جو ایک مکان تہا اُس مکان مین گرو ارجن کا لنگر ہوا کرتا تہا وہ مکان بہی گویا
باولی والے مکان ہی سے متعلق تہا چند سال یہ معاملہ اسی طرح رہا جب جہانگیر بادشاہ
و گرو ارجن دونو جہان فانی سے رحلت کر گئے اور شاہجہانی وقت آیا اور گرو ہرگوبند
جانشین گرو ارجن کا بگاڑ لاہور کے قاضی بلکہ خود بادشاہ کے ساتھہ بہی ہوگیا باعث
یہ ہوا کہ ایک باز بادشاہ کا اُڑ گیا تہا وہ گرو ہرگوبند کا کوئی سکھہ پکڑ کر گرو کے

پاس سے گیا بادشاہ نے اُسکی تلاش بہت کی پتہ نملا اور کولان نام ایک کنیز جسکی تھی
کی بہاگ کر گرو کے پاس چلی گئی وہ بہی اُس نے نہ دی آخر مخبری ہوئی اور بادشاہی
باغ گرو کے پاس ثابت ہوا اور مخلص خان نام ایک افسر مع کسی قدر سواروں کے
امرتسر بہیجا گیا گرو ہرگوبند اسکے مقابل ہوا مخلص خان مارا گیا اور سوار بہاگ آئے
اس واقعہ کے بعد گرو امرتسر سے چلا گیا اُس وقت جسقدر جائیداد گرو کی لاہور
مین تہی وہ قرق کر کے قاضی کے حوالے ہو گئی جسمین یہ باولی اور لنگر کا مقام بہی
تہا قاضی نے بسبب اپنی ذاتی عداوت کے یہ کیا کہ لنگر کے مقام پر مسجد کا نسمی لکار
بنوادی اور نگاہبان گرو کے سکہہ کو جو باولی پر مامور تہا مع اسکے چار ہمراہیوں کے
قتل کر کے باولی مین ڈال دیا اور جسقدر جائیداد نگاہبان کی تہی وہ بہی اسی چاہ
مین ڈالکر چاہ کو بند کرا دیا اور اُسپر مکانات بنوا دیئے اُسروز سے یہ باولی بالکل
مفقود ہو گئی اور لنگر کے مقام پر ایک عالیشان مسجد بن گئی آخرالامر جب چغتائی
سلطنت جاتی رہی اور سکہی حکومت نے زور پکڑا مہاراجہ رنجیت سنگہ کی حکومت
مین تمام خطہ پنجاب کا آگیا تو مہاراجہ کی اخیر حکومت کیوقت اس باولی کی دوبارہ
ظہور کی نوبت پہنچی سبب یہ ہوا کہ سمت ۱۸۹۰ بکرمی مین مہاراجہ رنجیت سنگہ
سخت بیمار ہو گیا اُس بیماری کی حالت مین کسی مست سنگہہ نے مہاراجہ کی خدمت
مین یہ ظاہر کیا کہ گرو ارجن جی مہاراج میرے خواب مین آئے ہین اور فرماتے
ہین کہ فلان موقعہ پر ہماری باولی اور لنگر خانہ تہا جو قاضی نے باولی دبوادی اور
لنگر خانہ مسجد بنوادی تہی تم مہاراجہ رنجیت سنگہ کو کہو کہ اُس باولی کو کہدوائے
اور اُسکے پانی سے غسل کرے صحت ہو جائیگی۔ بعض کا قول ہی کہ گرو جی خود
مہاراجہ کے خواب مین آئے اور یہ ارشاد کیا جب ایسا ارشاد گرو جی کی حضور
سے ہوا تو حسب نشا وہی اس سکہہ کے باولی کا کہودنا شروع ہوا اور بڑے

بڑے مکانات رعایا کے جو اس موقع پر تھے وہ سب گرائے گئے اور میدان کیا گیا
وہ کانسی کار عمدہ مسجد بھی مسمار ہوئی جو لنگر خانہ کے موقع پر بنی ہوئی تھی آخر باولی
ظاہر ہوئی اور مہاراجہ نے اُسکے پانی سے غسل کر کے صحت پائی اور حکم ملا کہ کل [illegible]
سلطنت کی یکماہہ تنخواہ وضع کر کے یہ عالیشان مکان بنوایا جائے بعد وضع تنخواہ
ستر ہزار روپیہ جمع ہوا اور یہ موجودہ مکان بنوایا گیا سمت ۱۸۹ مین اسکی عمارت
شروع ہوئی اور پانچ برس کے عرصہ مین باہستگی یہ مکانات تعمیر ہوئے ابھی عمارت
جاری ہی تھی کہ سمت ۱۸۹۶ بکرمی مین مہاراجہ رنجیت سنگہ مر گیا اور عمارت نہ ہوئی
اگر مہاراجہ اور دس برس زندہ رہتا تو یہ مکان لاثانی بن جاتا مسجد جس جگہ سے
گرائی گئی تہی وہاں بھی دوکانین اور نشستگاہین اور کٹہرہ بنوایا گیا اور شامل
مکان باولی سمجھا گیا مہاراجہ نے یہ مکان بہائی نہال سنگہ کو سپرد کیا [illegible]
بوجہ گرنتھہ صاحب کی تہیت مقرر کر دیئے آٹھہ ہزار روپیہ سالانہ جاگیر اس مکان
کی خدمت کی عوض بہائی نہال سنگہ کو دیتے مقرر ہوئے اُسکے بعد یہ مکان بہائی
جواہر سنگہ کرتار پوریہ کی تحویل مین آیا اور آمدنی کرایہ دوکانات کی [illegible]
ماہوار آتا ہی بہائی مذکور لینے لگا چند سال مین بہائی جواہر سنگہ کئی ہزار روپیہ
کا قرضدار ہوا اور انتظام قرضہ ہو کر بہائی کی جاگیر و آمدنی جائداد کی ضبط
ہوئی اور بہائی کا گزارہ مقرر ہوا اُس قرضہ مین یہ آمدنی بھی قرق ہو گئی اور
پچاس روپیہ ماہوار مکان کے خدام کی تنخواہ و چراغ بتی و کڑاہ پرشاد کے لیئے
سرکار نے واگزار رکہا جو ماہوار محکمہ خفیفہ سے ملتا ہے اُسی مین فرش فروش
وغیرہ کل اخراجات محسوب ہین اڑہائی روپیہ ماہوار نفیری نوازوں و نقارچیوں
کو ملتا ہی جو ہر روز علی الصباح حاضر ہو کر شادیانہ کرتے ہین کل ایکسو دس
دوکانین دو تو بازار وت کی طرف اس مکان کے متعلق ہین اور بہائی خزان سنگہ

نام ایک سفید ریش سکھہ مکان کی خدمت و خبر گیری پر مامور ہی پہلے ہام چڑہاوہ گزشتہ صفا
کا دو روپے یومیہ سے کم نہین ہوتا تہا اب آمدنی چڑہاوے کی نقد کچہہ نہین ہوتی اور اگر
کوئی راجہ سکھہ سردار کچہہ روپے چڑہاوہ چڑہاتا ہے تو بہائی جواہر سنگہ لے لیتا ہی خدمتگارون
کو سیوا کچہہ نہین ملتا البتہ پتاشے و شیرینی اور پیسے جسقدر گزشتہ صاحب پر چڑہتے
ہین وہ پجاریون کا حق ہوتا ہی سوائے اسکے اور کچہہ چڑہاوے سے نہین ملتا —
اب بہائی جواہر سنگہ ایک سال کا عرصہ ہوا کہ مرگیا ہے +

بیکنٹھہ داس کا ٹہاکر دوارہ

یہ ٹہاکر دوارہ بہی قدیم زمانے کا چکلا بازار کے سرے پر ہی یہ مندر نہایت پرانا مشہور ہے
بعض اسکو ہزارہا سال کا کہتے ہین مگر وسعت اسکی بہت کم ہی قدیمہ عمارات بلین ہے
اب کوئی ٹکڑا عمارت کہنہ کا باقی نہین ہی تمام عمارت مندر کی تازی بنی ہوئی ہے اور
موجودہ عمارت دس سال کے عرصہ سے سمی پریتم داس نے بنوائی تہی اور اس
خرچ مین بہت سے لوگ شامل ہوئے اور چندہ کرکے یہ مندر تعمیر ہوا مکان کی صورت
بطور حویلی کے ہی اور اندر باہر سے چونہ گچ و منقش عمارت ہی تین منزل یعنی زیر و بالا
مکان کی ہین ہر ایک منزل مین کوٹہریان و دالان نہایت خوبصورت طور پر بنے
ہوئے ہین و میانی منزل کے ایک دالان مین ایک طاق نہایت مکلف بنا ہوا ہے اور
اُسمین ایک مورت کرشن بہگوان مہاراج کی پتہر کی رکہی ہی دوسری مورت رادہکاجی
کی ہی دونو تصویرون کو طلائی زیور مرصع پہنایا ہوا ہی اُسکے محاذ کے دالان مین
ہنوان جی کی مورت خشتی عمارت مین بنائی ہوئی ہے اور سرخ رنگ سے رنگی ہوئی ہے
دونو دالان مکلف فروش سے آراستہ ہین انہی مین مورتون کی پوجا
ہوتی ہے چڑہاوے کی آمدنی پر مندر کا خرچ چلتا ہی +

شوالہ دیوان شنکر داس

یہہ شوالہ بھی چکلہ بازار مین ایک کوچہ کے اندر واقع ہے مکان اگرچہ مختصر ہی مگر عمارت عمدہ و سنگین و پختہ بنی ہوئی ہے بانی اسکا بھی ایک نامور آدمی تہا جو بعہد سکہی دیوانی کے عہدہ پر ممتاز تھا اور انگریزی عہد مین آنریری مجسٹریٹ خاص لاہور کا مقرر رہا چند سال ہوئے کہ بقضائی الہی مر گیا ہے اوسنے اپنی حین حیات مین یہ شوالہ بنوایا اور اپنا یادگار دنیائے فانی مین چہوڑ گیا یہ شوالہ چکلہ بازار سے بجانب شرق کوچے کے اندر ہی دروازہ بیرونی غرب کی سمت کو ہی جب اندر کو جائین تو ڈیوڑہی مسقف آتی ہی ڈیوڑہی سے آگے بڑہین تو ایک کہلا ہوا مختصر صحن ہی اُسکے وسط مین مکان شوالہ بنا ہوا ہے مندر کے اندر پختہ سنگین فرش اور ایک خورد سنگین چبوترہ اُسپر شوجی کا استہاپن ہی اُسکے اوپر جلہری اور جلہری پر گنگا گرستی پر آب رکہی رہتی ہی مندر کی چہت قالبوتی اور اوپر عالیشان گنبد کلس دار ہی دیوارین مندر کی اندر باہر سے پختہ چونہ گچ منقش ہین مندر کے بیرونی صحن مین بہی پختہ سنگی فرش ہی جنوب کی سمت کو ایک پختہ دالان بنا ہوا ہی جسمین کیشورام برہمن خبرگیر و پجاری مکان کا رہتا ہی دیوان شنکرناتہہ کی حین حیات تک وہ خود خبرگیر اس مندر کا رہا اُسکے مرگ کے بعد اب پنڈت پریم ناتہہ و شوناتہہ مندر کی خدمت کرتے ہین اور برہمن کو بہی تنخواہ دیتے ہین +

شوالہ رگناتہہ مشر

یہ بہی ایک نامی شوالہ چکلہ بازار کی شرقی سمت کے کوچہ کے اندر ہی غرب کی سمت کو مکان کا دروازہ ہی جب اُسکے اندر جائین تو ایک میدان کہلا ہوا آتا ہی اس صحن کے جنوب کی طرف دالان اور دالان کے اندر کوٹہریان پختہ پجاریون کے رہنے کی خاطر بنی ہوئی ہین اور باقیماندہ صحن مین ایک چاہ چرخی دار و درختان بڑہ و پیپل وغیرہ لگے ہوئے ہین جن سے نہایت رونق اس مکان مین ہی صحن کے غرب کی طرف ایک پختہ ریختہ کا چبوترہ ہی اور چبوترے پر شوجی مہاراج کا مندر ہے

یہ مندر گنبددار ہی مدور گنبد نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی مندر کا دروازہ شرق
کی طرف ہی جب اس دروازے کے اندر جائین تو گنبد کے وسط مین ایک اور خورد
چبوترہ پختہ سنگی بنا ہی جسپر شوجی مہاراج کا استہاپن ہی اوپر اُسکے برنجی جلہری اور جلہری
پر گاگر پر آب رکہی رہتی ہی مندر کی قالبوتی چہت اور چونہ گچ دیوارین ہین اور اُنپر
دیوتاؤن کی تصویرین نہایت عمدہ بنی ہوئی ہین - چالیس برس کا عرصہ گزرتا ہے
کہ یہ شوالہ رگناتہہ مشر برہمن نے اپنا روپیہ صرف کرکے بنوایا تہا اُس روز سے یہ عبادتگاہ
خاص و عام مقرر ہوئی ہی اب مہنت اسکا مسمی سندرناتہہ جوگی ہی گزارہ اُسکا اور
مکان کا خرچ چڑہاوے کی آمدنی سے چلتا ہے

ٹہاکردوارہ ماگہومشر

چکلہ بازار کی شرقی سمت کوچہ ٹہاکردوارہ کوچہ کے اندر رگناتہہ مشر کے شوالہ کے پاس
بطرف جنوب واقع ہی مکان ٹہاکردوارہ ایک عالیشان عمارت بطور حویلی کے بنا ہوا ہے
کل عمارت پختہ چونہ گچ ومنقش ومنقطع ہی مکان کے دروازے کے اندر جب جائین
تو ایک نشستگاہ نہایت مکلف بنی ہوئی آتی ہی اُسمین مہنت کی نشست ہی نام اُسکا
ماگہومشر المشہور لوہامشر ہے وہ اپنے پاؤن سے نہین چل سکتا اس سبب سے
اُسکو لوہامشر کہتے ہین اور لوہا پنجابی زبان مین اُسکو کہتے ہین جسکی دونو ٹانگین
چلنے لایق نہون اس نشستگاہ کے اوپر ایک اور نشستگاہ عمدہ مکلف بنی ہوئی ہے
گویا دو منزلہ مکان ہی اس سے آگے بڑہین تو ایک صحن آتا ہی جسمین پختہ فرش ہی صحن کے
شرق کی سمت کو ایک عمدہ دالان ہی اور اُسکے اوپر دوسرا دالان یعنی دو منزلہ
دالان بر دالان اس دالان کی چوبی وخشتی قیمتی عمارت لایق دید ہی صحن کے جنوب
کی سمت ٹہاکرجی مہاراج کا مندر ہی مندر کا گنبد ایک عجیب وغریب عمارت سے پختہ بنا ہے
جسپر طلائی کلس ہے اور باہر کی تمام عمارت بیلدار تیشہ کی بنی ہوئی ہی علی ہذا القیاس

مندر کی اندرونی عمارت ہی جسکو دیکھکر انسان کی روح خوش ہو جاتی ہی اس مندر کے
اندر گرشن جی مہاراج اور رادہکا جی کی سنگین مورتین ہین جنکا مکلف لباس ہے
اور قیمتی زیور پہنایا ہوا ہے مکان کا صحن اوپر سے مسقف ہی اگر مسقف نہوتا
تو بارش سے یہ مطلا و آینہ دار عمارت حقیقت مین خراب ہو جاتی - اس مندر کا
بانی بہی یہی ماگہو مشر لوہانا ہی جس نے چندہ کرکے اس مکان کو بنوایا ہی اور کہلے دل سے
روپیہ خرچ کرکے اس مندر کی عمارت کو زینت دی ہی ایسا ہی مکان کے اندر عمارت
شروع ہی اور بیل بوٹے شیشے کے بن رہے ہین - یہ ماگہو مشر نہایت خلیق آدمی
ہی اور زن و مرد قوم ہندو بہزار دل اسکی خدمت کرتے ہین اور تمام آمدنی یہ مندر
کی آراستگی پر خرچ کر دیتا ہی اپنے پاس جمع کچہہ نہین رکہتا +

ٹہاکر دوارہ بانکے بہاری

یہ ٹہاکر دوارہ لاہور کے نامی گرامی مندرون مین ہی بہائی وستی رام کی حویلی کے
قریب بین واقع ہی اس مکان کی خوبی و پختگی و رنگینی کی جسقدر تعریف کیجائے
کم ہے حقیقت مین نہایت عمدہ و عالیشان عمارت ہی مکان دو منزلہ ہی اوپر کی
منزل جہان ٹہاکر جی مہاراج کا جلوس ہی نہایت آراستہ کی گئی ہی دیوارین و سقف
و فرش سب کے سب منقش و مطلا و آئینہ دار عمارت کے ساتہہ سجائی گئی ہین
جسکو دیکہکر انسان تصور کرتا ہی کہ شاید یہ مکان بہشت برین کے مکانات مین سے
ہی راستہ کے سرے پر شرق کی طرف یہ مکان واقع ہی پہلے ایک دیوار بطور بیرونی دیوار
کے بنی ہی جسکے اندر چاہ چرخی دار ہی اُس سے آگے بڑہ کر مندر کا دروازہ عالیشان
منقش ہی جو ایک عالیشان بلند دیوار مین لگا ہی اس دیوار پر باہر کی طرف
بے انتہا تصویرین دیوتاؤن کی لکہی ہین دروازے کے اندر جائین تو جنوب
کی سمت کو زینہ اوپر جانیکا ہی اُس سے لوگ اوپر چڑہ جاتے ہین تو ایک صحن مسقف

آتا ہے اُس صحن کی غربی دیوار مین بیرونی دروازے کے اوپر تین دریچے مرغولی
کٹہرہ دار کہلے ہوئے ہین انکے آگے ایک بڑا نقارہ نقرئی جسکا طاس آہنی ہے
رکہا ہوا ہی یہ نقارہ صبح وشام آرتی کیوقت بجایا جاتا ہی اس صحن کے آگے شرقی
کی طرف بڑا دالان ستون دار مسقف ہی اس دالان کے عجیب وغریب کے نقش ونگار کی
تعریف احاطہ بیان سے افزون ہی دیوارون مین طلائی نقوش طرح طرح کے ہین جنمین
بلوری نگینے ستارون کی طرح چمکتے ہین چہت اسکی بہی طلائی منقش ہی اور فرش
سنگین ہی اُسپر عمدہ قیمتی فرش بچہائے گئے ہین اُس دالان مین داخل ہوکر انسان
اسکی خوبی وخوش اسلوبی پر ایسا محو ہوجاتا ہی کہ دیکہنے سے سیر نہین ہوتا دالان کی
شرقی دیوار کے آگے ایک اونچے سہ درہ شہ نشین دالان کے فرش سے کسی قدر اونچا
بنی ہوئی ہی جسکے تین در محرابی منقطع نہایت خوبصورت ہین شہ نشین کے ستونون اور
پیشانی پر آئینہ کی بیلین نہایت عمدہ بنی ہوئی ہین گویا روز روشن مین ستارون
کا عالم دکہایا ہی اس شہ نشین کی شرقی دیوار مین تین طاق نہایت مکلف ومنقش
طلائے خالص سے نگینے بنی ہوئی ہین تینون طاقون مین سنگین مورتین دیوتاؤن
کی نہایت اعزاز واکرام سے رکہی ہین بیچ کے طاقچے مین سنگین مورت سری کرشن جی مہاراج
کی رکہی ہی مہاراج کے زیب تن قیمتی زیور ومکلف لباس ہی بائین طرف مہاراج کے
رادہا مائی جی کی مورت اور داہنی سمت کو سری بلبدہر جی کی تصویر رکہی ہوئی ہی ان
مورتون کو بہت سے قیمتی طلائی زیور اور شاندار پوشاک پہنائی ہوئی ہے
دو طاقچون باقیماندہ مین اور تین مورتین دیوتاؤن کی دہری ہین غرض کل
چہہ مورتین اس مندر کے اندر رکہی ہین شہ نشین کا فرش پتہر کا اور مسقف
آئینہ دار اور دیواریں زرنگار ہین + بڑے دالان کے شمال کی سمت کو ایک اور
دالان ہی جسمین مہنت رہتا ہی اور تین دریچے بطرف شمال کہلے ہوئے ہین -

ابتدا اس مندر کی کسیکو معلوم نہین پرانا مکان ہی مگر حال کا مکان نیا بنا ہوا
ہی جو باہتمام بہائی نندگوپال و فقیر چند کتہری کے بنایا گیا ہے۔ عرصہ قریب
چہہ سو برس کے گذرا ہوگا کہ مقام کنکہل علاقہ ہردوار مین مسمی سوبہا رام کاردر
سکنہ لاہور کو ٹہاکر جی نے خواب مین درشن دیکے کہ ہم یہان فلان جگہ مدفون
ہین توہمکو نکال چنانچہ اُس نے اُس موقع سے زمین کہودی اور ٹہاکر جی کو نکالکر
لاہور مین لے آیا محلہ ستہان مین استہاپن کیا مدت مدید ٹہاکر جی وہان رہی آخر
وہ بہی مرگیا اور اُسکی اولاد بہی مرگئی تو مسمات دیا کنور جو سوبہا رام کے خاندان سے
تہی پوجا سیوا ٹہاکر جی کی کرتی رہی اتفاقاً اُس نے ایکروز مسّی یعنی چنے کی روٹی
پکائی ٹہاکر جی کو بہوگ بہی اُس نے اُسی روٹی کا دیا ٹہاکر جی خواب مین آئے
اور فرمایا کہ بسبب کہانے مسی روٹی کے ہمارے پیٹ مین درد ہی ہمکو عرق بادیان
پلاؤ چنانچہ اُس نے عرق بادیان کا بہوگ دیا اور ٹہاکر جی کو آرام ہوگیا یہ بات
لاہور مین بہت مشہور ہے کہ سردار موہر سنگہ جو لاہور کے تین حاکمون مین سے ایک حاکم
تہا ہر روز ٹہاکر جی کی سیوا کو آتا تہا اُس نے چاہا کہ ٹہاکر جی کو مین اپنے گہر لے چلون
مگر دیا کنور نہین مانتی تہی آخر وہ ٹہاکر جی کو زبردستی اپنے گہر لے گیا اُس نے یہہ
بے اعتدالی کی کہ ایک روز بہوگ مین شراب رکہہ دی ٹہاکر جی کی اُسپر کمال خفگی
ہوئی اُنہین دنون مین رنجیت سنگہ نے لاہور لے لیا اور سردار موہر سنگہ قید ہوگیا
سردار موہر سنگہ کی عورت لاہور سے ایک گاؤن مین چلی گئی ٹہاکر جی کو ہمراہ لیگئی
وہان سے ایک زمیندار جو ٹہاکر جی کا کمال معتقد ہوگیا تہا مورتی کو چورا کرلے گیا
اور اپنے گہر لیجا کر توڑی کی کوٹہی مین مورتی کو چہپا رکہا ٹہاکر جی اُس عورت
کے خواب مین آئے اور فرمایا کہ ہمکو فلان زمیندار نے فلان کوٹہی مین توڑی کے
اندر چہپا رکہا ہی وہان سے ہمکو نکال لاؤ۔ چنانچہ عورت وہان سے نکال لائی

پہر تو ٹہاکرجی کے سیوادار بہت لوگ ہو گئے کسیقدر مدت کے بعد عورت تیرتہہ پوشت کو چلی گئی اور ٹہاکرجی کو ایک سادہ بیراگی کو دے گئی جو موضع رنگیل پور کا رہنے والا تہا اُس نے رنگیل پور بیت مندر بنوایا اور ٹہاکرجی کو وہان رکہا لاہور مین ایک شخص پنڈت ہرجی رام ٹہاکرجی کا بہگت تہا اور جب ٹہاکرجی لاہور مین تہے تو وہ انکی سیوا بہت کرتا تہا اُس نے سنا کہ اب ٹہاکرجی کی مورتی رنگیل پور مین ہے اُس نے پنڈت ہری نارائن کو رنگیل پور بہیجا اور سادہ بیراگی سے ٹہاکرجی کی مورت مانگی سادہ نے انکار کیا مگر ہری نارائن وہان ہی ٹہیر رہا اور سیوا کرکے ٹہاکرجی کو لاہور کے آنے پر رضی کیا مگر سادہ نہین دیتا تہا آخر اتفاق یہ ہوا کہ جسجگہ ٹہاکرجی کا مندر تہا اس طرف دریای راوی چڑہ آیا اور مندر کی دیوار کو گرا لیا جب یہ حالت گزری تو سادہ نے مورتی ٹہاکرجی کی ہری نارائن کے حوالے کردی اور ہری نارائن نے پہلے رنگیل پور بہت روپیہ خرچ کرکے سادہوؤن کو کہانا کہلوایا پہر بڑی عزت کے ساتہہ ٹہاکرجی کو لاہور لے آیا یہہ مہاراج نے اپنی زمین ٹہاکردوارے کیواسطے دی اور لوگون نے امداد کی اور مندر تیار ہوگیا رفتہ رفتہ یہہ مکان شکست ہوگیا جو اب ہے بہائی نندگوپال و فقیر چند کہتری نے بہت سی کوشش کرکے اس عالیشان مکان کو تعمیر کیا جو ابتک موجود ہی ہر ایک ماہ کی اکادشی کے دن یہان بڑا میلہ ہوتا ہے اعتقادمند لوگ کثرت سے آکر جمع ہوتے ہین اور تمام رات بہگت لوگ بہجن گاتے ہین اور چڑہاوہ کثرت سے چڑہتا ہے اس مندر کے ضروری اخراجات کا صرف صرف چڑہاوے کی آمدنی پر ہے جاگیر روزینہ کوئی مقرر نہین ہے اور بابا گلاب داس اس مندر کا مہنت بیراگی ایک خداپرست شخص مہتمم و منتظم اس مندر کا ہے ✤

ویشنو دیوی کا مندر

محلہ تلواڑہ علاقہ بہاٹی دروازہ مین یہ مندر سر راہ جنوب کی سمت کو واقع ہے کرسی دار مکان پختہ عمارت ریختہ کی بنی ہوئی ہے چند زینے چڑہ کر جب اوپر جائین تو ایک مختصر صحن ہے اُسمین چاہ چرخی دار بنا ہوا ہے اُس چاہ کی غربی سمت کو مندر کا دروازہ ہے اس دروازے کے اندر جائین تو ایک کہہ دار صحن مسقف آتا ہے اس صحن کی شمالی سمت کو ایک دالان چوبی ستون کا بنا ہوا ہے بیٹھک گاہ مہنت کی ہے اور بازار کیطرف اسمین تین در نیچے منقطع خوشنما بنے ہوئے ہین وہ نو بغاون ہین دو کوٹہڑیان ہین صحن کے جنوب کی سمت کو بھی ایک دالان سہ درہ ہے جسکی غربی بغل مین ایک کوٹہڑی ہے بیرونی مسقف صحن کے غرب کی طرف دیوی جی کا مندر ہے یہ مکان بھی ایک حجرہ کی طرح پر بنا ہوا ہے اندر اسکے پختہ فرش زمین پر ہے دیوارون کو چونہ گچ کیا ہوا ہے سقف چوبی منقش ہے غربی دیوار مین ایک طاقچہ منقش و مکلف بنا ہے اُسمین دیوی جی کی سنگی مورت رکہی ہے لباس مکلف پہنایا ہوا ہے زیور بھی پہنایا ہے اس دیوی جی کی عام پوجا ہوتی ہے روز لوگ پرستش کو حاضر ہوتے ہین یہ مورت دیوی جی کی پہلے شہر امرتسر چوک ملا سنگہ مین ایک دیوی دوارے مین رکہی تہی وہان سے مسمی بہگو بہگت لاہور مین لایا اور اسجگہ رکہی مکان دیوی دوارہ بھی چندہ کرکے تعمیر کیا اس بات کو عرصہ چالیس برس کا گزر چکا ہے اب پجاری اس مندر کا بھی سنت رام متشرع ہے اور مکان کی آمدنی چڑہاوے سے خرچ مکان کا چلتا ہے اور اُسی پر گزارہ پجاری کا ہے ٭

مکان شوالہ ولباغ رائے

یہ ایک پختہ و عالیشان عمارت کا مندر محلہ تلواڑے مین موجود ہے بانی اسکا دیوان ولباغ رائے راجہ دہیان سنگہ وزیر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے گہر کا دیوان تہا آدمی

صاحب دولت و مخیر تہا وہ اپنی حین حیات مین یہ شوالہ تعمیر کرکے اپنا یادگار دنیائے فانی مین چہوڑ گیا اس شوالہ کے دروازے کے باہر ایک چاہ نہایت وسیع ہے اُسکی بنیاد کا زمانہ کسیکو معلوم نہین قدیم و پُرانا چاہ ہی اب وہ چاہ اس شوالہ کے متعلق سمجہا جاتا ہی وہ زمین جسپر اس شوالہ کی عمارت ہی چاہ کی متعلقہ زمین تہی اور محلے کے رہنے والے اُس زمین پر آپس مین ہمیشہ لڑتے جہگڑتے رہتے تہے آخر دلباغ رائے نے فیصلہ کیا کہ اپنا روپیہ صرف کرکے اُسپر شوالہ بنادیا اس شوالہ مین شو پوجا ہر روز دو وقت ہوتی ہی چڑہاوہ بہی چڑہتا ہی جو شوالہ کے خرچ اور پُجاری کے گزارہ کے لئے کفایت کرتا ہی اس شوالہ کی کرسی اونچی ہی جب زینہ چڑہ کر جاوین تو آگے دروازہ آتا ہی دروازے کے اندر صحن مسقف ہے صحن جنوب کی سمت کو عالیشان گنبددار مندر بنا ہی جسکی سنگین پختہ عمارت ہی مندر کے اندر پختہ چبوترہ اُسپر شوجی نصب ہین جلہری اوپر پتہر کی ہی اور گاگر تانبے کی اُوپر رکہی رہتی ہے سمی دیو یدتا برہمن اس شوالہ کی پوجا پر مامور ہی اُسکے سبب سے شوالہ نہایت رونق پر ہے مندر کی سقف قالبوتی اور اوپر مدور گنبد نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی پُجاری کے قیام کیواسطے ایک نشستگاہ دریچہ دار بنی ہوئی ہے جسکے تین دریچے بسمت غرب برسر راہ کُہلے ہوئے ہین دلباغ رائے مندر کے بانی کی اولاد مین سے لاہور مین کوئی شخص موجود نہین ہے مگر ایک شخص مسمی نانک چند اکال گڈہ مین رہتا ہی مگر اس مندر کی خبرگیری وہ کچہہ نہین کرتا +

مکان شوالہ ٹہی والہ

یہ مندر محلہ ٹہی مین راجہ سوچیت سنگہ کی حویلی کے مشرق کی سمت کو جسمین اب محکمہ تحصیل لاہور ہی واقع ہی اسکی قدامت کی کوئی حد و اندازہ نہین ہے مشہور یہ ہی کہ یہ شوالہ شہر لاہور کی آبادی کے وقت تعمیر ہوا تہا جسکو کئی ہزار برس

گزر چکے ہین بہر حال تین ہزار برس سے کم مدت نہین گزری اسکی قدامت
ملاحظہ مکان سے پائی جاتی ہے کہ مندر کا مکان حال کی سطح زمین سے
ڈیڑہ منزل نیچے ایک تہ خانہ مین ہے اور زینہ اوترکر اسمین جاتے ہین
جب یہ بنایا گیا ہوگا تو زمین سے اونچا کسی قدر کرسی دیکر تعمیر اسکی عمل مین آئی ہوگی
اب بسبب اسکے کہ ہزارہا برس گزر چکے ہین باہر زمین اونچی ہوگئی ہے اور مندر ڈیڑہ منزل
نیچا رہ گیا ہے سکہون کی عملداری مین اسکا بالائی گنبد زمین کے برابر تہا راجہ دینا ناتہہ
نے بکمال ارادت مندی وہ گنبد اتروا کر اور عالیشان گنبد اونچا کرکے بنوایا اب جسوقت
انسان مندر کے نیچے اوترتا ہے تو سقف گنبد کی بہت اونچی نظر آتی ہے مندر کے اندر
تاریکی رہتی ہے اگرچہ روشن دان بہی باہر کی زمین سے ڈیڑہ گز اونچے بنے ہوئے ہین مگر
تسپر بہی تاریکی رہتی ہے اور تمام روز چراغ جلتا رہتا ہے بیرونی دروازہ اس مکان کا
بسمت جنوب کوچہ کے اندر ہے جب اسکے اندر جائین تو ایک ڈیوڑہی آتی ہے اور دوسرا
دروازہ مشرق کی سمت کو کہلا ہوا رہتا ہے اُس سے گزرین تو بڑا وسیع صحن آتا ہے
اس صحن کے تین طرف پختہ محرابی دالان چونہ گچ نہایت مقطع بنے ہوئے ہین صحن
کے بیچ مین بہی پختہ فرش ہے صحن کے وسط مین دو سمادہین پختہ چونہ گچ گنبددار
پچہلے مہنتون کی موجود ہین اور ایک درخت بڑہ کا اور ایک پیپل کا بہت بڑے
تمام صحن کے اوپر سایہ فگن ہین جنوب کی سمت صحن کے بہی ایک دالان مکلف
بنا ہے اس دالان کے اندر مندر کا دروازہ سنگی چوکہٹ کا ہے اس دروازے
سے گزرین تو سیڑہیان سنگ پتہر کی شروع ہوتی ہین تخمیناً بیس سیڑہیان اوترکر
انسان تہ خانہ کے صحن مین پہنچتا ہے جاتے ہی پہلے تو کچھہ نظر نہین آتا ایک
گہڑی کے بعد مکان کی صورت نظر آنے لگ جاتی ہے مندر کی زمین پر بہی سنگ پتہر کا
فرش ہے دیوارون پر بہی پتہر لگا ہوا ہے اور اوپر سقف قالبوتی اور اسکے اوپر

عالیشان گنبد کلس دار ہی مندر کے وسط بین ایک عالیشان سنگی چبوترہ ہے اُسپر شوجی رکہی ہین اُسپر جلہری پتہر کی نہایت خوبصورت رکہی ہی اُسپر مٹی کی گاگر پر آب رکہی رہتی ہی ایک گہنٹہ بہت بڑا چہت کے ساتھہ لٹکتا ہی ہر ایک ارادتمند لوگ اس مندر کی پوجا کیواسطے حاضر ہوتے ہین اور بسبب قدامت اس مندر کی لوگ اسکو نہایت متبرک تصور کرتے ہین اور دور دور سے پوجا کیواسطے حاضر ہوتے ہین چڑہاوہ بہی بہت چڑہتا ہی جسپر مہنت اور پجاریون کا گزارہ ہی بہی تہ خانہ بین ایک قدیم چاہ بطور غرقی بنا ہوا ہی اور شوجی پر جسقدر پانی گاگر سے شب و روز ٹپکتا رہتا ہی وہ اُسی غرقی بین غرق ہوتا ہی راجہ دینا ناتہہ نے اگرچہ اور تمام مکانات اس مندر کی از سر نو بنوائے گنبد بہی جدید تعمیر کیا مگر غرقی وُہی بدستور رہی اب مہنت اس شوالہ کا مسمی بسنت کر سنیاسی چیلہ منگل گر کا ہی جسکو شوالہ بین اختیار جزو کل حاصل ہی اُسکے بغیر اور بہی چند آدمی سادہ بسنت گر کے چیلے ہین جو شوالہ کی خدمت کرتے ہین خرچ روزمرہ اُنکا بہی بسنت گر کے ذمہ ہے +

ٹہاکردوارہ چومور والا

یہ مشہور و معروف مندر دائی بہولی کے کوچہ بین واقع ہی مکان اڑہائی منزلہ نہایت مکلف و پختہ چونہ گچ و منقش بنا ہوا ہی عرصہ پچاس برس کا گزرتا ہی کہ اس مندر کی بنیاد مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت رکہی گئی اور کنہیا لمبو کی والدہ نے اپنے روپے سے اسکو تعمیر کیا اور مہنت بلرام داس کو جو ایک مشہور خدا پرست سادہ تہا یہ مکان دیدیا چونکہ وہ مہنت ایک ہر دل عزیز نیک اخلاق شخص تہا عام و خاص کا رجوع اُسکی طرف ہوا مہاراجہ رنجیت سنگہ بہی اکثر اوقات اسکے دیکہنے کو آیا کرتا تہا اس سببسے کمال مشہوری اس مندر کی ہوگئی ایک بار مہنت ہر کشند اس نے

ایک چور اور مور کی کتہا مہاراجہ رنجیت سنگہ کو سنائی مہاراجہ اُسکو سنکر بہت خوش
ہوا اور چور مور والا ساده اُسکو خطاب دیدیا پہر سب لوگ اُسکو چور مور والا ساده کہنے
لگے چند سال مین بباعث کمال شہرت کے یہ ٹہاکر دوارہ بہی چور مور والا مشہور
ہوگیا اب بہی چور مور والا مندر مشہور ہے آخری عمر تک مہنت موصوف اس مین
قیام پذیر رہا اُسکے پیچہے جے راداس مہنت ہوا اب بہگو انداس مہنت ہے
یہ ٹہاکر دوارہ بطور حویلی کے بنا ہوا ہی جسکی اونچائی مہرلین ہین یعنی دو منزلین تو
سالم اور نصف بالائی چارون طرف دالان اور کوٹہریان پختہ چونہ گچ عمارت
کی نہایت مکلف بنی ہوئی ہین خاص مندر بہی ایک حجرے کے طور پر ہے
جسکے اوپر طلائی کام ہوا ہوا ہی اس حجرے کے اندر چند مورتین سنگین دیوتاؤن
اور اوتارون کی نہایت تعظیم کے ساتہہ طاقچون مین رکہی ہین بڑی مورت
تو سری رامچندر جی مہاراج اوتار کی ہی جسکا مکلف لباس ہی اور طلائی زیور
پہنایا ہوا ہی دوسری مورت لچہمن جی مہاراج کی رامچندر اوتار کے بائین طرف
تیسری مورت سیتاجی کی بجانب راست رامچندر جی کی چوتہی مورت رگہناتہہ جی
کی علے ہذا القیاس اور مورتین بہی رکہی ہین مندر کی دیوارون پر بہی آئینہ دار
کام کیا ہوا ہی ہر روز ارادت مند لوگ اس مندر مین حاضر ہوکر پوجا کرتے
ہین ہر روز شام کو کتہا بہی ہوتی ہی زن و مرد سننے کو آتے ہین چونکہ
مہنت اس مندر کا صاحب علم ہی وہ خود کتہا کرتا ہی کبہی کبہی اور برہمن بہی
کتہا کرتے ہین - گزارہ مہنت و پجاریون کا صرف چڑہاوے کی آمدنی پر ہی اور
اُسی سے اخراجات ضروری مندر کے چلتے ہین +

مکان بہدرکالی

یہ عبادتگاہ شہر لاہور محلہ پہلہ للہپت راے مین ہی اگرچہ مختصر سا مکان ہے

عمارت بہی کہنہ ہی مگر پوجا اسکی کثرت سے ہوتی ہی گرمیوں مین جیب بہدر کالی کا میلہ موضع نبا زیبگ مین ہوتا ہی اُسروز اس جگہ بہی زن و مرد کا اجتماع بحد نہایت ہوتا ہی جو لوگ وہان نہین جاتے وہ یہان آکر پوجا کرتے ہین مکان کا دروازہ سر کوچہ شمال کی طرف ہی اُس سے جیب داخل ہون تو ایک کہلا ہوا صحن آتا ہی پہر ایک مکان مسقف بطور کوٹہے کے ہی اُسکے اندر ایک پنڈہی بنی ہوئی ہی اُسکی پرستش ہوتی ہے

ٹہاکردوارہ جوالا دئی

محلہ وچہووالی مین سر بازار بجانب غرب یہ ٹہاکردوارہ واقع ہی عمارت اس مکان کی عالیشان پختہ چونہ گچ بنی ہوئی ہی اسکی بانیہ ایک عورت مسمات جوالا دئی رام کشن کی زوجہ تہی جس نے بارادت دلی و خلوص باطن یہ مندر بنا کر وقف کیا تہا مکان کی کرسی بہت بلند بقدر ایک منزل کے ہی زینہ چڑہ کر اوپر جاتے ہین زینہ چڑہ کر ایک عالیشان دروازہ مقطع و منقش بنا ہوا ہی اُسکے آگے بڑہین تو ایک چاہ پختہ چرخی دار آتا ہی جو اوپر سے مسقف ہی اور چاہ کے پاس سے جو رستہ شمال کو جاتا ہی اُس سے گزرین تو ایک صحن کہلا ہوا آتا ہی صحن کے چارون طرف عمارت ہی یعنی شرق کی طرف تو وہ دیوار ہی جو بازار کے رستہ کے ساتہہ ملحق ہی غرب کی طرف کوٹہریان رسوئی خانہ وغیرہ کی بنی ہوئی ہین شمال کی سمت کو ایک بڑا دالان مکلف عمارت کا تیار ہوا ہی اس دالان کے محرابی دہن ہین اور سقف چوبی منقش ۔ زمین پر بہی پختہ فرش ہی دیوارین چونہ گچ منقش ہین اس دالان کے اوپر دوسری منزل پر ایک عمدہ نشستگاہ دریچہ دار بنی ہوئی ہی اسکی شکل و صورت و رنگت بہی ایسی ہی جیسے دالان زیرین کی اس جگہ بہت رہتا ہی صحن کے جنوب کی سمت عالیشان مندر ٹہاکردوارہ نہایت قبول صورت و

پختہ بنا ہی مندر کا دروازہ شمال کی سمت کو ہی اور دروازے کے آگے برآمدہ نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی دروازے کے اندر جائین تو خاص مندر کا مکان آتا ہی اسکی چھت قالبوتی ہی اور اوپر چھت کے طولانی گنبد نہایت مقطع و بلند بنا ہوا ہی سنہری کلس اوپر لگا ہوا ہی مندر کے اندر کا فرش سنگین اور دیوارین منقش ہین دروازے کی محاذی دیوار مین ایک مکلف طاقچہ سنگین بنا ہوا ہی جسمین دو مورتین ایک کرشن جی مہاراج کی دوسری رادہا جی کی پتھر کی نہایت خوبصورت بنی ہوئی رکہی ہوئی ہین دونو مورتون کو قیمتی لباس اور فاخرہ زیور پہنایا ہوا ہی دونو وقت بیشمار لوگ اس جگہ آکر پوجا کرتے ہین آمدنی چڑہاوے کی بہی اتنی ہوتی ہی جسمین پجاریون کا گزارہ بخوبی ہو جاتا ہی جوالادئی بانیہ مکان کا داماد مسمی ہرنراین بہی پانچ سات روپیے ماہوار اس مندر کے اخراجات کیواسطے دیتا ہی عرصہ نو سال کا ہوا ہی کہ یہ مندر مسمات مذکورہ نے تعمیر کرایا بعد اختتام عمارت وہ مر گئی اب اسکا داماد ہرنراین سرپرست اس مندر کا موجود ہی پہلے پہل مسمی سالگ رام بیراگی مہنت اس ٹہاکردوارے کا مقرر ہوا تہا اب وہ بہی مرگیا ہے اور اُسکا چیلہ آیارام مہنت ہے +

مکان رام دوارہ

یہ متبرک مکان بہی محلہ چہوالی مین واقع ہی - اگرچہ سر بازار ہی مگر رستہ آمد و رفت کوچے کے اندر سے ہی کرسی اسکی بلند ہی بیرونی زینہ چڑہ کر دروازے مین داخل ہوتے ہین ڈیوڑہی سے گزر کر اندر جائین تو ایک مربع مکان نہایت خوبصورت پختہ عمارت کا بنا ہوا دکہائی دیتا ہی چارون طرف چار چوبی دالان ہین تین گوشون مین تین کوٹہریان ہین اور چوتہے گوشے شمال مغرب مین چاہ چرخی دار ہی غربی دالان مین بازار کی طرف دریچے رکہے ہین - عرصہ چہہ برس کا ہوا ہی کہ یہ مکان

تعمیر ہوا اور ہرجی رام مہنت اس مقام پر مقرر ہوا اُسکی طرف سے پنڈت کاشی رام
یہان مقرر ہی جو دونو وقت کتہا کرتا ہی اور ہنود زن و مرد سننے کیواسطی بیشمار حاضر
ہوتی ہین بہاگوت رامائن وغیرہ متبرک کتابون کی کتہا روزمرہ ہوتی ہی اور خداوند
لاشریک کی پرستش اس توجہ وغور سے ہوتی ہی کہ جو شخص کتہا کیوقت حاضر آتا
ہی مہنت کی طرف سے ایک مالا تلسی کی اُسیوقت اُسکے ہاتہ مین دیدی جاتی ہے
اور کہدیا جاتا ہی کہ رام کا بہجن کرو چنانچہ جب تک وہ حاضر رہتا ہی مالا جپتا رہتا ہے
جاتی دفعہ مالا رکہہ جاتا ہی حلقہ کے بیچ مین مالاؤن کا ڈہیر لگا رہتا ہی اور ایک آدمی
صرف مالاؤن کے اہتمام پر مقرر ہی وہی مالا تقسیم کرتا ہی وہی مالا برخاست کیوقت
واپس لیتا ہی اگر کسی مالا کا تاگا ٹوٹ جاتا ہی تو وہ دوسرا تاگا اُسمین ڈال دیتا ہی
غرض شب و روز اس مکان مین رام کا بہجن ہوتا ہی لنگر بہی دو وقت بانٹا جاتا
ہے سادہ سنت غریب غربا جو حاضر ہوتا ہی اُسکو کہانا ملتا ہی ایک گوشہ مکان
مین سری کرشن جی مہاراج کی سنگی تصویر رکہی ہی اور صحن مکان کے ایک طرف
ایک چوبی تخت بچہا ہی اُسپر بیٹہکر پنڈت کاشی رام کتہا کہتے ہین - یہ پنڈت
کاشی رام نہایت خلیق و حلیم و صاحب علم آدمی ہی جسکے سبب سے مکان کی رونق
دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہی چڑہاوہ جسقدر حاصل ہوتا ہی وہ پنڈت کاشی رام
کے ضروری اخراجات اور روزمرہ لنگر کے خرچ مین آتا ہے مسافر جو آتا ہے
اُسکو بہی کہانا دیتا ہے +

بہیروجی کا استہان

یہ متبرک پرستشگاہ محلہ چہوالی مین سر راہ ایک کوچے کی جانب شرق بنا ہوا ہے
تین چبوترے ایک دوسرے پر بنے ہوئے ہین پہلا چبوترہ خشتی چونہ گچ ہی اُسپر بقدر
ایک بالشت کے گہٹا کر سنگ سرخ کا چبوترہ بنا ہی اُسپر سنگ مرمر کا چبوترہ اور

عمارت مندر کی بھی سنگ مرمر کی بنی ہی جسمین دو طاق ہین ایک طاق مین نوشب و روز چراغ جلتا رہتا ہی دوسرے طاق مین جو پہلے طاق مین جو پہلے کے اوپر ہے ایک میخ گڑی ہوئی ہی جسپر پہولون کے ہار لٹکتے رہتے ہین انگی اوپر خورد گنبد جسکو آدہا گنبد کہنا چاہئے بنا ہی اور چہوٹا سا طلائی کلس ہے نیچے کے چبوترہ پر بجانب جنوب ایک چہوٹی سی کوٹہڑی ہی جسکا دروازہ چوبی شمالی سمت کو ہے اسمین چراغ گلی وغیرہ سامان متعلق مندر کہا رہتا ہی اس مندر کے محاذ مین بفاصلہ کوچہ ایک نشستگاہ دو منزلہ پجاریون کی سکونت کے لئے بنی ہے یہ مکان دریچہ دار محاذی مندر کے ہی صرف کوچے کا فاصلہ درمیان ہی یہ مکان عالیشان پختہ دریچہ دار بنا ہوا ہی اور پجاری اُسی مین سکونت رکہتے ہین مہنت دریچہ مین بیٹہا رہتا ہی اور جو نقد و جنس مندر پر چڑہاوہ چڑہتا ہی فوراً اُٹہوا لیتا ہے کیونکہ مندر کا چبوترہ سر راہ ہی فی زمانہ مہنت و سرپرست اس مکان کا بیرسدہ ناتہہ چیلہ باوا لیہر ناتہہ جوگی کا ہی اُسی کے اختیار مین چڑہاوہ کی آمدنی کی تقسیم و خرچ ہی سوائے اُسکے چار آدمی اُسکے چیلے بہی مکان کے خدمتگار ہین اور گزارہ آمدنی سے پاتے ہین +

مندر باوا مہرداس

محلہ وچہووالی مین یہ ایک بڑے احاطہ کا مکان ہی جسمین چار مندر عالیشان بنے ہوئے ہین اس مکان کو اگر مندرون کا مجموعہ کہا جائے تو بجا ہے بیچ مین مکان ٹہاکر دوارہ باوا مہرداس ہی اور یہ سب سے پہلا اور قدیم مکان ہے اُسکی قدامت دو سو برس سے کم نہیں ہی اسمین بہت سی مورتین سنگین دیوتاؤن کی رکہی ہین سب سے قدیم مورت جو باوا مہرداس کیوقت کی ہی وہ بہی نیچے کے طاق مین بآداب و توقیر تمام رکہی ہی اور طاقون مین اور بہت مورتین کرشن بہگوان

ورادہا مائی ودیگر دیوتاؤن کی ہین فی زمانہ حال یعنی سمت ۱۹۳۶ مین واسدیونام
ایک بزازنے اس مندر کی تجدید کی ہے سفیدی وغیرہ سے خوب آراستہ کیا ہے
دو مورتین سنگین کرشن مہاراج ورادہا جی کی اپنی طرف سے بہی اُسمین رکہوادی
ہین اور ایک اینٹ سنگ مرمر کی اپنی تعمیر کے نام نہاد سے کہدوا کر مندر کی پیشانی
پر لگوادی ہے تاکہ لوگون پر ظاہر ہوجائے کہ یہ مندر واسدیو نے سمت ۱۹۳۶ مین بنوایا
ہی یہ مکان گنبددار نہین ہی صرف ایک پختہ کوٹہہ بنا ہوا ہی جسمین طاق بنے ہوئے
ہین اور مورتین رکہی ہوئی ہین ہر ایک مورت کو مکلف لباس پہنایا ہوا ہی ہنود
بسبب قدامت اس مکان کے اسکا ادب بہت کرتے ہین اور جبین سائی کے
لئے دو وقتہ حاضر ہوتے ہین ۔ دوسرا مندر ایک عالیجاہ عمارت کا شوالہ مہرداس کے
مندر کی بجانب چپ میدان مین بنا ہوا ہی پہلے عالیشان چبوترہ پختہ ہے
اُسپر مندر ہی جسکا دروازہ بجانب شرق ہی اُسکے اندر جائین تو مندر کیواسطے
ایک خورد چبوترہ سنگین بنا ہی اُسپر شب جی کا استہاپن ہی اُسپر جلہری اور جلہری
پر گاگر پرآب رکہی رہتی ہی مندر کی دیوارین پختہ چونہ گچ منقش ہین اور سقف
قالبوتی جسکا گنبد طولانی شکل کا نہایت خوشنما ہی اور کلس طلائی چمکتا ہوا ہے
یہ شوالہ سکہرام داس کہتری کپور نے سمت ۱۹۰۳ مین اپنے بیٹے میلارام متوفی کی یادگار
مین بنوایا تہا اب خبرگیری اخراجات اس شوالہ کے جیکشن داس سکہرام داس کا
پوتا کرتا ہے ۔ تیسرا مکان ایک شوالہ نہایت عمدہ پختہ بنا ہوا باوا مہرداس کے مندر
سے بجانب راست ہی یہ مندر بہی عین میدان مین ایک پختہ چبوترہ پر بنا ہی
گنبد اسکا بہی طولانی کلس دار ہی بانیہ اسکی ایک ہندوستانی عورت بھگتن نام
مسمات بہگتن تہی جو سکہون کی عملداری مین ہی پان فروشی کی دوکان کرتی تہی
اس مندر کی عمارت بہی سمت ۱۹۰۳ مین بنائی گئی ہے گویا دونو شوالے ایک ہی

سال میں اس احاطہ کے اندر بنے تھے ✤ چوتھا مندر چوراسی گھنٹے والی دیوی
کا ہے یہ مندر باوا مہرداس کے مندر کے محاذی بجانب شرق ہے چبوترہ اسکا اور
باوا مہرداس کے مندر کا ایک ہی تصور کرنا چاہیئے یہ مکان بھی پختہ چونہ گچ بنا ہے
دروازے کے آگے ایک برانڈا مسقف ہے اسکی دیواروں میں لکڑیاں
رکھکر چوراسی ۸۴ عدد گھنٹے آویزاں کیئے گئے ہیں مندر کا دروازہ شمال کی طرف
ہے جب اندر جائیں تو ایک مورت سنگین دیوی جی کی طاق میں رکھی ہوئی ہے
دیواریں مندر کی چونہ گچ سقف ٹالبوتی ہے اور اوپر چھت کے مدور گنبد ہے
اس دیوی کا اظہار سمت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۵ء کے ہوا اتفاق ایسا ہوا کہ
اس احاطہ میں سے مہنت نے اینٹیں کھدوانی شروع کیں اینٹیں کھودتے
کھودتے یہ دیوی جی زمین سے نکل آئیں معلوم ہوا کہ دیوی جی نے خود ظہور
کیا ہے تھوڑے عرصہ میں یہ خبر تمام شہر میں پھیل گئی اور اعتقادمند ہندوں
کا ہجوم اسقدر ہوا کہ چندروز میلا لگا رہا صدہا روپے چڑھت چڑھ گئے آخر یہ تجویز
ٹھہری کہ اس دیوی کا مندر بھی اسی صحن میں بن جائے اور سمی چینو مہرونترا
کھتری نے اپنی گرہ سے روپیہ خرچ کرکے یہ مندر بنوایا اور سنگ مرمر کی اینٹ
اپنے نام سے کھدوا کر مندر کے دروازے پر لگوادی اس اینٹ میں چینو کا نام
اور ماہ فروری ۱۸۷۵ء لکھا ہوا ہے اس احاطہ کے گوشہ شرقی شمالی میں چاہ
چرخی دار ہے اور چاہ کے چبوترے کے گوشہ غربی شمال پر ایک چھوٹی گنبددار شوالہ
بنا ہوا ہے جسپر ٹین لوہا منڈھا ہوا ہے اور بیچ میں شولنگ نصب ہے مگر جلہری وگاگر
نہیں ہے اس مکان کا مہنت باوا چاندی ناتھ جوگی ہے جو دونوں شوالوں کی
پوجا کرتا ہے اور آمد لیتا ہے اور ٹھاکردوارے کی پوجا سمی موتی بیراگی کی متعلق
ہے اور دیوی چوراسی گھنٹے والی کے مندر کا پجاری علیحدہ مقرر نہیں ہے

وہی دونوں ملا کر خدمت کرتے ہین +

شوالہ پنڈت رادہاکشن

یہ شوالہ گھٹی بازار کے غربی بازار کے سرراہ بجانب جنوب واقعہ ہے جو بازار محلہ سید مٹھہ کو جاتا ہے۔ مکان اگرچہ چھوٹا سا ہے مگر عمارت پختہ و عالیشان بنی ہوئی ہے شمال کی طرف اسکا دروازہ ہے جب دروازے کے اندر جائین تو ایک چھوٹا سا طولانی صحن ہے جسکے جنوبی حصے مین یہ عالیشان مندر بنا ہے مندر کے اندر ایک اور چھوٹا چبوترہ سنگین ہے اُسپر شوجی کا جلوس ہے جلہری برنجی اور اُسپر مٹی گاگر رکھی ہے دیوارین مندر کی پختہ ریختہ کار اور سقف تالبوتی ہے سقف کے اوپر طولانی گنبد ہے اس گنبد کی بالائی منزل مطلا کی ہوئی ہے اور بجائے کلس کے ہنومان جی کی مورت مُلمع کی ہوئی ہے وہ بھی سرتاپا سونے سے ملمع ہے یہ شوالہ سمبت ۱۸۷۴ بکرمی مین پنڈت رادہاکشن لم ڈہڑیا یعنی ریش دراز نے بنوایا تہا اور اپنی یادگار زمانہ ناپائیدار مین چھوڑ گیا +

مندر کالی دیوی

یہ متبرک مندر گھٹی بازار کے متعلقہ ایک کوچہ مین واقع ہے بلکہ اس کوچہ کو بھی کالی ماتا کی گلی کہتے ہین کوچہ کے سرراہ بجانب غرب یہ مکان پختہ ریختہ کار بطور نشستگاہ کے دریچہ دار بنا ہوا ہے دو طرف زینہ دار دروازہ ہے ایک دروازہ نشستگاہ سے جانب شمال ہے اور دوسرا بجانب جنوب دونو طرف سیڑہیان اوپر کی منزل کے جانے کیواسطے بنی ہوئی ہین اور سیڑہیون کے آگے مسقف ڈیوڑہیان ہین جنوبی دروازہ اکثر بند رہتا ہے اور شمالی دروازے سے آمدورفت ہوتی ہے جنوبی سیڑہیان چڑہ کر جب اوپر جائین تو مربع صورت کی ڈیوڑہی آتی ہے اُسکے آگے شمال کی سمت اور دروازہ آتا ہے گویا وہ دروازہ اُس نشستگاہ

ہی جسکے مغربی حصہ مین مندر دیوی جی کا ہی نشستگاہ کے تین دریچے کوچہ کی طرف ہیں اور صحن مسقف ہی غربی حصہ علیحدہ کیا ہوا ہی اُسمین ایک پختہ سنگین چبوترہ چبوترہ چھوٹا سا مندر ہی جسکے اندر کالی ماتا کی سنگی تصویر سیاہ رنگ کی رکھی ہی اُسکے اوپر چھوٹا سا مطلا گنبد بنا ہوا ہی دو چتر جہالردار ملمع طلائی اس مندر مین ہین ایک چھوٹا چتر جو دیوی ماتا کے سر پر نصب ہی دوسرا بڑا چتر جو گنبد کے اوپر سایہ گستر ہے ان دونو چترون سے مندر کی زینت دوبالا معلوم ہوتی ہے طلائی گنبد نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی جسپر چتر طلائی ایسی زینت دیتا ہی کہ دیکھنے والا دیکھتے ہی باغ باغ ہو جاتا ہی گنبد کے اوپر نشستگاہ کی چھت ہی - اس مندر کی پرستش ہر روز ہوتی ہی اور صدہا ہنود جبین سائی کے لئے حاضر ہوتے ہین خصوصاً نوراتون مین نو دن ہر روز میلا یہان جمع رہتا ہی اور چڑہاوہ بہت چڑہتا ہی ہر روزہ آمدنی بہی اسقدر ہوتی ہے جس سے گزارہ پُجاریون کا بخوبی ہو جاتا ہی چونکہ یہ مندر لاہور کے مشہور مندرون مین سے ہی غیر ملک کے ہنود بہی یہان آکر مستفیض ہوتے ہین اور اعتقاد کا یہ حال ہے کہ جو ہندو کوچہ سے گزرتا ہے وہ بہی دروازہ مکان پر جبین سائی کر کر آگے جاتا ہی فی زمانہ حال مہنت اس مندر کا پنڈت بشنداس ایک عالی و باغ شخص ہے اکثر اوقات علیحدہ بیٹہا رہتا ہے لوگون سے کلام بہی کم کرتا ہے ؞

ٹھاکر دوارہ پنڈت رادہا کشن خلف پنڈت مدسودن مرحوم

یہ عجیب و غریب عالیشان ٹہاکر دوارہ پنڈت ممدوح کی خاص حویلی مسکونہ مین بمحلہ سید مٹھہ واقع ہی یہ حویلی دو کوچون کے درمیان ہی ایک رستہ گمٹی بازار کی طرف سے ہی دوسرا محلہ سید مٹھہ کی طرف ہی مگر بڑا دروازہ وہی گنا جاتا ہے جو گمٹی بازار کی طرف سے ہی اس دروازے سے جب حویلی کے اندر داخل ہون

تو ایک صحن فراخ آتا ہے جسکی چارون طرف عالی شان عمارت بنی ہے شمالی حصہ
مین یہ عالی شان ٹھاکردوارہ بنا ہوا ہے چند زینے چڑھ کر جب اوپر جائین تو
اُس ٹھاکردوارہ مین داخل ہوتے ہین خاص مندر کے آگے صحن مسقف ہے
جسکی چار دیواری پختہ و منقش بنی ہے سقف بھی چوبی منقش ہے اس صحن
کے غربی حصہ مین مندر بنا ہوا ہے جسکا عالیشان سنگین دروازہ ہے اور مطلا
دیوارین منقش ہین سقف قالبوتی اور اسپر طولانی بہت بلند گنبد بنا ہے اسپر
طلائی کلس ایسا خوبصورت لگایا گیا ہے جس سے مندر کی زیب و زینت دوبالا ہے
اس مندر کے اندر دو مورتین سنگین رکھی ہین ایک سری کرشن جی مہاراج کی دوسری
رادہاماتی کی ان دونون مورتون کو باعزاز و اکرام تمام مندر کی اندر استہاپن کیا
گیا ہے اور لباس فاخرہ و زیور شاہانہ پہنایا گیا ہے یہہ ٹھاکردوارہ سنہ ۱۸۹۰ء مین تعمیر ہوا
اُسی روز سے اب تک برابر پوجا اسکی ہوتی ہے روزمرہ دو وقت لوگ ٹھاکرجی کی
پوجا کے لئے حاضر ہوتے ہین پنڈت رادہاکشن بانی مندر کی وفات کے بعد اب پنڈت
رکہی کیش سرپرست اس مندر کا ہے اور انہین کے ذمہ پر اسکا خرچ ہے پنڈت
مسودن کا خاندان مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت سے معزز چلا آتا ہے اسکی بعد
پنڈت رادہاکشن اپنے وقت مین لاثانی پنڈت تہا اور چیف پنڈت اوسکا خطاب
تہا اب وہ بہی فوت ہوگیا ہے اور پنڈت رکہی کیش اُسکی جانشین ہین سرکاری
عہدہ آنریری مجسٹریٹ لاہور پر ممتاز ہے۔

چوبارہ چہجو بہگت اندرون لاہور

یہہ مکان علاقہ گنڈ ڈہل محلہ مرکوچہ بجانب شمال واقع دروازہ مکان کا جنوب کی
سمت کو اور اسکی اندر ڈیوڈہی ہے ڈیوڈہی مین سے زینہ اوپر جانے کے لئے
بنا ہوا ہے ڈیوڈہی کی دوسری دروازہ سے اندر جائین تو صحن مسقف آتا ہے

جسکی سقف مین نگہہ روشن دان کہا ہے نگہہ کی نیچے چاہ چرخی دار ہے چاہ
کی شمالی سمت کو دو پختہ چوبچی بنے ہین ایک تو چہوٹا ہے جو زمین کے اندر سے
اسمین صاف پانی بہرا رہتا ہے اسمین لوگ آکر منہہ دہوتے ہین اور نہایت اعتقاد
سے اس پانی کو پی بہی لیتے ہین دوسرا چوبچہ بطور تنور کی زمین کی اوپر دیڑہ ہاتہہ
اس شکل کا ہے جس شکل پر نیل گردن کا پختہ ختم ہوتا ہے اسمین بہی پانی بہرا رہتا
ہے اور بکمال اعتقاد لوگ اسکو پیتے اور آنکہون پر لگاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہہ
چوبچہ چیچو بہگت کے وقت کا ہے اور چیچو بہگت نے اسمین سے گنگا جاری کی تہی اسکی
تشریح اسطرح پر ہے کہ ایک بڑہیا انکی خدمت کرتی تہی جب میساکہی کا میلہ نزدیک آیا
تو اسنے اجازت گنگا جانے کی چاہی بہگت جی نے کہا کہ وہان جاکر تو گنگا کا اشنان
کریگی ہم تجکو اسی جگہہ گنگا اشنان کرا دیتے ہین چنانچہ اس چوبچے سے کہ خشک
پڑا تہا پانی نے جوش مارا اور اس عورت نے بخوبی اشنان کرلیا وہ متبرک
چوبچہ ابتک رکہا ہے - اس سقف دہن کے شمال و مغرب کی طرف دو دالان
ہین جنکے تین تین محرابی در اور ستون چوبی پرانی زمانیکی قطع پر ہین شمالی دالان
تو چہوٹا ہے جسکے اندر پجاری و خدمتگار مکان کے رہتے ہین غربی دالان بہت
بڑا ہے اس دالان کی اندر جنوب کی طرف ایک بڑا پختہ چبوترہ بنا ہوا ہے اور
چبوترہ کے گوشۂ جنوب شرق مین ایک اور خورد چبوترہ بنا ہوا ہے اُپر شِب جی کا
استہاپن ہے لکڑی کی تپائی رکہی ہے اور اسپر مسی گاگر پرآب دہری رہتی ہے
شوجی کی پوجا بہی دو وقت ہوتی ہے گویا اس بڑے دالان کو شوالہ تصور کرنا
چاہئے صحن سقف کی شرق کی طرف تین در بطور دالان محرابی خشتی بنی ہین
جب ان سے گذرین تو دوسرے بہاگردواری مین داخل ہوجاتی ہین
یہہ بہاگردواره دس بارہ سال سے بنا ہے پہلی دیوال گردن کی یہان دو کان تہی

محلی والون نے یہہ مکان خرید کر ٹہاکردوارہ بنوا دیا ہے یہہ مکان پختہ چونہ گچ مکلف بنا ہے درمیان مین کہلا ہوا صحن ہے جنوبی سمت کو ایک نشستگاہ ہے جسکے تین ورتچے کوچے کی طرف ہین اور تین دروازے صحن کیطرف صحن سے جنوب کیطرف ایک دالان خشتی محرابی مرغوبی ہے صحن کے شرقی حصّے مین ٹہاکردوارہ پختہ بنا ہے مندر کا سنگین دروازہ غرب کی طرف ہے اور اندر دو مورتین سنگین کرشن جی مہاراج اور رادہا بائی کی رکہی ہے جسکی پرستش ہوتی ہے مندر کی چہت قالبوتی ہے اور اوپر طولانی گنبذ کلس دار ہے جہنڈا اور کلس دونو طلائی ہین جنوبی دالان کی چہت کی دوسری منزل بطور نشستگاہ مکلف چوبی ستونون کے بنی ہوئی ہے جس مین پجاری رہتا ہے یہہ مکان اصلی جائے سکونت چہجو بہگت کا تہا جسمین وہ اپنی حین حیات سکونت پذیر رہا اور باہر شہر کے جہان اوسکی سمادہ ہے وہان اسکی دوکان بہی دونو مکانون کی پرستش جاری ہے اس مکان کا اصلی پجاری فی زمانہ حال کرم چند برہمن ہے وہ شوالہ کیخدمت بہی کرتا ہے اور ٹہاکردوارہ کا پجاری نندلال ہے گذارہ انکا چڑہاوی کی آمدنی سے ہوتا ہے اور محلی کے لوگ بدل وجان انکی خدمت کرتے ہین ۔

سادہو چور کا چاہ و شوالہ

بازار چہی ہٹہ مین سر راہ یہہ مکان بجانب غرب واقع ہے پہلے صرف چاہ تہا سکہون کے عملداری مین بازار والون نے چندہ کر کر چاہ کی پاس شوالہ بہی تعمیر کر دیا جو اب تک موجود ہے ۔

قصّہ تعمیر اس چاہ کا اور وجہ تسمیہ جو اسطرح پر زبان زد خلق ہے کہ عملداری اسلامیہ مین سادہو نام ایک چور شہر لاہور مین نامی گرامی چور تہا اور ایک ہندو دوکاندار نکوڑا فروش اسی بازار مین دوکان رکہتا تہا چور ہر روز اوسکی دوکان پر آتا اور جسقدر

چاہتا پکوڑے ہی زبردستی دوکان سے اوٹھاکر کہا جاتا کبھی بارحکام تک نوبت پہنچی اور معاوضہ
بھی دلایا جاتا اور ملتا رہا مگر روز روز نالش کرنے سے بھی وہ تنگ آگیا تھا ناچار
اوسنے ارادہ کیا کہ دوکان ترک کردے چنانچہ پکوڑے تلنے اوسنے موقوف کردیئے
چور جب عادت بعد شام کے آیا اور دیکھا کہ دوکاندار خالی بیٹھا ہے اوسنے حال
پوچھا دوکاندار نے جواب دیا کہ تیرے ہاتھ سے تنگ آکر مین نے اپنا
پیشہ ترک کردیا ہے اور تمنے میرا سالہا سال مال کہا کر مجھکو مفلس کردیا ہی دوکان
کرنے کے لائق بھی مین نہین رہا چور بولا اچھا تمام رات آج تم دوکان کھلا
رکھنا اور خود بھی حاضر رہنا یہ کہکر چلا گیا اور اوس رات کسی بڑے امیر کی گھر مین
چوری کر کے بڑا مال مارا اور وہ تمام کمال وہ مال لاکر دوکاندار کے حوالے کیا
اور کہا کہ لے بیٹے تیرا جسقدر کہایا اوسکا حق ادا کردیا یہہ کہکر چلا گیا صبح کو
بادشاہی ملازم چورون کی تلاش مین مصروف ہوئے سادہو چور بھی پکڑا گیا چونکہ بڑا نامی
چور تھا سبکو اوسی پر کامل شبہہ ہوا کہ یہی مال لیگیا ہے حاکم وقت نے اوسکو کہا کہ اگر
مال ندوگی تو پھانسی پاؤگے سادہو منکر رہا حاکم نے غضب مین آکر سادہو کی نسبت
پھانسی کا حکم صادر کردیا اور اوسکو بعد تشہیر و منادی شہر کے باہر پھانسی دینے کو لیچلے
جب منادی والا دوکاندار کی دوکان کے آگے سے گذرا اور دوکاندار نے دیکھا کہ سادہو
پھانسی ملنے کے لئے جاتا ہے تو اوسکو کمال رحم آیا اور پیچھے ہولیا جب پھانسی کے موقع پر پہنچا
چاہتا تھا کہ راز فاش کردیوے اور مال دیکر سادہو کی جان بچاتا لیکن سادہو تاڑ کر بولا کہ اس
ہزارہا خلق خدا مین سے جس شخص کے پاس میرا چرایا ہوا مال ہے وہ ظاہر نکری کیونکہ اگر وہ
مال ظاہر نہین کریگا تو مین نہین بچونگا اوسکو چاہیے کہ اپنے پاس اپنا حق رکھے اور جسقدر باقی بچ
ہو سکے جسقدر بن سکین چاہ بنوا دیوے تاکہ صاحب مال کو ثواب پہنچتا رہے یہہ بات جب سنی
کی حکام نے جستجو بہت کی کہ آیا یہہ کس کیطرف مخاطب تہا مگر کچھہ ثابت نہوا کیونکہ ہزارہا خلقت کا مجمع

اُسوقت تہا چورکے پہانسی ملنے کے لبعد کسیقدر مدت کے بعد دو کاندار نے اُسی مال کے شہر لاہور مین کئی چاہ بنوائے چنانچہ یہ چاہ بھی اُنہین چاہات مین سے ہی جو ساد ہو چورکے نام سے موسوم ہے مندرجو چاہ کے پاس پختہ بنا ہوا ہی گنبد مدور قبول صورت ہی دو حجرے بہی متعلق مندر کے ہین جسمین پُجاری رہنے ہین شیوگر سادہ سنیاسی مندر کی خدمت کرتا ہی بسبب سربازار ہونے مندر کے خلقت کثرت سے پوجا کیواسطے آتی ہے چرہاوہ بہی بہت چڑہتا ہے +

دوسری قسم مین تشریح اُن مکانات کی جو اندرون شہر لاہور متعلق باہل اسلام مین از قسم خانقاہ و مقبرہ و مساجد و معابد وغیرہ

واضح ہو کہ اس فصل مین جن جن مکانات کا ذکر لکہا گیا ہی وہ دو قسم پر منقسم مین ایک قدیم یعنی پُرانے زمانے کے مکان دوم وہ مکان جو اب تعمیر ہوئے یا عہد سکہی مین بن چکے ہین گویا یہ حصہ دو قسم پر منقسم ہوا چنانچہ اول تذکرہ مکانات قدیمہ کا تحریر ہوتا ہے +

مسجد بادشاہی

یہ عالی جاہ مسجد لاہور کی قدیمی مساجد سے بہت بڑی مسجد ہی سب عمارت اسکی سنگ سرخ و سنگ مرمر کی ہی تینون گنبد کلان سنگ مرمر کے نہایت بلند ہین چارون میناروں کے اوپر کی گنبدیان بہی سنگ مرمر کی تہین مگر اب موجود نہین باقی عمارت سب سنگ سرخ کی ہی قلعہ لاہور کے غربی دروازے کیطرف چہوٹا سا میدان جسکو اب حضوری باغ کہتے ہین چہوڑ کر مسجد کی سیڑہیان شروع ہوتی ہین اور بہت بلند کرسی دیگر مسجد کی دیوار کا آغاز ہوتا ہے

دروازہ اس مسجد کا بہی سنگ سرخ سے برجی دار نہایت عمدہ و مقطع بنا ہوا
ہے اور پیشانی کے کتبہ پر اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی بانی مسجد کا نام
اور اہتمام فدائی خان کوکہ کا لکہا ہوا ہی یہ فدائی خان جسکے اہتمام مین یہ مسجد
تعمیر ہوئی ہی نہایت متدین و بزرگ بادشاہی نوکرون مین سے تہا اور کوکہ
ترکی زبان مین دودہ پلانے والی کے بیٹے کو کہتے ہین یعنی دایہ کا بیٹا جس نے
بادشاہ کو بحالت شیر خواری دودہ پلایا تہا باعث تعمیر اس مسجد عالیشان
کا یہ ہوا کہ بوقت سلطنت شاہجہان بادشاہ کے جب پنجاب کی حکومت
دارہ شکوہ کو تفویض ہوئی تو اُس نے عمارتین بہت کین پہلے چوک بنوایا
پہر عالیشان عمارت اپنے دادا مرشد میا میر بالا پیر کے روضہ کی تعمیر کی پہر
ملا شاہ قادری اپنے مرشد کا روضہ بنوایا جسکے حاطہ مین اب موضع میا میر
ایک گاؤن آباد ہی اس عمارت کے اختتام پر شہر بہت بڑہ رہا تہا اور اُسکا ارادہ
تہا کہ چوک دارا شاہ سے میا میر کے مقبرہ تک ایک سڑک سنگ سرخ کی ایسی
مصفا و پاکیزہ بنوائے کہ روز سلام کیواسطے پا برہنہ وہان جایا آیا کرے اور
اُس سڑک پر سوائے شہزادہ کے اور کوئی آمد و رفت نکرے یہ ارادہ ابہی پورا
ہونے نہین پایا تہا کہ عالمگیر اورنگ زیب نے باپ پر غالب آکر اُسکو قید کر لیا اور
دارا شکوہ اپنے بہائی کو قتل کرا دیا اور حکم دیا کہ موجودہ پتہر کی ایک جامع مسجد
بنائی جائے اور فدائی خان کوکہ مسجد کی تعمیر کا مہتمم مقرر کیا اُس نے بکمال جانفشانی
اس مسجد کو بنوایا یہ مسجد بہت بڑی مسجد ہی صحن نہایت چوڑا و وسیع ہی چارون
مینار نہایت بلند ہین گنبد بہی اتنے بلند ہین کہ میناروں کے برابر معلوم ہوتے
ہین صحن مسجد مین خشتی فرش ہے اور سب عمارت دیوارون کی سنگی ہے —
جامع مسجد دہلی سے یہ مسجد بڑی ہی اس مسجد کے شمال و جنوب و شرق کی طرف

سنگین حجرے درویشون اور طالبعلمون کے رہنے کے لئے بنے ہوئے ہین
مگر اب شمالی و جنوبی حجرے موجود ہین شرقی حجرے انگریزی عہد مین کسی مصلحت
کیوقت گرادئے گئے ہین بلکہ شرقی دیوار بہی مسمار کرادی گئی تہی صرف ڈیوڑہی کلان
اور زینہ باقی رکہہ لیا گیا تہا چارون مینارون کی سنگ مرمر کی بالائی برجیان
نہایت خوبصورت بنی ہوئی تہین تین سکہی حاکمون کیوقت اُنمین سے
ایک برجی بہونچال کے صدمہ سے گر گئی تہی اور تین مرمت طلب خراب ہو گئی
تہین ۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اُن تینون کو بہی مسمار کرادیا اور چارون
مینار بے گنبدی رہ گئے یہ مینار مثمن ہین اور دور دراز زینہ مینارون کے
اندر بنا ہوا ہی جسکے ذریعہ سے لوگ اوپر چڑہ جاتے ہین اوپر کہڑے ہوکر چارون
طرف سیر نظر آتی ہی شمال اور غروب کیطرف تو دریاے راوی لہرین مارتا ہوا
اور پریڈ کا میدان دکہائی دیتا ہی اور شرق و جنوب کی طرف شہر کی آبادی
کی عمارت نہایت خوبصورت نظر آتی ہے یہ مسجد شہر لاہور گوشہ بائیں یعنی شمال
و غرب کے گوشہ مین واقع ہے اندر سے تو شہر کی زمین سے کسیقدر بلند ہے
مگر باہر کی طرف سے مسجد کی کرسی بہت بلند نظر آتی ہے اور دیوار مسجد کی
قلعہ کی دیوار کے ساتہہ ملی ہوئی ہے بادشاہی عہد مین اس مسجد کی آرایش
کا سامان فرش جہاڑ فانوس وغیرہ لاکہون روپیے کا تہا جب زمانے نے
پلٹا کہایا اور سکہی سلطنت ہوئی تو مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت کبہی اسمین
توپخانہ کبہی پلٹن اور سواری کی فوج کی چہاؤنی رہا کرتی تہی حجرون مین
میگزین بہرا رہتا تہا سکہ لوگ پتہرون کی سلین اکہاڑ کر لیگئے چہوٹی
برجیان سب گر گئین فرش مسجد کا ٹوٹ گیا بڑا صدمہ اس مسجد پر اسوقت
آیا جب مہارانی چند کنور کے عہد مین مہاراجہ شیر سنگہ نے بٹالہ سے آکر لاہور

پر حملہ کیا اُسوقت رانی چند کنور قلعہ مین محصور تہی اور مہاراجہ شیر سنگہ جہان بن
تہا مسجد کے میناروں پر زنبوری یعنی شتری چہوٹی توپین شیر سنگہ کے حکم سے
چڑہائی گئین جنکا گولہ قلعہ کے صحن کے اندر پڑتا تہا اور قلعہ کی مغربی دیوار سے
جو گولہ آتا تہا مسجد کے اندر پڑتا تہا تین دن تک یہی حال رہا دوسری مرتبہ بھی
جب سرداران سندہانوالیہ قلعہ مین محصور ہوئے اور راجہ ہیرا سنگہ نے قلعہ کا
محاصرہ کیا تو اُس نے توپین میناروں پر چڑہوا دین اور دونو طرف سے گولہ
باری ہوتی رہی صاحبان انگریز کی ابتدائی عملداری مین اس مسجد مین گوروں
کی فوج نے قیام کیا اور انگریزوں کے لئے حجروں مین دریچے نکلوائے گئے
اور برانڈے نئے تعمیر ہوئے آخر جب مہاراجہ دلیپ سنگہ جلاوطن ہوئے اور
کامل انگریزی حکومت پنجاب مین ہوگئی تو فوج مسجد سے نکال لیگئی اور سرکار
نے براہ دریادلی مسجد مسلمانوں کے حوالے کردی اور سید بزرگ شاہ حکیم جسکے
بزرگ شاہی عہد مین اس مسجد کے امام تہے مسجد کا متولی قرار پایا مگر کچہہ آبادی
نہوئی آخر خان بہادر محمد برکت علیخان نے اپنی تحصیلداری کیوقت مسجد کی
آبادی کی طرف توجہ کی اور چندہ کرکے کسی قدر جائداد بہم پہچائی جسکے کرایہ کی آمدنی
مسجد کے مصارف مین صرف ہونے لگی چاہ روان اور حوض جاری کیا گیا امام
موذن مقرر ہوئے عیدوں کی نماز کے لئے شہر والوں کو ترغیب دی کہ وہان
پڑہین چنانچہ چند سال مین مسجد آباد ہوگئی اور مسلمان رئیسوں کی کمیٹی اس
مسجد کی خبر گیر رہی اور قرار پایا کہ شہر مین جو نکاح ہو چار آنہ نکاح کرنے والے سے
آبادی مسجد کی امداد خرچ کیواسطے لئے جائین سالانہ یہ رقم اچہی ہوگئی مدرسہ بھی
اسلامیہ مسجد مین جاری ہوگیا مولوی غلام محمد امام اور حافظ ولی اللہ فاضل
لاہور واعظ قرار پائے روزمرّہ کی نماز کے سوا عیدین اور جمعہ کی نماز بڑی

دہوم دہام سے ہونے لگی یہان تک کہ عید کی نماز مین چہہ سات ہزار نمازی جمع ہونے لگ گیا یہ رونق تو خوب ہوگئی مگر مسجد نہایت خستہ و مرمت طلب تہی فرش نہایت خراب تہا اسواسطے نواب نوازش علیخان اور محمد برکت علیخان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و نواب عبدالمجید خان و دیگر روسا اس کار خیر مین سرگرم ہوئے اور جنہونے ملکر کپتان نسبٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لاہور کی خدمت مین اس باب مین درخواست کی صاحب نے ایک دربار منعقد کیا اور شہر کے اندرونی و بیرونی ہندو مسلمان لوگون کو جمع کر کے چندہ دینے پر ترغیب دی اپنی جیب خاص سے بہی روپیہ دیا گورنمنٹ سے بہی ایک اچہی رقم دلوائی جب روپیہ چندہ کا جمع ہوا تو مرمت شروع ہوئی اس چندہ مین ہندو مسلمان عیسائی سب بخوشی خاطر شریک ہوئے اور مسجد مرمت ہوکر گلزار بن گئی اب بہی مرمت باقی ہے چارون مینارون کی برجیان بہی باقی ہین فرش صحن کی مرمت نہین ہوئی بہت سی سلین پتہر کی لگانی باقی ہین جہان صرف سرخی سے کاری کر کر رنگ سے رنگ ملا دیا ہے غرض سرکار فیضدار اگر ایک مرتبہ پہر توجہ کریگی اور محمد برکت علیخان بہادر اس کار خیر مین کمر بستہ رہینگے تو پوری پوری مرمت مسجد کی ہوجائیگی اس مسجد کی عمارت عظیمہ مین باختتام پہنچی اور رنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی یادگار تا روز قیامت باقی رہیگی *

مسجد مستی دروازہ

یہ ایک عالیشان مسجد مستی دروازے کے متصل قلعہ لاہور کے شرق کی طرف ہے عمارت اسکی نہایت پختہ قدیمی عمارات شاہی مین سے ہے بانیہ اسکی مریم زمانی زوجہ نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ تہی اور خوش مسجد مطابق سنہ ۱۰۲۳ تاریخ اسکے دروازے پہ لکہی ہے قطعہ تاریخ پورا پورا پڑہا نہین جاتا جب اسلام کی

حکومت لاہور سے جاتی رہی اور سکھی وقت آیا تو مدت مدید تک یہ مسجد اُجڑی رہی جب مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سلطنت ہوئی تو اس مسجد پر سرکاری تسلط ہوگیا اور باروت بھری گئی سالہا سال اسمین بنتی رہی یہانتک کہ باروت خانے والی مسجد مشہور ہوگئی سکھی سلطنت کے انقراض تک اسمین باروت رہی انگریزی عہد مین اس سے باروت نکلوا کر دریا مین پھنکوائی گئی اور مسجد خالی ہوگئی داروغہ نزول قاضی فقیہ الدین نے سکو درج جسٹر نزول کردیا مگر میجر سیگر یگر صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لاہور نے بکمال دریادلی سنہ ۱۸۵۶ء مین یہ مسجد مسلمانون کے حوالے کردی اور ایک بیٹھک اور دوکانین جو متعلق مسجد تہین وہ بہی واگزار کردین اب یہ مسجد مسلمانون کے پاس ہی مگر رونق نہین کیونکہ اُسطرف کا بازار ہی بے رونق ہی جب قلعہ آباد تہا تو اُسطرف کے بازار کی ایک ایک دوکان و بیٹھک بیس بیس روپیہ ماہوار کرایہ پاتی تہین اب خالی پڑی ہین +

مسجد خورد نواب وزیر خان

یہ قدیم عمارت کی چھوٹی سی مسجد ٹکسالی دروازے کے جنوب کی طرف فصیل کے ساتھ واقع ہی اسی مقام پر نواب وزیر خان صوبہ لاہور نے شاہجہانی عہد مین اپنا زنانہ محل بڑا عالیشان بنایا ہوا تہا جواب گرچکا ہی سکھون کیوقت تک اُس عمارت عظیم الشان کے آثار و کہنڈر موجود رہی اب انگریزون نے اُس زمین کو ہموار کرادیا ہی اور یہ مسجد اُس محل کے متعلق زنانہ مسجد تھی جہان اکر صوبہ لاہور کے گہر کے زنانے لوگ نماز پڑہا کرتے تہے اور رستہ محل کے اندر سے تہا اب یہ مسجد آباد ہے اور مسلمان اسمین معبود حقیقی کی عبادت کرتے ہین عمارت اس مسجد کی نہایت عمدہ و پختہ و سادہ بے گنبد مسجد ہے +

ٹکسال والی مسجد

یہ مسجد ٹکسالی دروازے کے درے میں بازار واقع ہے اگرچہ تمام مسجد گر چکی ہے مگر اب بہی ایک حصہ باقی ہے اسکی دیواروں پر کانسی کا کام ہے اور اب تک ایسا روشن رنگ ہے کہ گویا آج ہی نقاش نقش بناکر گئے ہین شاہجہان بادشاہ نے اسکے پاس دار الضرب تعمیر فرمایا تہا جو نہایت مکلف پختہ مکان تہا اور اُسی مین روپیہ مضروب ہوتا تہا یہ مسجد بہی اُسی مکان کے متعلق تہی اب دار الضرب کا تو نام و نشان باقی نہین ہے سکہون کیوقت کہنڈرات باقی تہے البتہ مسجد کا کسی قدر حصہ باقی ہے + اس مسجد کو اب مسلمانون نے مرمت کر کے آباد کر لیا ہے

خانقاہ شاہ رضا قادری

یہ بہی ایک قدیم و متبرک مزار محلہ بہی واقع ٹکسالی دروازے مین ہے ایک کشادہ احاطہ مین چبوترہ مزار کا بنا ہوا ہے جسپر اس بزرگ کی قبر ہے ہر سال میلا بہی ہوتا ہے صوفی لوگ جمع ہو کر سماع سنتے ہین اور وجد کرتے ہین یہ بزرگ خاندان شطاریہ قادریہ مین سے ایک صاحب کمال عابد زاہد آدمی تہا اسکا سلسلہ بہی اسکے بعد جاری ہوا چنانچہ شاہ عنایت اللہ اسی کا مرید تہا جسکا مرید بہلے شاہ قصوری ایک مشہور ولی ہوا ہے پنجابی زبان مین بہلے شاہ کی کافیان اور بارہ ماہ و ابیات وغیرہ کلام اوت مجلسون مین گاتے ہین الغرض ایک زمانہ اسکی بزرگی کا قایل ہے ۱۱۱۶ھ مین یہ بزرگ فوت ہوا اور اس مقام پر دفنایا گیا +

مزار سبز گنبد

یہ ایک پرانی عمارت کا مقبرہ راجہ سوچیت سنگہ کی حویلی کے متصل جسمین اب تحصیل لاہور کہا کچہری ہوتی ہے شمال کی طرف واقع ہے عمارت اسکی نہایت مستحکم چینی کا بنی ہوئی ہے نام اس بزرگ کا جو اسمین مدفون ہے سید بدر الدین شاہ عالم ہے

سادات بخاری کہتے ہین کہ ہمارے شجرے کے بزرگون مین سے یہ بزرگ تہا
اور شاہجہانی عہد مین فوت ہوا نواب سعداللہ خان وزیر نے یہ مقبرہ بنوایا
اور چارون طرف مقبرہ کے ایک عالیشان باغ تجویز کیا اس تمام عمارت متعلقہ
مقبرہ سے صرف اب مقبرہ باقی ہی یا چاہ جواب متعلق مکان تحصیل ہے راجہ
سوچیت سنگہ نے جو یہ حویلی جسمین اب عمارت تحصیل ہے تعمیر کی تو مقبرہ کی سب
زمین اپنی حویلی مین داخل کرلی جس سے اب مقبرہ بے رونق ہوگیا ہی غنیمت
ہے کہ گرنے سے بچ گیا +

بہاٹی دروازے کی پرانی مسجد

یہ عالیشان مسجد بہاٹی دروازے کے بازار لکڑ ہارے مین واقع ہے اور اونچی
مسجد کہلاتی ہے عمارت اسکی پرانی عہد عالمگیری ہے بسبب قدامت کے معلوم
نہین ہوتا کہ کس بانی نے اسکی بنیاد رکہی تہی ابتک یہ مسجد آباد ہے +

مسجد طلائی المشہور سنہری مسجد

یہ مسجد لاہور کی نامی گرامی اور قدیمہ عمارات مین سے ہی نہایت مقطع وخوبصورت
مکان بنا ہوا ہی تینون گنبد کلان اور چہوٹی گنبدیان اسکی برج برجیان طلائی
ہین اور سونا ملمع کے تختون پر ایسی خوبصورتی واستحکام کے ساتہہ چڑہایا گیا ہے
کہ ابتک باوجود گزرنے مدت مدید کے سونے مین وہی چمک دمک باقی ہی جب مینہ
برستا ہی اور سونا دہویا جاتا ہی تو سونیکا چمکارہ دوچندان ہوجاتا ہی مسجد کی
خشتی عمارت نہایت مضبوط اونچی کرسی بقدر ایک منزل دیکر بنائی گئی ہے
تین طرف نیچے دوکانین بنائی گئی مین کہ انکے کرایہ کی آمدنی مسجد کے اخراجات لابدیہ
مین صرف ہو اس مسجد کے چارون طرف بازار ہی اور بیچ مین اسکی عالیشان و
مطلا عمارت نہایت مطبوع ودلپسند معلوم ہوتی ہے بانی اس مسجد کا نواب

میر سید بکہاری خان امیر الامراے عہد میر معین الملک المشہور میر منو تہا اور محمد شاہ بادشاہ کے حکم سے بعہدہ نائب صوبہ وسر دفتر خطہ پنجاب کے ممتاز تہا اسکے اوصاف حمیدہ وخصائل پسندیدہ کے بیان سے تاریخین بہری ہوئی ہین یہہ شخص نہایت دیندار سخی فقیر دوست ناظم عالم فاضل تہا چشتیہ سلسلہ فقر مین ارادت اسکی بخدمت میران سید بہیکہہ چشتی کی تہی جب اُسکا ارادہ تعمیر مسجد کے لئے مستحکم ہوگیا تو میر منو صوبہ لاہور کی خدمت مین درخواست کی کہ چوک واقع کشمیری بازار مین اُسکو زمین تعمیر مسجد کے لئے مرحمت ہو چونکہ اس جگہ پہلے ایک چوک تہا اور چوک کی زمین مسجد کی تعمیر سے رک جاتی تہی بذات خود حکم نہ دیسکا اور علمائے دین سے فتویٰ مانگا سبنے اجازت دی کہ زمین خدا کا ملک ہے خانہ خدا کی تعمیر مین جسقدر اُسمین سے دیجائے نہایت مناسب ہی چاہے اسکے دینے مین کسی طرح کا ہرج واقع ہوتا ہو پس یہ مسجد چوک کے وسط مین تعمیر ہوئی اور چارون طرف اسکے بازار کا رستہ بہی رکہا گیا چونکہ ایک بہت چہوٹی سی مسجد پہلے بہی اس چوک کے وسط مین تہی نواب نے چاہا کہ اُسکو بہی اسمین شامل کرے مگر شامل کرنے سے اس مسجد کا بیرونی زینہ اور دروازہ اُس موقع پر آتا تہا جہان وہ چہوٹی مسجد تہی علمانے اسمین اجازت نہ دی اور لکہا کہ ایک مسجدگاہ کی جگہ جہان لوگ نماز پڑہ چکے ہون دوسری مسجد کا زینہ ودروازہ وغسلخانہ بنانا جائز نہین ہی چونکہ سوائے شمول اُس مسجد خورد کے اس مسجد کا عالیشان دروازہ وزینہ نہین بن سکتا تہا نواب نہایت پریشان ہوا ناچار دو طرفہ رستہ مسجد کو دیکر دو نو طرف زینہ بنادیا جو نہایت ناموزون تہا مگر اب نواب مرحوم کی مراد برآئی اور روح خوش ہوئی کہ کپتان نسبٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لاہور نے وہ پرانی خورد مسجد جو غیر آباد پڑی تہی گرواکر شرقی دروازہ مسجد کا بنوادیا زینہ بہی شرقی تجویز ہوگیا

اور وہ دو طرفہ قدیم زینہ گرا کر زمین اُسکی صحن مسجد مین ایزاد کردی اس کارروائی
سے مسجد کی زینت بہت بڑہ گئی اندرونی محراب مسجد کی اس جدید دروازے کے
ذریعہ سے دور سے نظر آتی ہی یہ مسجد ۱۱۶۳ھ ہجری مین تعمیر ہوئی ہی سنہ ۱۱۶۳ھ
بیرونی - محراب مسجد پر آیت قرآنی آیت الکرسی کے نیچے لکہا ہی مسجد کی تینون محرابین
اور تینون گنبد منقبع و بلند ہین گوشون پر خورد مینار اندر باہر سے منقش ستہرکار ہے
صحن کے اندر پختہ دروازہ حوض سنگین اور چاہ آبدار بنا ہوا ہی اس مسجد کی
آبادی سکہون کے عہد مین بہی بدستور رہی کیونکہ مسجد کا متولی جو روپیہ دوکانو
کے کرایہ کا پاتا رہا اسکی آبادی اور اپنی گزارہ مین خرچ کرتا رہا - مہاراجہ رنجیت سنگہ
عہد مین بہی پہلے کوئی متعرض اس مسجد کا نہوا آخر جب باولی کا مکان مسجد کے
متصل بنگیا اور اُسمین گرنتہہ صاحب رکہا گیا تو باولی کے بہائی سکہہ اور
اکالیہ اس مسجد کے درپے ہو گئے اور مہاراجہ کی خدمتمین عرض کی کہ اس
مسجد کا ملا آواز بلند اذان دیتا ہی تو ہمارے کان مین پڑتی ہی یہ مسجد بہی
باولی کے ساتہہ شامل ہمارے قبضہ مین رہنی چاہیئے یا گرادی جائے کہ مسلمانون
کی ہمسائیگی گورو کے سکہون کے ساتہہ نہ چاہئے - مہاراجہ نے فی الفور حکم دیدیا
کہ مسجد سے ملان نکالدیا جائے اور گرنتہہ رکہا جائے اس حکم کے صادر ہوتے
ہی مُلان بیچارہ نکال کر باہر کر دیا گیا اور مسجد مین اکالیون نے قبضہ کرلیا اور
تمام مسجد مین گوبر کا لیپن دیکر گرنتہہ رکہہ دیا گیا دوکانون کی آمدنی ضبط ہو کر
باولی کے محال کے شامل کردی گئی وقوع اس حال سے شہر کے مسلمان نہایت
غمگین ہوئے اور سب نے مجمع فقیر عزیز الدین و نورالدین کے مکان پر گیا اور چاہا کہ
اُنکے ذریعہ سے مہاراجہ کے حضور مین مسجد کی واگزاری کے لئے عرض کیجائے
چونکہ اس زمانے مین مہاراجہ کے دربار مین سب سے بڑہ کر توقیر گہلو ماشکی کی تہی اور

مہاراجہ کسی بات مین اُسکے کہنے سے باہر نہ تھا فقیر صاحبان نے مسجد کے معاملہ
مین اُسکو اپنے ساتہہ ملایا اور اُس کے ذریعہ سے مہاراجہ کی خدمت مین عرض کی
اور بیان کیا کہ تمام پنجاب کی مسجدون کے مُلّا کبہین بانگ بلند آواز سے نہین
کہتے چہ جائیکہ باولی صاحب کے پاس جہان گرنتہہ صاحب رکھا ہو مسجد کا
مُلّا اذان دیوے یہ بات بالکل برخلاف ہے ہم آیندہ مُلّا سے مچلکا لے لیتے
ہین کہ کبہی بانگ نہ دیوے اس بات پر مہاراجہ رضی ہوا کہ مسجد بدستور مُلا کے حوالے
کردی جاوے اور اُس سے مچلکا لیا جاوے کہ بانگ نہ دیوے مسجد کی دو دکانون
کا کرایہ بہی ضبط رہے مسلمانون نے اتنی بات کو ہی غنیمت پایا اور مسجد پر دوبارہ
قبضہ پایا مگر دوکانین ہاتہہ سے جاتی رہین بعد انقراض سلطنت سکہی انگریزی
عملداری مین بہی وہ دوکانین بصیغہ نزول ضبط رہین اہل اسلام نے بہت
دفعہ عرضیان کین اور مقدمات کئے مگر حکام نے بدین خیال کہ یہ محال مہاراجہ کیوقت
سے ضبط ہے ایں واگزار نفرمایا جاوے بتیس ۳۲ برس کے بعد اب بعہد جناب اجرٹن صاحب
بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک پنجاب یہ عقدہ کشائی ہوئی کہ نواب نوازش علیخان
وخان بہادر محمد برکت علیخان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اس کار خیر کے انجام مین سرگرم
ہوئے اور کپتان نسبٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے اس بات مین گورنمنٹ
عالیہ مین سفارش کی اور مسجد کی دوکانین جنکے کرایہ کی آمدنی پانسو روپے سالانہ
ہے سرکار سے واگزار ہوگئین اور رؤسائے اہل اسلام کی کمیٹی قرار پائی کہ آمدنی کا
روپیہ وہی وصول کرین اور وہی بطرز عمدہ ومناسب صرف کرین اب یہ مسجد
نہایت آباد ہے امام وموذن تنخواہ پاتا ہے مرمت ضروری ہوتی ہے چنانچہ سفیدی
بہی از سر نو کرائی گئی ہے زمین کی زیادتی کے سبب سے دوکانین بہی زیادہ ہوگئی
ہین اس مسجد کا بانی نواب بکہاری خان ۱۱۶۹ سنہ ہجری مین مرگیا مختصر حال اُسکے

مرگ کا یہ ہی کہ بعد وفات میر معین الملک صوبہ لاہور کے جب حکومت لاہور کی
مراد بیگم اُسکی زوجہ کے قبضہ اقتدار مین آئی تو اُس نے بہی نواب بکہاری خان کو بدستور
مختار و مدار المہام سلطنت کا رکہا مگر بسبب اسکے کہ نواب نہایت خوبصورت خوش وضع
جوان تہا دل سے خواہان تہی کہ وہ اُسکے ساتہہ نکاح کرے مگر نواب نے یہ امر نامنظور کیا
اس انکار سے بیگم اسکی جان کی دشمن ہوگئی اور محل مین بلواکر اُسکو قتل کروا دیا
یہانتک کہ اسکی نعش کا بہی نشان نملا اور وہ نیکو کار جوان اس ستمگار عورت کے
ہاتہہ سے بدرجہ شہادت پہنچا یعنی ناحق مارا گیا +

مزار پیر سراج الدین المعروف پیر شیرازی

یہ متبرک مزار لاہور کے اندر محلہ چوہڑے موری زیارت گاہ خلق ہے بعض اس بزرگ
کو پیر شیرازی کے نام سے مشہور کرتے ہین یہ بزرگ سلطان محمد تغلق کے عہد
مین بخارا کی طرف سے آکر لاہور مین قیام پذیر ہوا چونکہ عارف کامل و فاضل
اجل تہا اندریں و ملاقین کے لئے صدہا لوگ خدمت مین حاضر ہونے لگے اور
مشہوری بہت ہوئی ایک مرتبہ بادشاہ ملتان کی طرف سے آکر چند روز لاہور
مین قیام پذیر ہوا علما و فضلا کے زمرہ مین یہ بہی سلطانی دربار مین حاضر ہوا
بادشاہ نے اسکو چاہا کہ شہر کا قاضی مقرر کرے مگر اس نے وہ عہدہ منظور نکیا
اس عدول حکمی کے سبب سے بادشاہ غضب مین آیا اور حکم دیا کہ یہ شخص شہر
کے چورستہ بازار مین گردن مارا جائے علما و فضلا جو مجبور کرکے اسکو اپنے ہمراہ
لے گئے تہے سخت نادم ہوئے اور بہت سا عجز و زاری کرکے بادشاہ سے اسکی
جان بخشی کرائی اُسی روز سے اس نے تعلیم و تلقین کا دروازہ بند کردیا اور
تارک الدنیا ہوکر گوشہ مین ہو بیٹہا بعد وفات کے اپنے مسکن کے اندر دفنایا
گیا یہ مزار پختہ بنا ہوا ہی اور گہرون کی عمارات کے اندر اسکا احاطہ ہے +

مزار پیر بھولا

یہ متبرک مزار چیلہ کے حمام کے محلے مین پختہ بنا ہوا ہی صاحب مزار ایک مجذوب فقیر عالمگیری عہد مین تہا لڑکون سے اُسکو کمال محبت تہی تمام روز شہر مین پہرا کرتا تہا اور لڑکے جوق جوق اُسکے ہمراہ ہوتے تہے نقد وجنس جسقدر لوگ اُسکو دیتے وہ لڑکون پر تقسیم کردیتا اکثر اوقات وہ اپنی بغل سے شیرینی نکال کر لڑکون کو بانٹتا اور معلوم نہوتا کہ یہ شیرینی کہان رکہی ہی اس بات سے اُسکو لوگ صاحب کمال تصور کرتے تہے اب بہی اس بزرگ کے مزار پر دن بہر لڑکے کہیلتے ہین قبر کو گہوڑا تصور کرکے اوپر چڑہ بیٹہتے ہین ہر ایک جمعہ کے روز لڑکے چار اینٹین جمع کرکے گلی گلی کوچہ کوچہ پیر بہولا کا مزار بناتے اور اُسپر پہول چڑہاتے اور چراغ جلاتے ہین غرض اس بزرگ کا نام ابتک لاہور مین روشن ہی اور بچون کو اُسکے ساتہہ کمال محبت ہے + - لڑکی کے پیر بہولی بنا کر بہی شہر مین جمعہ کو پہرتے ہین -

مسجد بارا بہی

یہ مسجد بہی شاہجہانی وقت کی بنی ہوئی ہی سکہون کیوقت مہاراجہ کی باروت اسمین بہری رہتی تہی ابتدائی عملداری انگریزی مین چند سال یہ غیر آباد پڑی رہی آخر مولوی غلام قادر نے سرکار مین درخواست کرکے اس مسجد کے آباد کرنے کا حکم لیا اور امام بخش قصاب نے جسکے پاس ٹہیکہ گوشت رسانی گورون کا تہا اُس نے مسجد کو دوبارہ آباد کیا اور بہت سا روپیہ صرف کرکے اسکی مرمت وسفیدی کرائی مولوی غلام قادر کی وفات کے بعد اُنکا بہانجا مولوی نظام الدین اس مسجد کا امام رہا اور اُسکے مرنے کے بعد اُسکے دو بیٹے مولوی عزیز الدین وعلی الدین اس مسجد کے امام ابتک موجود ہین - اور امامت کرتے ہین - بانی اسکا کوئی امیر یا توقیر تہا جسکا نام غلام مہندی خان کتبہ مین لکہا ہی مگر پڑہا نہین جاتا +

مسجد پری محل

یہ قدیمہ مسجد نواب وزیر خان صوبہ لاہور کی بنائی ہوئی دروازہ شاہ عالمی و بروئے دروازہ پری محل سر بازار واقع ہی باعث اسکی تعمیر کا یہ ہوا کہ جب نواب ممدوح نے مردانہ محل عالیشان تعمیر کر کے پری محل اُسکا نام رکہا تو یہ مسجد چہوٹی سی صرف اپنی نماز پڑہنے کے لئے تعمیر کی جسکی سادہ عمارت نہایت پختہ ہی یہ مسجد ابتک آباد ہے کبھی ویران نہین ہوئی +

پست مسجد یعنی نیچی مسجد

یہ ایک عجیب غریب مسجد درمیان دروازہ لوہاری و شاہ عالمی کوچہ دوگران مین واقع ہی مسجد کی عمارت بہت پُرانی صدہا سال کی ہی مسجد اور صحن مسجد و چاہ و غسل خانہ و حجرہ وغیرہ مکانات متعلقہ مسجد محلے کی زمین سے ایک منزل بلکہ منزل سے بہی زیادہ نیچے ہین بانی اسکا ذوالفقار خان نام ایک امیر لودیہ سلطنت کا ایک اہلکار تہا اور ہیبت خان صوبہ لاہور کے دربار مین سر دفتری کے عہدہ پر مامور تہا چونکہ اونچی اور کُرسی دار مسجدین شہر مین بہت تہین اُس نے یہ ایک عجیب بات کی کہ مسجد کی زمین کو پہلے بقدر ایک منزل کے کہدوا ڈالا پھر اُسپر مسجد کی بنا رکہی اس مسجد کا پانی باہر کہین نہین جاتا و غرقیبان اُسی جگہ بنی ہوئی ہین جہان پانی غرق ہوتا رہتا ہی لوگ زینہ اُتر کر مسجد مین جاتے ہین تین محرابین اس مسجد کی ہین اور تینون گنبد نہایت پختہ بنے ہین مسجد ابتک آباد ہی اور اہل محلہ کی خبرگیری سے مسجد کی رونق اور مُلّا کا گزارہ ہوتا ہے

مسجد محمد صالح کمنبو

یہ عجیب و غریب مسجد موچی دروازے کے اندر ہے جو کوئی موچی دروازے سے جو ایک دروازہ شہر لاہور کے دروازون مین سے ہی داخل ہوتا ہی تو سامنے

اس مسجد کی عالیشان و رنگین عمارت نظر آتی ہی یہ چھوٹی سی مسجد نہایت نقطع و خوبصورت بنی ہوئی ہی سب عمارت اسکی خشتی پختہ ریختہ کار ہی تینون گنبد مدور صورت عمدہ شکل کے ہین مسجد کے تینون محرابین اوپر او رگوشون کی دیوارون پر کانسی کا کام زرد رنگ ہوا ہوا ہی اور اسمین حروف لاجوردی رنگ کے لکھے ہین اکثر آیات قرآنی و احادیث و عبارات فارسی اسمین تحریر ہین کانسی کا رنگ ابتک ایسا شوخ نظر آتا ہی کہ گویا آج ہی طاقچہ بنایا گیا ہی اور آج ہی یہ نقش و حروف لکھے گئے ہین اس مسجد کی عمارت سنہ ۱۰۶۰ھ مین باختتام پہنچی اور منشی محمد صالح دیوان صوبہ پنجاب نے اسکو تعمیر کیا بانی اس مسجد کا بڑا عالم و فاضل و شاعر وحید منشی شاہجہانی دربار کا ذات کا کمبوہ تہا اور منشی عنایت اللہ مصنف کتاب بہار دانش اسکا اموں اور خسر تہا اس خاندان کی عزت و آبرو شاہی دربار مین بہت تہی اور فضیلت کا تمام زمانہ قایل تہا اس مسجد کے دروازے پر جو محاذی دروازہ شہر کے ہی تین طاقچہ کانسی کار بنے ہوئے ہین ایک مین لکھا ہے سہ

بانی این مسجد زیبا نگار ٭ دوسرے مین - بندۂ آل محمد صالح است ٭ تیسرے مین سنہ ۱۰۶۰ھ - اس مسجد کی کرسی اونچی ہی اور نیچے دوکانین ہین مگر بسبب گزرنے عرصہ دوسو چہیالیس سال کے اب بازار کی زمین اونچی ہوگئی ہی اور دوکانین آدہی آدہی زمین مین غرق ہوگئی ہین دروازہ بہی چہوٹا سارہ گیا ہی اور مسجد کی کرسی کی بلندی صرف پانچ سیڑہی کی مقدار باقی ہے ٭

مسجد چینیان والی

یہ عالیجاہ مسجد زمانۂ سلف کی عمارتون کی یادگار اندرون حصار شہر لاہور محلہ چابک سواران اندرون کوچہ دیوار بدیوار حویلی نواب سعد اللہ خان المشہور میان خان کی واقع ہی مسجد نہایت وسیع صحن دار ہی تینون محرابین اسکی

ہمشکل محرابہاے مسجد وزیر خان کاشی کار و منقش ہین مسجد کی تمام زمین میں سے
نصف زمین دو درجہ مین منقسم ہوکر مسقف ہی اور نصف بطور صحن کہلی چہوڑی
گئی ہی اور سقف پر تین گنبد ہشتہوین قطع کے بنے ہوئے ہین جیطرح کے گنبد
مسجد وزیر خان کے ہین بوقت تعمیر اس مسجد کے بانی نے مسجد کی کرسی بہت اونچی
رکہی ہوگی اور شمالی دیوار کے نیچے دوکانین بہی ہونگی مگر اب کوچہ کی زمین بسبب تمادی ایام
کے اسقدر بلند ہوگئی ہی کہ مسجد کی کرسی جاتی رہی ہے اور شمالی دریچہ مسجد
کا جو زمین سے ایک منزل بلند تہا قریب دو فٹ کے اونچا رہگیا ہی مسجد کا
شرقی دروازہ نہایت عالیشان بنا ہوا تہا بوقت زوال سلطنت چغتائی جب
گہر گہر راج ہوگیا تو مسجد کے دروازے کی سلین جو ابری کی تہین گوجر سنگہ نے
جو ایک حاکم لاہور کے تین حاکمون مین سے تہا اوکہڑوالین پنہر کی دہلیز جو سنگ مرمر
کی تہی سو بہا سنگہ نے نکلوالی دروازہ مسجد کا منہدم ہوگیا پہلے دروازے کی
زمین پہر زمین کسی طامع امام مسجد نے فروخت کردی جہان نائیون کی
دوکان اور حمام بنا ہوا ہی اور مسجد کے داخل ہونے کے لئے شمالی دیوار توڑکر
چہوٹا سا دروازہ نکال لیا تہا معمر و بزرگون کی زبان سے یہ سنا جاتا ہی کہ مسجد
منہدمہ کے دروازہ کی پیشانی پر یہ شعر لکہا تہا — طرفہ معمار خرد تاریخ سال
گفت زیبا مسجد از فرازخان — اس مصرع سے ۱۰۹۲ ہجری حاصل ہوتی
ہین اور مسجد کے اندر کی محراب پر تاریخ تعمیر ۱۰۸۰ تحریر ہے جس سے پایا
جاتا ہی کہ اندر کی عمارت اور دروازہ بیرونی کی تعمیر مین دو سال کا عرصہ گزرا
تہا اس مسجد کی تین محرابین عالیشان کاشی کاری ہوئی ہین ہر ایک محراب
کا کاشی کاری کا کتبہ تین تین ہین جسمین کلمہ و آیات قرآنی و اشعار فارسی تحریر ہین
نقش و نگار و حروف کاشی کار نہایت خوش رنگ یعنی زمین بسنتی اور حروف

لاجوردی ہین اندر کی دیوارین مسجد کی پختہ کار پختنہ عمارت کی بنی ہوئی ہین - اس
مسجد کے بانی کا نام نواب سرفراز خان المعروف افراز خان تہا عہد شاہجہانی و عالمگیری
مین فوجداری صوبہ لاہور کی اُسکے سپرد تہی پانچہزاری منصب تہا جب بسبب
انقلاب زمانہ کے شاہ جہان بادشاہ عالمگیر اورنگ زیب اپنے بیٹے کی قید مین آگیا
اور سلطنت پر قابض و دخیل اورنگ زیب ہوا تو سرفراز خان بدستور عہد
داراشکوہ کی لاہور مین فوجدار مقرر رہا ایک سال کے عرصہ کے بعد کسی مخبر نے عالمگیر
کی خدمت مین مخبری کی کہ سرفراز خان دست پروردہ و ملازم داراشکوہ ولی عہد کا
تہا آپکا جانی دشمن ہی اُسکا انتظام ابہی سے کرنا چاہئے مبادا کوئی صدمہ بادشاہ
پر اُسکے ہاتھ سے پہنچے بادشاہ نے یہ خبر سنکر سرفراز خان کو عہدہ سے موقوف کرکے
اُسکی جائداد کی ضبطی کا حکم دیا یہ حکم ابہی صوبہ لاہور کے پاس نہین پہنچا تہا کہ سرفراز خان
اس حال سے خبردار ہوگیا اُس نے فی الفور اپنی کُل جائداد غیر منقولہ وقف کردی
اور حویلی مسکونہ جو اپنی زمین پر تہی گرانی شروع کردی اور مشہور کردیا کہ مین اسجگہ
مسجد بناتا ہون آخر جب بادشاہی حکم صوبہ لاہور کے نام درباب ضبطی جائداد
سرفراز خان کے آیا تو اُس نے صورت حال بادشاہ کی خدمت مین عرض
کردی کہ سرفراز خان نے اس حکم کے پہنچنے سے اول کُل جائداد اپنی وقف کردی ہی اور مسجد کا
بننا شروع ہوگیا ہی بادشاہ یہ حال سنکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ سرفراز خان بہت اچہا و دیندار آدمی ہے
جس نے اپنی جائداد برائے خدا وقف کردی ہی ایسے دیندار شخص کو معزول نکرنا چاہئے اور جسقدر
جائداد وقف کردی ہی اسکی عوض مین محالات نزول سے جائداد اُسکو دیجائے اور اپنے عہدہ پر
بدستور بحال رہے پس سرفراز خان نے نہایت توجہ سے اس مسجد کو تعمیر جو اتبک اُسکے نام سے یادگار
موجود ہے اس مسجد مین پہلے حوض بہی تہا مگر اب اُسکا نام و نشان نہین البتہ قدیمی چاہ موجود
ہے سکہون کے وقت یہہ مسجد آباد رہی اور اب بہی آباد ہے مگر قبضہ مسلمانان ملتہی

وہابیہ کا ہے جو سنی وشیعہ دونو فرقہ کے مخالف ہین وہابیون نے اب بہت سا روپیہ خرچ کرکر مسجد کی مرمت کی ہے پہلے دروازہ کی جگہ عالیشان دروازہ بنایا ہے اور حوض بھی منقطع تعمیر کیا ہے جو نلکہ کے پانی سے پرآب رہتا ہے اندرونی وبیرونی مرمت اس مسجد کی ہو کر مسجد کی رونق دوبالا ہو گئی ہے

مسجد نواب وزیر خان مرحوم

یہہ وہ عالیشان لاثانی عمارت لاہور کے قدیم عمارات مین سے ہے جسکی شہرت ولایتون مین ہے اور فی الحقیقت ایسی خشتی کا لنسی کار عمدہ عمارت دوسری جگہ کم دیکھی جاتی بلکہ اس مسجد کو لاہور کا فخرو افتخار کہا جائے تو بجا ہے اس مسجد مین ہر ایک کام نہایت خوبی وخوش اسلوبی سے بنا ہے عمارت ایسی مضبوط پختہ چونہ کار مستحکم بنی ہے کہ باوجود گذرنے عرصہ دوسو اکیاون سال کے ابتک اوسکی عمارت کو کچھہ نقص نہین پہنچا بعد سلطنت چغتائی سکھی عہد مین کبھی کسیکی توجہ اسکی مرمت کی طرف نہین ہوئی اگر ہوئی تو اسقدر کہ نورا ایمان والے نے اسکی چارون میناروں کی اوپر کی برجون کے دو دو در بند کرا دئے تھے اور دو دو کھلے رکھے تھے اس خیال سے کہ درمیانی ستون نازک ہین مبادا کسی بھونچال کے صدمہ سے گر جائے مگر اس مستحکم عمارت کو مرمت کی ضرورت نہوئی اب جو کسیقدر مرمت کی ضرورت ہوئی تو مرزا انور علی متولی ومہتم مسجد نے چونہ سے کرائی ہے کالنسی کار نقاشی اس مسجد کی دیوارون پر اور منبت کاری کا کام ایسا اچھا ہوا ہوا ہے کہ بڑے بڑے نقاش نقاشی کا سبق اوس سے لیتے ہین اور دور دور کے مسافر لاہور مین آکر اون طاقچون کی نقلین اوتار کر لیجاتے ہین خوشخطی حرف عربی وفارسی کے اس شان کے ہین کہ بڑے بڑے خوشنویس ولایتون کے اسکو دیکھہ کر دنگ ہو جاتے ہین منقطع ایسی ہے کہ اس قطع کی دوسری مسجد

دیکھنے مین نہین آئی بیرونی بڑے محرابی دروازے کے زینہ سے جو اوپر چڑہین
تو مسقف یک صحن جسکے اوپر بڑا گنبد بنا ہوا ہی آتا ہی اُسکو مسجد کا چارسو کہنا
چاہیئے کہ ایک رستہ اُسکا شمال کو نکل جاتا ہی اور شمالی زینہ سے اُترکر بازار مین
انسان جاسکتا ہی دوسرا راستہ جنوب کی طرف جاتا ہی اور چھوٹے دروازے
مسجد سے نکلکر کوچے مین آدمی داخل ہوجاتا ہی غرب کی طرف اندرونی دروازہ
مسجد کا ہی اسطرف انسان جائے تو مسجد مین داخل ہوجاتا ہی صحن اس مسجد
کا بہت وسیع دو درجہ مین منقسم ہی اولا صحن متعلقہ مسجد ذرہ پست ہے اور
صحن خاص مسجد ذرا بلند ہے صحن متعلقہ مین حوض ایکسو گز مربع بنا ہوا ہے
اور حاطہ چار دیواری مزار سید اسحاق گازرونی المعروف میران بادشاہ کا
بھی اسی مین ہی اور صحن خاص مسجد مین مسلمان نماز پڑہتے ہین اُس سے آگے
بڑہکر مقام مسجد ہی جسکی پانچ محرابین عالیشان ہین اُنمین سے ایک محراب
بہت بڑی اور دو دو اُسکے داہین بائین اُس سے چھوٹی ہین اندر سے بہی
مسجد کی نہایت عمدہ عمارت منقش و رنگین ہی اور منبت کا کام مغربی دیوار کی
محرابون پر بہت ہی آیتہ قرآنی و احادیث بہت لکہی ہین باہر پانچون محراب
پر کاشی کار کتبے نہایت خوشخط و رنگین بنے ہوئے ہین وسط کی محراب کے
اوپر کے کتبے پر آیت الکرسی بخط عربی تحریر ہے اور کتبون پر قرآن کی سورتین
اور حدیثین اور چار کبار کے نام تحریر ہین مسجد کے سب صحن مین خشتی فرش
ہے اور باہر کے اندرونی دروازے پر - محمد عربی کابروے ہر دوسرا ست -
کسیکہ خاک درش نیست خاک برسرا و + بخط فارسی جلی قلم سے نہایت
خوشخط لکہا ہی اس مسجد کی تین طرف علما و فضلا و طالب علمون کے رہنے
کے لئے حجرے بنے ہوئے ہین شمالی حجرون مین سے ایک ایک دریچہ بطرف

بازار رکھا ہوا ہے ان حجرون کے علاوہ سولہ بڑے بڑے حجرے مسجد کی ڈیوڑہی
کے چار سو مین بنے ہین شمالی رستہ کے شرق و غرب تین تین اور سفید جنوبی
رستہ کے دو طرف اور چار حجرے ڈیوڑہی کے گنبد کے چار گوشون مین اور گنبد
کی سقف کے نیچے چارون طرف چار شہ نشین خوبصورت مقطع بنائے گئے ہین
چار بلند مینار اس مسجد کے ہشت پہلو خوبصورت بنے ہوئے ہین اور ہر ایک
پہلو مین کانسی کار قطعے منقش رنگین ایسی خوبی سے لکھے ہین کہ ابتک انکی
رنگت تازہ ہے اگرچہ اب صدہا سال کے گزر جانے کے سبب سے نقش و حروف
بہت جگہ سے گر گئے ہین مگر جسقدر باقی ہین نہایت روشن ہین باہر کے شرقی
دروازہ کلان مسجد پر بھی سرتاپا کانسی کا کام ہے اور کتبے بہت ہین سب سے
اوپر طولانی کتبہ ہے جسمین افضل الذکر بخط فارسی جلی لکھا ہے دوسرے
کتبے مین یہ عبارت لکھی ہے + درعہد ابو المظفر صاحبقران ثانی شاہجہان
بادشاہ غازی اتمام یافت + تیسرے کتبے مین لکھا ہے بانی بیت الله تابع
فدوی باخلاص مرید خاص الخاص قدیم الخدمت وزیر خان - چوتھے مین
لکھا ہے - این خانہ کہ ہست چون فلک مظہر فیض - دارد چو حریم کعبہ صد در فیض +
بر چہرہ اہل قبلہ این در بکشاد - تا حشر کشادہ باد ہمچون در فیض + پانچوین
کتبے مین یہ شعر لکھا ہے - سال تاریخ بناے مسجد عالی مقام - از خرد جستم بگفتا
سجدہ گاہ اہل فضل + اس مادہ تاریخ سے ۱۰۴۲ سنہ ہجری حاصل ہوتے
ہین - چھٹے کتبے مین یہ شعر تحریر ہے - تاریخ این بنائے چو پرسیدم از خرد +
گفتا بگو کہ بانی مسجد وزیر خان + اس مادہ سے ۱۰۴۲ سنہ ہجری بحساب ابجد
برآمد ہوتے ہین - ساتوین کتبے مین یہ شعر لکھے ہین - دہقان درجو بختر
نیک سرشت + در مزرع جہان ہمان حرز کشت + ارباب عمل بنائے خیرے بگزار -

کا خرچہ براہت ازین در بہ بہشت ہے اس مسجد کے شرقی دروازہ کے آگے
بڑا چوک کلان بنا ہوا ہی جسکو چوک وزیر خان کہتے ہین اس چوک کی دو کانین باجا
محرابی عمارت کی پختہ بنی ہوئی ہین اور تین دروازے محرابی کلان چوک کے
ہین ایک دروازہ مسجد کے محاذی بطرف شرق اور دوسرا بطرف غرب متصل
دروازہ وزینہ شمالی مسجد تیسرا شمالی متصل حویلی راجہ دینا ناتہہ مرحوم چوک کے
اندر دو گنبد ایک خانقاہ صید صوف کا بنیہ میان محمد سلطان ٹہیکہ دار اور دوسرا
بالائے چاہ بنیہ راجہ دینا ناتہہ کا باقی سب صحن کشادہ ہی اگرچہ بعہد سلطنت
چغتائی یہ چوک اسیطرح کہلا ہوا تہا مگر سکہوں کے عہد مین اس چوک کے اندر دوکانین
ونشستگاہین بن گئی تہین اور چوک کی صورت بالکل متغیر ہوگئی تہی مگر انگریزی
عہد مین وہ سب مکانات گرائے گئے اور چوک کی زمین بدستور سابق نکالی گئی
جو اتبک موجود ہی۔ اس مسجد کے شمال وشرق کی سمت دو کانین بر سر بازار بنی ہوئی
ہین اور جسقدر جائداد نواب وزیر خان نے مسجد سے لیکر دہلی دروازہ تک دو طرفہ
بازار کے دوکانین وسرائے وحمام تعمیر کرکے وقف کی تہین ان سب کی آمدنی
مسجد کے متعلق تہی مگر اب سرائے سرکاری جائداد ہی حمام بہی سرکار کے متعلق ہے
باقی اندرون شہر سے بہت سی جائداد منتقل بنام اور لوگوں کے ہوگئی اور کچہہ
خادمان مسجد امام وموذن وجہاڑو کش وشمع افروز وغیرہ خادمان مسجد کے
نام واگزار ہین مسجد کا حوض بہرنے والا بہی دوکانون کا کرایہ کہاتا ہی اس
صورت سے اتبک یہ مسجد آباد چلی آتی ہے اگر جائداد کی آمدنی اسکے متعلق
نہوتی تو آبادی کی صورت مفقود ہو جاتی اس مسجد کا بانی نواب وزیر خان
مرحوم شاہجہانی عہد مین لاہور کا ناظم یعنی صوبہ تہا جسنے سوائے اس مسجد کے
اور بہی عمارتین بہت سی بنائی تہین مختصر حال اسکا یہ ہی کہ اصلی نام اسکا

شیخ علم الدین انصاری تہا قصبہ چنیوٹ مین اسکی سکونت تہی ابتداء عمر مین
اس سے طبابت کا علم پڑہا اور چنیوٹ مین طبابت جاری کی جب وہان معاش
مین تنگی رہی تو لاہور کو آیا چندے یہان سکونت رکہی پہر دہلی پہنچا دہلی سے
اکبرآباد گیا اُس شہر مین اسکا اسقدر شہرہ ہوا کہ بطلع والدہ شاہجہان بادشاہ
کا جو اُسوقت ابہی شاہزادہ تہا اسکے سپرد ہوا اور وہ چندسالہ بیمار اسکے علاج
سے اچہی ہوگئی اُس خدمت مین ابہی اس نے بڑا انعام پایا اور آمد و رفت
اسکی دربار شاہی مین بخوبی ہوگئی سب سے زیادہ محبت اسکی شاہجہان سے
تہی اور وسیلہ کا ذریعہ شاہی دربار مین تہا اتفاقاً انہین ایام مین ملکہ نورجہان بیگم
جہانگیر بادشاہ کی محبوبہ بی بی کے پاؤن مین دنبل نکلا سب اطبا چاہتے تہے کہ
اُس دنبل کو چیر دیا جائے مگر ملکہ کو بسبب نزاکت طبیعت کے یہ امر ناگوار تہا اور
نہین چاہتی تہی کہ نشتر کہائے اور درد کا صدمہ اُٹہائے آخر علم الدین بلایا گیا
اسکے خیال مین بہی پہوڑے کا چیرا جانا مناسب متصور ہوا اور پہوڑے کے
چیرنے کیواسطے اس نے یہ تجویز نکالی کہ شاہی دالان مین ریگ بچہوا دی اور
خود باہر چلا گیا اور عرض کر گیا کہ ملکہ دالان کے ایک طرف سے آئیے اور ریگ کے
اوپر سے دوسری طرف گزر جائے اور پردے مین ہو بیٹھے جب مین اُنکے پاؤن
کے نقش ریگ پر دیکہہ لونگا تو علاج تجویز کرونگا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جب
ملکہ ریگ کے اوپر سے پابرہنہ گزر گئی تو حکیم آیا اور نقش قدم سے دیکہہ لیا کہ
کف پا مین فلان جگہ دنبل ہے پس اس نے ایک چہوٹا سا نشتر نقش قدم پر
جہان کہ پہوڑے کا نشان تہا کہڑا کر دیا اور عرض کی کہ ملکہ ایک دفعہ پہر تکلیف
کرے اور جس رستہ سے پہلے گئی تہین اب پہر جائین مگر یہ احتیاط رہے
کہ پہلے نقش قدم سے باہر قدم نہ پڑے گویا اُسی قدم پر قدم رکہتی ہوئی گزر جائین

ملکہ نے ویسا ہی کیا جب نشتر پہ پاؤں آیا تو نشتر دنبل مین گھس گیا اُسیوقت پہوڑے سے آلایش نکلنی شروع ہوگئی جب اس حیلہ سے پہوڑا چیرا گیا تو بادشاہ اور ملکہ دونو حکیم پر بہت خوش ہوئے شاہی شفا خانون کی افسری تو اُسی روز انکو اور باقی انعام کا ملنا غسل صحت کے روز پر منحصر رکہا گیا چند روز مین پہوڑا اچہا ہوگیا اور ملکہ نے لاہور آکر غسل صحت کیا اس روز بادشاہ نے ایک لاکہہ روپیہ کا خلعت حکیم کو دیا اور سات لاکہہ روپیہ نقد مرحمت کیا ملکہ نے اپنے بدن کا سب زیور جو اُسوقت زیب بدن تہا حکیم کو اوتار دیا ایکسو گیارہ ملکہ کی خواص وہمنشین معزز کنیزین جو اُسوقت حاضر تہین سب نے اپنے جسم کے سب زیور اُتار کر ملکہ کے تصدق کئے وہ بہی حکیم کو دے گئے غرض اس روز بائیس لاکہہ روپے کی جمع حکیم کے پاس ہوگئی پہر تو حکیم عظیم الشان امیر بنگیا اور خاندان شاہی کے معالجہ کا مہتمم ومعتبر بہی سمجہا گیا۔ من بعد جب نورجہان بیگم اور شاہزادہ خورم یعنی شاہجہان کی آپس مین عداوت ہوگئی اور جہانگیر نے ملکہ کے کہنے سے شہزادے کو قید کر دیا تو محافظ شاہزادہ کا یہی حکیم قرار پایا وزیر آصف جاہ نورجہان بیگم کا بہائی جو اپنی بہن کے مخالف اور شہزادے کے ساتہہ موافق تہا اُس نے حکیم کو ترغیب دی کہ شہزادہ کو لیکر دکن کو بہاگ جائے چونکہ حکیم کی بہی شہزادے کے ساتہہ کمال دوستی تہی اور شہزادہ کے ہی ذریعہ سے اُسکو یہ مرتبہ نصیب ہوا تہا اس نے شہزادہ کی جان کی حفاظت سب سے مقدم جانی اور دکن کو لیکر بہاگ گیا ابہی شہزادہ دہین تہا کہ جہانگیر کشمیر کے رستہ مین بہ بیماری ضیق النفس فوت ہوگیا اور شاہجہان نے دکن سے آکر آگرہ کے تخت پر اجلاس کیا لاہور مین آصف جاہ نے نورجہان بیگم کو نظر بند کرلیا پہر تو حکیم علم دین نوابی مراتب پر پہنچا۔

نواب وزیر خان خطاب پایا لاہور کی حکومت پر سرفراز ہوئی چونکہ عمارت کا شوق اسکو بہت تہا اچھی اچھی عمارتیں اس نے لاہور میں بنوائین اور یہ مسجد اپنے نام سے ایسی یادگار چہوڑ گیا کہ قیامت تک اسکا نام روشن رہیگا +

مزار سید اسحاق گازرونی المشہور میران بادشاہ

اس بزرگ کا مزار مسجد وزیر خان کے اندر صحن متعلقہ مسجد کے اختتام اور خاص صحن کے آغاز پر مائل بسمت جنوب واقع ہے اصلی مزار اس بزرگ کا مسجد کی کرسی کے اندر تہہ خانہ کے بیچمین ہے زینہ اتر کر وہان پہنچتے ہین اوپر بہی ایک چار دیواری بنا کر صورت قبر کی بنا رکہی ہے زینہ کے آگے ایک چوکہنڈی بنی ہوئی ہے جہان مجاور بیٹھتا ہے یہ قبر مسجد کی تعمیر سے پہلے اس موقع پر بنی ہوئی تہی جب نواب وزیر خان نے مسجد تعمیر کی تو اسکو بدستور قائم رکہا بلکہ اس مزار کو اپنی مسجد کی رونق و زینت تصور کیا اور فی الحقیقت اس بزرگ کے تصدق سے سکہی عہد مین بہی یہ مسجد سکہون کے دستبرد سے حفاظت مین رہی کیونکہ ایک مرتبہ مہاراجہ رنجیت سنگہ موران طوائف کو ساتہ لیکر اس مسجد کے مینار پر آیا اور دن بہر اوپر رہ کر عیش و نشاط مین سرگرم رہا اتفاقاً اُسی شب کو بیمار ہو گیا لوگون نے کہا کہ یہ آثار غضب اس بزرگ کے ہین جنکی مسجد وزیر خان مین قبر ہے دوسرے روز مہاراجہ مزار پر آیا اور پانسو روپیہ نذر چڑہا کر جبین سائی کی اور توبہ کی کہ پہر ایسی حرکت وقوع مین نہ آئیگی - سکہون کے وقت ہر جمعرات کے روز اس مزار پر میلہ ہوتا تھا اور طوائف لوگ مسجد کے گنبد مین آکر ناچتے تہے شوقین لوگ ہزارون جمع ہوتے تہے سالینہ عرس و مجلس سماع بڑی دہوم دہام سے ہوتی تہی اب بہی جمعرات کے روز ہندو مسلمان حاضر ہوتے ہین سالینہ عرس بہی ہوتا ہے

مگر وہ سرگرمی نہین سو دو دکانین مسجد کی اوپر کی جو زیر گنبد دیوڑہی اور اوسکے
دونو ستون جنوب و شمال کی سمت مین ہین نواب وزیر خان نے جلد گرون کے
رہنے کے لئے وا ... وقف کی ہوئی ہین سکھون کیوقت ان دوکانون پر بہی
بڑی رونق رہتی تہی کہ جلد سازی کی دوکانین سوا اسکے اس جگہ کے شہر کے کسی بازار
مین نہ تہین جلد سازی کتاب فروشی اسکے مقام پر ہوتی تہی اب وہ بات باقی رہی
جلد سازی و کتاب فروشی کشمیری بازار مین ہوتی ہے شہر مین بعد دوکانین پہیل
گئی ہین مسجد کے سب دوکانین بند ہین اکثر قفل بند ہین انہین لوگون کے آگے ہوگئے
مین جو اگلے جلد سازون کی اولاد سرکاری دفترون اور چہاپہ خانون مین نوکری کرتے
ہین اندر کے جو حجرے مسجد کے جو صحن کے شرق و شمال و جنوب کے سمت ہین اون مین بہی
پہلے قالین بنتا تہا بعض مین کسی مین کوئی نقاش نقاشی کرتا ہے کسی مین کوئی کاتب
بیٹہتا ہے کسی مین مزار کے مجاور قیام پذیر ہین دونو چوکہنڈیان و دو حجرے امام مسجد
کے قبضہ مین ہین انہین سے ایک میران بخش نقاش اس زمانے مین نام آور
ہے کر چہاپہ کی سیاہی مین نقاشی اسکی اعلے درجہ کی ہوتی ہے طلائی کام بہی وہ
اعلے درجہ کا کرتا ہے سید اسحاق گازرونی کا مزار اس مسجد مین زیارت گاہ
خاص و عام ہے ایک سید خداپرست فارس کے ملک شہر گازرون کا رہنے والا
تہا تغلقیہ سلطنت کیوقت لاہور مین آیا اور یہان ہی قیام رکہا چونکہ مرد خدا پرست
تہا رجوع خلایق کا اسکی طرف بہت تہا ہزارون مرید تہے جب فوت ہوا تو اسی
جگہ دفنایا گیا اور حسب وصیت احاطہ مزار کا پختہ اور قبر خام بنائی گئی قبر پر
ایک نہال ایسا پیدا ہوگیا جس نے بیل کی طرح بڑہکر قبر کو ڈہانپ لیا اس سبب سے
لوگ اس بزرگ کا نام پیر سبز مشہور کرتے تہے قریب دو صدیوں کے وہ نہال
سر سبز رہا اور بیمار لوگ اسکے پتے لیجا کر کہاتے اور شفا پاتے رہے آخر جب

نواب نے اس جگہ مسجد بنوائی تو قبر پختہ بن گئی اور نہال کا خاتمہ ہوگیا اس بزرگ نے ۹۷؁ہجری میں جہان فانی سے انتقال کیا تہا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم اسکی تاریخ وفات ہے +

مقبرہ امام غلام محمد المشہور امام گاموں

یہ مقبرہ بہی مسجد وزیر خان کے متعلقہ مکانات سے ہے صاحب مقبرہ امام غلام محمد بن حافظ محمد صدیق اس مسجد کا امام عالم فاضل سلسلہ قادریہ کا فقیر صاحب تصانیف مفیدہ تہا چنانچہ گنج مخفی نام ایک منظوم کتاب تصوف کے علم میں اسکی یادگار ہے ۱۲۴۴؁ ہجری میں یہ فوت ہوکر مسجد وزیر خان کے آسمانی چاہ متعلقہ میدان دفنایا گیا اور پختہ قبر چبوترہ پر بنائی گئی صاحبان انگریز کی ابتدا عملداری میں کسی ارادتمند نے اس مزار پر پختہ گنبد بنوا دیا جو ابتک موجود ہے خاص مسجد کی جنوبی دیوار کے باہر یہ مقبرہ بنا ہوا ہے جس احاطہ میں چاہ کلان متعلقہ مسجد واقع ہے اور اسی چاہ کے پانی سے مسجد کا حوض بہرا جاتا ہے صاحب مقبرہ کی وفات کے بعد امام اللہ بخش اسکا بیٹا مدت العمر مسجد کا امام رہا وہ ۱۲۷۸؁ میں مرگیا اب امام محمد اسکا بیٹا امامت کراتا ہے صاحب مقبرہ عبداللہ شاہ بلوچ قادری کا مرید تہا جسکا روضہ موضع مزنگ میں مشہور ہے پہلے ہر سال اس مقبرہ پر بہی میلا ہوتا تہا اور مجلس سماع بہی ہوتی تہی اب بالکل مسدود ہے +

مقبرہ سید صوف

یہ مقبرہ مسجد وزیر خان کے بیرونی چوک میں محاذی دروازہ کلان مسجد واقع ہے پہلے صرف ایک قبر چبوترہ پر بنی ہوئی تہی اور چاہ و مسجد خورد و فقیروں کے رہنے کا ایک حجرہ بنا ہوا تہا سکہوں کیوقت لوگوں کی آمد و رفت اس مزار پر بہی بہت تہی سلطنت انگریزی میں جب چوک کے اندرونی مکانات گرائے گئے اور چوک

نکالا گیا تو اس مزار پر محمد سلطان ٹہیکہ دار نے روضہ بنوا دیا اس گنبد کی تعمیر
مزار کی رونق بڑہ گئی اور چوک کی زینت دوچند ہوگئی - صاحب مزار سید اسحاق
گازرونی کا ہم عہد و ہم مجلس تہا بعض لوگ اس بزرگ کو سید اسحاق کا بہائی
ظاہر کرتے ہین شاید ہو گا مگر تصدیق اسکی کسی عمدہ ذریعہ سے نہین ہوتی
یہ مزار بہی مسجد کی تعمیر سے اول یہان بنا ہوا تہا اور مسجد پیچہے تعمیر ہوئی +

مزار سید سر بلند

یہ مزار اندرون کٹرہ جو بفاصلہ بازار شمالی مسجد وزیر خان کے واقع ہے موجود ہے
یہ کٹرہ بہی نواب وزیر خان نے بنوایا اور مسجد کے نام وقف کر دیا تہا اور مزار
تعمیر کٹرے سے اول یہان بنا ہوا تہا قبر ایک بلند چبوترہ پر پختہ بنی ہوئی ہے
یہ بزرگ بہی سید اسحاق گازرونی کے دوستون و ہم نشینون مین سے تہا
سکہی عہد مین اس مزار پر بہی پنجشنبہ کے روز لوگ بہت جمع ہوتے تہے سالانہ
عرس بہی دہوم دہام سے ہوتا تہا مگر اب وہ گرم بازاری نہین رہی عام لوگ
اسکو بہی سید اسحاق کا بہائی کہتے ہین +

مزار پیر ذکی

اس بزرگ کے جسم کا دو جگہ مزار ہے سر مبارک کا مدفن تو حین دروازہ شہر
کے غربی دالان کے ایک گوشہ مین ہے اور اسی بزرگ کے نام سے وہ دروازہ
ذکی دروازہ کہلاتا ہے اور باقی جسم دروازہ کے اندر ایک طویلہ مین مدفون
ہے قبرین دو نو جگہ بنی ہوئی ہین تحفۃ الواصلین مین لکہا ہے کہ یہ بزرگ
مغلون کی لڑائی مین شہید ہوا تہا حالت زندگی مین بہی اسی دروازے مین
قیام پذیر تہا جب مغلون نے محاصرہ شہر کا کیا تو حفاظت اس دروازے
کی اسکے متعلق تہی آخر جب مغلون نے شہر فتح کر لیا تو یہ بزرگ دشمنون سے

ذیب لڑا اور شہید ہوا مشہور یہ ہے کہ سر اسکا عین دروازے کے اندر جسم سے جدا ہوگیا تھا جہان اب سر کی قبر بنی ہوئی ہے مگر جسم بے سر بھی تلوارین مارتا رہا اور بہت سے آدمی مارے آخر الامر شہر کے اندر جاکر سرد ہوگیا یہ امر خدا کی قدرت سے بعید نہین ہے ٭

پیر بانی

یہ متبرک مزار قدیم عمارت کا پختہ بنا ہوا کشمیری بازار مین سرراہ واقع ہے اصلی نام صاحب مزار کا بسبب گزرنے عرصہ دراز کے کسی کو معلوم نہین ہے اور نہ مصنف تحفۃ الواصلین نے اسکا نام اپنی کتاب مین درج کیا ہے اُسکا بیان ہے کہ یہ بزرگ بلخ مین بسبب اسکی عبادت و ریاضت کے بہت سے لوگ اسکے مرید تھے شہزادہ سلطان جلال الدین خوارزمی بادشاہ کابل و قندہار و غزنی و بلخ اسکا کمال معتقد تھا آخر جب خوارزمی بادشاہت پر چنگیز خان غالب آیا۔ سلطان جلال الدین بھی مغلون کی لڑائی مین اپنے باپ سلطان محمد کی طرح بہت لڑائیون اور بار بار جنگ کے بعد شکست کہا کر سندہ کا دریا اُتر کر پنجاب مین داخل ہوا اور بلخ کو چنگیزی فوج نے لوٹ کر برباد کر دیا تو اُسوقت یہہ بزرگ بھی بلخ سے نکل کر پنجاب کو آیا اور لاہور مین آکر قیام پذیر ہوا آخر جب چنگیز کے پوتے قلی خان نے پنجاب پر فوج کشی کی تو مقام لاہور دہلی کی فوج اور مغلون مین لڑائی ہوئی اُسوقت کے غازیون مین یہ بزرگ بھی تھا جو لڑائی مین مارا گیا اور اس مقام پر اپنے حجرے کے اندر مدفون ہوا من بعد میر معین الملک المشہور میر منو کے وقت سنہری مسجد تعمیر ہوئی اور نواب بہکاری خان بانی مسجد نے اپنی مسجد کی زینت کے لئے بازار سیدہا کیا تو یہ مزار سرراہ آگیا تو اُس نے ایک پختہ کمرہ محرابی دروازے کا بناکر مزار کی بھی دوبارہ تعمیر

اور محاذی دروازے کے پختہ مسجد عہد قدیم کی بنی ہوئی ہی مسجد کی تین محرابین
عالیشان ہین اور چہت قالبوتی گنبد نما سوائے مسجد کے اس احاطہ مین دو
مقبرے عالیشان پختہ بنے ہوئے ہین ایک تو احاطہ کی شرقی دیوار کے ملحق
یہ مقبرہ سید محمود حضوری کا پختہ نا بکمر بلند چبوترے پر بنا ہی تین تین در
چارون طرف کل بارہ در انکے اوپر سقف قالبوتی اُسپر عالیشان مدور گنبد
خوشنا ہے اس مقبرہ کے اندر دو قبرین ہین ایک سید محمود دوسری سید
شاہ نور الدین کی جو شاہ سید محمود کا بیٹا تہا زینہ آمد و رفت جنوب کی سمت
سے ہی- دوسرا مقبرہ علیحدہ چاردیواری مین سید جان محمد حضوری و
سید سرور دین اسکے بیٹے کا ہی اس چاردیواری کا دروازہ شمال کی طرف
مسجد کے صحن کے ساتہہ متصل چاہ چرخی دا ہی چاردیواری کے اندر عالیشان
مقبرہ ایک پختہ ریختہ کار عمارت کے چبوترے پر واقع ہی پہلے مقبرے کی
طرح اسکے بہی بارہ در ہین ہر ایک طرف تین تین در سقف کے برابر گرد سقف
قالبوتی اُسپر مدور گنبد خوشنما اسکے اندر دو قبرین ہین ایک سید جان محمد
کی اور دوسری سید سرور دین کی یہ دونو بزرگ اپنے وقت کے مقتدا و
پیشوائے طریقت تہے اور حضوری اسواسطے خطاب تہا کہ ان کا مرید بہت جلد
اوج طریقت پر پہنچکر حضوری ہو جاتا تہا یہ خاندان کوہ غور سے بمقام اوچ اور
اُوچ سے لاہور آکر سکونت پذیر ہوئے اور شاہجہانی عہد مین بہت عروج پایا
عادم ظاہری و باطنی کے یہ دونو بزرگ جامع تہے موسوی سید کہلاتے تہے
ان کی اولاد سید احمد شاہ و حسین شاہ موجود ہین جلدگری کا کام کرتے
ہین انکا شجرہ نسب یہ ہی کہ احمد شاہ و حسین شاہ بن غلام محی الدین بن
نور شاہ بن عبد اللہ شاہ بن عبد الوہاب بن سرور دین بن سید جان محمد حضوری

بن سید نور بن محمود بن شمس الدین بن بدالدین بن جلال الدین بن ابراہیم بن جعفر بن علی بن رضا علی بن سید امیر بن سید غرب بن سید نصر بن سید غیاث بن سید محب علی بن سید احمد غوری بن طیب بن حسین بن سید عسکری مست بن علی حامد بن منصور بن کبیر بن محمود بن محمد بن ابوتراب بن باقر بن محسن بن عابد بن مختار بن جعفر صورانی بن حسن بن اسحاق بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق ہے اس خانقاہ پر ہرسال میلا ہوتا ہی ایکروز چراغ دوسرے روز قوالی ہوتی ہے سید جان محمد حضوری سنہ ۱۰۶۴ھ مین فوت ہوا اور اس جگہ دفنایا گیا - خاص مقبرہ جان محمد حضوری کے غرب کی سمت اب ایک اور نیا احاطہ پختہ ڈبل اینٹون کا بنایا گیا ہی جسکا دروازہ مقبرہ کے احاطہ کے اندر سے ہی یہ احاطہ مفتی غلام سرور شاعر لاہور نے اپنے خاندان کے مقابر کے لئے اپنا روپیہ خرچ کرکے بنوایا ہی اور زمین مجاورون خانقاہ سے خرید کی ہی اسمین اب صرف تین قبرین بنی ہوئی ہین مگر احاطہ وسیع ہی ایک قبر اسمین غلام صفدر صاحب احاطہ کی بشیر کی ہی اور ایک پوتی اور ایک پوتی کی ہی

مسجد دایہ انگاہ المشہور دایہ انگنا

یہ عالیشان مستحکم مسجد شاہجہان بادشاہ کے عہد مین دایہ انگا نے تعمیر کی تہی یہ عالی جاہ دایہ حرم محترم شاہ جہانگیر کے دولت خانہ مین رہتی تہی نام اسکا زیب النسا بیگم اور انگا خطاب تہا کیونکہ اسلامی سلطنت کیوقت اکثر مقرب دایہ عورتون کو جو شہزادون کو دودہ دیتی تہین انگا خطاب ملا کرتا تہا کیونکہ انگ جسم کو کہتے ہین اور انگا اُسکو کہتے ہین جسکے ساتہہ ایک جان دو قالب ہوے یہ مسجد مغلیہ سلطنت کے وقت بڑی رونق پر رہی کہ بہت سی جائداد بانیہ نے اسکے ساتہہ وقف کی ہوئی ہے جب زمانہ پلٹ گیا اور شہر کو غارتگرون نے باربار لوٹا اور

باہر شہر کی آبادی بالکل ویران ہوگئی تو یہ مسجد باقی رہ گئی مہاراجہ رنجیت سنگہ
کیوقت اسمین سالہا سال باروت وگولہ بہرا رہا جب انگریزی وقت آیا تو یہہ
مسجد خالی ہوئی اور درج نقشہ نزول کی گئی چونکہ عمارت مطبوع ووسیع تہی مسٹر کوپ
صاحب مہتمم مطبع لاہور کرانکل نے سرکار سے اجازت لیکر اس مسجد کو کوٹھی
بنالیا چندسال وہ رہتا رہا آخر جب کارخانہ ریل کا اس موقع پر جاری ہوا تو
یہہ مسجد بہی ریل والون نے لے لی اور روپیہ قیمت کا کوپ صاحب کو ادا کردیا
اب وہ کوٹہی جسکو مسجد کہنا چاہیے ریل والون کے قبضہ مین ہے اور مسٹر بو کی
صاحب افسر کارخانہ آہنگران اسمین رہتا ہے - یہ مسجد اندر سے کانسی کار
ہے محرابون پر کام کانسی کا بسنتی نہایت عمدہ وتر وتازہ ابتک موجود ہے
جسپر قران کی آئتین ودرود شریف بخط نسخ خوشخط تحریر ہین صاحبان انگریز
نے بہی بسبب خوبصورتی کے بحال وبرقرار رکہا ہوا ہی کہ ایسا رنگین ومنقش
کام ہونا اب مشکل ہی مسجد کی تین عالیشان محرابی قالبوتی خوشقطع ہین وہ خورد
ایک کلان عمارت تمام خشتی منقش کانسی کار ہی اندر سے بہی مسجد کے تین
درجے ہین قالبوتی سقف اور اوپر سقف کے تین گنبد مدور عالیشان بنے ہین
پہلے اسکے چار مینار تین تین منزلہ تہے اب دو ورلے مینار باقی ہین پچھلے
گرگئے ہین ایک ایک منزل ان دونو کی بہی گرگئی ہی - اندر سے پولے نہین ہین

مزار حسو تیلی

یہ بزرگ لاہور کے خداپرست عابدزادون لوگون مین مشہور ہے قوم کا تیلی
اور خاص لاہور کا رہنے والا تہا چوک جہنڈے مین اسکی دوکان تہی غلہ
فروشی کا کام کرتا تہا خریدار کے ہاتہہ مین یہ ترازو دیدیتا تہا اور کہتا تہا کہ
خود وزن کرلے پس جو نیا وہ لیجاتا تہا اسکا غلہ گہر آکر گہٹ جاتا تہا اور

جو پورا ہیجاتا تہا اُسکا بڑہ جاتا تہا چنانچہ اس دوکان پر اب بہی جہنڈا لگا ہوا ہے اور روز چراغ جلایا جاتا ہے جمعرات کے روز بہت سے چراغون کی روشنی کی جاتی ہے شاہ چال سہروردیہ کا یہ مرید تہا جسکا مقبرہ دمدمہ کے اوپر موضع اچہرہ کے پاس ہے - یہ مقبرہ کلب گہر سے بسمت شمال موجود ہے گرد نواح اسکے وقد آدم بلند چار دیواری اور دروازہ آمدورفت غرب کی طرف ہے دروازہ عالیشان چوکہون والہ بنا ہوا ہے دروازہ کے اندر جائین تو جنوب کی سمت ایک مکان مع کوٹہری آتا ہے اسکے آگے بڑہین تو ایک بڑا چبوترہ خشتی بنا ہوا ہے اسکے اوپر قبور بہت سی ہین اس چبوترے پر ایک اور چبوترہ خشتی قدادم بلند بنا ہوا ہے جو چار زینہ جنوبی سے اسپر چڑہین تو اسکے وسط مین قبر شیخ حسّو تیلی کی پختہ چونہ گچ نظر آتی ہے سر کی طرف ایک چراغ دان پختہ بنا ہوا ہے زیرین چبوترے پر قبور شیخ سعد اللہ ستر پوش اور میان خان کی مکلف بنی ہوئی ہین جو اس بزرگ کے خلیفے و جانشین تہے اور چار دیواری کے باہر شرق کی سمت کو چہہ بیگہ زمین مزروعہ مع چاہ و چرخ چوب موجود ہے آمدنی اس اراضی کی مصارف کے لئے واگزار ہے ہر سال تیسری شوال کو اس بزرگ کا سالانہ عرس ہوتا ہے یہ موجودہ عمارت چمن شاہ فقیر نے بنوائی جبسے رونق مکان کی بڑہ گئی ہے شیخ حسّو تیلی ۱۰۳۲ ہجری مین فوت ہو کر یہان مدفون ہوا کہتے ہین کہ حضرت لال حسین کے ساتہہ اسکی کمال محبت تہی اور کہا کرتا تہا کہ حسّو حسین اور حسین حسّو ہے دوئی باقی نہین ہے +

مقبرہ جانی خان

قدیم مقابر سے نواح باغبان پورہ مین یہ مقبرہ موجود ہے یہ مقبرہ احمد شاہ بادشاہ کے عہد مین بنا تہا چنانچہ مقبرے کے جنوب کی سمت کو تا حال ڈیوڑہی اس باغ کی

تو ہائی سیر سے نے زیادہ ترستایا تو محلہ اُجڑ گیا لوگ جابجا نکل گئے مہاراجہ رنجیت سنگہ
کی عملداری مین پہر محلہ آباد ہوا مالکان مسجد بہی پہر آکر آباد ہوئے مگر اس عرصہ
مین بسبب صدمات چند در چند تمام حجرے مسجد کے گر گئے لکڑیان لوگ اُٹہا کر
لے گئے صرف مسجد باقی رہگئی محلہ کے لوگ فکر مین تہے کہ مسجد کو بدستور بنائین
اور ایک شخص دلاور خان نام داروغہ اصطبل کنور نونہال سنگہ نے زبردستی
سے مسجد کے صحن کی زمین امام سے چہین لی اور اپنی حویلی تعمیر کرلی وارثان
مسجد مفتی غلام رسول و مفتی غلام محمد مہاراجہ کہڑک سنگہ کے پاس مستغیث ہوئے
مہاراجہ نے دلاور خان کو سخت تنبیہ کی اور کرایہ نامہ زمین کا امام کو لکہوا دیا اب یہ
مسجد بسبب اسکے کہ اسکی صحن کی زمین مین دلاور خان نے باوجود مسلمان ہونے
کے حویلی بنالی تہی چہوٹی رہ گئی ہی مگر بسبب قدامت کے مشہور زیادہ ہی مفتی جلال الدین
مسجد کا امام ہی جو مفتی غلام سرور متولی مسجد کی اجازت سے امامت کرتا ہے
یہ مسجد گذشتہ سال کی برسات مین گر گئی تہی جسکو نواب عبدالمجید خان رئیس
لاہور نے دوبارہ تعمیر کرایا ہے ؛

مسجد محلہ تکیہ سادہوان

سادہون کے محلے مین یہ ایک عالیشان مسجد بنی ہوئی ہی جسکی تعمیر سنہ ۱۲۶۶ ہجری
مین نور محمد سادہو کے زر لاگت سے وقوع مین آئی - سادہو ایک مسلمان قوم کشمیری
ہین حاکمون سکہون کے وقت کشمیر سے آکر اس محلے مین جو محلہ عامل لوہانی کا
مشہور تہا سکونت پذیر ہوئے پہلے سب کرایہ دار تہے اب صاحب املاک و متمول
ہوگئے ہین یہانتک کہ محلہ انہین کے نام سے مشہور ہوگیا ہی یہ لوگ ظاہرا
کوئی کسب و پیشہ نہین کرتے ہندوستان کے مختلف شہرون مین نکل جاتے
ہین اور جسطرح پر روپیہ بہم پہنچتا ہی لے آتے ہین کوئی فقیر سالک کوئی مجذوب

کوئی شہزادہ کوئی کچھ کوئی بن جاتا ہے کوئی گدائی کرتا ہے کوئی تجارت پر گزارہ کرتا ہے غرض ہر حیلہ سے روپیہ پیدا کرلانا انکا کام ہے باہر جاکر یہ اپنے نام بھی بدل ڈالتے ہیں کوئی صوفی شاہ کوئی شتر بیچی شاہ کوئی مسکین شاہ نام رکھ لیتا ہے مسجد کے موقع پر پہلے ایک میدان تھا وہاں سادھوؤں نے اپنی نشست کے لئے تکیہ بنایا اور ایک مختصر مسجد کی بنیاد رکھی نور محمد نے وہ مسجد گرا کر اور بہت سی زمین تکیہ کے صحن سے لیکر یہ عالیشان مسجد بنوائی کچھ روپیہ اسمیں برادری کا بھی خرچ ہوا یہ مسجد کرسی دار ہے زینہ چڑھ کر اوپر جانے میں مسجد کی عمارت پختہ چونہ گچ ہے تین محرابیں تین دروازے سقف قالبوتی تین گنبد مدور بلند اوپر انکے کلس طلائی نصب ہیں صحن کشادہ چاہ پختہ ہے مسجد کے صحن کے نیچے بجانب جنوب تین دوکانیں بنی ہیں آبادی روز افزوں ہے +

مسجد مرزا محمد المشہور میرزا موٹا

یہ مسجد قدیمی ہے پہلے ضابطہ خان کی مسجد کہلاتی تھی اور ضابطہ خان ایک عابد زاہد شخص اس مسجد میں رہتا تھا لوگ اسکے معتقد بہت تھے وہ ۱۲۵۹ھ ہجری میں مرگیا سنہ ۱۸۵۷ء میں اس مسجد کو گرا کر از سر نو مرزا محمد نے بنوایا یہ شخص سکھی سلطنت کا ملازم تھا انگریزی عملداری میں خانہ نشین رہا مگر مالدار آدمی تھا اور دیندار بھی اس کی تعمیر میں اس نے بکشادہ دلی روپیہ خرچ کیا مسجد کی کرسی ایک منزل کی اونچی کی شرق و جنوب کی طرف مسجد کے نیچے دوکانیں بنوائیں جنکی آمدنی سے مسجد کی رونق ہے ایک نشستگاہ بھی مسجد کے متصل بنی ہے یہ بھی وقف ہے امام مسجد کے رہنے کا مکان بھی مسجد کے ملحق بنا ہے دروازہ اسکا شرقی ہے اور اوپر دروازہ کے ایک تختہ سنگ مرمر کا لگا ہے جس میں یہ شعر لکھے ہیں +

چونکہ از مرزا محمد مسجدے   شد بنا و خوب با تدبیر ست

ہاتفم شمار پئے تاریخ گفت اے چہ حسن مسجدے تعمیر شد

زینہ چڑھکر جب اوپر جائیں تو صحن مسجد آتا ہی جسکا فرش پختہ ہی اور بجانب شرق چھوٹی دیوار بطور منڈیر کے ہی صحن کے جنوب کی طرف چاہ ہی جسپر سقف ہی اور ایک دالان خشتی قابوئی سہ درہ جسکے اندر ایک حجرہ ہی اس سب حصہ مسقف کے اوپر امام مسجد کے لئے گھر بنا ہی مغرب کی سمت کو خاص مسجد دالان و دالان محرابی خشتی بنی ہی جسکے تین تین در تین سقف مسجد کی چوبی نہایت تکلف سے بنی ہے مسجد کے اوپر اگرچہ گنبد نہیں مگر دیوار کی منڈیروں نے تین حصے کر کر اور مدور بشکل گنبد بنا کر گویا وضعی گنبد بنا دیئے ہیں جو دور سے گنبد دکھائی دیتے ہیں اس مسجد کی دیواریں سب چونہ گچ و منقش ہیں اندر کی محرابوں کے اوپر اشعار لکھے ہیں اور باہر کی درمیانی محراب پر کلمہ شریف تحریر ہے اب مرزا محمد بانی مسجد مرگیا ہے اُسکا بیٹا موجود ہی وہ خدمت مسجد کی کرتا ہی اور یہ مسجد متصل طویلہ تھانہ ہنوار کے واقع ہے ۔

مسجد امیر شاہ وردی میجر

یہ مسجد بھی نو تیار نہایت پختہ و قبول صورت میرزا محمد کی مسجد سے تھوڑے فاصلہ پر سر راہ واقع ہی پہلے بھی یہاں مسجد تھی مگر بہت چھوٹی امیر شاہ نے اُسکے پاس کے مکان کو خرید کر مسجد کے شامل کیا اور مسجد کو وسیع کر کے از سر نو سنہ ۱۲۹۵ ہجری میں بنوایا اگرچہ گنبد نہیں ہیں مگر اور سب قطع سنہری مسجد کی ہی صحن مسجد کا فرش بھی مکلف ہی اور مسجد کی تین محرابیں منقوش بنی ہیں اندر سے بھی مسجد چونہ گچ ہے سقف چوبی نہایت موزوں ایک مختصر نشستگاہ بھی سقاوہ و چاہ و قدرے صحن جنوبی پاش کر اوپر بنائی گئی ہے جسمیں امام رہتا ہے ۔ بانی اس مسجد کا ایک شخص سید امیر شاہ نام ہی جو سرکاری انگریزی

فوج مین وردی میجر کا عہدہ رکہتا ہے آدمی بہت نیک ہے ٭

صوفی والی مسجد

یہ مسجد سرراہ کشمیری بازار کے واقع ہے قدیم زمانہ کی مسجد تہی اور بسبب اسکے کہ صوفی نام ایک ملا مدت مدید تک اسمین مقرر رہا یہ مسجد اسی کے نام سے موسوم ہوگئی جب اُسکے بیٹے نے مسجد و مکان متعلقہ مسجد کی نسبت مالکانہ دعویٰ ظاہر کیا تو محلے والے کوہی واردن نے اُسکو بذریعہ عدالت بیدخل کیا عرصہ دو سال سے جب سرکار کی یہ تجویز ہوئی کہ شہر کے ہر ایک بڑے بازار کو ایک سمت سے سیدہا کر کے پانی کے نل قائم کئے جائین تو اس مسجد کا بہی کچہہ حصہ سڑک مین آگیا جسکی قیمت سرکار سے پانسو روپیہ ملا چونکہ مسجد کا دوبارہ بننا منظور تہا حاجی مولی داد کوہی وار نے اُس روپیہ کے علاوہ اور بہت سا روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کر کے اسکو بنوایا جو سرراہ نہایت مطبوع معلوم ہوتی ہے افسوس کہ گنبد نہین بنا اگر بنتا تو اسکی زینت المضاعف ہوتی۔ اس مسجد کی کرسی بہت بلند بقدر ایک منزل کے ہے دروازہ شمال کیطرف بطرف کوچہ کے رکہا گیا ہے جب سیڑہیان چڑہکر اوپر جائین تو سامنے سقاوہ اور چاہ مسجد ہے یہ چاہ قدیم زمانہ کا بہت چوڑا بنا ہوا پانی اسکا سرد و شیرین مشہور ہے چاہ و سقاوہ کے غرب کیطرف صحن مسجد پختہ چونہ گچ بنا ہے مسجد خاص کی تین محرابین ہین بیچ کی محراب پر کلمہ شریف لکہا ہے مسجد کے اندر کی دیوارین بہی چونہ گچ ہین اور سقف چوبی مکلف بنی ہے مسجد کے نیچے بازار کی طرف دو دو دکانین ہین جنکا کرایہ حاجی مولی داد بانی مسجد لیتا ہے ٭

مسجد میان نور ایمان والہ

یہ مسجد شہر لاہور کی کوتوالی کی دیوار بدیوار جانب غرب ایک عالیشان مسجد بنی ہوئی موجود ہے بانی مسجد ایک متمول و مخیر آدمی عہد سکہی مین نور محمد نام تہا۔

گھوڑون کی کاٹھیان جو بصرف ہزار ہا روپے کے بنائی جاتی تھین اسی کی معرفت بنتی تھین مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اُسکو نور ایمان والہ خطاب بخشا تھا کہ اسکی ایمانداری و دیانت مہاراج کے دل پر نقش ہو چکی تھی بہت مرتبہ امتحان کیا گیا مگر سرکاری کام مین ایک خرمہرے کی خیانت اسپر ثابت نہوئی یہ شخص سخاوت بھی بہت کرتا تھا خیر و خوبی کے کام اس سے بہت سے ہوتے رہے ایک مرتبہ مسجد وزیر خان کی مرمت اس نے بصرف ہزار ہا روپے کے کرائی تھی اور چارون مینارون کے اوپر کے گنبدون کے آٹھ آٹھ درون مین سے اس نے چار چار در بند کرا دئے تھے اور چار چار باقی رکھے ہین کہ اُنکی زیادہ مضبوطی ہو جائے مسجدین بھی اس نے بہت بنوائین اور مقابر اور روضے بزرگون کے تعمیر کرائے اور اپنا یادگار نیک زمانہ مین چھوڑ گیا یہ مسجد اُس نے ۱۲۳۹ھ مین بنوائی تھی جسکی نہایت مستحکم پختہ چونہ گچ عمارت ہی مسجد کی کرسی بقدر ایک منزل کے بلند ہی زینہ چڑھکر اوپر جاتے ہین نیچے مسجد کے دو کانین بنی ہین جنکا کرایہ مصارف مسجد مین صرف ہوتا ہی زینہ سے چڑھکر جب اوپر جائین تو چاہ چرخی وار اور سقاوہ غسلخانہ بنا ہوا ہی مسجد کا صحن وسیع ہی جسمین پختہ فرش ہی خاص مسجد کی تین محرابین عالیشان بنی ہوئی ہین سقف قالبوتی ہی اور اوپر تین گنبد مدور نہایت خوبصورت تعمیر ہوئے ہین مسجد کی میانہ محراب کے اوپر ایک اینٹ سنگ مرمر کی لگی ہوئی جسمین یہ دو شعر لکھے ہین + نور محمد عطاکریم ~~علی~~ + ساخت مسجد چو فلک مستقیم + جست چو تاریخ بنایش خرد + ہاتف گفتا ہی اجر عظیم + + اس مسجد کے گوشہ کلکنی و نیرت مین پہلے دو حجرے پختہ بنے ہوئے تھے مگر اب جو سرکار انگریزی نے بازار کی ایک سمت کو پانی کے نل جاری کرنے کے لئے سبد ھا کیا تو زینہ اور دونو حجرے اور کسیقدر صحن اور دو کانون کا ایک درجہ بیرونی سڑک مین آگیا جسقدر

معاوضہ کا روپیہ سرکار سے علاوہ خرچ ہوکر دوبارہ زینہ اور زینہ کے اوپر ایک حجرہ بنایا گیا اور صحن کو اوپر کی منزل پر سنگ سرخ کے تختون کا بڑھاؤ دیکر وسیع کیا گیا ہے ٭

مسجد ثانی نور محمد ایمان والہ

یہ مسجد کشمیری بازار کے سرراہ بنائی گئی تہی اور مسجد کے جانب شمال بفاصلہ ایک کوچہ کے نورا ایمان والے کی سکونت کی حویلی تہی جب مسجد تیار ہوئی تو مولوی جان محمد مرحوم جو عہد سکہی مین ایک مشہور مولوی و واعظ و مدرس شہر لاہور مین تہا اس مسجد مین امام مقرر ہوا وہ ہر ایک جمعہ کے روز وعظ کہتا تہا ہزارون لوگ سننے کو آتے تہے ایک جمعہ کے روز خود بہی نورا وعظ سننے کو آیا جب وعظ ختم ہوچکا تو نورا نے مولوی جان محمد کو زر نقد و خلعت کے علاوہ ایک حویلی مسکونہ بہی بخشدی اور اپنے گہر کے لوگون کو حکم دیا کہ اسیوقت گہر سے نکلکر دوسرے مکان مین چلے جائین جسقدر زر نقد و اسباب خانہ داری و ظروف و پارچات وغیرہ ہے سب کا سب وہین چہوڑ دین سوائے اُن کپڑون کے جو پہنے ہوے ہین اور کچہہ ہمراہ نہ اُٹھائین چنانچہ فی الفور حکم کی تعمیل ہوئی اور حویلی مع اسباب و سامان و نقد و زیور ہزارہا روپے کے مولوی جان محمد کو مل گئی بعد مدت العمر جان محمد اس مسجد و حویلی مین سکونت پذیر رہا اب بہی اُسکی اولاد اُس حویلی مین رہتی ہے اور مسجد بہی اُنہین کے قبضہ مین ہے پہلے یہ مسجد وسیع تہی اب بقدر نصف کے اسکی زمین بضرورت اجراے نل پانی کے سرکار نے لے لی ہے جس سے دوبارہ مسجد چہوٹی ہوکر بنی ہے تعمیر جدید اس مسجد کی جو حال مین باہتمام فضل حق مولوی جان محمد کے بیٹے کے سرکاری معاوضہ کا روپیہ خرچ ہوکر ہوئی ہے نہایت عمدہ و منقطع ہے نیچے دوکانین

بھی بدستور بنائی گئی ہین اور مسجد بھی ایک منزل کی مقدار کرسی دیکر بدستور تعمیر ہوئی ہے مسجد کی جنوبی دیوار جانب بازار پر یہ اشعار تحریر کرائے گئے جن سے ۱۲۹۷ سنہ ہجری حاصل ہوتا ہے +

نو مسجد پاکیزہ مظہر نور محمد است + در روے ہنوز امامت جان محمد است
از فضل حق تبرید چہ سال بناش گفت + این سجدہ گاہ سلامت جان محمد است
۱۲۹۷

ایضاً

مسجد بنوے حکیم فضل حق تعمیر کرد — ہست بیت اللہ ثانی شد ملایک را مقام
جست عاشق لکھنوی چون از پے ایجاد سال — گفت ہاتف سجدہ گاہ فضل حق بادا مدام
۱۲۹۷

مسجد پٹولیان والی واقع لوہاری منڈی

یہ مسجد پہلے بھی کئی سو برس سے بنی ہوئی تھی ۱۲۹۴ سنہ ہجری مین اسکو از سر نو میان عمر دین سب اورسیر ملازم محکمہ بارگ ماسٹری لاہور نے بہت سا روپیہ خرچ کرکے اپنے دادے کے نام پر تعمیر کیا یہ مسجد کرسی دار نہین ہے سر بازار اسکا دروازہ ہے جب اندر جائین تو ایک وسیع میدان پختہ فرش کا آتا ہے گوشہ ایسان مین چاہ غسلخانہ وسقاوہ بنا ہوا ہے دونو سمت صحن کے دو دالان چوبی خوشنما بنے ہوئے ہین خاص مسجد کی تین محرابین جنکی عمارت پختہ ومنقش ہے تینون دروازون مین آئینہ دار چوبی چوکھٹین و دروازے لگے ہین مسجد کے اندر کی عمارت بھی منقش وپختہ چونہ گچ بنی ہے اندر کی تینون محرابون پر کلمہ شریف وابیات لکھی ہین باہر کے درمیانی دروازے کے اوپر ایک سنگ مرمر کی اینٹ نصب ہے جسمین چار مصرعے تحریر ہین مگر بخوبی پڑھے نہین جاتے اور بسبب بلندی کے نظر کام نہین دیتی صرف ۱۲۹۴ سنہ ہجری پڑھا جاتا ہے عمر دین بانی اس مسجد کا ایک دیندار و نیک خو آدمی راقم مولف کتاب ہذا کے ماتحت

کئی سال عہدہ سب اوسیر پر ممتاز تہا جسکی خدمات سے مولف کمال خوش و
رضامند رہا آخرین دم تک اُس نے بکمال دیانت و امانت اپنی خدمات کو
انجام دیا اب اُسکا بیٹا عبدالرحیم پل راجگہاٹ راوی کا داروغہ باتجنت مولف
کتاب نے مقرر ہے ❊

مسجد شیخ نواب امام الدین خان

یہ مسجد محلہ چابک سواران مین ایک عالیشان مسجد بنی ہوئی ہے بانی مسجد کا مہاراجہ
رنجیت سنگہ کے دربار مین امیر کبیر و ناظم صوبہ کشمیر تہا پہلے اُسکا باپ شیخ
غلام محی الدین کشمیر کی نظامت پر مامور ہوا اُس نے وہان ہی وفات پائی ۔
پہر اُسکا بیٹا شیخ امام الدین اُسی خدمت پر مقرر ہوا اور اُس وقت تک رہا
جبتک کہ صاحبان انگریز نے لاہور فتح کرلیا اور صوبہ کشمیر کا علاقہ مع دیگر کوہستانی
علاقہ کے مہاراجہ گلاب سنگہ کے پاس فروخت ہوگیا یہ مسجد اُسنے سنہ ۱۲۶۶
ہجری مین تعمیر کی اور یادگار زمانہ مین چہوڑ گیا مسجد سر کوچہ بجانب غرب
ایک منزل کرسی دیکر تعمیر ہوئی ہے زینہ چڑہ کر اوپر جاتے ہین صحن وسیع پختہ
فرش کا ہے شمال کی طرف ایک چوبی مکلف دالان ہے خاص مسجد کی تین
محرابین پختہ عالیشان بنی ہین عمارت نہایت عمدہ ہے درمیانی محراب کے سر پر
ایک اینٹ سنگ مرمر کی لگی ہے جسکے اوپر کے درجے مین کلمہ شریف لکہا ہے
اور نیچے یہ چار مصرعے تحریر ہین ❊

امام الدین خان نواب باجاہ ❊ ❊ عمارت کرد مسجد حسب دلخواہ
چو تاریخش بجستم ہاتف غیب ❊ ❊ بگفتا فی الحقیقت کعبۃ اللہ
۱۲ ۶۶

مسجد کے اندر عمارت نہایت عمدہ و منقش ہے سقف قالبوتی ہین اور تین
درجے کی گنبدی سقف تعمیر ہوئی ہین درمیانی گنبد کے چارونطرف چار شعر کا

قطعہ لکھا ہوا ہے :-

زہے نواب عالیشان کہ از تائید یزدانی — موفق شد پئے تعمیر مسجد از خدادانی
چہ مسجد قبلہ گاہ عارفان و معبد نیکان — مقام فیض ربانی مکان لطف سبحانی
بنا بہر دو انہیں تعمیر تسخیر دو عالم کرد — خرید دولت باقی عقبی از زر فانی
سر اعدا فگندہ گفت ہاتف سال تعمیرش — بدنیا از امام الدین بنا شد کعبہ ثانی

مسجد کی چہت کے اوپر نہایت خوشنما تین عالیشان گنبد بنے ہوئے اور دو مینار ہین اور صحن کے جنوبی دالان کی دیوار پر بہی چند اشعار تاریخی تحریر ہین بانی مسجد کا بیٹا نواب غلام محبوب سبحانی تادم تحریر موجود ہے اور مسجد کی خبرگیری اسکی متعلق ہے

مسجد حفیظ چابک سوار

یہ مسجد بازار رنگ محل متصل مشن سکول بفاصلہ درمیانی بازار کے واقع ہے پہلے بہی اس جگہ مسجد تہی حفیظ چابک سوار نے اسکو از سر نو تعمیر کیا اور بقدر ایک منزل کے اونچی کرسی رکہی جنوبی و غربی سمت مسجد کے نیچے دو کانین بنوائین اور کرایہ دوکانون کا وقف کردیا یہ مسجد عالیشان گنبددار ہے زینہ چڑہ کر اوپر جاتے ہین صحن مسجد کا وسیع ہے اور عمارت پختہ چونہ گچ منقش تین محرابین عالیشان ہین درمیانی محراب کے اوپر خشت سنگ مرمر کی نصب ہے جسمین کلمہ شریف کندہ ہے مسجد کے اندر محرابون پر بہی ابیات تحریر ہین سقف قالبوتی ہے اور اوپر تین گنبد عالیشان دو مینار خورد ہین مسجد کی پشت پر نشستگاہین متعلق مسجد بہی تہین جو نزول کی شرک مین آگئی ہین مگر مسجد بچ گئی ہے۔ یہ محمد حفیظ سرداران سندہانوالیہ کے گہر کا چابک سوار تہا مہاراجہ شیر سنگہ کے عہد مین جب سرداران سندہانوالیہ لاہور سے بہاگ گئے تو محمد حفیظ لاہور مین رہا کچہہ عرصہ کے بعد مہاراجہ شیر سنگہ کے پاس مخبری ہوئی کہ جو لکہا روپیہ سرداران سندہانوالیہ کا

لاہور کے صرافون کے پاس امانت ہی اُسمین سے معرفت محمد حفیظ کی خرچ اُنکو
بہیجا جاتا ہی یہ بات سنکر مہاراجہ نے محمد حفیظ کو بُلوایا اور حال دریافت کیا
اس نے صاف انکار کیا مہاراجہ نے قرآن منگوا کر کہا کہ اگر تو سچا ہی تو اسپر ہاتھ
رکھکر قسم کہا۔ یہ قسم بہی کہا گیا جب بخوبی تحقیقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ قسم
اس نے جہوٹی محض بلحاظ شرط نمک کے کہائی تہی مہاراجہ نے اسکے دونو ہاتھ قطع کرادیے
اسروز سے یہ حفیظ ٹنڈا مشہور ہوا مگر بسبب مالدار ہونے کے گزارہ اسکا اچہا رہا
چہابک سواری مین پنجاب کے ملک بہین اسکا کوئی ثانی نہ تہا اخیر عمر بین اسکو
مہاراجہ نیپال نے اپنے پاس طلب کرلیا اور یہ قریب دس سال کے وہان رہا اور
وہان ہی یہ نابینا ہوگیا اور لاہور آکر ۱۲۹۳ہجری مین مرگیا +

مسجد موران طوایف

یہ نامی گرامی مسجد لاہور بازار پاپڑ منڈی علاقہ شاہ عالمی دروازہ مین واقع ہے
بانیہ اسکی موران طوایف مہاراجہ رنجیت سنگہ کی محبوبہ تہی مہاراجہ رنجیت سنگہ
کیوقت اس کسبین عورت کی رسائی دربار مین یہان تک تہی کہ کوئی کام اسکے
مشورے و تجویز بغیر نہوتا تہا مہاراجہ نے بکمال مہربانی اسکے نام کی ضرب
بہی جاری کی تمام پنجاب مین اسکا سکہ جاری ہوگیا ابتک اسکے نام کے سکہ کے
روپے پیسے لوگون کے پاس بطور یادگار رکہے ہین اسکے وقت مہاراجہ کا
دربار بے نام تہا اصل دربار اسکے گہر ہوتا تہا اسکے حکم کو لوگ مہاراجہ کے
حکم سے زیادہ تر مضبوط تصور کرتے تہے موران طوایف اسکی ہمشیرہ کی توقیر
بہی دربار مین بدرجہ غایت تہی مہاراجہ برملا اسکے گہر آتا تہا اور سواری بازار
مین کہڑی رہتی تہی اُس نے اپنے اقتدار و اختیار کے وقت یہ مسجد تعمیر کی
اور اپنی یادگار زمانہ ناپائیدار مین قایم کی یہ مسجد ۱۲۲۴ھ ہجری مین تعمیر ہوئی

اور یہ رباعی تاریخی مسجد کے بیرونی دروازے پر ابتک لکھی ہوئی موجود ہے +

بفضل ایزد دارائے افلاک + چو موران مسجدے آراست برخاک

۱۲۴۴

بتاریخ بنایش ہاتفی گفت + شدہ تعمیر تقدس مسجد پاک

یہ مسجد سر بازار بازار پاپڑمنڈی کے بجانب شمال بنی ہوئی ہے دروازہ مسجد بھی اسی طرف ہے کرسی مسجد کی بہت بلند ہے بقدر ڈیڑہ منزل کے زینہ چڑہ کر انسان اوپر جاتا ہے زینہ اور دروازے کے شرق وغرب دونو طرف دوکانین بنی ہین جنکا کرایہ امام مسجد لیتا ہے اُن دوکانون کے اوپر بھی نشستگاہین دریچہ دار بنی ہوئی ہین جسمین مسجد کے درویش قیام پذیر ہین مسجد کا صحن بہت وسیع ہے اور گوشہ ایسان مین چاہ وغسلخانہ اور ایک حجرہ مع اُسکے دراندہ کے ہے خاص مسجد کی عمارت پختہ چونہ گچ ہے تین محرابین عالیشان ہین سقف قالبوتی ہے اور اوپر تین گنبد مدور متطبع خوبصورت بنے ہین کلس جن پر سبز رنگ کے لگائے گئے ہین جب یہ مسجد بنکر تیار ہوئی تو مسجد کی امامت مولانا غلام رسول و غلام اللہ کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حکم سے سپرد ہوئی کیونکہ اُسوقت لاہور مین اُن سے زیادہ کوئی مولوی و مدرس نہ تہا اور وہ تمام پنجاب مین اُستاد کل تہے جب وہ دونو اکابر اس مسجد مین قیام پذیر ہوئے اور عام مدرسہ جاری ہوا تو نام آوری اس مسجد کی ملکون مین ہوگئی اور دور دور سے طالب علم آکر اس مدرسہ مین تعلیم پانے لگے اخیر عملداری سکہی تک اس مسجد مین مدرسہ جاری رہا جب دونو حضرات یعنی مولوی غلام رسول و غلام اللہ فوت ہوگئے اور عملداری انگریزی مین علیحدہ مدارس جاری ہوگئے تو سلسلہ اس مدرسہ کا ٹوٹ گیا اور اُن حضرات کے صاحبزادون خلیفہ احمد الدین و حمید الدین نے بھی سرکاری ملازمت اختیار کی اب بہی خلیفہ حمید الدین اُس خاندان کا چشم و چراغ

اس مسجد مین امامت کرتا ہی اور طلباے علوم دینی اس سے بہرہ حاصل کرتے ہین خلیفہ غلام رسول مرحوم کا ایک ہی بیٹا خلیفہ غلام یاسین تھا وہ نوجوانی کی عمر مین فوت ہوگیا علوم دینی و دنیاوی مین اُستاد مانا جاتا تہا اُسکا بیٹا مولوی غلام محمد و غلام مرتضی موجود ہی خلیفہ غلام اللہ کے پانچ فرزند ہوئے بڑا بیٹا امام الدین تہا جو فوت ہوگیا ہی دوسرا نظام الدین جو شہر بمبئی مین فی سبیل اللہ درس پڑہاتا ہی تیسرا احمد بخش جو بمقام جہلم سرکاری مدرسہ مین مدرس ہے چوتہا خلیفہ غلام محی الدین جو علاقہ راہون ضلع جالندہر مین درس پڑہاتا ہی۔ پانچوین خلیفہ حمید الدین یہ لاہور گورنمنٹ سکول مین مدرس ہے یہ شخص علوم دینی و دنیاوی دونو علوم مین عالم و فاضل ہی خلیفہ غلام رسول و غلام اللہ کے والد بزرگوار کا نام غلام حبیب تہا مگر اُنہون نے فیض علم و فضل مولوی غلام فرید سے پایا تہا جو حقیقی ماموں اُنکا تہا اور نیز مولوی غلام رسول کا خسر اس مسجد کی بانیہ کا خاندان اب بہی موجود ہی اور میان بوڑہا مولان کا بیٹا چودہری قوم طوایف کا اسی بازار مین رہتا ہے +

مسجد بوکن خان

یہ عالیشان مسجد ۱۲۵۵ھ ہجری مین مسمی بوکن خان داروغہ اصطبل خاص مہاراجہ رنجیت سنگہ نے ڈہل محلہ گزر موچی دروازے مین تعمیر کیا اس سے پہلے بہی اس جگہ ایک ویسی مسجد بنی ہوئی زمانہ سلف کی تہی اُسکو گراکر بوکن خان نے از سرنو مسجد تعمیر کی دروازہ اسکا بجانب شمال سر راہ ایک کوچہ کے ہے دروازہ نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی جسپر ایک اینٹ سنگ مرمر کی لگی ہوئی ہے اور اُسمین یہ قطعہ تاریخ لکہا ہے +

چون ز بوکن خان والا منزلت شد بنا این مسجد ذی الاحترام

بہر تاریخش زہاتف شد ندا کعبۂ ثانی بناشد این مقام ۱۲۵۷

چونکہ یہ قطعہ تصنیف کیا ہوا فرید شاعر لاہور کا ہی منقولہ فرید نیچے تحریر ہے اس دروازے کے اندر جب جائیں تو ایک وسیع میدان آتا ہی جو تین حصہ مین منقسم ہے ایک حصہ مین باغیچہ لگا ہوا ہی اور اُسمین طرح طرح کے درخت بڑہ وغیرہ لگے ہین دوسرے حصے جنوبی مین درویشون کے رہنے کے لئے چند حجرے بنے ہوئے ہین تیسرے حصہ مین چاہ وغسلخانہ وسقاوہ وخاص صحن مسجد ومسجد ہے مسجد کا صحن پختہ فرش کا ہی اور خاص مسجد کی تین محرابین عالیشان بنی ہین درمیانی محراب پر کلمہ شریف تحریر ہے مسجد کی عمارت سب پختہ چونہ گچ منقش ہے سقف چوبی رنگین لایق تعریف بنی ہوئی ہے جب تک بانی زندہ رہا اس مسجد مین کمال رونق رہی اب کم رونق ہے ✢

مسجد امام شاہ والی

یہ مسجد بہی ڈہل محلے کی علاقہ مین سر راہ بنی ہوئی ہے پہلے بہی یہان مسجد تہی اب ۱۲۹۴ھ مین عمارت موجودہ حال نواب عبدالمجید خانصاحب رئیس لاہور نے جو ایک متدین رئیس مسلمانان لاہور مین ہین اپنی لاگت سے تعمیر کی دروازہ اس مسجد کا شرق کی طرف سر راہ ہی جب اُس سے اندر جائین تو صحن مسجد کا وسیع آتا ہی جسمین پختہ فرش مکلف بنایا گیا ہے اور چارون طرف قد آدم چونہ گچ دیوار گوشہ ایسان مین چاہ وغسلخانہ وسقاوہ بنا ہوا ہے مسجد خاص کی تین محرابین منقطع ہین جنکے اندر دروازے چوبی لگے ہین مسجد کے اندر کی عمارت بہی نہایت خوبصورت ومنقش ہے اور سقف چوبی منقش ایک دیوچہ مسجد کے اندر سے سمت بازار بجانب جنوب رکہا ہوا ہی جسکے اوپر باہر کی طرف جزاک اللہ فی الدارین خیرا تحریر ہے اور اندرونی درمیانی محراب پر

کلمہ شریف وغیرہ ابیات اور محرابون پر لکھی ہین ÷

مسجد ملا مجید واقع محلہ چہل بیبیان

یہ مسجد نہایت عمدہ و عالیشان عمارت کی چہل بیبیون کے محلے گزر موچی دروازے
ہین بنی ہی بانی اسکا ملا مجید ایک ولایتی شخص تہا وہ اکثر اوقات تجارت کرتا تھا۔
اور بکمال ارادت اپنی کمائی سے پہلے اُس نے ۱۲۴۵ہجری مین مسجد چہوٹی وہ
سادہ عمارت تہی پہر وہ اسی فکر مین رہا کہ روپیہ جمع کرکے عالیشان مسجد بنائی
چنانچہ یہ ارادہ اُسکا پورا ہوا اور پہلی مسجد گراکر دوبارہ عالیشان گنبددار مسجد اُس نے
بنائی ابہی سفیدی نہین ہوئی تہی کہ مرگیا محلے والون نے روپیہ جمع کیا اسمین سے
بہت سا روپیہ سید حیدر شاہ پیر و بزرگ محکمہ انہار نے فی سبیل اللہ دیا اور باقی
ماندہ مرمت و سفیدی ہوکر مسجد بہمہ نوع درست و تیار ہوگئی یہ مسجد نہایت
مقطع و خوبصورت و پختہ بنی ہوئی ہی بیرونی دروازہ نہایت عمدہ بنا ہی اُسکے
اندر جائین تو بجانب جنوب چاہ و غسلخانہ و سقاوہ ہی اور اُس سے آگے
بڑہ کر گوشہ بایئن مین ایک وسیع حجرہ بنا ہی جسکے دو درجے ہین ایک درجہ اندرونی
دوسرا بیرونی اندرونی درجے کے تین دروازے چوبی ہین اور باہر کے درجے
کا ایک در محرابی اسمین مولوی محمد بخش درس پڑہاتا ہی اسکے جنوب کی سمت
کو خاص مسجد ہی صحن مسجد کا نہایت عمدہ ہی جسمین ڈیل اینٹون کا فرش لگایا
گیا ہی خاص مسجد کی تین محرابی قالبوتی مقطع محرابین ہین درمیانی محراب پر
دو کتبہ ہین بالائی کتبہ پر بقلم جلی کلمہ شریف تحریر ہے اور اُسکے نیچے کے درجے
مین سنگ مرمر کی اینٹ ہی اُسمین بہی کلمہ شریف اور نام بانی مسجد اور سنہ ۱۲۴۵
سال تعمیر سابق و سنہ ۱۲۹۴ تعمیر حال کا تحریر ہے مسجد کے اندر کی عمارت بہی
نہایت اعلے درجے کی ہے سفیدی نہایت عمدہ ہی چہت قالبوتی اور اُ پر

چھت کے تین گنبد عالیشان مدور مقطع خوبصورت بنے ہین اس مسجد مین رونق بہت رہتی ہے۔ سامان روشنی و فرش وفروش وغیرہ سب مہیا و موجود رہتا ہے وعظ بھی اکثر ہوتا ہے +

ذکر معابد و مقابر و مندرہاے بیرونی شہر لاہور

یہ تذکرہ بھی دو حصون مین منقسم ہوکر بیان ہوگا یعنی اول وہ مکانات مذہبیہ اہل ہنود مذکور ہونگے جو شہر کے حصار کے باہر مشہور و معروف مکانات ہین۔ من بعد اہل اسلام کی مساجد و مقابر و معابد کا ذکر تحریر مین آئیگا واضح ہو کہ ہندؤن کے شوالے ٹھاکر دوارے و دیوی دوارے و دہرم سالے اس شہر کے باہر بھی بہت ہین جسطرح پر کہ مسلمانون کی مسجدین و مزار ہین مگر اس موقع پر نامی مکانات کی تشریح سے غرض ہے +

چوبارہ چھجو بھگت

شاہجہان بادشاہ کے عہد مین چھجو نام ایک شخص خدا پرست قوم بھاٹیا خاص لاہور کا رہنے والا تھا پہلے صرافی کی دوکان کرتا تھا اکثر صحبت اسکی بھگت لوگون کے ساتھ تھی نیا میر بالا پیر لاہوری و شاہ بلاول لاہوری و شیخ اسمٰعیل المشہور میان وڈا وغیرہ بزرگان خدا پرست کے ساتھ اسکی کمال دوستی تھی رفتہ رفتہ جاذب جذب الٰہی نے اُسکو اپنی طرف کہینچ لیا اور تارک الدنیا ہوکر سب سے الگ ہو بیٹھا اس مقام پر جہان اب اسکی سمادہ ہے دو منزلہ ایک چوبارہ یعنی بالا خانہ بنا ہوا تھا جسکا زینہ چوبی تہا چوبارہ مین بیٹھکر چھجو خدا کی یاد مین مصروف رہتا تہا اور زینہ اوپر کہینچ لیتا تھا کہ اسواسطے کہ کوئی اُسکے پاس آکر بارج اُسکی اوقات عزیز کا ہو جب کوئی دوست خدا پرست آتا تو زینہ رکھکر اُسکو اوپر آنیکی اجازت دیتا تمام عمر اس شخص نے خدا کی عبادت مین بسر کی اس زمانہ

کی کرامتین بہت سی زبان زد خلایق ہین ۔ **نقل** ۔ ایک شاہی ملازم نے تہیلی اشرفیون کی اپنی عورت کے پاس رکھی ہوئی تہی اُسمین سے عورت نے ایک اشرفی چرالی ایکروز وہ تہیلی بجنسہٖ وہ شخص چھجو کی دوکان پر لایا اور چھجو کو کہا کہ انکو پرکہدے چھجو نے سب اشرفیاں پرکہدین عندالشمار ایک اشرفی کم نکلی ۔ اشرفیون کے مالک نے چھجو کو تہمت لگائی کہ اشرفی میری تو نے چرالی ہے چھجو نے انکار کیا مگر اُس نے نہ مانا اور ایک چابک چھجو کو مارا اور دوکان کی تلاشی لی اشرفی کہین سے دستیاب نہوئی آخر شرمندہ ہوکر چلا گیا جب گہر پہنچا تو دیکہا کہ عورت درد شکم مین مبتلا جان بلب ہو رہی ہے ہرچند معالجہ کیا صحت نہوئی آخر سب لوگون نے کہا کہ تو نے آج چھجو بہگت صاف کو جس نے کبھی کسیکا مال ناحق نہین کہایا چابک مارا ہے یہ اُسی ظلم کی نکبت ہے عورت نے جب یہ حال سنا کہا کہ اشرفی تو حقیقت مین مین نے لی تہی اُسکو تو نے ناحق مارا پس دونو عورت خاوند چھجو کی دوکان پر گئے اور بکمال عجز تقصیر معاف کرائی جب چھجو رضی ہوا تو اُسی وقت عورت چنگی ہوگئی +

یہ متبرک مکان چھجو بہگت کی وفات کے بعد ایک مختصر مکان بنا ہوا تہا جسمین اُسکی سمادہ تہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت یہ عالیشان مکان بنگیا ۔ بہت سے بڑے عمدہ وپختہ مکانات اُسمین تعمیر ہوئے جو ابتک موجود ہین چارون طرف چاردیواری پختہ ہے اور احاطہ کے اندر بہت سے دالان وشہ نشین ومکلف نشستگاہین بنی ہوئی ہین آٹہ روز مین بروز دوشنبہ وسہ شنبہ معتقد لوگ ہندو زن ومرد حاضر ہوتے ہین اور قوالی عارفانہ راگ ہین ہوتی ہے خاص سمادہ کا مکان نہایت مکلف وپختہ مضبوط بنا ہوا ہے اور سمادہ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اُسکے بغیر اور سمادہین مثل جیرام بہگت ۔ ودا گہو بہگت وجوالا بہگت وباوا ٹہاکرداس ودوارکاداس وٹہاکرداس وگورداس ودیا بہگت وبدری بہگت

دیا بہات وگھنڈی بہگت و دیالو بہگت وشیو دیال چوپڑہ وغیرہ ہین -
گدی نشین اس مندر کے دادو پنتھے سادہ ہین سب سے پہلے ہین حاکمان شہر لاہور
کیوقت باوا پرسوتم داس جے پور سے آیا چونکہ زاہد و خدا پرست آدمی تہا انہون
حاکمون نے ملکر اسکو اس مندر کا سجادہ نشین مقرر کر دیا اسوقت صرف ایک چوبارہ
قدیمہ و چار دیواری بنی ہوئی تہی باوا پرسوتم داس سے اس مکان کی آبادی مین
بہت کوشش کی بڑا مندر طلائی کام والا اُس نے بنوایا وہ مرگیا تو باوا گو دڑ
جانشین و مہنت ہوا اُسکے بعد دوارکا داس اُسکے بعد باوا سرہجن داس مہنت
ہوا جو نامور و مشہور آدمی تہا + مہنت اس مندر کے جو دادو پنتھیے ہین مجرد
رہتے ہین شادی کرنا اُنہین ممنوع ہے اس فرقہ کا گرنتہہ مصنفہ مہنت دادو رام
علیحدہ ہے جو بخط شاستری لکہا ہوا ہے خدائے واحد کی عبادت کے مضامین
اُسمین درج ہین گوشت کہانا شراب پینا جہوٹ بولنا اور سوائے خالق حقیقی
کے کسیکا محتاج ہونا منع ہے - چہجو بہگت سمت ایکہزار چہ سو چہیانوین بکرمی ۱۶۹۶
مین مطابق ۱۰۵۲ سنہ ہجری اس جہان فانی سے انتقال کر گیا عام مشہور
اسطرح پر ہے کہ چہجو بہگت کی وفات ظاہر طور پر وقوع مین نہین آئی بلکہ
چوبارہ مین بیٹہا ہوا ہی غائب ہوگیا اُسی مقام پر سمادہ بنائی گئی یہ مکان
چوبارہ بہت بڑا مکان ہے جسکو ایک چہوٹا سا گاؤن تصور کر لین تو بجا ہے
چار دیواری و دو چاہ و زمین مزروعہ بہی موجود ہے اور باہر کی ملحقہ زمین مین
اب مہنت نے دوکانین بنوالی ہین +

استہان سیتلا ماتا

یہ متبرک مکان شاہ عالمی و لوہاری دروازے کے وسط مین شہر کے باہر واقع ہے
جسکو سیتلا دیوی کا استہان کہتے ہین اگرچہ شب و روز معتقدان ہندو اس دیوی

کی پرستش بکمال ارادت مندی سے کرتے ہین مگر خاص پرستش اس حالت
مین ہوتی ہے جب چیچک کی بیماری کا زور ہوتا ہی ہزارون لوگ جنکے نیچے
چیچک کی بیماری سے اچھے ہوتے ہین وہ بڑی خوشی کے نشانہ اس دیوی
کی آکر پوجا کرتے ہین حتی المقدور نذرانہ چڑہاتے ہین یہ استہان ہندو مسلمان
دونو قومون کا مرجع ہے ہندؤن کے بغیر اہل سلام ہی بعد شفا پانے عارضہ
چیچک کے اپنے بچون کو یہان لاکر نذرانہ چڑہاتے ہین یہ مکان سکہون کی سلطنت
سے پہلے ایک مختصر چبوترہ بنا ہوا تہا سکہی وقت مین بہت بڑا مکان بنگیا
اور بہت لاوارث افتادہ زمین جو مہنت نے اپنے مکان کے متعلق کر لی
تہی وہ اب ملکیت اس استہان کی قرار پا گئی ہی کرایہ اُسکا سب مہنت لیتا
ہے اور چڑاوے کی روزمرہ آمدنی علاوہ ہی اس استہان کا احاطہ مربع
بہت بڑا بنا ہوا ہے پختہ دیوار سے احاطہ محیط ہے دروازہ مکان کا شمال
کی سمت کو ہی اور دروازے کی دونو سمت غرب و شرق دوکانین پختہ بنی
ہین جسمین کرایہ دار رہتے ہین دروازہ مکان کا پختہ مکلف بنا ہوا ہے اور
ڈیوڑہی مسقف و منقش ہی ڈیوڑہی کے اوپر ہی ایک چہ بارہ خوش وضع بنا ہے
جب ڈیوڑہی سے آگے بڑہین تو ایک وسیع میدان آتا ہی جسکا غربی حصہ
بلند ہی اُسپر زینہ چڑہکر جاتے ہین اس چبوترہ پر چند درخت پیپل کے و
جنڈی کا درخت ہے جسکو لوگ پوجتے ہین اور اگر چیچک کی پہنسی کوئی پک جائے
تو اسی درخت کے پتون کا سفوف اسپر ڈالتے ہین جس سے بیمار اچہا ہو جاتا
ہے اس بلند چبوترے کے غربی حصے مین چند کوٹہریان بنی ہین جسمین مہنت
خود رہتا ہے اور اسباب اُسکا رکہا رہتا ہے اس چبوترے پر ایک چاہ چرخی دار
ہے چاہ کے شرق کی طرف خاص مندر سری دیوی جی کا پختہ چونہ گچ بنا ہوا ہے

اس مندر کا دروازہ بسمت شمال ہی اور دروازے کے آگے ایک برانڈہ منقطع بنا ہی مندر کے اندر کی عمارت بھی پختہ چونہ گچ ومنقش ہے دروازے کے محاذ کی دیوار مین ایک منقش طاق ہی جسمین مورت سنگین سری دیوی جی کی رکھی ہے اسی کو سب لوگ انہا ٹیکتے اور پرستش کرتے ہین مندر کے باہر برانڈے کے اندر ایک پتھر کا شیر ایک چبوترے پر رکہا ہوا ہی اسکی بھی پوجا ہوتی ہے مندر کی سقف قالبوتی ہی اور اوپر خوشنما گنبد بنا ہی مندر سے بسمت گوشہ اگنی بہت سے مکانات کوٹھریان بنی ہوئی جسمین سادہ رہتے ہین یا مہنت کے گائے بیل بھینس وغیرہ باندہے جاتے ہین مندر کے دروازے سے باہر کے دروازے تک سیدہی سڑک بنی ہی سڑک سے غرب کی سمت کو وہ اونچا چبوترہ ہی جسکا ذکر پہلے تحریر ہوچکا ہی اور شرق کی سمت کو ایک چاہ چرخی دار اور چند سادہ پختہ بنے ہوئے پہلے مہنتون کے ہین اور ایک مندر شوالہ پختہ چونہ گچ گنبد دار بنا ہوا ہی اسکے اندر شیوجی رکھے ہین جو لوگ دیوی کی پوجا کے لئے آتے ہین وہ یہان بھی حاضر ہوکر شوجی کی پرستش کرتے ہین احاطہ کے اندر اور بھی مکانات ہین جنکی تحریر کی ضرورت نہین ایک دروازہ احاطہ کی جنوبی دیوار مین بھی ہے جسکے ذریعہ سے اسطرف آمدورفت ہوتی ہے اسطرف بھی دیوار کے باہر بہت سی زمین مندر کے متعلق ہے اور باہر کی سب زمین ٹھاکر مہنت نے کرایہ پر دی ہوئی ہے اور کسیقدر زمین کا اثنمین سے سرکار نے لیکر ہسپتال کیو رسطے سیدہی سڑک نکلوائی ہی اور اسکی عوض مین زرنقد بھی دیا اور زمین کی عوض زمین ہی مرحمت کی ✤

ٹھاکردوارہ باوامنگل داس

یہ ٹھاکردوارہ شہر کے ذکی دروازے کے باہر واقع ہے چارطرف اسکے

پختہ احاطہ بہت بڑا ہی احاطہ کے اندر تین مندر بنے ہوے ہیں ایک بڑا اور دو
چھوٹے - بڑے مندر کا دروازہ مشرق کی سمت کو اور دروازے کا ایک درہ
دالان جسکے تین بڑے دہن قالبوتی خشتی ہین اور خاص مندر کی عمارت بھی
خشتی پختہ چونہ گچ منقش ہے دالان اور مندر کی چھت سرکی پوش ہے
اوپر مندر کے گنبد کوئی نہین ایک گھر کے طور پر مندر بنا ہے مندر کے اندر کی
عمارت پختہ چونہ گچ منقش ہے اور دروازے کے محاذ کی دیوار مین دو طاقچہ
مکلف بنے ہوئے ہین انمین پتھر کی مورتین سری کرشن جی و رادھا جی و
رامچندر جی و سیتا جی کی بڑی عزت و شان سے رکھی ہین - دوسرا مندر
صحن بیرونی کے اندر ہنومان جی کا ہی یہ مکان پختہ گنبد دار بنا ہی دیوارین
چونہ گچ اندر باہر سے ہین سقف قالبوتی گنبد مدور ہی مندر کے اندر تصویر
ہنومان جی کی رکھی ہی - تیسرا مندر شوالہ ہے یہ مندر بھی پختہ چونہ گچ گنبددار
منقطع ہے اسمین شوجی کا استہاپن ہی یہ دونو گنبد مندر پاس پاس
ایک دوسرے کے بنے ہین اور انکے دروازے کے آگے چاہ چرخی دار ہے
اس صحن کے اندر درخت بھی بہت ہین اور مکانات کوٹھڑیان دیوار
شمالی کے ساتھ بطور سراے کے بنی ہوئی ہین اور ایک کوٹھڑی دیوار جنوبی کا
کے ملحق ہی اور شمالی و جنوبی دو دروازے آمد و رفت کے لئے موجود ہین
احاطہ کے باہر کچھ مزروعہ زمین بھی متعلق اس مکان کے ہے جسکی آمدنی
مہنت لیتا ہی یہ مندر رنجیت سنگہ مہاراجہ کی عملداری مین تعمیر ہوا تھا
اور ابتک آباد ہے بہت لوگ پرستش کے لئے حاضر ہوتے ہین چڑھاوہ
کی آمدنی بھی مہنت لیتا ہے

سمادہ راجہ تیجا سنگہ و جمعدار خوشحال سنگہ و رام سنگہ

یہ سمادہ ہین بیرون دروازہ مستی جمعدار خوشحال سنگھ کے باغ کے ایک گوشہ
گھنی مین واقع ہین باہر کا دروازہ بجانب شرق ہی اُسکے اندر جب انسان جائے
تو باغ مین داخل ہو جاتا ہے دروازہ سے بیس قدم تک آگے بڑھکر ایک چبوترہ پختہ بہت
بڑا عرض و طول مین ایک درعہ تک بلند آتا ہے زینہ کے ذریعہ سے اس پر
چڑہین تو راجہ تیجا سنگھ کی سمادہ کے پاس جا پہنچتے ہین یہ سمادہ ایک مختصر چبوترہ
کے اوپر سنگ مرمر کی گنبد دار بنی ہی صورت مکان کی ہشت پہلو ہے تمام مکان
پاؤن سے سر تک سنگ مرمر کا بنا ہی دروازہ اسکا شرق کی طرف ہے
چار پہلوؤن مین تو سنگ مرمر کے جالی دار پنجرے لگے ہوئے ہین اور تین پہل
بند ہین ایک پہل شرقی مین دروازہ رکہا ہے چھت بہی سنگ مرمر کی
قالبوتی بنی ہی جسکے اوپر گنبد پہل دار نہایت خوشنما مدور بنا ہوا ہے یہ عمارت
نہایت مطبوع و دلپسند بنائی گئی ہے جسکے دیکہنے سے انسان کی طبیعت فرحت
مین آجاتی ہے مکان کے وسط مین سمادہ بہی سنگ مرمر کی ہی یہ مکان ابہی
نا تیار ہے کیونکہ ابہی دروازے کی چوڑی بہی تیار نہین ہوئی اور نہ گنبد پر
کلس چڑہایا گیا ہے اور نہ بڑے چبوترے پر فرش بنا ہے مدو بہی بند ہے شاید
آیندہ اسکے ضروری کام کو باختتام پہنچایا جائے یہ سمادہ بعد وفات راجہ
تیجا سنگھ کے جسکی وفات سمت ۱۹۱۹ مین وقوع مین آئی تہی راے مول سنگھ
مختار ریاست نے اہتمام اس سمادہ کی تعمیر کا کیا اب راجہ ہربنس سنگھ وارث
ریاست نے اختیار کامل پایا ہی شاید وہ اس عمارت کو بانجام پہنچائین۔
اسی سمادہ کے پاس بجانب جنوب۔

سمادہ رام سنگھ پسر جمعدار خوشحال سنگھ

ہے چونکہ یہ مکان جمعدار خوشحال سنگھ کی حین حیات مین سمت ۱۸۹۵ بکرمی مین

بنا ہی اس سبب سے اسکی عمارت نہایت عالیشان ہے اس مکان کو شوالہ
جمعدار خوشحال سنگہ بہی کہتے ہین کیونکہ سادہ یہی اسکے اندر ہے اور وسط مین شوجی
رکہے ہین رام سنگہ جمعدار خوشحال سنگہ کا فرزند نہایت لایق آدمی تہا نوجوانی
کی عمر مین اُس نے علوم عربی و فارسی مین تحصیل کامل کرلی تہی مگر اُسکی عمر نے
وفا نکی اور وہ نوجوان ہی مرگیا جمعدار خوشحال سنگہ کو اُسکے مرنے کا کمال غم تہا
اور یہ سادہ اُس نے بہت روپیہ خرچ کرکے تعمیر کی تہی یہ عمارت ایک کلان
چبوترے پر واقع ہے جسکا راستہ شمال کی سمت محاذی سادہ راجہ دیہیا سنگہ
کے ہے جسکے اوپر چار زینہ چڑہکر جاتے ہین یہ چبوترہ نہایت وسیع اور پختہ
بنا ہوا ہی غربی تیسرا حصہ اس چبوترے کا دو حصے چبوترے سے کسیقدر اونچا
ہے وہی حصہ زیر عمارت شوالہ ہے اُس اونچے حصہ کی غربی سمت کو عالیشان
عمارت مندر شوالے کی ہی شوالہ کا دروازہ بسمت شرق ہی اور دروازے کے
آگے ایک عالیشان براندہ پختہ محرابی درونکا بعمدہ و منقش تعمیر ہوا ہی سقف
اسکی بہی قالبوتی اسپر گشتی نما سقف گنبد کی طور پر ہے شوالہ کے دروازے کی چوکہٹ
سنگ مرمر کی ہے اور جوڑی لکڑی کی جسپر پیتل و لوہا نہایت خوبصورت طرز پر
لگایا گیا ہے جب اندر مندر کے داخل ہون تو ایک وسیع مکان معلوم دیتا ہے
چارون سمت دیوارون پر منقش مطلا کام کیا ہوا ہے چہت قالبوتی بہی نہایت
عالیشان بنی ہی چارون دیوارون مین چار محرابی قالبوتی طاق ہین غربی طاق مین
رام سنگہ خلف جمعدار خوشحال سنگ کی سادہ ہی سادہ کے وسط مین ایک چبوترہ
ہشت پہلو مقطع سنگ مرمر کا بنا ہی جسپر بیل بوٹے سنگ موسی و عقیق وغیرہ
پتہرون کے ہین اس چبوترے پر شوجی کا استہاپن ہی سقف قالبوتی کے
اوپر طولانی گنبد عالیشان سربفلک جو ہی جسپر طلائی کلس چمکتا و دمکتا نظر آ

ہے اس مندر کی عمارت نہایت عمدہ ہے جسکے دیکھنے سے انسان کی طبیعت نہایت خوش ہو جاتی ہے اس مندر کے محاذی بجانب شرق یعنی بڑے چبوترے کے شرقی حصے مین ایک عالیشان دالان بہت بڑا سہ درہ قابیوتی محرابی دو درون کا بنا ہوا ہے اسمین وہ لوگ قیام پذیر ہین جنکی خدمات متعلق شوالے کے ہین اخراجات اس شوالے کے سردار بھگوان سنگھ پسر جمعدار خوشحال سنگھ دیتا تہا مگر اب وہ بہی فوت ہوگیا ہے * اس بڑے چبوترے کے جنوب کی سمت کو ایک علیحدہ مکان عالیشان -

سمادھ جمعدار خوشحال سنگھ

بنا ہوا ہے- جمعدار خوشحال سنگھ ایک امیر کبیر و رکن اعظم سلطنت سکھی کا تہا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار مین اسی کی بڑی عزت تہی اس امیر کو عمارت کا بڑا شوق تہا لاہور و امرتسر مین اسکی عالیشان عمارتین ابتک موجود ہین یہ شخص سنہ ۱۸۴۴ء مین مرگیا اور اسی موقع پر داغ دیا گیا جہان اب مکان سمادہ بنا ہوا ہے بعد وفات اُسکے یہ موجودہ مکان راجہ تیجا سنگھ اُسکے بہائی کے اہتمام سے بنا مگر ناتمام رہگیا باعث یہ ہوا کہ راجہ تیجا سنگھ کے مرنے تک مدد اس مکان کی جاری رہی جب وہ بہی مرگیا اور جائداد و جاگیر باہم راجہ ہربنس سنگھ و سردار بھگوان سنگھ کے تقسیم ہوگئی تو تعمیر اس مکان کی متعلق سردار بھگوان سنگھ پسر جمعدار خوشحال سنگھ کے ہوگئی مگر اُس نے پہر توجہ اس کی تعمیر و تکمیل کی طرف نہ کی اور یہ عالیشان مکان ناتمام رہگیا یہان تک کہ خاص سمادہ بہی اب تک خام ایک مٹی کا تودہ ہے اور دروازۂ شمالی کے آگے زینہ بہی نہین بنا اور نہ مکان کی سفیدی ہوئی اور نہ گنبد پر کلس چڑہایا گیا بلکہ دروازے کو جوڑی کواڑ دن کی بہی نہین چڑہائی گئی جسکے دیکھنے سے

نہایت افسوس آتا ہے +

سینکڑون دنیامین آئی اور آکر چلدئے + اہلِ تاج واہلِ تخت واہلِ زر و اہلِ شور

اُنکے مدفن پہ گزر جسکا ہوا وا حسرتا + خاک سی اُڑتی ہوئی آئی نظر بالائے گور

اس مکان کی کرسی بلند پانچ فٹ تک ہے اور دروازہ مکان بطرف شمال ہے دروازے کو چوکہٹ سنگ سرخ کی لگی ہوئی ہے اندر سے مکان دوہرا ہے وسط مین ایک مربع درجہ نہایت مطبوع بنا ہوا ہی جسکی گنبدنما سقف قالبوتی ہے اور اُسکے اوپر عالیشان گنبد گول بنا ہوا ہی اور گنبد مین آہنی میخ کلس کے چڑہانے کے لئے لگائی گئی ہی س درجہ مین چارطرف غلام گردش نہایت عمدہ منقطع ہے اور ہر ایک گوشہ پر محرابی قالبوتی درینے ہوئے ہین سقف غلام گردش کی بہی قالبوتی ہی اور ریختہ کار عمارت اندر باہر سے۔ اگر یہ مکان اپنی پوری تیاری مین تکمیل پاتا تو نہایت عمدہ عالیشان مکان بن جاتا وسط کے درجے مین دو سمادہ ہین گلی خام بنائی ہوئی ہین ایک جمعدار خوشحال سنگہ کی اور دوسری اُسکی زوجہ کی جو اُسکے ہمراہ ستی ہوئی تہی دو اور سمادہ ہین بہی نامعلوم الاسم ہین شاید اُنکی کنیزون کی ہونگی +

احاطہ سمادہ راجہ اودہیم سنگہ و راجہ سوچیت سنگہ

یہ دونو سمادہ ہین ایک احاطہ کے اندر بنی ہوئی ہین عمارت پختہ چونہ گچ ہے احاطہ کا دروازہ بطرف شرق ہی تین سیڑہی چڑہکر احاطہ کے اندر داخل ہوتے ہین احاطہ کے اندر جائین تو بسمت جنوب ایک دالان تین درہ محرابی قالبوتی درون کا اور اُسکے اندر ایک کوٹہڑی بنی ہوئی ہے جسمین پجاری رہتا ہے سقف اس کوٹہڑی اور دالان کی سرکی پوش ہے اُسکے مقابل احاطہ کے ایک گوشہ مین چاہ چرخی دار بنا ہی اس صحن کے غربی حصہ مین ایک وسیع

پختہ چبوترہ بنایا گیا ہے اس چبوترے پر مکان عالیشان -

سمادہ راجہ اودہم سنگہ

کا بنا ہوا ہی راجہ اودہم سنگہ مہاراجہ گلاب سنگہ کا بڑا بیٹا تہا قلعہ کے دروازے کی دیوار کے نیچے آکر کنور نونہال سنگہ خلف مہاراجہ کہرک سنگہ کے ساتہہ ہلاک ہوا تہا یہ نوجوان بہادر کوہستانی سردار نہایت خوبصورت زورآور پہلوان خلیق و سخی تہا مگر اُسکی عمر نے وفا نکی اور مفت مارا گیا اُسکی سمادہ اس جگہ تعمیر ہوئی مکان سمادہ نہایت عمدہ و مکلف بنا ہوا ہی سمادہ کے مکان کا دروازہ بطرف شرق ہے یہ مکان طول میں زیادہ عرض میں کم ہے تین اسکے درجے ہیں اور تین دروازے جانب شرق رکہے ہیں تینوں دروازوں کی چوکہٹیں سنگ سرخ کی ہیں درمیانی دروازے سے جب اندر جائیں تو اُسکے وسط میں ایک چبوترہ پختہ بنا ہوا ہے جسپر گیارہ شوجی کا استہاپن ہے اور دروازے کے محاذی غربی دیوار میں ایک طاقچہ محرابی قالبوتی ہے اُسمیں سمادہ اودہم سنگہ کی ہے اس درجہ کے چپ و راست جو دو درجے ہیں وہ صرف دو کوٹہڑیاں تصور کی جاتی ہیں جنکا ایک ایک دروازہ باہر کو ہی اور ایک ایک سہ دری کے درجہ کے اندر سقف ان تینوں درجوں کی قالبوتی ہے اور اوپر چہت کے خوبصورت گنبد پختہ پہلدار بنا ہوا ہے اور گنبد پر طلائی کلس چمکتا دمکتا نظر آتا ہی جس سے گنبد کی دوبالا شان نظر آتی ہے دوسری سمادہ اس اس احاطہ کے اندر راجہ سوچیت سنگہ برادر راجہ دہیان سنگہ وزیر اعظم سلطنت سکہی و مہاراجہ گلاب سنگہ کی ہے جسکو سکہوں نے بعہد وزارت راجہ ہیرا سنگہ حسب الحکم راجہ ہیرا سنگہ کے بمقام خانقاہ میاں وڈا قتل کر دیا تہا - راجہ ہیرا سنگہ اپنے برادر زادہ کے برخلاف یہ جموں سے آیا تہا اور چاہتا تہا کہ فوج سکہی وزارت سے راجہ ہیرا سنگہ کو معزول کر کے

مجہکو وزیر بنائین اگرچہ اس سے پہلے اُسکی سازش فوج سے بہی ہوچکی تہی
مگر جب لاہور پہنچا تو معاملہ دگرگون ہوگیا اور راجہ ہیراسنگہ کے برخلاف فوج
کام نکرسکے کیونکہ رعب و داب اُسوقت راجہ ہیراسنگہ کا فوج پر اہی تہا۔ راجہ ہیراسنگہ
نے جب جانا کہ چچا میری جان کا دشمن بنکر آیا ہی اور چاہتا ہی کہ مجہسے وزارت
چہین لے اسکو بہرحال قتل کرادینا چاہئے چنانچہ فوج کو حکم دیا کہ اُسکو جاکر گہیرلین
چنانچہ حکم کے جاری ہوتے ہی فوج پیادہ وسواری نے جاکر خانقاہ میان وڈا کو
جسمین وہ تہا گہیر لیا اور توپ چلنے لگی اور راجہ سوچیت سنگہ مع اپنے ہمراہیون
رائے کیسری سنگہ وغیرہ کے عین میدان مین آکر قتل ہوا ایکسو درویش خانقاہ کا
اور قریب ڈیڑہ سو آدمی کے ہمراہیان راجہ سوچیت سنگہ اس واقعہ مین قتل ہوگئے
راجہ سوچیت سنگہ کی نعش اسی مکان مین جلائی گئی تہی جہان اب سمادہ بنی ہوئی
ہے اس سمادہ کا دروازہ شرق کی سمت کو ہے اور مکان اسی وسیع چبوترے
پر اور ہیم سنگہ کی سمادہ سے چند گز کے فاصلہ پر بجانب شمال ہے عمارت سنرنا یا
پختہ چونہ گچ ہے دروازے کے آگے تین در کا برانڈہ قالبوتی محرابی مرغولی
بنا ہے اور چار کوٹہڑیان چار کونون مین اسی طرح اور تین طرف بہی چار
برانڈے ہین اور ایک ایک کوٹہڑی کا ایک ایک دروازہ ہر ایک برانڈے
مین رکہا گیا ہی وسط کا مکان سمادہ کا ہے جسکے درمیان ایک چبوترہ پختہ سنگین
ہے اور اُسپر شوجی کا استہاپن ہے محاذی دروازے کے جو غربی دیوار ہے اُسمین
ایک محرابی مرغولی طاقچہ ہے اُسمین سمادہ راجہ سوچیت سنگہ کی ہے تمام درجون
کی چہتین قالبوتی خشتی ہین اور اُسپر گنبد خوشنما تعمیر ہوا ہے اور کلس طلائی
چمکتا ہوا نظر آتا ہے اس سمادہ کی خدمت کے لئے ایک برہمن مقرر ہے جو تنخواہ
وکیل سرکار جمون سے پاتا ہے وہ ہر وقت حاضر نہین رہتا ہر روز صبح کو آتا

ہے اور سادہون اور شوہی پر پہول چڑہاکر چلاجاتا ہے

سمادہ سردار جواہر سنگہ ماموں مہاراجہ دلیپ سنگہ

سکہان فوج نے جب راجہ ہیرا سنگہ وزیر سلطنت کو قتل کر دیا تو اس نے وزارت پائی اس نے سکہان فوج کی بہت خاطر کی ایک ایک کنٹھہ طلائی پچیس پچیس روپے کانی سپاہی اور افسرون کو خلعتین و کڑے طلائی و کنٹھے مروارید و جاگیرین دین مگر اسپر بہی اُسکی وزارت کو قیام نہوا اور اُنہین سکہون کے ساتہہ سے قتل ہوا جسکا مفصل حال تاریخ پنجاب مولفہ راقم مین تحریر ہے نعش اُسکی اسی مقام پر جلائی گئی جہان اب سمادہ بنی ہے یہ سمادہ راجہ سوچیت سنگہ کی سمادہ کی بجانب گوشہ گگنی جانب سے باہر بیس قدم پر بنی ہے یہ مکان بڑا عالیشان عمدہ نہایت بلند بنایا گیا ہے افسوس ہے کہ بسبب انقلاب سلطنت کے ناتمام رہگیا اور پوری تکمیل اسکی ہونے نہ پائی اندر سے البتہ نقش و نگار اسکے پورے ہو چکے ہیں سمادہ پتہر کی بن چکی ہے مگر بیرونی کام پورا نہین ہوا طولانی گنبد کا اوپر کا حصہ البتہ سفید ہے اور دیوتاؤن کی تصویرین بہی اُسپر بنین مگر اُسکے نیچے کی کل بیرونی عمارت نہ تو سفید ہوئی اور نہ باقیماندہ کام باختتام پہنچا اس سمادہ کی بنیاد رانی جندان والدہ مہاراجہ دلیپ سنگہ سردار جواہر سنگہ کی ہمشیرہ نے رکہی اور اُسوقت تک اسکی عمارت جاری رہی جب تک کہ وہ سرکار انگریزی کے حکم سے جلاوطن ہو کر ہندوستان کو بہیجی گئی - اب وہ مکان لاوارث و خراب و خستہ پڑا ہوا ہے کوئی شخص جہاڑو دینے والا نہیں ہے اور عمارت اس جلدی مین بند ہوئی کہ باقیماندہ پتہر اب تک باہر دروازہ کے ایک کہتنی کے اندر دب گیا ہے کچھہ کچھہ نشان اُسکے نظر آتے ہین کنکر باقیماندہ بہی تہوڑا رکہا ہوا ہے اس مکان کی کرسی بہت بلند ہے اور دروازہ بجانب شرق

دروازے کے آگے ایک مقطع برانڈہ جسکے تین در شرقی اور ایک ایک جنوبی وشمالی محرابی قالبوتی بنا ہوا ہے سقف بھی برانڈے کی قالبوتی خشتی گنبدنما بنی ہی عمارت پختہ کار ہے دروازے کو سنگ مرمر کی چوکہٹ لگی ہی اور چوکہٹ کے اوپر دیوار مین ایک خشت سنگ مرمر کی لگائی گئی ہے جسمین منبت کار تصویر سری گنیش جی کی بنی ہے جب اندر مکان کے جائین تو عالیشان مندر گنبد دار نظر آتا ہے اور نقش اس خوبی کے سنا تہہ لکہے گئے ہین کہ جسکے دیکھنے سے طبیعت بشاش ہو جاتی ہے تصویرین بھی دیوتاؤن کی بیشمار لکھی ہین اس تمام مکان کے چار درجے محرابی قالبوتی دہنون مین کیئے گئے ہین۔ شرقی درجہ مین دروازہ ہے اور غربی مین سنگ مرمر کے ایک چبوترے پر بنائی گئی ہی جو ہشت پہلو مقطع خوش وضع بنا ہوا ہی اور خاص سمادہ بھی ہشت پہلو ہی اس درجے مین فرش بھی سنگ مرمر کا ہی اور دیوار مین سنگین جالیدار پنجرے جنوبی وشمالی در جون مین پختہ چونہ کار فرش ہے اور جالیان پتہر کی دیوارون مین وسط کے درجے مین جسکو پانچوان درجہ کہنا چاہیئے صرف پختہ فرش اور چھت قالبوتی خشتی گنبدنما بلند ہے جسکے اوپر طولانی بہت بلند گنبد ہے سردار جواہر سنگہ سنہ ١٨٤٤ع کے اخیر مین خود سر سکھی فوج کے ساتھہ سے بمقام لاہور قتل ہوا تھا۔

سمادہ بھائی رویا

پہربٹ کے میدان مین یہ مکان بھی لایق دید بنا ہوا ہے عمارت اسکی نہایت ہی مستحکم و خوشنما و خوش قطع ہے جو متصل باغچہ پیر سرام واقع ہے یہ مکان مربع چبوترے پر بنایا گیا ہے کرسی مکان کی بلند قد آدم رکھی گئی ہی چبوترہ پختہ چونہ گچ ہے زینہ چڑہکر اوپر جاتے ہین دروازہ مندر کا شرق کیطرف ہے چوکہٹ سنگ سرخ کی لگی ہے جوڑی تختہ آہن پوش نہایت عمدہ و منقش

ہے مکان کے اندر فرش پختہ چونہ گچ ہے اور دیواریں چونہ گچ منقش اور صورت مکان چار مدارج محرابی و قالبوتی میں منقسم ہے چاروں چھتیں قالبوتی ہیں وسط مکان میں بابا روپا کی سمادہ ایک چبوترے پر بنی ہوئی ہے جسپر غلاف پڑا رہتا ہے اس درمیانی درجے کی سقف بہت بلند گنبد نما ہے اور اسکے اوپر مدور گنبد خوشنما ہے مگر طلائی کلس لگایا گیا مکان کے چاروں گوشوں پر چار شیر عمارت میں ایسے عمدہ بنائے گئے ہیں کہ دور سے ہو بہو شیر معلوم دیتے ہیں یہ بابا روپا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں ایک خدا پرست عابد زاہد آدمی تہا تمام شہر لاہور کے ہندو مسلمان اُسکی بزرگی کے قایل تہے آدمی ہر دل عزیز صلحکل تہا اور بے طمع مہاراجہ رنجیت سنگھ کی آمد و رفت اُسکے پاس بہت تہی مگر وہ ایک پیسہ کی طمع مہاراجہ سے نہیں رکہتا تہا جب وہ مرگیا تو مہاراجہ کے حکم سے یہہ قبول صورت سمادہ اُسکے نام سے تعمیر ہوئی ٭

شوالہ شیوگر سنیاسی

یہ شوالہ ایک عجیب و غریب صورت و قطع کا ہیرہ منڈی کی سرزمین واقع ہے کرسی اسکی ڈیڑہ منزل کی مقدار بلند ہے شمال کی طرف زینہ بنا ہے جس سے چڑہکر شوالے کے اندر جاتے ہیں یہ شوالہ دوسری منزل پر بنایا گیا ہے اور نیچے کی منزل میں باوا شیوگر کی سمادہ ہے اُسکا دروازہ غربی کی طرف ہے چونکہ زمین کے اندر ہے مکان اندہیرا ہے چراغ لیکر اندر جاتے ہیں اس زیریں مکان کی چہتیں قالبوتی ہیں اور دیواریں نہایت پختہ چونہ کی بہت چوڑی آثار کی بنی ہوئی ہیں اور بنیاد میں کوٹہیاں گلاکر رکہی گئی ہیں وسط مکان میں باوا شیوگر کی سمادہ ہے جسمیں وہ زندہ بیٹھ گیا تہا اور سمادہ کا دروازہ چن دیا گیا تہا یہ تمام مکان اُس نے اپنی زندگی میں خود بنایا تہا یہی نام تہا کہ دنیا نا پایدار سے

وہ بیزار ہوگیا اور اس سمادہ ہین بیٹھکر اُس نے مٹی لے لی اُسکی وفات کو
چالیس برس گزرے ہین مگر پھر اُس سے بعد کسی نے اس مکان کی مرمت کی
طرف خیال نہین کیا اور حقیقت مین بسبب پختگی کے اُسکو مرمت کی حاجت بھی
نہین اوپر کی منزل پر مندر شوالہ بنا ہی جسکے کئی محل ہین گنبد بھی خورد خورد متعدد
ہین گنبد درمیانی بڑا ہی جسپر سیخ آہنی نصب ہے کلس ابھی نہین چڑہایا گیا -
اندر سے بھی دیوارین اس مندر کی پختہ ریختہ کار ہین اور شرقی غربی درجے
ہین اس مندر مین شوجی کا استھاپن بھی ابتک نہین ہوا برلے نام شوالا ہے
اور گنیشا نند گر باوا سنیاسی جو شیو گر کا پوتا چیلا ہی مع اپنی عورت کے اسمین رہتا
ہے اور اس شوالہ کو اُس نے اپنا گھر بنا رکھا ہی اس شوالے کے متعلق ایک چاہ
جاری اور آٹھہ گھاؤن اراضی چاہی زرعی ہے آمدنی اُسکی گنیشا نند گر لیتا ہے
اور مالک اراضی کا بھی وہی ہے

رانی لچھمی کا ٹھاکر دوارہ

بانیہ اس ٹھاکر دوارے کی رانی لچھمی مہاراجہ رنجیت سنگھ کی رانی تھی اُس نے
بکمال ارادت یہ ٹھاکر دوارہ بنا کر اپنا یادگار دنیا سے ناپائیدار مین چھوڑا ہی
یہ عالیشان مندر پریٹ کی سرزمین نالہ دریاے راوی کے کنارے پر بنا ہوا ہے
عمارت اسکی پختہ چونہ گچ مستحکم و مضبوط ہے جنوب کی سمت کو اسکا دروازہ ہی
دروازے کے آگے ایک عالیشان برانڈہ بطور نشستگاہ بنا ہی جسپر زینہ چڑہکر جاتے
ہین اس برانڈے کے دروازے کو بیرونی دروازہ مندر کا کہنا چاہیے اس
درجے مین پختہ فرش ہے اور دیوارین پختہ چونہ گچ سقف قالبوتی ہے اس سے
آگے بڑہین تو دوسرا دروازہ مندر کا آتا ہی اس دروازے کی چوکھٹ پتھر کی ہے
اور اندر مکان کی دیوارین پختہ منقش چونہ گچ ہین محاذ کی دیوارین جسکو شمالی

دیوار کہنا چاہیئے دو طاق مکلف و منقش بنے ہوئے ہین اُنمین سنگین مورتین سری کرشن بھگوان اور رادہا جی و رامچندر جی اوتار و لچھمن جی و سیتا جی وغیرہ مکلف لباس پہنا کر رکھی ہوئی ہین چارون طرف مندر کے باہر باغیچہ نہایت سرسبز لگایا گیا ہے اشجار مثمرہ و غیرہ مثمرہ ہر ایک طرح کے موجود ہین چاہ مع رہٹ کے جاری ہے قریب دس گہماؤن کے اراضی زرعی بھی شامل اس مندر کے ہے جو ہر فصل مین کاشت ہوتی ہے + اس مندر کے سوائے ایک سادہ باوا لچھمن داس بیراگی کی پختہ چونہ گچ گنبددار مندر کے دروازے کے آگے بنی ہوئی ہے اور باوا رام داس بیراگی اس مندر کا پجاری و مالک ہے +

ٹھاکردوارہ بھوری سرکار

بانیہ اس مندر کی مہاراجہ رنجیت سنگہ کی رانیون مین سے ایک ذی عزت رانی تہی چونکہ بال اُسکے سرخ رنگ کے تہے اسواسطے اُسکو بھوری سرکار کہتے تہے کہ بھورا پنجابی زبان مین سرخ رنگ مائل بسیاہی کو کہتے ہین۔ اس نے اپنی حین حیات یہ مندر بنوایا بہت سی زمین زرعی خرید کر اسکے اخراجات کیواسطے وقف کی باغ بہی نہایت عمدہ لگوایا جو ابتک مندر کے ساتھہ شامل ہے مہاراجہ شیر سنگہ کیوقت اسکی تعمیر عمل مین آئی۔ یہ مندر بالہ دریاے راوی کے کنارے پر واقع ہے عمارت نہایت پختہ چونہ گچ ہے تمام عمارت ایک وسیع چبوترے پر بنی ہوئی ہے جو ڈیڑہ گز زمین سے بلند ہے مندر کا دروازہ جنوب کی سمت کو ہے اور دروازے کے آگے ایک برانڈہ کلان جسکو سہ درہ نشستگاہ کہنا چاہیئے بنا ہے درمیانی دروازے سے زینہ چڑھکر اوپر جاتے ہین اس درجے کی عمارت بھی پختہ ریختہ کار ہے اندر دیوارین منقش ہین اس درجہ سے گذرین تو مندر کا دروازہ آتا ہے جسکی چوکہٹ سنگ سرخ کی ہے اُسکے اندر کی عمارت باہر کے برانڈے سے زیادہ

مکلف ہے محرابی قالبوتی سقف گنبد نما بنی ہے اوتارون کی تصویرین لکھی
ہوئی ہین محاذ دروازے کی دیوار مین نہایت مکلف طاقچہ بنا ہے اُسمین
پتھر کی مورتین نوسری رامچندر جی اور لچھمن جی کی ہین اور داہنی مورتین
سری کرشن اور رادہا جی کی ہے سقف کے اوپر طولانی گنبد نہایت خوبصورت
بنا ہوا ہی جسپر طلائی کلس بھی چڑہایا ہوا ہے اس مندر کے ساتھہ چار رہنہ
چاہ اور بہت سی زرعی زمین اور بہت بڑا باغ ہی فقرا و سادہ بہت رہتے
ہین ایک خراس بھی آٹا پیسنے کیواسطے بنا ہے پختہ کوٹھے بھی بہت بنے ہوئی ہین
جسمین باغات و چاہات کے مویشی رات کو باندہے جاتے ہین اور باغبان و
کاشتکار سکونت پذیر ہین ایک کلان حاطہ مویشیون کے چارہ رکہنے واسطے
پختہ بنا ہوا ہی چاہات جاری چرخ چوب والے کے علاوہ دو چاہ آبنوشی کی لئے
چرخی دار بنے ہوئے ہین بہت سی پختہ گنب دار سمادہ ہین جانشینان و مہمتان
سابق کی بنی ہوئی موجود ہین ایک شوالہ بھی طولانی گنبد کا علاوہ ٹہاکر دوارے سے
ہے اس مندر مین رونق زیادہ تر ہے اور آبادی بہت - مادہو داس بیراگی مہنت
ہے جسکے قبضہ مین مندر اور چاہات و باغ و زمین متعلقہ مندر ہی اور بالکانہ قبضہ رکھتا ہے

سمادہ بہائی وستی رام

وستی رام ایک نامی گرامی گرنتہہ خوان خداپرست عابد زاہد شخص تہا مہاراجہ
رنجیت سنگہ اُسکو اپنا گرو کہتے تہے اور بہت ادب کرتے تہے لاکہون روپے
نقد نذر کرتے تہی جاگیرین و روزینے مقرر تہے ہر ایک امیر و مشیر سے اسکا رتبہ
ازروے خداپرستی کے زیادہ تصور کیا جاتا تہا جب وہ فوت ہوا تو اسجگہ جلایا گیا
جہان اُسکی سمادہ ہے یہ عالیشان مکان قلعہ لاہور کی شمالی دیوار کے ساتہہ
ملا ہوا ہے اور عمارت سنگ مرمر کی ہے مکان کا بیرونی دروازہ بجانب شمال ہے

جب اس سے اندر جائیں تو ایک وسیع میدان آتا ہے اُسکے وسط میں سمادہ خاص مکان بنا ہوا ہی خاص سمادہ کے مکان کا دروازہ بجانب شمال کے رکھا گیا ہے اور دروازے کے آگے چبوترے کے نیچے مکان حوض کے طور پر بنا کر اسمین فوارے لگائے گئے ہین - باہر کی دیوارون کی عمارت سب سنگ مرمر کی ہی جسپر طرح طرح کے بیل بوٹے بنے ہوئے ہین اندر سے مکان کی صورت دربار امرتسر کی صورت پر بنی ہے چار درجے چار اطراف مین بانٹے گئے ہین جنکو دو منزلہ کیا گیا ہے اور اوپر کی منزل چارون طرف چار نشستگاہ ہین سنگین ستون کی تین تین دروالی بنائی گئی ہین وہین سب کے مرغولی ہین نیچے اوپر کی چھتین اُنکی بھی محرابی قالبوتی نہایت عمدہ منقش نقوش طلائی ہین وسط کا درجہ بلند ہے اسپر قالبوتی سقف خوشنما ہے اسی درجے مین بہائی وستی رام کی سمادہ سنگین ومنقش چبوترے پر ہے اس چبوترے وسمادہ پر سنگ مرمر کے اندر قیمتی پتھرون کے بیل بوٹے ایسی خوبصورتی کے ساتھ بنائے گئے ہین کہ جسکے دیکھنے سے روح کو راحت نصیب ہوتی ہے مکان اندر باہر سے سنگ مرمر کا نہایت مقطع وخوبصورت بنا ہی جسکی تیاری پر بیشمار روپیہ صرف کیا گیا ہی اسکے علاوہ دو اور سمادہین گنبدوار سنگ مرمر کی ہین یہ عورتون کی سمادہین ہین اُنہین سے جو سمادہ بہائی وستی رام کی والدہ کی ہے وہ تمام سرتاپا سنگ مرمر کی ہے اور سمادہین پختہ چونہ گچ بھی ہین سمادہ کلان سے بجانب شرق ایک مکان بارہ دری پختہ ومکلف بنا ہے اور گوشہ کنی مین چاہ ہے چبوترے کے آگے ایک خورد چبوترہ ہے جسپر جھنڈا نصب ہے اور جنوب کی طرف محاذ بڑی سمادہ کے ایک نشستگاہ مکلف بنی ہے اس احاطہ کے چند درخت بھی آم وغیرہ کے ہین ایک باغ بھی دیوار بدیوار احاطہ اس سمادہ کے ہی جو اسی سمادہ کے متعلق ہے بہائی وستی رام کے خاندان

کا حال اس کتاب کی ابتدا مین خاص شہر کے حال مین تحریر ہے ✣

سمادہ باوا چہینگر شاہ المشہور ستہرا

یہ مکان بہی لاہور کے نامی گرامی مکانات مین سے ہے اور چہینگر شاہ ستہرا عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ کے عہد مین خاص لاہور کا رہنے والا فقیر تہا ۔ ہنود اُسکو فقیر صاحب کمال جانتے ہین اُسکا سلسلہ اب تک جاری ہے ستہرے شاہی فقیر ہزارون پنجاب مین گدائی کرتے پہرتے ہین چہینگر شاہ ستہرے کی ہزارون تمثلین اور کہانیان اُسکی صفائی و صفاگوئی و بے ریائی کے باب مین زبان زد خاص و عام ہین بلکہ ستہرا اُسکا اسیواسطے خطاب تہا کہ وہ گفتگو کیوقت کسیکا لحاظ نہین کرتا تہا سچی بات مُنہ پہ کہہ دیتا تہا کیونکہ ستہرا پنجابی زبان مین پاک و بے لگاؤ کو کہتے ہین تمام پنجاب کے ستہرے شاہی فقیر اس مکان کو گدی کا مکان جانتے ہین اور اسی کو اپنا سیدا تصور کرتے ہین یہ مکان بہی شمالی دیوار قلعہ کے ساتہہ ملحق و ملصق ہے حکام وقت چند بار اسکے گرا دینے کے درپے ہو چکے ہین کیونکہ اسکی دیوارون اور اسکے درختون کی شاخون سے اگر کوئی چاہے تو قلعے اندر پہنچ سکتا ہے مگر محض ورگزر اسلئے ہوتا رہا کہ اس مکان کی بزرگی کے ہزارون لوگ قائل ہین کئی بار اس مکان کی قیمت کی فرد بہی بن چکی ہے چہینگر شاہ ستہرا گرو ہر رائے کا چیلہ تہا اگرچہ تمام ہندوستان مین وہ پہرتا تہا اور عالمگیر بادشاہ کے حکم سے ہر ایک شہر مین ایک پیسہ فی دوکان سالانہ اُسکا مقرر تہا مگر اصلی وطن اُسکا لاہور تہا آخر اسی جگہ وہ فوت ہوا اور اسی جگہ جلایا گیا جس جگہ اب سمادہ بنے ہے احاطہ مکان پختہ بنا ہوا ہے طول مین زیادہ اور عرض مین کم دروازہ مکان کا بجانب شرق ہے جب اُس سے اندر جائین تو صحن مین داخل ہوتے ہین اس صحن کے جنوب و شمال مین فقرا کے رہنے کے لئے مکانات

بنے ہین اور ایک درخت بڑہ کا بہت بڑا سر بفلک کہڑا ہی جسکا سایہ تمام صحن اور
دو طرفہ والانون پر ہے جب اُس سے آگے بڑہین تو فرش پختہ اور چاہ آتا ہے اس
چاہ کے جنوب کی سمت کو ایک نشستگاہ نہایت مکلف۔ چاہ کے چبوترے کے برابر
کرسی دیکر بنی ہوئی ہے اس نشستگاہ کی عمارت پختہ چونہ گچ منقش ہے اور چہت
تختہ پوش ہی اس بیٹہک مین مہنت کی نشست رہتی ہے چاہ کے شمال کی
سمت کو بہی ایک مکلف چونہ گچ نشستگاہ بنائی گئی ہے جسپر زینہ چڑہکر جاتے ہین اسکے
اندر تین دریچے بطرف میدان پریٹ رکہے گئے جسمین بیٹہکر پریٹ کے میدان کے
سبزہ زار کی بخوبی سیر ہوتی ہے اس بیٹہک سے آگے بڑہکر ایک اور مکلف مکان
چونہ گچ مکلف بنا ہوا ہے اسمین گرنتہہ رکہا رہتا ہے اور اس سلسلہ کے فقرا اُسکو
نہایت شوق سے پڑہتے ہین اس مکان سے بجانب جنوب دیوار بدیوار قلعہ لاہور
کے مکان سمادہ جہینگڑ شاہ ستہرے کا عالیشان پختہ گنبد دار بنا ہی دروازہ
اُسکا بجانب شمال ہی مندر کے اندر کی عمارت منقش چونہ گچ ہے اور دیوارون پر
گروُن کی تصویرین لکہی ہین چہت قالبوتی ہے اور اُسکے اوپر گنبد مدور عالیشان
بنا ہے مندر کے وسط مین اصل سمادہ جہینگڑ شاہ کی ایک سنگ مرمر کے چبوترے
پر ہے یہ چبوترہ نہایت مکلف بنایا گیا ہے سنگ مرمر کے اندر بیل بوٹے عقیق
وغیرہ پتہرون کے رنگا رنگ بنائے ہین اُسکے اوپر سمادہ چہوٹی سی سنگ مرمر کی
نہایت مقبول صورت تعمیر ہوئی ہے چبوترے کے چارون کونون پر چار ستون نگین
قائم کرکے ایک مقبول صورت گنبدی ایسی عمدہ بنائی گئی جس سے مکان کی
زینت دوبالا ہوگئی + اس مندر کا مہنت رڑکی شاہ ستہرا فقیر اونیس سال
سے مقرر ہے جو نہایت خلیق ومہمان پرست ہی وہ ہر ایک مسافر کی جو مکان مین آجاتا
ہے دل وجان سے خدمت کرتا ہے چڑہاوہ وہی لیتا ہے +

ٹھاکردوارہ رانی جندان والدہ مہاراجہ دلیپ سنگھ

یہ ٹھاکردوارہ متصل دروازے کے باہر ایک پختہ احاطہ کے اندر بنا ہوا ہے مندر بڑا عالیشان پختہ عمارت گنبددار بنا ہوا ہے دروازہ احاطہ کا بجانب جنوب ہے اُس سے جب اندر جائیں تو بڑا وسیع میدان آتا ہے میدان کے اندر کثرت سے اشجار پیپل و بڑ و آم و جامن وغیرہ ہیں چار دیواری کے ملحق مکانات کوٹھڑیاں تعمیر ہوئی ہوئی موجود ہیں مگر بسبب عدم خبرگیری کے اکثر مکانات کی چھتیں گر گئی ہیں وسط میدان میں ایک چبوترہ پختہ چونہ گچ عمارت کا قدآدم بلند بنا ہے اُسپر عالیشان مندر ٹھاکردوارے کا بنا ہے دروازہ مندر کا شرق کی طرف ہے چوکھٹ سنگ مرمر کی ہے مندر کی ہیئت مربع ہے اور اوپر طولانی بہت بلند گنبد بنا ہے ہر ایک منزل پر برجیاں بنی ہیں ہر ایک برجی پر مطلا کلس چڑھائے گئے ہیں سب سے اوپر بڑا کلس مطلا چمکتا ہوا نظر آتا ہے مندر کے اندر کی عمارت سب پختہ چونہ گچ منقش ہے محاذی دروازے کی غربی دیوار میں ایک مکلف طاقچہ بنا ہوا ہے اُسمیں سنگین مورتیں سری کرشن جی و راجہ جی کی باآداب تمام رکھی ہیں اس مندر کے برابر ایک اور مندر بھی اسی احاطہ کے اندر ہے جسمیں شوجی کا استہاپن ہے یہ شوالہ رانی جندان والدہ مہاراجہ دلیپ سنگھ نے اپنے اختیارات کیوقت تعمیر کیا تھا مگر اب خبرگیر اسکا کوئی شخص نہیں صرف مرلی نام ایک برہمن خدمت ٹھاکردوارہ کی کرتا ہے اور چڑھاوہ جسقدر ہوتا ہے اُس سے اپنا گزارہ کرتا ہے +

سمادھ گوردوارہ جن

یہ سمادہ روشنائی دروازے شہر لاہور کے سامنے واقع ہے شرق کی سمت اسکے بفاصلہ ایک رسمنہ کے قلعہ کی دیوار ہے اور غرب کی طرف ایک سڑک چھوڑ کر

دیوار سمادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کی ہے گرو ارجن پانچوان گرو قوم سکھہ کا تہا
اسکی وفات کا قصہ مفصل طرح کتاب تاریخ پنجاب مولفہ بندہ ہے اگرچہ گرو ارجن
دریا مین بوقت غسل مفقود ہوگیا تہا نعش اُسکی جلائی نہین گئی مگر یہ سمادہ یادگار
کے طور پر بنائی گئی پہلے یہ مختصر مکان تہا مہاراجہ رنجیت سنگ کیوقت یہ عالیشان
مکان بنایا گیا احاطہ مکان کا پختہ چونہ گچ منڈیر کا ہے تین دروازے ہین دو
بند رہتے ہین اور شرقی دروازے کلان سے آمد و رفت ہوتی ہے اسکی پیشانی پر
بخط گرمکہی حروف لکہے ہوئے ہین تصویر بہی گرو ارجن کی تحریر ہے جب دروازے
سے اندر جائین تو بطرف جنوب ایک مکان چونہ گچ بنا ہے ایک دروازہ اسکا غربا
اور ایک شمال کو ہے اس مکان کو سکہون کی دیگ کہتے ہین اس باعث سے کہ
اسمین ایک دورہ پتہر کا زمین کے اندر گاڑا ہوا ہے اور ایک لکڑی موٹی جسکو ڈنڈا کہتے
ہین بنگ گہوٹنے کیواسطے پاس رکہی ہے سکہہ اکثر اس دورے مین سکہہ یعنی
بنگ گہوٹتے اور پیتے ہین اسکے جنوب کیطرف متصل دیوار شرقی کے ایک سہ درہ
دالان ہے اسکے باہر گوشہ نیرت مین چاہ کلان باولی یعنی چاہ پختہ وار بنا ہوا ہے
اس باولی کا زینہ شمال سے چلکر جنوب کی طرف چاہ مین جا ملتا ہے گیارہ سیڑہیان
نیچے اُترین تو زمین پر ایک سل سنگ سرخ کی لگی ہوئی ہے وہان کہڑا ہوکر
آدمی چاہ سے پانی لے سکتا ہے گوشہ ایسان مین قد آدم چار سمادین بنی ہین یا
ایک سمادہ اُنمین سے بیبی سرکار زوجہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کی والدہ کی ہے
شمال کی طرف بہی چند کوٹہریان سکہون کے آرام کیواسطے بنی ہین جنوب
کی سمت چاردیواری کے گنبد عالیشان سمادہ کا پختہ عمارت تا چونہ گچ بنا ہوا
ہے شمال کیطرف مکان سمادہ کے ایک عالیشان بنگلہ ایک دالان کے تین دالان
ہین اسمین گرنتہہ صاحب باداب تمام رکہا رہتا ہے سمادہ کا چبوترہ پختہ چونہ گچ ہے جنوبی

کے ایک گوشہ ایسان مین ایک اور چہوٹا چبوترہ ہی اُسمین جہنڈا نصب ہے
خاص سمادہ کا مکان مربع پختہ عمارت کا اور دروازہ شمال کی سمت کو ہے
سندر کے اندر میانہ مین خاص سمادہ کا چبوترہ سنگ مرمر کا ہی کٹہرے اسکو سنگ مرمر
کے لگے ہین یہہ مقام نہایت عجیب و غریب عمارت کا تعمیر ہوا ہی تمام مکان نقشون اور
تصویرون سے سجایا گیا ہی چہت مطلا آئینہ دار ہی آئینہ کے بیل بوٹے نہایت
خوبی کے ساتہہ بنائے گئے ہین - سمادہ کے اوپر سائبان زری کا یا ریشمی یا پشمینہ
کا ہمیشہ تنا رہتا ہی مکان سمادہ کے اوپر جانے کے لئے زینہ پختہ بنا ہوا ہی جب اوپر
جائین تو درمیانی گنبد بلند کے اردگرد انسان پہر سکتا ہی اور چارون دیوارون
کے گوشون کے اوپر چار گنبدیان کلان اور دیوارون کی منڈیرون پر اونیس
اونیس گنبدیان خورد کلس دار چار طرف بنی ہین اور بیچ مین اونچا گنبد سمادہ
نہایت مقطع معلوم دیتا ہی گنبد کی صورت پہاڑی دار مدور ہی اور کلس طلائی
بڑے گنبد اور چارون گوشون کی گنبدیون اور سات سات گنبدیون
منڈیرون پر لگائی گئے ہین گرنتہہ رکہنے کا دالان بہی نہایت مکلف بنا ہے
اُسمین ایک آدہ گرنتہہ اور دوسرا گرو گوبند سنگہ کا گرنتہہ رکہا رہتا ہے
اور طاقچون مین سکہون کے دسون گروئن کی تصویرین مطلا لکہی ہوئی ہین

مکان سمادہ حقیقت رائے

حقیقت رائے نواب زکریا خان بہادر صوبہ لاہور کیوقت ایک لڑکا سترہ برس
کا تہا اور ایک مسلمان مکتب دار ملا کے مکتب مین فارسی پڑہتا تہا ایک روز
ایسا اتفاق ہوا کہ استاد کسی کام کو باہر گیا اور لڑکے مکتب کے آپس مین
لڑنے لگے ایک مسلمان لڑکے نے دیوی کے حق مین کوئی ناشائستہ کلمہ کہا
حقیقت رائے کو وہ بات ناگوار گزری اور اُس نے پیغمبر صاحب کی لڑکی کی

نسبت کوئی ایسا لفظ کہہ دیا جو کمال بے ادبی پر دلالت کرتا تھا جب اُستاد
آیا تو مسلمان لڑکوں نے اُستاد کے روبرو سب حال بیان کیا وہ سنتے ہی
غصہ کے مارے لال ہو گیا اور حقیقت رائے کو پکڑ کر قاضی شہر کے روبرو لیگیا
قاضی نے جب یہ تقریر سنی حقیقت رائے کے حق مین قتل کا فتوی لکھا اور
منظوری کے لئے صوبہ لاہور کے پاس بھیجدیا نواب زکریا خان بہادر نے
حقیقت رائے کو روبرو بلایا اور حکم دیا کہ تو نے کمال بے ادبی اہل بیت کے
حق مین کی بیشک واجب القتل ہے مگر اگر تو مسلمان ہو جائے تو تیری جان
بچ سکتی ہی ورنہ گردن مارا جائیگا حقیقت رائے نے مسلمان ہونے سے انکار کیا
اور جان شیرین اپنے ملت و مذہب پر قربان کردی یعنی گردن مارا گیا نعش
اُسکی اس مقام پر جلائی گئی جہان اب سمادہ بنی ہوئی ہے - یہ سمادہ بجانب
شرق موضع کوٹ خوجہ سعید کے لاہور سے بفاصلہ دو میل شرق کی سمت
کو واقع ہے مکان نہایت بزرگ و متبرک ہی شہر کے ہنود بخلوص دل یہان
آکر جبین سائی کرتے ہین بسنت کے روز بڑا بھاری میلہ اس جگہ ہوتا ہے -
چڑھاوے کی آمدنی بھی بخوبی ہوتی ہے مکان سمادہ پختہ چونہ گچ بنا ہوا ہے
پہلے ایک مربع پختہ چبوترہ ہے جسپر مکان سمادہ ہے سمادہ کے مکان کی
دیوارین پختہ ہین اور دروازہ بجانب شرق ہی مکان کے وسط مین ایک
پختہ چبوترہ اُسپر سمادہ پختہ بنی ہی جسپر غلاف پڑا رہتا ہے سقف اس مکان
کی قالبوتی اور اوپر گنبد گول پہلو دار بنا ہوا ہی باہر اُسکے اُسی چبوترے پر
ایک اور چھوٹا گنبد بنا ہوا ہی اُسمین شب جی کا استھان ہی اُسکے جنوب کیطرف
ایک چاہ چہرخی دار بنا ہے سمادہ کے چبوترے کے محاذ مین ایک اور چبوترہ
ہے اُسپر مکان رہایش پجاریان سمادہ ہے یہ دریچہ دار مکان نہایت عمدہ

بنا ہوا ہے جسکو نشستگاہ کہا جائے تو بجا ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت
اس مکان کی قدر توقیر بہت تہی ایک دہنہ چاہ مع بیس بیگہ اراضی جو اُسی
سمادہ کی زمین سے متعلقہ ہین ہی سرکار سے معاف تہا اور دو گاؤن ایک سلہریا
دوم منڈی ضلع سیالکوٹ ہین جنکے اماصہ سال تمام جاگیر مین تہے مگر وہ
گاؤن چاہ مسمی سروپ سنگہ خادم سمادہ کے نام واگزار تہے صاحبان انگریز
کیوقت وہ سب معافی سروپ سنگہ کی حین حیات مقرر ہو گئی وہ مر گیا تو سب
کے سب ضبطی مین آگئی اور نہال سنگہ سروپ سنگہ کا پوتا محروم رہگیا آخر بہت
سی کوشش کے بعد ۔ اعمہ روپے سالانہ نقداب بنام سمادہ واگزار ہوگئی
ہین اور نہال سنگہ خادم و پجاری سمادہ قرار پایا ہی یہہ روزینہ اب ہمیشہ کے لئے
مقرر رہیگا کبہی اسمین تنزل نہ آئیگا ؂

مکان سمادہ دریا گر سنیاسی

یہ مکان موضع کوٹ خوجہ سعید سے آدہ میل بجانب شمال لاہور سے اڑہائی
میل کے فاصلہ پر واقع ہی دریا گر سنیاسی ایک فقیر خدا پرست عابد زاہد شخص
تہا تمام عمر وہ اسی مکان پر سکونت پذیر رہا ایک تہہ خانے مین جو زیر زمین
بنا ہوا تہا اُسکی سکونت تہی ۔ کسی جگہ وہ مانگنے نہین جاتا تہا اعتقاد مند لوگ
جوق جوق شہر لاہور و غیرہ مقامات سے اُسکی خدمت مین آکر مستفید ہوتے
تہے تمام عمر اُس نے خدا کی یاد مین بسر کی عرصہ دس برس کا ہوا ہی کہ وہ مر گیا
اسی جگہ پر اُسکی سمادہ بنی جس روز اُسکی وفات کا دن تہا حاضرین وقت کو
اُس نے کہا کہ مجہکو تہہ خانے کے اوپر لے چلو چنانچہ وہ اُسکو اوپر لے آئے
جب وہ اوپر آکر بیٹہا تو ایک آہ جان گداز اُس نے ایسی ماری کہ مغز اُسکا
پہٹ گیا اور اُسیوقت جان بحق تسلیم ہوا مرنے سے پہلے اُس نے

وصیت کی تہی کہ میری سمادہ خام بنائی جائے پختہ سمادہ تعمیر نہو چنانچہ خام سمادہ
اُسکی بنی ہوئی ہے اُسکا عبادت خانہ جو زمین کے اندر تہا اب تک موجود ہے
شمال کیطرف اُسکا دروازہ ہے زینہ اُترکر نیچے جاتے ہین اسکے اوپر بہی عمارت
بطور چوبارہ بنی ہوئی ہے شرق کی طرف بہی تین کوٹہڑیاں بنی ہوئی ہین ایک پختہ
شوالہ بہی تعمیر ہوا ہوا ہے شوالے کی عمارت ایک پختہ چونہ گچ چبوترے پر ہے اور
دروازہ بطرف شرق ہے سقف قالبوتی اور چہت کے اوپر طولانی گنبد ہے اندر
مندر کے وسط میں ایک چبوترہ ہے اُسپر شوجی کا جلوس ہے۔ دیاگر
کی سمادہ پر اب بہی بہت سے لوگ اُسکے سیوک آتے ہین اور چڑہاوہ
چڑہاتے ہین +

سمادہ مہاراجہ شیر سنگہ والی پنجاب

مہاراجہ شیر سنگہ فرزند دلبند و جانشین مہاراجہ رنجیت سنگہ کے حال سے تمام
زمانہ واقف ہے کہ اُس نے اپنی اڑہائی سالہ سلطنت مین کسقدر سخاوت کی
اور کسقدر ملک و فوج کی زینت بڑہائی تہی اور آخر کس بیرحمی کے ساتہہ
سرداران سندہانوالیہ کے ہاتہہ سے وہ ناحق مارا گیا اُس شاہنشاہ خطۂ پنجاب
کی یہ سمادہ ہے جو ایک مختصر مکان بنا ہوا ہے اور صرف چونہ کی عمارت ہے
انسان جب اس سمادہ پر جاتا ہے بے اختیار اُسکی آنکہون سے آنسو ٹپک
پڑتے ہین اور یقین آجاتا ہے کہ دنیا ناپائیدار ہے اور یہ مال و دولت و عالیجاہی
صرف چند روزہ بات ہے اور خواب و خیال۔ مہاراجہ شیر سنگہ کے قتل
ہونے کے بعد کئی سال تک یہ سمادہ خام رہی آخر رانی رندہاوی و کنور بخشش سنگہ
وغیرہ متوسلان خاندان نے ملکر یہ مختصر مکان بنوایا جو موجود ہے + یہہ
مکان بارہ دری شاہ بلاول والا مبنیہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے غربی کی سمت

کو واقع ہے اور اسی بارہ دری مین مہاراجہ شیر سنگہ کو سردار اجیت سنگہ
ولہنا سنگہ سندہانوالیہ نے مع اُسکے نوجوان فرزند پرتاب سنگہ کے قتل کیا تھا
نعش بہی اُسکی اسی مقام پر جلائی گئی تہی جہان اب سمادہ بنی ہے - یہ مکان
پختہ چونہ گچ ایک زمین دوز چبوترے پر بنا ہوا ہی جنوبی و شمالی دو دروازے
ہین مکان ششش پہلو طولانی قطع پر ہے چوکہٹین دروازون کی چوبی ہین
چہڑیان بہی چوبی لگی ہین مکان کے اندر فرش چونہ کا ہی اور اُس فرش پر
تین سمادہین چہوٹی چہوٹی گول صورت کی بنائی ہوئی ہین شرقی حصہ مکان
مین سمادہ مہاراجہ شیر سنگہ کی ہے اور اُسکے نیچے ایک بالشت زمین چہوڑ کر
اُس رانی کی سمادہ ہی جو مہاراجہ کے ساتہہ ستی ہوئی تہی غربی حصہ مین کنور
پرتاپ سنگہ فرزند مہاراجہ شیر سنگہ کی سمادہ ہی ان تینون سمادہون پر سوتے
کپڑے کے غلاف پڑے رہتے ہین مکان سمادہ کے اندر کی عمارت چونہ گچ
ہے دیوارون پر بابا نانک وغیرہ دسون گرؤن کی تصویرین لکہی ہین -
سقف مکان کی قالبوتی ہی اور اوپر گنبد کشتی نما بنا ہی اس مکان کے بجانب شمال
اٹہائی گز زمین چہوڑ کر رانی رندہاوی زوجہ مہاراجہ شیر سنگہ کی سمادہ علیحدہ
بنی ہوئی ہے یہ مکان ہشت پہلو بنا ہے اور دروازہ محاذ دروازے شمالی
مہاراجہ شیر سنگہ کی سمادہ کے ہے اندر اُسکے وسط مین سمادہ چونہ گچ ہشت پہلو
چہوٹی سی بنی ہے چہت قالبوتی اُسکے اوپر گنبد پہاڑی وار ہی کلس طلائی
نہ تو اسپر چڑہایا گیا ہی - اور نہ سمادہ مہاراجہ شیر سنگہ کے گنبد پر مگر رانی
رندہاوی کی سمادہ کے دروازے پر ایک اینٹ سنگ مرمر کی نصب ہے
جسپر یہ عبارت کندہ ہے :- سمادہ مہارانی صاحب رندہاوی دہرم کنور
سرکار مہاراجہ شیر سنگہ بہادر سرگباشی ۱۴ مگہر سمت ۱۹۲۷ اتوار کے روز

اس سمادہ کے علاوہ بسمت جنوب سمادہ مہاراجہ شیر سنگہ کے محاذی دروازہ جنوبی کے ایک اور مکان گنبد دار بنا ہوا ہی اُسکے اندر سمادہ رانی پرتاب کنور زوجہ مہاراجہ شیر سنگہ کی بنی ہوئی ہی جو دختر سردار ٹھاکر سنگہ ملوئی کی تھی اور رانی ملوائن اُسکا نام مشہور تہا یہ رانی ۱ ماہ بہادہون سمت ۱۹۱۴ مین فوت ہوئی تھی چنانچہ سنگ مرمر کی ایک اینٹ اسکے دروازے پر بھی لگی ہوئی ہے چھت اسکی بھی قالبوتی اور گنبد پہاڑی دار ہی اس چبوترے پر اور بھی سمادہین ہین چنانچہ ایک سمادہ سردار بدہ سنگہ کی ہے جو ہمراہ مہاراجہ شیر سنگہ کے مقتول ہوا تہا یہ مکان بھی بپختہ چونہ گچ بے گنبد بنا ہوا ہے چھت قالبوتی ہے اسکے اندر دو سمادہین ایک سردار بوڑ سنگہ برادر سردار بدہ سنگہ کی اور دوسری اُسکی زوجہ کی جو ساتھ اُسکے ستی ہوئی تھی ایک سمادہ اور مسمی نکا سنگہ مہاراجہ شیر سنگہ کے خدمتگار کی ہی جو مہاراجہ کے ساتھ دشمنون کے ہاتھ سے قتل ہوا تہا یہ سمادہ بھی گنبد دار ہی تین سمادہین اور بھی مہاراجہ کے خدمتگارون کی ہین جو ساتھ قتل کیے گئے تھے ان سمادہون کی جاروب کشی و حفاظت کے لئے صرف ایک شخص لڑکا مسمی نکا سنگہ سترہ برس کی عمر کا سرکار سے مقرر ہے اُسکو ایکسو روپیہ سالانہ سرکار سے ملتا ہے چنانچہ وہ مع اپنی والدہ کے اُسی جگہ رہتا ہے اُسکے پاس ایک ایک گرنتھ پڑہنے کے لئے ہی اور ایک بوریا جسکو بچھا کر وہ گرنتھ پڑہتا ہے

اس جہان مین سینکڑون رہے مہاراجے ہوئے ۞ حکمران تھے جو کہ وحش و طیر و مار و مور پر

انکے مدفن کی طرف جو آج کرتا ہے گزر ۞ دیکھتا کیا ہی بغیر از خاک اُنکی گور پر

دہرم سال بہائی گوما سنگہ

یہ دہرم سال لاہور سے بفاصلہ دو میل متصل سڑک باغ شالا مار بجانب شمال واقع

ہے اس مکان کی بنیاد مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت بھائی گوپا سنگھ اکالی نے
رکھی اور سکھون کی سب باشی اور بنگ نوشی کے لئے یہ مکان بنایا یہ نہایت بہت قدیم
ہے پختہ عمارت کا بنا ہی باہر کا دروازہ بہت بڑا ہی جسمین ہاتھی مع ہودج جا سکتا ہے
ڈیوڑھی کا مکان دو منزلہ ہی زینہ بھی ڈیوڑھی کے اندر ہی اوپر ڈیوڑھی کے یعنی
رہایش کا مکان بنا ہی جب دروازے سے اندر جائین تو وسیع صحن آتا ہے
جسکے چارون طرف عمارت ہی شرق کی طرف ایک نشستگاہ خاص صاحب
مکان کی ہے اور شمال کی طرف دو منزلہ مکانات بنے ہین گوشہ گکنی کی دیوار مین
ایک اور دروازہ ہی اسکے اندر جائین تو دوسرا درجہ مکان کا آجاتا ہے اسکا
صحن اس صحن سے علاوہ ہی وہان بیل وغیرہ مویشی بندھے رہتے ہین یہ
مکان صرف سکھون کے اتارے کا ہے گوپا سنگھ بانی مکان جب مرگیا تو دیا سنگھ
جانشین ہوا اب نہنگ سنگھ ہی یہ شخص بڑا ہشیار آدمی ہے ہر ایک رئیس راجہ
مہاراجہ حاکم وغیرہ کے ہان اسکی آمد و رفت ہی اور تصویر والا بابا اسکا خطاب
ہے کیونکہ اسکے پاس مکلوڈ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر سابق پنجاب کی تصویر
ہر وقت موجود رہتی ہے جب انگریز کے بنگلہ پر جاتا ہے وہ تصویر نکالکر دکھلا دیتا
ہے غرض اس نے اس تصویر کو اپنی بہبود کا ایک ذریعہ بنا رکھا ہے جس جگہ
وہ جاتا ہے تھوڑی سی بنگ اپنے ساتھ لیجاتا ہے وہی اسکی نذر ہے جسکو وہ
پرشاد کہتا ہے ٭ اس مکان مین شب و روز بنگ گھٹتی رہتی ہے اور بنگ نوش
سکھ جمع رہتے ہین اور سرکار سے انکو اجازت ہی کہ گشتی بنگ کی بہر کریہ پہاڑ
سے لے آتے ہین کوئی انکا مزاحم نہین ہوتا - اس مکان کے ساتھ چالیس بیگھہ
زمین زرعی اور ایک چاہ روان ہی جسکی آمدنی نہنگ سنگھ لیتا ہی اور مسافرون کو کھانا
ہے اس مکان کے اندر ایک خراس بھی آٹا پیسنے کے لئے بنا ہوا ہے روزمرہ خرچ

مسافروں کے لئے اسٹیشن آتا پیسا جاتا ہے +

شوالہ مرزادہ بدھو والہ

لاہور کے قدیم ومشہور ہنود کی عبادت گاہوں میں یہ بھی ایک متبرک شوالہ ہے بسبب اسکی قدامت اعتقاد مند لوگ اس جگہ بہت آتے ہیں شب چودس ماہ پھاگن میں یہاں بھاری میلہ ہوتا ہے اور شہر سے بیشمار لوگ یہاں آکر پوجا کرتے ہیں اکبر بادشاہ کیوقت اس مندر کی بنیاد رکھی گئی تھی اور ابتک موجود ہے چاردیواری اسکی وسیع اور پختہ عمارت کی بنی ہوئی ہے غربی دروازہ عالیشان ٹہرے وار بنا ہوا ہے مگر اب بند رہتا ہے کیونکہ اُس طرف کی ملحقہ زمین ریل والے صاحبون نے قیمتاً خرید لی ہے اور پانسو روپیہ عوضانہ دیا ہے فی الحال شمالی رستہ جاری ہے اس رستہ سے جب اندر جائیں تو وسیع صحن آتا ہے اور چاروں طرف مکانات کوٹھریاں بنی ہیں وسط میں وسیع چبوترہ پختہ چونہ گچ بنا ہے جسکے شمال کی سمت کو دالان پختہ بنا ہے اور غرب وجنوب وشرق کو منڈیر تا کمر بلند ہے وسط میں مندر مربع نہایت خوبصورت پختہ چونہ گچ تعمیر ہوا ہے اسکا دروازہ شرق کو ہے اور سقف قالبوتی اوپر گنبد مدور مندر کے اندر وسط میں ایک پختہ چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہے جسپر شوجی کا استھاپن ہے پاس ہی اُسکے پتھر کے بیل کھڑے کئے ہوئے ہیں دوسرا دروازہ مندر کا غرب کی سمت کو ہے مگر وہ بند رہتا ہے شمالی دیوار چاردیواری کے باہر پختہ سمادھیں پہلے مہنتوں کی بنی ہوئی ہیں ہیرا ناتھ جوگی کئی پشت سے اس مندر کا مہنت ہے اخراجات اس مندر کے چڑھاوے سے چلتے ہیں اور چودہ بیگہ زمین زرعی معافی اس مندر کی ملکیت میں ہے اسکی آمدنی بھی مہنت لیتا ہے +

شوالہ و دیوی دوارہ گنگا پربت

یہ مندر ریل کے پڑاؤ کی سرزمین کے جنوب کی سمت کو بنے ہوئے ہیں بعرصہ
پچیس برس کا ہوا ہی کہ گنگا پربت سادہ نے ان مندروں کی بنیاد رکہی اور چار
مکان اس احاطہ میں پیش و پس بنوائے گئے - اول مکان شوالہ یہ شوالہ گنگا پربت
کی التجا کے بموجب ونو جواہری نے بنوایا یہ مندر ایک مربع چبوترے پختہ پر اسکے
وسط میں بنا ہوا ہی شمال کی سمت کو دروازہ باہر کی عمارت چونہ گچ سفید اندر کی
منقش پتہر کی چوکہٹ سقف قالبوتی ہے اوپر طولانی گنبد مندر کے اندر وسط میں
ایک مربع چبوترہ بنا ہے جسپر شوجی کا استہاپن ہے - دوسرا مکان دیوی دوالہ
شوالہ کے شرق کی طرف تہوڑے فاصلہ پر بنا ہے یہ مکان بہی گنبد دار ہی شمال
کی طرف دروازہ باہر سے سفید اندر سے منقش ہے دروازے کے محاذ کی دیوار میں
ایک مکلف طاق بنا ہوا ہی جسپر شیشہ کا کام نہایت خوبی کے ساتھہ کیا ہی اُس
طاق میں جانہوی دیوی کی سنگ مرمر کی تصویر رکہی ہے جسکی پوجا ہوتی ہے
سقف اسکی قالبوتی اور اوپر گول گنبد پہاڑی وار ہے یہ مندر گنگا پربت کا بنایا ہوا تہا
عمدہ منقش پختہ عمارت کا گنبد دار بنا ہی جو اُس نے اپنی زندگی میں تعمیر کرایا تہا
اندر سے ڈیڑہ فٹ اونچی ساوہ بنی ہوئی ہے سقف قالبوتی اور گنبد طولانی ہیں -
گنبد کے اوپر طلائی کلس اور جہنڈا طلائی بنا ہی چوتہے ایک گنبد خورد جن پالکا کا
پختہ چونہ گچ بنا ہوا ہے اسکے ہر چہار طرف چار دروازے ہیں بیچ میں ایک پتہر
سنگ مرمر کے اوپر دونو پاؤن کا نقش بنایا ہوا ہے چبوترہ اسکا انسان کی کمر تک
بلند ہے اور اوپر سقف قالبوتی اور گنبد مدور ہے ٭ پانچویں ایک اور گنبد
مدور اس احاطہ کے اندر ہے جو چاہ کے اوپر بنایا گیا ہے گرد چاہ کے پختہ
چبوترہ ہے اور اوپر اسکے قالبوتی اور مدور گنبد تعمیر ہوا ہی فی زمانہ حال مہنت
اس مکان کا گنیش پربت ہے وہی ان مندروں کی پوجا کرتا ہے اور آمدنی

لیتا ہے پجاری کے رہنے کے لئے مکان الگ بنا ہوا ہی اور تین دو کانین سرراہ بنی ہین جنکا کرایہ پجاری لیتا ہے ؛

مکان شہید گنج

یہ مکان بیرون دروازہ دہلی بازار لنڈہ کی شرقی حد پر واقع ہے یہ تیسرک مکان سرراہ بنا ہوا ہے دروازہ مکان جنوب کی سمت کو ہے باہر کے دروازے سے اندر جائین تو دوسرا دروازہ شمال کی سمت کو ہے اُس سے گزرین تو وسیع میدان آتا ہی اسمین خشتی فرش ہے اُسکے اندر مکانات بنے ہوئے ہین ایک تو دالان کلان بسمت غرب محرابی قالبوتی در دون کا اسکے اندر ایک تخت چوبی بچھا ہوا ہے اُسپر گرنتھہ رکہا رہتا ہے جسکو پڑہا کرتے ہین اس دالان کے آگے ایک چبوترہ پختہ بنا ہے اُسپر گنبد دار مندر ہے اسی کا نام شہید گنج ہے کیونکہ نواب خان بہادر زکریا خان و میر منو کیوقت جو سکہہ قتل ہوتے تھے وہ اسی جگہ داب دیئے جاتے تھے اُنمین سے ایک نامی سکہہ تارو سنگہ تہا جسکے نام سے یہ سمادہ بابا تارو سنگہ کی کہلاتی ہے عمارت اس مندر کی پختہ چونہ گچ استرکاری سفید ہی سقف قالبوتی اوپر مدور گنبد کلس طلائی - تیسرا مکان سمادہ بابا دینا سنگہ کا یہ مکان صحن کے ایک گوشہ مین بنا ہی اور بہت بڑا مکان ہی چاروں طرف سے دوہرے براندے بنے ہین اور بیچ مین گنبددار مکان سمادہ کا ہی جسمین چبوترہ بنا ہی اور اُسپر سمادہ ہی سقف براندون اور وسط کے مکان کی قالبوتی اور اوپر مدور گنبد خوشنما گوشہ کلنی مین زینہ اوپر جانے کے لئے بنایا گیا ہی اس کلان احاطہ کے گوشہ کلنی مین چاہ ہی جس سے اندر اور باہر لوگ پانی بہرتے ہین اس مکان کے باہر بازار ہی اور دو دکانین بنی ہین جو اُسی مندر کے متعلق ہین بازار کے جنوب کی سمت بہی بہت مکانات

ایک مسجد کہنہ و خراس وغیرہ چند سماد ہین اسی مکان کے متعلق ہین اور ایک دالان سرراہ بنا ہوا ہی جسمین بہنگ گہوٹ کر تمام روز بلائی جاتی ہے اور بہنگ کی دیگین بہری رہتی ہین ✽

حال سمادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ

مہاراجہ رنجیت سنگہ والی پنجاب کے حال سے ہر کوئی واقف ہی شرح کی ضرورت اس موقع پر نہین علاوہ اسکے جسکو مشرح حال دیکہنے کا شوق ہو وہ کتاب تاریخ پنجاب مولفہ راقم کو دیکہے جسمین مہاراجہ کی تمام عمر کا مفصل و مشرح حالات تحریر ہین اس مہاراجہ نے چالیس سال تک پنجاب مین حکومت کی سواے پنجاب کے اور ملک کشمیر و ڈیرہ جات وغیرہ بہی اسکے تصرف مین تہا آخر ۱۸۹۶ سنہ بکرمی مین مرگیا اور اس جگہ جلایا گیا جس جگہ اب اسکی سمادہ بنی ہی یہ عالیشان مکان سمادہ کا روشنائی دروازے باہر فصیل کے ملحق دیوار بدیوار مسجد بادشاہی کے بجانب شمال واقع ہی دروازہ آمد و رفت مشرق کی سمت کو ہے دیوار شرقی اس مکان کی پختہ ریختہ کار ہے خاص دروازے کے نیچے اوپر اور بہت چیپ بہت سی دیوار سنگ سرخ کی بنی ہے پانچ زینہ چڑہکر دروازے مین داخل ہوتے ہین یہ زینہ اور چوگہٹ بہی سنگ سرخ کی ہے دروازہ عالیشان مقطع تہڑ بیدار بنا ہوا ہی اوپر دروازے کے تین مورتین منوتی شو جی و گنیش جی و برہما کی پتہر مین بناکر نصب کی گئی ہین اس شرقی دیوار کی پہلی منزل مین جو حجرے ہین انمین دو دوکاندار دوکان کرتے ہین اور اوپر کی منزل کی شہنشینون کے اسطرف دریچے و بخارچے ہین انکی چوکہٹین بہی سنگ سرخ کی ہین اور دروازے چوبی ہے دروازے سے داخل ہوکر ڈیوڑہی کے شمال کی سمت زینہ سنگ سرخ کا اوپر جانے کے لئے ہی اور جنوب کی سمت ایک

کوٹھری اور ایک زینہ قالبوتی خشتی بنا ہے یہ زینہ اوپر صحن مین جاکر کہلتا ہی
اور سنگین چوکہٹ لگی ہی اس دروازے کے جنوب و شمال نشستگاہین بنی ہین
جنکے دروازے صحن کی سمت بہی ہین اور دریچے باہر کی سمت نہایت منقطع
و سنگین ہین انہین مکانات مین سے ایک مین سنگ مرمر کی مورت ہشت
بہجی دیوی کی نہایت ادب کے سانہہ رکہی ہے دیوی جی کا تخت اور بنگلہ سب
سنگ مرمر کا ہے بنگلہ کی چہت بہی سنگ مرمر کی ایک تختہ کی ہے یہہ بنگلہ
نہایت خوبصورت قابل دید ہے جسکے دیکہنے سے طبیعت مین فرحت آتی ہے
دیوی جی کی سواری سنگ مرمر کے شیر پر ہے - یہ تصویر دیوی جی کی رانی
جندان والدہ مہاراجہ دلیپ سنگہ کے پاس مثمن برج مین رکہی تہی جب اُسکو
جلاوطن کیا گیا تو اُس نے اس سمادہ پر سورت بہجوا دی تب سے اسی جگہ
پر رکہی ہے اور پجاری علیحدہ مقرر ہے دیوی جی کے مکان کے محاذی صحن کا
فاصلہ چہوڑ کر زینہ سمادہ کا ہی یہ عالیشان سمادہ ایک عالیشان چبوترے پر ہے
جسکا ارتفاع پانچ فٹ کے قریب ہوگا جانب شرق وسط مین چبوترے کے
سیڑہی ہی چبوترے کے سر پر سنگ مرمر کی سلین بسمت شرق و شمال لگائی گئی
ہین مگر جنوب اور غرب کی سمت خشتی بند لگایا گیا ہی اس چبوترے کے نیچے کا
مکان بطور تہہ خانے کے پولا ہے چبوترے کے وسط مین لاثانی مکان سمادہ کا بنا
ہے جسکے تین تین دروازے چارون طرف رکہے ہوئے ہین ہر ایک دروازے
کی چوکہٹ سنگ مرمر کی اور جوڑیان چوبی ہین ان تینون مین سے ہر ایک
درمیانی دروازہ کلان اور بغلون کے چہوٹے ہین شرقی دروازہ درمیانی آمد و رفت
کے لئے کہلا رہتا ہے اس دروازے کا زینہ سنگ مرمر کا ہی اور دروازے کے
آگے ایک سیاہ پتہر کی بڑی سل نصب ہی اس دروازے کے اندر جائین تو بڑا

وسیع مکان مسقف آتا ہے اُسکے وسط مین ایک بارہ دری عالیشان سنگ مرمر کی عمارت کی اور چار طرف گرد بارہ دری کے غلام گردش ہے پہلے اس بارہ دری کے آٹھہ ستون سنگ مرمر کے تھے چونکہ ستون نازک اور اوپر اُنکے گنبد کی عالیشان عمارت کا بوجہہ بہت تہا چند سال کے بعد ستون شق ہو گئے جا بجا وزین اگئین قریب تہا کہ وہ لاثانی عمارت گر جائے جب عمارت کا ایسا حال صاحبان عالیشان نے دیکہا مولف کتاب کو کہ اسوقت اگزکٹو انجنیر و مہتمم عمارات ڈویزن لاہور تہا حکم دیا کہ اسکے استحکام کی تدبیر کرنی چاہئی چنانچہ مولف اس کام مین بدل وجان مصروف ہوا اور اُن آٹھہ ستونون کے ساتھہ آٹھہ ستون خشتی اور بڑہا دئے جب گنبد کی عمارت کے نیچے بجائے آٹھہ ستونون کے سولہ ستون ہو گئے اور پہلے شق شدہ ستون نہایت مضبوط آہنی حلقے ڈالکر مستحکم کئے گئے تو اندیشہ اُنکے گرنے کا رفع ہو گیا اس بارہ دری کی عمارت نہایت عمدہ منقش و مطلا ہے اور وسط مین ایک عالیشان بنگلہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے جسکے چار در ہین درون کے ستون وغیرہ متعلقہ عمارت سنگ مرمر کی ہے مگر اوپر کا گنبد خشتی ہے اس بنگلہ کا گنبد بڑے گنبد کے نیچے نہایت خوبصورت معلوم ہوتا ہے بنگلہ کے بیچ ایک چبوترہ سنگ مرمر کا اُسپر سمادہ سنگین مہاراجہ رنجیت سنگہ کی وسط مین بنی ہوئی اور گیارہ سمادین اور گیارہ رانیون کی ہین جو مہاراجہ کے ساتھہ ستی ہوئی تھین اور دو سمادہین اُن دو کبوترون کی ہین جو بوقت داغ دینے نعش کے چتا کے اندر اُڑتے ہوئے آپڑے تھے اور مہاراجہ کی نعش کے ساتھہ ہی جل گئے تھے اس بارہ دری کے بارہ دہنون کے اوپر بھی بارہ دہن دوسری منزل کے قالبوتی محرابی نہایت خوبصورت بنے ہوئے ہین اُنکے اوپر سقف گنبد کلان کی ہے جسپر آئینے لگے ہوئے ہین اور مطلا کام نہایت تکلف و

عمدگی کے ساتھہ کیا ہوا ہی بارہ دری کی بیرونی غلام گردش کی عمارت
آٹھہ درجون مین منقسم ہی یعنی چار درجے چار گوشون کے اور چار ہر چہار
سمت کے ان درجون مین فرش بھی خشتی ہی اور دیوارین بھی خشتی - مگر
چھتون پر نہایت عجیب و غریب کام شیشہ کا ہوا ہوا ہی چارون گوشون کی
چھت کا مطلا کام ہے اور ہر چہار سمت کی چھت کا سفید گوشہ جنوب
غربی مین زینہ اوپر جانے کے لیئے سرخ پتھر کا بنا ہی اُنیس سیڑھیان چڑھکر
جب اوپر کے درجے پر جائین تو منزل زیرین کی غلام گردش کے اوپر
دوسری منزل نہایت خوبی کے ساتھہ بنی ہوئی دکھلائی دیتی ہی اس منزل
کی ہر ایک سمت کو دو دو بخارچے ہین اور ایک ایک بخارچے مین تین تین
در اور بخارچون کے بیچ مین ایک ایک سہ دہنہ قالبوتی دریچہ وار جسمین
تین تین دریچے ہین اور سہ دہنہ کی دونو بغلون مین ایک ایک دریچہ
اسی طرح چارون طرف کی عمارت ہی اور تین تین محرابی قالبوتی دہن سادہ کے
گنبد کی سمت کو اس درجے کی چھتین بھی قالبوتی خشتی ہین صرف بخارچون کے
دریچون وغیرہ دریچون مین کٹہرے سنگ سرخ کے لگائے ہوئے ہین مگر اندرونیا
دہنون کے کٹہرے سنگ مرمر کے ہین اس درجے کے بھی گوشہ جنوب مغرب
مین زینہ اوپر جانے کے لئے خشتی بنا ہوا ہی بائیس زینہ چڑھکر اوپر جائین تو سقف
کا میدان آجاتا ہی اسکے چارون طرف منڈیرون پر چھوٹی گنبدیان بنی ہین اور
چار بڑی گنبدیان چار گوشون پر جنکے چار چار دہن محرابی قالبوتی ہین اور
چار گنبد وار نشستگاہین طولانی ہر ایک دیوار کے وسط مین ہین جنکے آٹھہ
آٹھہ در ہین اور ایک ایک گنبدی ان نشستگاہون کے بیچ مین دیدار نہایت
خوبی کے ساتھہ بنی ہین وسط مین یعنی سادہ کے گنبد کلان کے اوپر ایک

اور عالیشان بلند دری بنی ہوئی ہے اس کی عمارت سب پختہ منقشی قالبوتی
خوشنما ہے اسکے چہار سمت تین تین در ہین چہت قالبوتی چہت کے اور عالیشا
مدور گنبد ہے جسپر کلس طلائی نصب ہے چار گنبدیان چار گوشون پر نہایت قطع و
خوبصورت ہین انپر بہی سنہری کلس لگائے گئے ہین - یہ مکان سمادہ کا
بہت بلند کرسی دار ہے اسکی نیچے منزل مین بہی مکانات بنے ہین جنکے دروازے
شمالی دیوار کے نیچے موجود ہین اور متفرق لوگ اسمین قیام پذیر ہین شمالی سمت
کی دیوار مین بہی ایک دروازہ اور زینہ اوپر آنے کے لئے ہے مگر اب وہ بند ہے
آمدورفت صرف شرقی دروازے سے ہوتی ہے ٭

سمادہ مہاراجہ کہڑک سنگہ و کنور نونہال سنگہ

مہاراجہ رنجیت سنگہ کے مرنے کے بعد اسکا حقیقی بیٹا مہاراجہ کہڑک سنگہ پنجاب کی
حکومت کے تخت پر بیٹھا مگر اسکی عمر نے وفانہ کی اور بیمار ہوکر مرگیا مرنے سے پہلے
اس نے بسبب قتل سردار چیت سنگہ کے جسکو وہ مدار المہام بنانا چاہتا تھا اور
اسکو کنور نونہال سنگہ اسکے بیٹے نے باتفاق راجہ دہیان سنگہ وزیر کے قتل
کرڈالا تہا سلطنت سے کنارہ کرلیا تھا اور قلعہ سے اٹھکر اپنی حویلی مین آگیا
تہا اسوقت سلطنت کا مدار کنور نونہال سنگہ پر تہا جس سے مہاراجہ کہڑک سنگہ
کمال ناراض تہا بیماری کی حالت مین بہی اس نے اپنے فرزند کی صورت نہین
دیکھی تہی اور برملا کہتا تہا کہ اگر مین مرجاؤنگا تو نونہال سنگہ کو اپنے ہمراہ
لیجاؤنگا چنانچہ اسی طرح وقوع مین آیا جسروز مہاراجہ کہڑک سنگہ مرا کنور نونہال سنگہ
تے پوان عالیشان ہوا یا اور اس جگہ جاکر داغ دیا جس جگہ اب مہاراجہ کہڑک سنگہ
کی سمادہ ہے جب نعش جل چکی اور بعد غسل کنور نونہال سنگہ اور اودہم سنگہ پسر
راجہ گلاب سنگہ ہاتہہ مین ہاتہہ دئے ہوئے داخل قلعہ ہونے لگے تو توپون کی سلامی

ہونے لگی جیسکے زلزلہ سے زمین مین لرزہ پڑ گیا تہا جب وہ تو قلعہ کے بیرونی دروازے روشنائی کے پاس پہنچے اوپر کی دیوار کی منڈیر ناگہان دونو کے اوپر گر پڑی اور دونو کے مغز پاش پاش ہو گئے دوسرے روز کنور نونہال سنگہ کی نعش بہی اُسی موقع پر جلائی گئی جس جگہ مہاراجہ کہڑک سنگہ کی جلائی گئی تہی ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو ✤ گندم از گندم بروید جو ز جو

اب دونو سمادہ مین مہاراجہ کہڑک سنگہ اور کنور نونہال سنگہ کی ایک ہی مکان مین ہین جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کی سمادہ سے بجانب غرب بنا ہوا ہی اور اُسی چبوترے کی غربی حد پر جو زیر سمادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ ہی۔ صورت اس مکان کی طولانی ہے تین دروازے شرق اور تین غرب کو ہین اور ایک ایک جنوب و شمال کو۔ چوکہٹین سنگ مرمر و سنگ سرخ کی ہین اندر سے مکان تین درجون مین منقسم ہے ایک درجہ شمالی مسقف قالبوتی جسمین سمادہ مہاراجہ کہڑک سنگہ کی خشتی چبوترے پر بنی ہوئی ہی اور چار سمادہ مین ستیون کی جو مہاراجہ کی نعش کے ساتہہ جل گئی تہین۔ جنوبی حصہ مین جو وہ بہی مسقف قالبوتی ہی ایک خشتی چبوترے پر خشتی سمادہ کنور نونہال سنگہ کی ہی اور دو سمادہ مین خورد ستیون کی ✤ تیسرا درجہ متوسط اس جگہ گرنتہہ رکہا رہتا ہی او گرنتہ جی بیٹہنے مین جنوبی درجے کی غربی دیوار کے ساتہہ زینہ اوپر جانے کے لئے بنایا گیا ہی جب اوپر جائین تو فراخ میدان چہت کا نظر آتا ہی اور چہت کے اوپر دو مثمن بنگلے آٹہہ آٹہہ پہلو اور آٹہہ آٹہہ در کی مین مسقف قالبوتی اور اوپر دونو کے عالیشان گنبد اور گنبدون پر طلائی کلس ہین ایک گنبد مہاراجہ کہڑک سنگہ کی سمادہ کے اوپر اور دوسرا کنور نونہال سنگہ کی سمادہ پر۔ بعد وفات مہاراجہ رنجیت سنگہ کے بنیاد اس عالیشان مکان کی مہاراجہ کہڑک سنگہ کے وقت رکہی گئی تہی اور پتہر وغیرہ دور دور سے منگوایا گیا تہا مہاراجہ شیر سنگہ کے وقت بہی کچہہ عمارت جاری رہی پہر بسبب کشت و خون

باہمی ورچہ گردی کے عمارت بند رہی جسکو صاحبان انگریز نے باہتمام پہنچایا ہے +

مکان مرگہٹ یعنی ہندؤن کی مردے جلانے کا مکان

یہ مکان دروازہ ٹکسالی شہر لاہور کے باہر بجانب غرب واقع ہے اس مقام پر شہر کے ہندؤن کے مردے جلائے جاتے ہین پہلے اس جگہ کوئی احاطہ بنا ہوا نہ تہا صاحبان انگریز کے حکم سے بڑا وسیع پختہ احاطہ بنا شرقی دروازہ اسکا آمد و رفت کے لیئے ہی اسیطرف سے لاشین اندر جاتی ہین ہندو جب لاش لیکر وہان جاتے ہین دروازے کے آگے پیپل کے درخت کے نیچے لاش کو رکہدیتے ہین اور سبو چہ گلی توڑکر اندر نعش لیجاتے ہین اور جس جگہ پر چاہین نعش کو لکڑیون کے اندر رکہکر جلا دیتے ہین اس مکان کے اندر درخت پیپل و بڑہ کے بہت ہین اور بہت سی سمادہین پختہ بنی ہوئی ہین شرقی دیوار کے ساتہہ ایک پختہ دالان محرابی قالبوتی درون کا رائے میلا رام ٹہیکہ دار کا بنوایا ہوا موجود ہی اُسمین سرکاری سپاہی محافظ مرگہٹ کا رہتا ہی اور ایک شخص تابا نام کنتہری داد و پنتہیہ قیام پذیر ہی اُسکو فی مردہ ایک آنہ ملتا ہی وہ ضروری کام مردہ جلانے مین مدد دیتا ہی احاطہ مرگہٹ کے باہر گوشہ شرق و جنوب کی سمت کو رائے میلا رام نے ایک چہوٹا سا پختہ تالاب بنوایا ہوا ہے جو ہمیشہ پر آب رہتا ہی جب لوگ مردہ جلانے لگے فارغ ہوتے ہین اس تالاب مین نہاتے ہین زنانہ گہاٹ اسکا الگ اور مردانہ الگ ہی اور ایک شوالہ لالہ نہال چند کا بنوایا ہوا تالاب کے پاس شمالی کنارے پر ہے یہ مندر پختہ بنا ہوا ہی اور گنبد طولانی پختہ ہی مسمی نرائن پوری سنیاسی اس شوالہ کا پجاری ہی +

شوالہ لالہ رتن چند مع تالاب و سرائے

یہ شوالہ دروازہ شاہ عالمی شہر لاہور کے باہر تالاب کے شمالی کنارے پر واقع ہے مکان دو منزلہ و بلند ہی غرب کی سمت منزل زیرین مین ایک دالان سہ درہ قالبوتی

اور دو کوٹھریان دونو گوشون مین اور گوشہ شمال مغرب مین چاہ چرخی دار ہے
شمالی سمت کو بھی سہ وہنہ دالان اور پیچھے اسکے کوٹھری اور ایک کوٹھری شرقی
بغل مین ہین اور اسی طرف دروازہ اور زینہ اوپر جانیکا ہی اور دروازے کے
پاس شرق کی سمت دروازہ زنانہ گھاٹ تالاب کا جہان پردہ دار عورتین نہاتی
ہین جنوب کی سمت صرف دیوار ہی جو تالاب کی شمالی حد پر بنی ہوئی ہی زینہ چڑھکر
جب اوپر جائین تو ایک صحن آتا ہی جسکے چار سمت پختہ مکانات پجاریوں کی سکونت
کے لئے بنے ہوئے ہین اور وسط مین ایک پختہ چبوترہ ہی جسپر عالیشان مندر
شوالہ کا بنا ہی اس مندر کا گنبد طولانی اور اسپر طلائی کلس ہے شوالے کے اندر
ایک سنگین چبوترہ اُسپر شوجی کا استھاپن ہی - دیوان رتن چند بانی اس شوالے
کا مہاراجہ رنجیت سنگھ کیوقت ایک معزز امیر اور حضور نویس تہا سرکار انگریزی
کیوقت بھی وہ معزز و آنریری مجسٹریٹ شہر لاہور کا رہا اُس نے اپنی زندگی مین
بعہد سلطنت انگریزی یہ عمارت و تالاب سراے بنوائی اور اپنی یادگار زمانہ
ناپائیدار مین چھوڑ گیا جس موقع پر اب سراے بنی ہی پہلے یہان سردار رتن سنگھ
گرجاکیہ کا باغ تہا اوسی چار دیواری ابتک موجود ہی اور انہین دیوارون کو بلند
کیا ہی چاہ و کوٹھے جو سراے کے اندر ہے وہ بھی باغ کا ہی سراے کی چارون طرف
مکانات مسافرون کے اُترنے کے لیئے بنے ہوئے ہین اور شمال کیطرف عالیشان
ڈیوڑھی و دروازہ ہی سراے کے باہر بھی دروازے کے دونو طرف شرق و غرب
کی سمت دوکانین پختہ بنی ہوئی ہین اور غرب کی طرف تالاب کے کنارے کنارے
دوکانین بہت سی ہین سب مین بیوپاری رہتے ہین باہر کا مال ہر قسم نمک
گھی و تیل و غلہ وغیرہ یہان آکر فروخت ہوتا ہی اور بڑی منڈی لگتی ہے
تالاب بہت وسیع پختہ بنا ہوا ہی نہر کے پانی سے پر آب کیا جاتا ہی سیڑھیان پختہ

ہین اور چارون گوشون پر چار پختہ برج یعنی گنبدیان بنی ہوئی ہین اور پختہ دیوار
چارونطرف محیط ہی اس تالاب پر ہندو خاص آکر نہاتے اور کپڑے دہوتے
ہین گویا تمام دن میلا لگا رہتا ہی تالاب کے شمال کی سمت دیوان رتن چند کی
پختہ سمادہ بنی ہوئی ہی جو اسکی وفات کے بعد اسکے بیٹے لالہ بہگوانداس نے بنوائی
تہی یہ سمادہ ایک پختہ خشتی چونہ گچ چبوترے پر تعمیر ہوئی چبوترے کے وسط مین
سمادہ کا مکان ہے اور چارون طرف سہ درہ قالبوتی محرابی برانڈے اور در دروازہ
سمادہ کا شرق کی سمت کو ہی سمادہ کے مکان کے وسط مین سمادہ سقف قالبوتی
چہت کے اوپر دوسری منزل کا ایک مقطع بنگلہ جسکے در محرابی مرغولی ہین تالاب
کے جنوبی کنارے پر اب لالہ بہگوانداس دیوان رتن چند کے جانشین و بڑے بیٹے
نے ایک عالیشان ٹہاکردوارہ تعمیر کیا ہی یہ مکان پختہ چونہ گچ نہایت مکلف بنا ہی
صورت اسکی مربع دو منزلہ ہی اوپر کی منزل کے وسط مین ٹہاکردوارہ ایسا عمدہ بنایا گیا
جسکے دیکہنے سے انسان کی طبیعت بشاش ہو جاتی ہی گنبد طولانی اسکا بہت بلند
اور کلس طلائی ہے بہت سے ہندو ہر روز وہان جاکر ماتہا ٹیکتے ہین +

مکان چہٹی پادشاہی یعنی گرو ہرگوبند کا مکان

یہ مکان موضع مزنگ کے شرق کی طرف سر راہ اس سڑک کے ہی جو جیلخانہ کو جاتی
ہی مکان بہت وسیع اور چار دیواری پختہ ہی اندر چار دیواری کے غرب کی سمت
کو چار پانچ سمادہ ہین پختہ بنی ہوئی ہین اسکے اندر ایک اور چار دیواری ہے
جسمین چاہ پختہ چرخی دار ہی اور سبیل پانی پلانی کی متصل اسکے باغیچہ اور مسافرخانہ
اور ایک مکان سہ منزلہ گدی نشین مہنت کا اور دو کوٹہے اور ایک چوبارہ
مکلف پختہ چونہ گچ بنا ہوا ہی مکان پرستش گاہ ہی زینہ اسکا سنگ مرمر کا ہی
اور اندر فرش پختہ اور ایک چبوترہ خشتی استرکاری تین فٹ بلند ہین زینہ

چنانچہ جب اسکے اوپر جاتے ہین تو اُسپر ایک دروازہ مرغولی کٹہرے دار بنا ہوا ہی اسی کو
دربار صاحب کہتے ہین اسکی دیوارون پر تصویر گُرو نانک وغیرہ گُرو ون کی لکھی ہوئی
ہین اور چہت قالبوتی آئینہ دار منقش بنی ہوئی ہے۔ سکہون کا بیان ہی کہ اس مکان
مین گُرو ہرگوبند چہٹا گُرو سکہون کا اکثر سکونت رکہتا تہا اس سبب سے سب سکہہ
اسکا ادب کرتے ہین غرب کی طرف مکان ہذا کے ایک دالان در دالان بڑا مکان
پختہ چونہ گچ معہ دو کوٹہریون کے ہی اور ایک دالان شرق کی سمت کو اُسمین دو گرنتہ
باداب تمام رکھے ہین اور گرنتہون کے اوپر ریشمی سائبان تنا ہوا ہی مہاراجہ
رنجیت سنگہ کیوقت اس مکان کی بڑی عزت تہی اب متعلق سمادہ گُرو ارجن کے یہ
مکان بہی ہی آمدنی اس جگہ کی وہی شخص لیتا ہے جو گُرو ارجن کی سمادہ کا پُجاری ہو۔
ہر ایک چاندکی پانچوین تاریخ یہان سکہون کا مجمع ہوتا ہے کڑاپرشاد تقسیم کیا جاتا
ہے چراغان بہی ہوتا ہے +

ملتانی دہرم سالہ

یہ دہرم سالہ شاہ عالمی دروازے کے باہر جنوب کی سمت سرکاری باغ مفوضہ
لالہ نند چند واٹہی والہ کے گول سڑک سے بجانب شمال واقع ہی غرب کی سمت
اسکے ایک دوکان مسلمان نان پز کی ایک دانہ فروش وغیرہ کی ہین دو راستے
اس مکان کے اندر جانے کے لئے ہین ایک جنوبی سڑک کی طرف سے اور ایک
غربی نان پز کی دوکان کے پاس سے چار دیواری اسکی پختہ ہی جنوبی دیوار کے
ساتہ ایک پختہ کوٹہہ پانی پلانے کے لئے ہی یہان برہمن پانی پلانے والا رہتا
ہے اسکے پاس پختہ چاہ چرخی دار ہے اور گوشہ غرب وجنوب مین ایک اور
چار دیواری پختہ پختہ کی بنی ہے چار دیواری کے میانہ مین ایک قالبوتی مکان
دروازہ اسکا شرق کی سمت کو اسکے اندر بہیروجی کا تہان ہی اور دو سمادہ مین

ایک اور مدور چبوترے پر سمبان سنتل ناتھہ اور بھول ناتھہ کی ہین دیوار شمالی
کے متصل ایک مندر گنبد دار شوالہ بنا ہوا ہے جسکی پرستش ہوتی ہے اس مکان مین
پیپل کے درخت بہت ہین - چونکہ ابتدا اس مکان کی مسمی گرو ہاری ملتانی سے
ہوئی ہے اور وہ سنتل ناتھہ کا چیلہ بنکر جوگی ہوا تھا اسواسطے اس مکان کو دہرم سالہ
ملتانی کہتے ہین اور اسی نام سے مشہور ہے ٭

حال مکان نانکی صاحب

یہ سکہون کا مذہبی متبرک مکان پاگل خانہ سے بطرف جنوب ریلوے کے احاطہ کے
ساتہہ ملا ہوا ہے یہ مکان خشتی چار دیواری کے اندر ہے اور دو دروازے ہین ایک
شمالی اور دوسرا شرق کی سمت کو چار دیواری کے باہر گوشہ کلگی ہین چاہ چرخی دار
ہے اندر چار دیواری کے ایک مکان مکلف بنا ہوا ہے جسمین گرنتھہ رکہا رہتا ہے
اور دو دالان پجاریون کے رہنے کے اور ایک سادہ ناگ دیوتا کی میانہ چار دیواری
مین گنبد سادہ باوا سری چند خلف باوا نانک کا ہے ہشت پہلو خشتی چبوترے پر
اس گنبد کی عمارت ہے چھت اور پشتہ کا بنا ہوا ہے چبوترے کے جنوب
کی سمت بارہ گز اونچا جہنڈا بانس جسپر غلاف کپڑے کا ہے کہڑا کیا گیا ہے
اسی طرف دروازہ ہے درمیان اسکے تقطیع چبوترہ مثمن پر سادہ پختہ ہے اُسکے
گرد پردکہنا کی راہ ہے چوپہر کی وجہ مین ہے گنبد ہشت پہلو خوبصورت ہے سقف
ہر دو مکان سادہ پردکہنا کی قالبوتی ہے مقام پردکہنا کے گوشہ جنوب شرق
مین زینہ اوپر جانے کا سقف کے اوپر گنبد خوشنما بنا ہے - چار دیواری کی اندر اور
سادہ مین مثل سادہ دیوان گنگا پشاوری وغیرہ بہت ہین یہ دیوان ہونہار نیک
المشہور گنگا ایک امیر کبیر عہد مہاراجہ رنجیت سنگہ تہا جس نے پشاور سے
آکر دفتر فارسی فوجی و ملکی ایجاد کئے اور دیوان خطاب پایا - اس جگہ پر سادہ

بابا سری چند بابا نانک کے فرزند ارجمند کی ہے اگرچہ یہ بزرگ سکہون کے
دسون گرون مین شمار نہین ہوتا مگر بسبب صاحبزادگی کے سکہہ اسکا کمال
ادب کرتے ہین اور بدل وجان حاضر ہوکر ماتہا ٹیکتے ہین اس بزرگ کا فقر
علیحدہ جاری ہوا ہے جسکو اوداسی فقر کہتے ہین اور وہ فقیر لنگوٹ بند ہوتے
ہین سر پر جٹان رکہتے ہین اور انہین بالون کو بطور دستار سر پر باندہ لیتے
ہین اوپر کمبل اوڑہتے ہین وہ بہی ایک نانک شاہی فرقہ کہلاتا ہے اس سب قوم
کا مرجع بہی گردوارہ ہے ۔ اور ناگ دیوتا کا جو ایک مکان اسمین بنا ہے اسکا
عجیب طرح کا فسانہ مہنت کی زبانی سنا گیا کہ ایک سو برس کا عرصہ ہوا ہے کہ
اس مکان سے ایک بہیبا وہ لمبا سانپ نکلکر لوگون کو تکلیف پہنچاتا تہا
بہت سے نقصان اس نے کئے اس جگہ کا مہنت جب بہت تنگ آیا تو سانپ
کی خوشامد کرنے لگا اسکے لئے دودہ کا پیالہ بہر چہوڑتا تہا جسکو وہ پی جایا کرتا
تہا آخر وہ سانپ مہربان ہوا اور مہنت کے خواب مین آیا کہ اگر تو ہمارا مکان
بناکر اس جگہ پر پرستش کیا کرے اور ناگ دیوتا اسکا نام رکہے تو تجہکو کوئی غم نہوگا
ہمیشہ خوش رہیگا اور نہ ہم کبہی آیندہ کوئی نقصان کرینگے بلکہ جو کوئی بصدق دل سے
ہماری پوجا کریگا جو مقصود مانگیگا حاصل ہوگا چنانچہ مہنت نے فی الفور حکم کی
تعمیل کی اور یہ سمادہ بنوادی اس روز سے برابر اسکی پوجا ہوتی ہے بابا سری چند
کی سمادہ پہلے مختصر سی تہی مگر جمنا داس مہنت نے سمت ۱۸۹۸ بکرمی مین یہ عالیشان
مندر بنوایا اور چاہ لگوایا جسپر چرخ چلتا تہا اور بہت سی زمین شامل چاہ
کے کاشت ہوتی تہی اب وہ زمین ریل کے پڑاؤ مین آگئی ہے صرف اٹہارہ
کنال زمین شمال کی سمت چار دیواری کی باقی ہے اسکی آبپاشی اسی
چاہ سے ہوتی ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت ایک روپیہ یومیہ اس جگہ

کے مہنت کو ملتا تہا مگر اب بند ہی تسپر بہی مہنت آسودہ حال ہی کہ چڑہاوے
کی آمدنی اچھی ہی ٹالی صاحب اس جگہ کا نام اسواسطے ہی کہ ایک درخت
شیشم کا سری چند کیوقت سے اس جگہ موجود ہی اُسکی پرستش ہوتی تہی مگر
ریلوے والون نے اُسکو کسی سببسے کاٹ دیا تہا اب اُسکی جڑ مین پہر سرسبز
ہوگئی ہین اور درخت کی صورت پکڑ آیا ہے +

مندر بہدر کالی

یہ متبرک مندر مرجع خاص و عام لاہور سے چہہ کوس کے فاصلہ پر بجانب جنوب
متصل موضع نیاز بیگ کے واقع ہے عام و خاص ہنود اس مندر کی بدل و جان
پوجا کرتے ہین اس مقام پر کوئی تصویر نہین رکہی مکان بہت پرانا ہے
جسکی ابتدا کی تشریح کسی کی زبان سے سننے مین نہین آتی ہر کوئی یہی کہتا ہے
کہ پرانا مکان ہی خاص دیوی کی پوجا کے مقام پر ایک پنڈلی بنی ہے اور اسپر
چہوٹا سا قالبوتی گنبد ہے کسی وقت مین ایک بڑا گنبد چہوٹے گنبد کے پاس
تعمیر ہوا مگر دیوی جی نے اُسمین جانے سے انکار کیا اور پجاریون کو خواب
مین اشارہ ہوا کہ ہم اسی چہوٹے گنبد مین خوش ہین بڑے گنبد مین نہین
جاتے چنانچہ اُسی حکم کی تعمیل ہوئی اور دیوی جی اسی چہوٹے گنبد مین
ہین بڑا گنبد جو عالیشان عمارت کا بنایا گیا تہا اُسی طرح بیکار پڑا رہا چنانچہ
متفرق اسباب اُسمین پڑا رہتا ہی ہر سال ماہ جیٹہہ اس مندر پر میلا جمع
ہوتا ہے اکثر ہنود زن و مرد ماتہا ٹیکنے کو جاتے ہین اور بڑا ہجوم ہوجاتا
ہے اس میلے سے بڑا کوئی میلا لاہور مین نہین ہوتا مسلمان بہی اکثر جاتے ہین
چونکہ یہ میلا گرمی کے موسم مین ہوتا ہے اکثر میلے پر جانیوالے شوقین تکلیف
پاتے ہین اگرچہ سامان رفع تکلیف کے بہی امرائے شہر کی طرف سے بہت

ہوتے ہین جا بجا اثنائے راہ اور میلے کے موقع پر شربت اور پانی اور گھٹی ہوئی بہنگ کی چھبیلین لگ جاتی ہین اور سب کو برابر شربت پلایا جاتا ہے مگر تو بھی تکلیف بہت ہوتی ہے کیونکہ میلے کے موقع پر سایہ بہت کم ہے اور لوگ تنبو خیمہ وغیرہ سایہ کا سامان بنا کر رہتے ہین ایک رات اور ایک دن برابر مجمع اس میلے کا رہتا ہے دوکاندار پہلے سے وہان دوکانین لیجا کر سامان شیرینی وغیرہ کا تیار رکھتے ہین اور سب سے پیچھے آتے ہین اس مکان پر پہلے کچھہ عمارت نہ تھی اب دن بدن رونق بڑھتی جاتی ہے تالاب باغیچہ وغیرہ عمارت رفاہ عام بنتی جاتی ہین اس مندر پر سو پچین روز اکثر چڑہاوا اتنا چڑہ جاتا ہے جو پجاریون کے گزارے کے لئے کافی ہوجاتا ہے اسکے علاوہ بہی ہندو متمول اُنکی بدل و جان خدمت کرتے ہین اور اُنکی خدمت کو اپنا فخر جانتے ہین ۔

مندر تہان بہیرو

یہ عالیشان مندر لاہور سے بفاصلہ تین میل بجانب جنوب موضع اچھرہ کے متصل واقع ہے اس مندر کے متعلق بہت سی عمارتین ہین جو تمام و کمال بعہد سکہی تعمیر ہوئی ہین قبل از عملداری سکہان اس مندر کے موقع پر ایک خام چبوترہ بنا ہوا تہا اور اُسپر ایک ساہدہ تہی اور مسمی گو وند متوم بنیا اُسکی پوجا کرتا تہا جب وہ مرگیا تو اُسکا بیٹا وستی رام خدمت کرنے لگا اُس نے اس جگہ خشتی چبوترہ بنوایا اور چاہ کہود کر صورت مکان کی بنائی اُسکے بعد جو الا ناتہہ ہوا جو الا ناتہہ نے موران طوایف معشوقہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کی والدہ کا آسیب دور کیا تو موران نے ایک سو گاڑی اینٹون کی اُسکو دی اور زر نقد بہی دیا اُس نے بہت سے مکانات اس جگہ بنائے من بعد لالہ راجچند برادر زادہ ساونمل ناظم ملتان نے پختہ مندر موجودہ بہیرو جی کا بنوایا اور ڈیوڑہی کلان راجہ لعل سنگہ نے مع اور عمارات موجودہ

کے تعمیر کی اب اس مکان پر قدیمی قابضان کا قبضہ نہین ہے فقرا سے
جوگی کا قبضہ ہے اور سب سے پہلے دہنی ناتہہ جوگی کا قبضہ ہوا جو ابتک ہے اور
اُس دہنی ناتہہ جوگی کو سمت ۱۸۰۰ بکرمی مین جوالا ناتہہ نے اس جگہ مقرر کیا۔
دہنی ناتہہ آدمی خوش خلق اور خوش مزاج تہا اُس نے لاہور کے سکہی امراؤ
سے اختلاط پیدا کرلیا اور قدیم قابضان کو پنجاہ روپیہ سال دینا کردیا اور
خود قابض مکان بنا بعد دہنی ناتہہ کے بعد رام ناتہہ گدی نشین ہوا اُس نے
چندسال وہ پنجاہ روپیہ سالانہ دیا پہر بند کر دیا اب بہی قابضان حال کی اولاد
لاہور مین موجود ہے سرکار انگریزی کے عہد مین بہی بندوبست کے محکمہ مین
اس بات کا دعوی قابضان قدیم کی طرف سے دائر ہوا اور بدری داس مدعی
نے چند ماہ مقدمہ کیا اور پنڈت من پہول حاکم بندوبست برسر موقع گیا۔ لیکن
جوگیون کے قبضہ کی شکست عمل مین نہ آئی اور دعوی ڈسمس ہوا + دروازہ جوگیان والہ
کلان اس مکان کا جنوبی دیوار مین متصل غربی گوشہ کے ہے اور ڈیوڑہی اتنی بڑی
ہے کہ ہاتہی مع عماری اُسمین سے گزر سکتا ہے پہر اُسکے اندر اور بلند دیوارین تعمیر
کی ہین اُسمین دروازہ مندر کے اندر جانے کے لئے بنا ہوا ہے اُسکے اندر بہت
سے مکانات بنائے گئے ہین ایک ہشتمنہ مکان لانگریون والا کہلاتا ہے یعنی اس جگہ
میلے کے روز لنگر پکایا جاتا ہے + دوسرا مکان دو منزلہ دہونی والا مشہور ہے
اسمین دن رات چراغ روشن رہتا ہے کبہی گل نہین ہوتا تیسرے مکان خاص
مندر یہ بڑا عالیشان مندر ہے پہلے ایک مثمن چبوترہ پختہ بنا ہوا ہے اسکے گوشہ
کلتی پر چاہ کلان ہے جسپر دو چرخیان جاری مین اور ایک درخت کلان جامن کا سایہ
افگن ہے یہ چاہ بالک ناتہہ مہنت نے تعمیر کیا تہا اُسکے جنوب کی سمت پختہ مندر
عالیشان بہیروجی کا ہے مندر کے نیچے ایک در چبوترہ پختہ بنایا گیا ہے جسکے بارہ

پہل ہین اور سینہ تک بلند ہی شرق کی سمت خشتی زینہ ہی مندر کی صورت ہشت
پہلو صنوبری ہی اسکے آٹھون پہلون مین باہر کی طرف آٹھہ محرابین ہین جسکے سر پر
تین تین گنبدیان اور پنجرے لگے ہین اوپر گردنہ نہایت خوبصورت بنایا گیا ہی
اور سر پر کلس ہے دروازہ آمد و رفت شرق کی سمت سے ہی مندر کے اندر فرش
پختہ چونہ گچ اور دیوارین پختہ بیچ مین ایک رسی مین گھنٹہ کلان آویزان ہی میانہ
مین تا بسینہ بلند ایک چبوترہ متشکل بشکل مینار ہشت پہلو اسمین چراغ روغنی دن
رات روشن رہتا ہے باہر شرق کی سمت ایک پختہ دالان ہی جسکے بیچ دہن ہین
اسمین ایک چبوترہ دو گز مربع چونہ گچ اسپر شبجی کا استھان ہی یہان جاتری
لوگ اکر شبجی کی پوجا کرتے ہین ان مکانات کے بغیر اور مکانات سادہ و خراس و مکان
دالان کلان جسکو گدی کا دالان کہتے ہین پختہ تعمیر ہوئے ہوئی ہین اور شمال کی
سمت ایک اور احاطہ ہی اسمین درخت ہر قسم کے لگائے گئے ہین اور بہی کوٹھریان
مندر کے خدام و پجاریون کے رہنے کے لیئے بنائے گئے ہین بڑا میلا تو اس مندر پر ہرسال
ماہ بہادون کے نوچندے اتوار کو ہوتا ہی اسروز ہزارون اعتقادمند لوگ یہان
حاضر ہوکر تمام رات جاگتے اور بہجن سنتے ہین اسکے علاوہ ہر اتوار کے روز
سینکڑون لوگ شہر لاہور سے یہان آکر ماتہا ٹیکتے ہین سالانہ میلے کا چڑہاوہ بہت
ہوتا ہے آٹھویں روز کا چڑہاوہ بہی پجاری لیتے ہین جس سے انکا گزارہ بخوبی ہوتا ہے
اور ایک چاہ مع زمین بارہ گہماؤن کے جو اسکے پاس ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ
کیوقت سے معاف ہی میلے کے روز جو فقرا جوگی جمع ہوتی ہین انکو کہانا مندر کا
مہنت دیتا ہے اور جو دنیادار جاتے ہین وہ اپنا کہانا آپ پکا کر کہاتے ہین
باہر مندر کے شرق کی سمت ایک پختہ خوبصورت مربع تالاب دیوان ساون مل راج
ناظم ملتان کا بنوایا ہوا موجود ہے چارون طرف تالاب کے نو نو سیڑہیان بنی ہین

اور ایک بارہ دری سنگ سفید شاہ ساکن اوپر کی بنا ہوا ہے اسکی بہی ترتیب بہت اچہی ہے
دو دری اور مکانات بہی بیرون شہر لاہور کی تشریح میں متعلق ہیں صاحب اسکا ...

خانقاہ مادہو لال حسین

لال حسین ایک خدا رسیدہ مجذوب و سالک اکبری عہد میں لاہور میں رہتا تہا ذات کا ڈہڈا یا خندہ تہا اُسکے بزرگوں میں سے کلس راے ہندو ہمایونی عہد میں مسلمان ہوا تہا اُسکا پوتا یہ حسین تہا شیخ بہلول قادری کا مرید ہوا کرامات اسکی مسلمانوں میں بہت مشہور ہیں بلکہ ایک کتاب منظوم فارسی پیر محمد نام ایک مصنف نے اسکے حال میں لکہی ہے اُسکا نام حقیقۃ الفقرا ہے اُسمیں ہزار دو کرامتیں حسین کی اُس نے چشم دیدہ لکہی ہیں چونکہ یہ بزرگ سرخ پوشاک رکہتا تہا اس سبب سے لال حسین خطاب پایا - مادہو ایک خوبصورت لڑکا برہمنوں کا تہا جو شاہدرے میں رہتا تہا اُس سے حسین کی کمال محبت تہی آخر وہ بہی مسلمان ہوا اور حسین کا مرید ہو۔ لال حسین ۱۰۰۸ ہجری میں مرگیا اور شاہدرہ کے پاس مدفون ہوا اتفاقاً چند سال کے بعد مقبرہ کے نزدیک دریاے راوی آگیا اور مادہو صندوق اپنے مرشد کا وہاں سے نکال لایا اور اس جگہ دفن کیا جہاں اب مزار بنا ہے اور مادہو ۱۰۵۶ ہجری میں فوت ہوکر اسی جگہ مدفون ہوا یہ خانقاہ موضع باغبانپورہ کے متصل بجانب شمال واقع ہے چار دیواری پختہ ہے دروازہ کلاں جس سے آمد و رفت ہوتی ہے بجانب غرب ہے اندر سے مکان بہت وسیع ہے مکانات قدیم و جدید بہت سے بنے ہوئے ہیں جنکی تشریح طول ہے ایک دروازہ بطرف جنوب بہشتی بسمت موضع باغبانپورہ ہے شرق کی طرف بہی ایک دروازہ ہے اُسکو بہشتی دروازہ کہتے ہیں کیونکہ شیخ مادہو حکم فرما چکے ہیں جو کوئی اسمیں داخل ہوگا بہشتی ہوگا شمالی دروازہ بہی بڑا دروازہ ہے چار دیواری کے میانہ میں

بڑا چبوترہ پختہ چونہ گچ بنا ہے اور چاروں طرف منڈیروں پر پنجرے پختہ گلی لگائے ہین اور چاروں گوشوں پر چار مینار کمر تک بلند بنے ہین اس چبوترے پر ایک اور چبوترہ پختہ ہے جس پر تعویذ قبر لال حسین کا پختہ بنا ہے اُس پر ہمیشہ غلاف پڑا رہتا ہے اور دوسرے چبوترے پر جو بطرف شرق اُس چبوترے کے ہے قبر مادھو کی پختہ بنی ہوئی ہے غرض یہ مکان بہت وسیع پر از عمارات گوناگوں ہے مگر بسبب بے خبری و بے مرمتی کے بہت سے مکانات گرے پڑے ہین چار دیواری بھی اکثر مقامات سے گری ہوئی ہے اس خانقاہ پر سال بھر مین دو مرتبہ بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے ایک تو بروز بسنت میلہ ہوتا ہے اور ہندو مسلمان اس میلے مین آتے ہین مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت مہاراجہ خود بسنت کے روز یہان آکر دربار کرتا تھا اور چار دیواری کے شمال و مغرب مین چاندی کا بنگلہ مہاراجہ کے جلوس کے واسطے قائم کیا جاتا تھا اور قلعہ لاہور سے اس خانقاہ تک دو طرفہ فوج پرا باندہ کر کھڑی ہو جاتی تھی دوپہر کے بعد مہاراجہ بڑے تزک و نشان کے ساتھ قلعہ سے سوار ہو کر یہان آتا اور بنگلہ مین اجلاس کر کر تمام امرائے دربار سے نذرین لیتا اور خلعتین دیتا پانسو روپیہ خانقاہ پر چڑھاتا تھا اب جب سے سکھی سلطنت جاتی رہی ہے عام میلہ ہوتا ہے۔
دوسرا میلہ چراغون کا یہ میلہ اب بھی بڑا ہوتا ہے پہلے یہ میلہ یکم ماہ رجب کو ہوا کرتا تھا مگر اب ماہ قمری کی قید نہین رہی بہار کے موسم مین مارچ کے اخیر ہوا کرتا ہے ایک رات شائقین خانقاہ پر رہتے ہین اور تمام دن شالا مار باغ مین سنہ ۱۸۹۸ء کی مارچ مین صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور نے اس میلہ کو تجارتی میلہ کر دیا بہت سے سوداگر اپنا اپنا اسباب فروخت کے لئے لیگئے اور میلے کا ہجوم دور دور تک تک شالا مار باغ مین رہا ان دونون میلون مین چڑھاوے کی آمدنی اکثر ہو جاتی ہے

جو حسن علی مجاور خانقاہ کا بیٹا ہے +

مزار شاہ سیدہ بلاول قادری

یہ بزرگ اکبری وجہانگیری وشاہجہانی عہد مین اپنے وقت کا علامہ تہا اسکے باپ کا نام سید عثمان اور دادا کا نام سید عیسیٰ تہا پہلے انکی سکونت ہرات مین تہی ہمایون بادشاہ جب بامداد شاہ ایران کے ہندمین آکر دوبارہ والی تخت وتاج ہوا تو سید عیسیٰ مع سید عثمان اسکے باپ کے اُسکے ہمراہ ہندمین آیا تہا بادشاہ نے قلعہ شیخوپورہ مع متعلقات اُسکی جاگیر مین دیا اور وہ تمام عمر اُسی مین سکونت پذیر رہا ولادت شاہ بلاول کی بہی شیخوپورہ مین ہوئی اکبری عہد مین شاہ بلاول نے اپنی سکونت خاص لاہور مین اختیار کی اور علوم ظاہری مولوی ابوالفتح لاہوری سے پڑہے اور باطنی شیخ شمس الدین قاری سے تکمیل پائی اور مسند ہدایت وارشاد پر بیٹھکر ہزارہا مخلوق کو فیض پہنچایا اس بزرگ کا ہزار ہا روپیہ روزانہ عام لنگر پر خرچ ہوجاتا تہا ہزارون غریب وغربا دووقتہ کہانا اس مہمان خانے سے کہاتے تہے آخر ایکہزار چہیالیس عہد شاہجہانی مین مرگیا اور دریاے راوی کنارے پر دفن ہوا اور عالیشان گنبد اسکے مزار پر بنایا گیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے عہد مین دریا اسقدر نزدیک آگیا کہ ایک دیوار گرگئی مہاراجہ رنجیت سنگہ نے فقیر نورالدین کو حکم دیا کہ شاہ بلاول کا صندوق قبر سے نکلواکر اور جگہ دفن کرو چنانچہ فقیر نورالدین نے قبر کو کہدوایا اور تابوت نکلوایا اُسروز ہزارون مسلمان شہر لاہور کے اس بزرگ کی زیارت کو گئے اور سبکے روبرو صندوق کہولا گیا دوسو برس کے بعد یہ تابوت زمین سے نکلا مگر نعش کی رنگت ہرگز بدلی نہ تہی اور معلوم ہوتا تہا کہ اسیوقت یہ شخص فوت ہوا ہی چنانچہ دوبارہ جنازہ کی نماز پڑہی گئی اور

حال کے موقع پر دفن کیا گیا۔ یہ خانقاہ لاہور سے بجانب شرق بفاصلہ ایک
کوس کے راجہ دینا ناتھ کے باغ کی متصل ہے چار دیواری پختہ ہی مکان کا
دروازہ جانب جنوب شالامار باغ کے پرانے رستہ کی طرف ہی اسکے اندر
جب جائین تو ایک وسیع میدان آتا ہی یہ زمین اندرون چار دیواری سے
متعلق خانقاہ ہی اُسکے وسط مین علیحدہ چار دیواری مین مزار شاہ بلاول
پختہ بنا ہی دروازہ جنوب کی سمت کو ہی اندر پختہ فرش قبر کا تعویذ پختہ ہے
مگر بسبب نہونے مرمت و عدم خبر گیری کے دیوارین گری ہوئی ہین اور
چار دیواری کے اندر کی سب مکانات خستہ و شکستہ ہو رہے ہین۔ اس خانقاہ
برس مین ایک بار ۲۸ شعبان کو میلہ ہوتا ہے اس رات لاہور کے ہندو
مسلمان بکثرت یہان آتے ہین اور شوقین آتشبازی آکر چھوڑتے ہین؎

مزار گھوڑے شاہ بخاری

اس بزرگ کا اصلی نام سید جہولن شاہ بخاری ہی وجہ تسمیہ اس کا اسطرح
پر ثابت ہوتا ہے کہ اس بزرگ کا جد بزرگوار سید عثمان پہلے پہل قصبہ اُچ
سے لاہور مین آیا چونکہ اُسکو جہولے یعنی رعشہ کی بیماری تہی اس سببسے
اسکا خطاب جہولہ بخاری مقرر ہوگیا چنانچہ اُسکی قبر لاہور کے قلعہ کے
اندر ہے اُسکے بعد اُسکا بیٹا سید شاہ محمد اپنے باپ کا جانشین تہا اُسکا بیٹا
یہ جہولن شاہ ہوا جسکا اصلی نام بہاوالدین تہا دادا کے خطاب پر اسکو لوگ
جہولن شاہ کہتے تہے یہ مادرزاد ولی تہا پانچ برس کی عمر مین اسکو گھوڑے
کی سواری کا بہت شوق تہا مریدون مین سے جو شخص گھوڑا خدمت مین
حاضر لاتا جو مانگتا حاصل کر لیتا ہوتے ہوتے یہانتک نوبت پہنچی کہ جو ارادتمند
مٹی کے گھوڑے تصویر خدمت مین لاتا منہ مانگی مراد پاتا ایک روز یہہ ذکر

کسی نے سید شاہ محمد کی خدمت مین کردیا کہ صاحبزادے کے حال پر خدا
کی اسقدر عنایت ہوئی ہے کہ مریدون مین سے جو شخص اصلی گھوڑا یا مٹی
کا گھوڑا پیش کرتا ہے اسکا مطلب فی الفور حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ بات سنکر
شاہ محمد کمال غضب مین آیا اور لڑکے کو روبرو بلاکر فرمایا کہ اے نامراد اگر اسی
عمر مین تو باعث انکشاف اسرار الٰہی ہے تو اس زندگی سے تیرا مرجانا بہتر ہے
بمجرد کہنے اس بات کے جہولن شاہ اُسیوقت جان بحق تسلیم ہوگیا اور پانچ
برس کی عمر مین وفات پائی اسی جگہ مدفون ہوا جہان اب یہ مزار بنا ہے ❊
یہ مکان پُرانے راستے شالامار باغ کے جنوبی سمت کو واقع ہے رستہ شمال کی
سمت کو ہے اور مزار کا چبوترہ راستے کے ساتھ ملا ہوا ہے مزار پختہ ہے۔
گنبد مزار پر نہین بنا مزار کی متعلق مکانات مسجد و چاہ و ہند کو ٹھے بھی ہین
اور فقیر سجادہ نشین مع اور فقرا کے اوسمین قیام پذیر ہے ہر سال اس جگہ میلا
ہوتا ہے اور اعتقادمند لوگ حاضر ہوکر چڑہاوہ چڑہاتے ہین گھوڑے گلی
اب بھی میلے کے روز ہزارون مزار پر چڑہتے ہین چنانچہ مزار کی منڈیرون پر
گلی گھوڑون کے انبار لگے رہتے ہین۔ وفات اس بزرگ کی ماہ ربیع الاول
سنہ ۱۰۰۳ ہجری مین وقوع مین آئی ❊

مدرسہ شیخ اسمٰعیل المشہور میان وڈا کا درس

یہ عالیشان مکان باغ شالامار سے ایک میل کے فاصلہ پر بجانب جنوب واقع ہے
یہ عالیشان مدرسہ اکبری عہد مین شیخ محمد اسمٰعیل المشہور میان وڈا نے بنوایا
اور اُسمین قرآن شریف کی تدریس جاری کی سنہ ۱۰۰۶ھ مین اس درس کی تعمیر
ختم ہوئی اور یہہ قطعہ تاریخ موزون ہوا ❊

بناشد این مکان نیک بنیاد ❊ ❊ برائے درس ہر یک طالب دین

سروش غیب در سال بنایش ٭ بگفتا درس اسماعیلے انست این
بڑا دروازہ اس مکان کا شمال کی سمت کو ہے اس سے اندر جائین تو پختہ چار دیواری
کے اندر بہت سے مکانات بنے ہوئے دکھلائی دیتے ہین بہت سے حجرے درویشون
کی سکونت کے لئے بنے ہین ایک خراس بھی آٹا پیسنے کے لئے بنا ہے جو ہمیشہ جاری
رہتا ہے اور ایک پختہ مسجد مع چاہ وسیع تعمیر ہوئی ہے شرقی حد چار دیواری کی طرف
مزار گوہر بار شیخ محمد اسماعیل میان وڈا کا ہے اسکی چار دیواری بڑی چار دیواری
کے اندر علیحدہ ہے اسکے دروازے کے موقع پر ایک عمدہ پختہ ڈیوڑھی بنائی گئی
ہے اُسکے اندر جائین تو چبوترہ پختہ آتا ہے اُسپر خام قبر شیخ اسمٰعیل کی
بنی ہے اُسکے علاوہ دوسری قبر شیخ جان محمد تیسری شیخ نور محمد چوتھی حافظ
محمد صالح کی ہے یہ تین بزرگ شیخ اسماعیل کے خلیفے تھے اصلی وطن محمد اسماعیل
میا وڈا کا موضع تڑگران علاقہ پوٹھوہار تھا اور قوم کا کھوکھر تھا اسکا باپ
فتح اللہ بن عبداللہ بن سرفراز خان بھی معزز آدمی تھا قدیم زمانہ مین اسکے
بزرگ کاشتکاری کرتے تھے مگر فتح اللہ کو علم پڑہنے کا شوق ہوا اور عالم علوم
ظاہری و باطنی ہوا اُسکا مقبرہ موضع چیہ مین دریاے چناب کے کنارے
پر واقع ہے اُسکا بیٹا حافظ محمد اسماعیل سال نوسو پچانوین ہجری مین پیدا
ہوا اور پانچ سال کی عمر مین مخدوم عبدالکریم ساکن موضع لنگر مخدوم جو دریاے
چناب پر واقع ہے شاگرد ہوا پہلے قران حفظ کیا پھر علوم ظاہری مین تحصیل
حاصل کی پھر علوم باطنی کی تکمیل مین مصروف ہوا اور ولایت کے درجے
تک پہنچا اور سلسلہ سہروردیہ مین خرقہ خلافت اپنے پیر روشن ضمیر سے پایا
پھر لاہور مین آیا اور بیرونی آبادی شہر لاہور محلہ تیل پورہ اس مدرسہ کی
بنیاد قائم کی اور طالبعلمون کے لئے تدریس قرآنی و علوم تفسیر و حدیث و فقہ

شروع کی ہزاروں لوگ خدمت مین حاضر ہوئے مدت العمر یہ بزرگ اسی کام
مین مصروف رہا اور ۱۰۹۵ہجری مین فوت ہوکر اس مقام پر مدفون ہوا۔
جس جگہ اب اُسکا مقبرہ ہے اس مقبرہ پر گنبد نہین بنایا گیا بلکہ قبر بھی خام ہے
کیونکہ اُنکی وصیت تھی کہ ہماری قبر پختہ نہ بنائی جائے مہاراجہ رنجیت سنگہ
کیوقت اس مدرسہ کی رونق زیادہ ہوگئی کیونکہ امراے سلطنت وسرداران
ریاست سب اس متبرک مکان کا ادب بدل وجان کرتے تھے اور حتی الوسع مدد نہ
دیتے تھے علاوہ بران میان شرف الدین مجاور وسجادہ نشین خانقاہ نہایت
متدین ومنتظم آدمی تھا اندھے لنگڑے اپاہج درویش فقیر طالب علم سینکڑون
اس مدرسہ سے روٹی کپڑا پاتے رہتے تھے بڑا صدمہ اس مدرسہ پر مہاراجہ دلیپ سنگہ
کی سلطنت اور راجہ ہیرا سنگہ کی وزارت کیوقت آیا کہ راجہ سوچیت سنگہ جموں سے
آکر اسمین فروکش ہوا اور سکھی فوج نے راجہ ہیرا سنگہ کے حکم کے بموجب اُسپر
حملہ کیا اور وہ مارا گیا مکان کی دیوارین توپون کے گولون سے مسمار ہوگئین
خانقاہ کے درویش بہت مارے گئے ۔ صاحبان انگریز کیوقت سے اب
احمد دین سجادہ نشین اس خانقاہ کا ہے یہ شخص بھی اپنے باپ کی طرح حافظ
وعالم وفاضل ہے رونق مدرسہ کی اسکے وقت مین دوچندان ہوگئی آمدنی زیادہ
ہوگئی کیونکہ میان محمد سلطان ٹھیکہ دار نے رکھ چلو کی زمین مین سے بہت سی
زمین اس خانقاہ کے نام وقف کردی ہوئی ہے جسقدر غلہ اس اراضی مین پیدا
ہوتا ہے وہ سب اس مدرسہ کے اخراجات مین خرچ ہوتا ہے فی زمانہ حال تخمیناً
دوسو اندھا و لنگڑا و اپاہج درویش اس خانقاہ سے پرورش پاتا ہے اور تعلیم قرآن
کی سب کو ہوتی ہے اندھون کو قرآن حفظ کرایا جاتا ہے ۔

روضہ خواجہ خاوند محمود المشہور حضرت ایشان

یہ روضہ بہت نزدیک موضع بیگم پورہ کے بجانب غرب اور شمال کی سمت سڑک شالا باغ کے لاہور سے بفاصلہ دو میل واقع ہے صاحب مقبرہ کا نام خواجہ خاوند محمود المشہور حضرت ایشان ہے ذات کا یہ سید اور سلسلہ نقشبندیہ کا فقیر تھا۔ اصلی وطن اسکا شہر بخارا تھا بیس برس کی عمر مین اسکو سیر کا شوق دامنگیر ہوا اور بخارا سے روانہ ہو کر سمرقند اور ہرات و قندہار و کابل کے راستے کشمیر مین پہنچا کئی برس تک کشمیر مین قیام رکھا لاکھون لوگ مرید ہوئے چونکہ ہزارون شیعہ امامیہ مذہب کے لوگ اس نے سنی بنا دئے تھے اس سبب سے خاندان قوم چک جنکی حکومت کشمیر مین تھی اور مذہب امامیہ رکھتے تھے اسکے دشمن ہو گئے اور حسین چک حاکم کشمیر نے اسکو بلا کر کہا کہ یہان سے چلے جاؤ ورنہ قتل کئے جاؤ گے اس نے ایک ماہ کی مہلت چاہی ابھی پندرہ دن گزرنے نہ پائے تھے کہ قاسم خان میر بحری اکبری فوج لیکر کشمیر پر جا پہنچا اور کشمیر کے علاقہ کی حکومت قوم چک کے ہاتھہ سے جاتی رہی من بعد یہہ چند سال کشمیر رہا جب جہانگیر بادشاہ کشمیر مین گیا تو بفرط اعتقاد وہ اسکو اپنے ساتھہ ہندوستان کو لے آیا مدت دید یہ آگرہ و دہلی وغیرہ شہرون مین قیام پذیر رہا پھر لاہور آیا اور محلہ مغل پورہ جو اس موضع پر بیرون شہر آباد تہا آباد ہوا اور ایک خانقاہ تعمیر کی آخر سنہ ۱۰۵۱ ہجری مین فوت ہو کر اسی جگہ مدفون ہوا اسکی وفات کا قطعہ تاریخ یہ ہے ؎

شہ محمود خاوند دو عالم ۔ کہ دانش بود مسعود ابن مسعود
ندا شد بہر سال ارتحالش ۔ کہ قطب الاصفیا خاوند محمود

یہ روضہ بہت بلند و سنگین پختہ چونہ گچ ہشت پہلو صورت کا بنا ہوا ہے اندر باہر سے چونہ گچ استرکار ہے دروازہ آمد و رفت غرب کی طرف محرابی عالیوقتی بنا ہے گنبد کے اوپر جانے کے لئے زینہ موجود ہے آٹھون پہلوؤن مین آٹھہ عالیشان بلند

محرابین ہین سقف قالبوتی اور سقف پر عالیشان گنبد ہے روضہ کے اندر
وسط مین ایک بالشت بلند چبوترہ ہے اُسپر قبر خواجہ خاوند محمود ایشان کی۔ اور
چبوترے کے نیچے گوشہ شرق وجنوب مین ایک اور قبر پختہ چونہ گچ اُسکے بیٹے
بہاوالدین کی ہے مقبرہ کی غرب کی سمت کو ایک مسجد پختہ گنبددار ہے جسکے
تین گنبد ہین اور تینون محرابین عالیشان صحن مسجد کا فرش اب خراب ہوگیا ہی
نواب زکریا خان خان بہادر نے یہہ مقبرہ بنوایا اور بسبب اسکے وہ اسکی
اولاد مین تہا اُس نے اس مکان کو زیادہ زینت دی اور مسجد موجودہ کی بنا
قائم کی اور باغچہ کو بڑہا دیا اور محل متصل پردہ اس مزار کی چارون طرف آباد کیا
اور یہ وہ متمول محلہ تہا جسکو غارت کرکے احمد شاہ درانی کی فوج مالا مال ہوگئی
تہی اور باقیماندہ شہر کے لوٹنے کی حاجت اُنکو نہین رہی تہی مہاراجہ رنجیت سنگہ
کیوقت مین اس روضہ کے نزدیک سردار گلاب سنگہ پہونڈیہ نے چہاونی بنائی
جس سے یہ عالیجاہ مکان برباد ہوگیا چاردیواری گرائی گئی باغ اُجڑ گیا مسجد
کے صحن کی اینٹین اور قبرون کی اینٹین خشت فروشون نے نکال لین۔
روضہ مین جرنیل گلاب سنگہ نے باروت بہردی مزار کا سنگ مرمر اُتار لیا گیا
چند سال اس متبرک روضہ مین باروت بہری رہی اور قفل بند رہا جب
سکہی سلطنت جاتی رہی اور صاحبان انگریز کا دور دوران ہوا تو باروت
اس روضہ سے نکلوا کر دریا مین پہنکوائی گئی اور روضہ خالی ہوا سر ہنری
لارنس صاحب بہادر کی رزیڈنٹی کیوقت خواجہ احمد کشمیری جو خواجہ خاوند محمود
صاحب روضہ کی اولاد سے تہا لاہور آیا اور اُس نے صاحب بہادر سے
اجازت لیکر اس جگہ پر قبضہ کیا اور بہت سا روپیہ خرچ کرکے مرمت اس روضہ
کی کرائی مزارات دوبارہ بنوائے مسجد کی بہی مرمت کرائی اور تولیت مکان کی

محمد بخش صحاف لاہوری کہ دیگر کشمیر کو چلا گیا مگر بسبب اسکے کہ اس مکان کے ضروری اخراجات کے لئیے کوئی صورت قائم نہ تہی پہر یہ مکان بدستور ویران ہو گیا۔ اس مقبرہ و مسجد کی مرمت مولف کتاب کی نگرانی مین پہر ایسا سرکار کی طرف سے ہوئی ہے ورنہ مسجد کی حالت بہت خراب تہی یقین تہا کہ بہت جلد گر جاتی

مقبرہ میانمیر بالاپیر لاہوری

لاہور کی مشہور و معروف عالیشان عمارات مین سے یہ متبرک مکان مقبرہ شیخ محمد میر المشہور میانمیر بالاپیر لاہوری کا ہے صاحب مقبرہ سلسلہ عالیہ قادریہ مین مرید و خلیفہ شیخ خضر سیستانی تہا اور اُسی سے اس نے تکمیل پائی اور ہندوستان مین آکر لاہور مین سکونت پذیر ہوا۔ یہ بزرگ نہایت درجہ کا عابد و زاہد و متقی و خدا پرست تارک الدنیا سکینۃ الاولیا نام ایک کتاب بزبان فارسی داراشکوہ شاہجہان بادشاہ کے بیٹے نے اسکے حالات مین لکہی ہے جسمین ہزارون کرامتین اس بزرگ کی درج ہین۔ یہ بزرگ ۱۰۴۵ سنہ ہجری عہد شاہجہان بادشاہ مین فوت ہوا چونکہ شاہزادہ داراشکوہ پوتا چیلہ میانمیر کا تہا یعنی ارادت اسکی شیخ محمد المشہور ملا شاہ کے ہاتہہ پر تہی اُس نے بہت سا پتہر و سامان عمارت کا بہم پہنچایا پہلے اُس نے اپنے پیر کا روضہ بنوایا جسکی چاردیواری مین اب موضع میانمیر آباد ہے اور مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اُس مقبرہ کے قیمتی پتہر اوتروا لئیے ہین پہر اس عالیشان مکان کی بنیاد رکہی اتفاقاً اُسی زمانہ مین سلطنت کا انقلاب وقوع مین آگیا شاہجہان بادشاہ کو عالمگیر اورنگزیب نے قید کر لیا داراشکوہ مقتول ہوا اس سببسے عمارت اسکی چند سال بند رہی آخر الامر متوسلان اسی خاندان ہنے عالمگیر کی خدمت مین عرض کر کر دوبارہ اسکی تعمیر شروع کرائی اور مکان بنکر تیار ہوا مگر

اُس قسم کی تیاری کا مکان نہ بنا جس صورت سے دارا شکوہ چاہتا تہا۔ چاردیواری اس مقبرہ کی پختہ چونہ گچ ہے اور چاروں دیواروں میں محرابہا قالبوتی عمارت کی نہایت خوبصورت بنائی گئی ہیں ارتفاع چاردیواری کا پانچ گز تخمیناً۔ دروازہ آمدورفت جنوب کی سمت کو ہی جب اسکے اندر جائیں تو غرب کی سمت ایک عالیشان دالان چونہ گچ قالبوتی سقف کا محرابی قالبوتی دروں کا سجادہ نشین کی نشستگاہ بنا ہے اسکے ساتھ چاردیواری کے غرب کی سمت کو ایک اور مکان بخار چہ دار ہے اسمیں نشست خاص سجادہ نشین کی ہوتی ہے اس دالان کی دیوار بدیوار شمال کی طرف ایک عالیشان پختہ مسجد بنی ہوئی ہے مسجد کی کرسی بلند ہے مسجد کے صحن پر فرش پختہ ہی اس مسجد کی کرسی دارا شکوہ کیوقت بنی تہی جسپر پتھر لگا ہے دباقیماندہ تعمیر عالمگیر کیوقت ہوئی تہی اس عالیشان مسجد کی پانچ محرابیں اور پانچوں گنبد مدور نہایت خوبصورت ہیں میانہ دو کے اوپر لب بام دو برجیاں ہشت پہلو بنی ہوئی ہیں اس مسجد کی محرابوں کی دیواروں کے آغاز میں آدہ آدہ گز تک سنگ مرمر کی سلیں نصب ہیں اور باقی چونہ گچ عمارت ہی مسجد کے اوپر جانے کے لئے دو زینہ شمالی وجنوبی ہیں مسجد کے شمال کی طرف بہی ایک پختہ دالان بنا ہے جسکی کرسی کے چبوترے کو سنگ سرخ لگا ہوا ہی چاردیواری کے تمام صحن میں سنگ سرخ کا فرش ہی خاص روضہ کے شرق کی سمت کو ایک دردالان پختہ بنا ہی اسکے دو دروازے شمال وجنوب کی سمت کو ہیں سقف ہی محرابی قالبوتی ہے اس دالان کے شرق کی طرف ایک چاہ پختہ مع غسلخانہ بنا ہے چونکہ اس چاردیواری کے اندر کوئی چاہ نہ تہا نور محمد ایمان والہ نے بعرصہ عرصہ پچاس برس کے یہ چاہ تیار کرایا تہا اس چاہ کے غرب کی طرف وہ

صحن ہے جسمین سنگ سرخ کا فرش ہے اور تین طرف باغیچہ ہے چار دیواری کے اندر بہت سی قبرین اور ایک چاہ خورد و خراس وغیرہ مکانات پختہ بھی بنے ہین وسط چار دیواری مین مقبرہ عالیہ میانمیر بالاپیر کا ہے روضہ ایک عالیشان چبوترے پر بنایا گیا ہے جو مربع ۱۹-۱۹ درعہ طول و عرض کا ہے جنوب کی سمت زینہ سنگ مرمر کا ہے اور پتھر مین گلکاری منبت کاری ہے چار طرف چبوترے کے ارتفاعی عمارت مین سنگ مرمر کی سلیہین لگی ہوئی ہین - اس چبوترے کے اوپر بھی پتھر کا فرش ہے اور وسط مین روضہ کی عمارت ہے اس مقبرہ کی عمارت قد آدم بلند سنگ مرمر کی ہے باقی سب کانسی کا منقش ہے دروازہ آمد و رفت کا جنوب کی سمت ہے جسکا ایک زینہ سنگ مرمر کا اور چوکھٹ سنگ سرخ کی ہے دروازہ کی محراب پر یہ قطعہ تاریخ لکھا ہے جس سے سال تاریخ وفات میان میر پایا جاتا ہے +

میان میر سر دفتر عارفان + کہ خاک درش تاج اکسیر شد +
سفر جانب شہر جاوید کرد + ازین محنت آباد دلگیر شد +
۱۰۴۵
خرد بہر سال وصالش نوشت + بفردوس والا میان میر شد

اندر مقبرہ کے تمام فرش سنگ مرمر کا ہے جسمین گلکاری سنگ موسی سیاہ کی کی ہوئی ہے اس مقبرہ کی تین سمت تین محرابین قالبوتی بنی ہوئی ہین اور چوتھی محراب جنوبی مین دروازہ ہے تینون محرابون مین پنجرے خوشنما لگائے گئے ہین اندرونی عمارت مین بھی تا سینہ بلند سنگ مرمر لگا ہوا ہے جو عمارت دارا شکوہ کے عہد مین بنائی گئی تھی شمالی محراب کے بازو کے غربی و شرقی مین نہایت خوبصورت شیشہ کا کام بیلدار بنا ہے اور ایک ایک آئینہ کلان نصب ہے گنبد کی سقف مین بھی شیشہ کا کام نہایت خوبی کے ساتھ ہوا ہوا ہے

بڑے بڑے آئینے بھی لگے ہین یہ شیشہ کا کام اب ایک انگریز نے بنوایا تہا جسکا نام بیٹل صاحب اور گبن صاحب سوداگر کا نوکر تہا باہر کی سفیدی بھی اُس نے کرائی تھی مزار حضرت کا گنبد کے میانہ مین ایک چبوترے پر ہے یہ چبوترہ سنگ مرمر کا ایک فٹ بلند ہے اُسکے اوپر قبر کا تعویذ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے جسپر ہمیشہ غلاف قیمتی کپڑون کا پڑا رہتا ہے سقف قالبوتی اور سقف پر خوبصورت گنبد ہے جسکا کلس بھی سنگ مرمر کا ہے اس مزار پر سال بھر مین پانچ میلے ہوتے ہین ایک عرس سالیانہ ہوتا ہے اُس روز دو دن اور دو رات ہجوم خلق اللہ کا رہتا ہے اور چار میلے برسات کے موسم مین ہوتی ہین یعنی چار چہار شنبے جو ماہ ساون مین آتے ہین ہر ایک چہارشنبہ کو یہان میلہ ہوا کرتا ہے اور لوگ بکثرت جمع ہوتے ہین اگرچہ سکہون کیوقت بھی یہان بڑا میلہ ہوتا تہا مگر اب میلہ مین رونق زیادہ ہوتی ہے کیونکہ لاہور خاص وچہاؤنی میانمیر و دیہات کی خلقت میلے کے روز بکثرت جمع ہوجاتی ہے اور آمدنی چڑہاوے کی بہت آتی ہے

مقبرہ شیخ موسی آہنگر

بیرون شہر لاہور اکبری دروازے کے باہر قلعۂ گوجرسنگہ سے بجانب شمال یہ گنبد دار مقبرہ سبز رنگ کا موجود ہے گنبد کی بیرونی عمارت پر سبز رنگ کا کانسی کا کام ہے گنبد نہایت خوبصورت ومنقطع بنایا گیا ہے یہ مقبرہ ایک خشتی چاردیواری کے اندر ہے شمال کی طرف چاردیواری کا دروازہ ہے اگرچہ دروازہ گرچکا ہے مگر آمدورفت اُسی مقام سے ہے گوشہ شرق وشمال مین ایک چاہ ہے جسپر جہنج چوب زمینداروں کا چلتا ہے جو اُس جگہ زمینداری کرتے ہین چاردیواری کے اندر بہت سے درخت اور قبور ہین اور وسط مین یہ

عالیشان مقبرہ ہی مقبرے کے تین دروازے جنوبی شرقی غربی تھے مگراب جنوب کی سمت کا دروازہ کھلا ہے اور بند ہین مقبرے کے اندر جائین تو وسط مین ایک چبوترے پر شیخ موسیٰ کی قبر ہے اور گنبد کی دیوارین پختہ چونہ گچ سقف قالبوتی اوراوپر سقف کے مدور گنبد سبز رنگ نہایت خوبصورت ہی یہ بزرگ لودیہ سلطنت کیوقت زندہ تھا آہنگری کا کام کرتا تھا اور سلسلہ سہروردیہ مین ارادت بخدمت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی کی تھی اسکے خاندان مین لوہار بہت مرید ہین ۔عرس سالانہ ہی لوہار کرتے ہین یہ بزرگ کامل گزرا ہے تذکرہ قطبیہ مین لکھا ہے کہ ایک روز یہ بزرگ اپنی دوکان پر آہنگری کا کام کررہا تھا ایک ہندو عورت تکلا آہنے جس سے سوت کاتا جاتا ہے بنوانے کے لئے آئی چونکہ نوجوان وخوبصورت تھی شیخ نے تکلا تو بھٹی مین ڈالا اور خود اُسکے جمال باکمال کیطرف ایسا متوجہ ہوا کہ ایک گھنٹہ گزر گیا عورت غضب مین آئی اور کہنے لگی کہ اے شخص تو کیسا آدمی ہے کہ کام کی طرف خیال نہین کرتا اور میرے مُنہ کی طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا ہی یہ بات سنکر شیخ نے وہی تکلا جو آگ مین سرخ ہوا ہوا تھا بھٹی سے نکالا اور میل کی طرح دونو آنکھون مین پھیر لیا اور کہا کہ اگر مین نے تجھکو بدنظر سے دیکھا ہے تو میری آنکھین جل جائین اور اگر تیری صورت مین مین نے مصور ازلی کا جمال دیکھتا تھا تو یہ لوہا سونہ ہوجائے چنانچہ اسیوقت تکلا سونے کا ہوگیا یہ حال دیکھکر عورت قدمون پر گر پڑی اور مرید ہوئی اُس عورت کی قبر بھی اسی احاطہ کی شمالی دیوار کے پاس ہے اور ایک چھوٹا گنبد اُسپر بنا ہے اگرچہ اب گر گیا ہے مگر بقیہ اُسکا موجود ہے یہ بزرگ ۹۲۵ ہجری مین فوت ہوا اور یہان دفنایا گیا ۔

مقبرہ شیخ چوہڑ عبد الجلیل قطب عالم

یہ مقبرہ شیخ موسیٰ کے مقبرے کے بہت نزدیک ایک کلان چار دیواری کے اندر ہے چار دیواری کے اندر ایک تہ خانہ ہی اُسمین اس بزرگ کی قبر ہے تہ خانے کا دروازہ غرب کی سمت کو ہی چند زینے اونز کر نیچے جاتے ہین تہ خانے کی عمارت پختہ چونہ گچ ہی اور وسط مین پختہ قبر ہے سقف قالبوتی ہے سقف کے اوپر بہی ایک قبر بنی ہوئی ہے چار دیواری بیرونی کی غربی سمت کو ایک کہنہ پختہ مسجد بنی ہے جو شیخ نے خود اپنی حین حیات بنوائی تہی چار دیواری بیرونے اس مقبرہ کی ۱۲۶۴ع میں غلام محی الدین شاہ نے تعمیر کی۔ یہ شخص اسی بزرگ کی اولاد مین سے تہا بیرونی دروازہ تہ خانے پر یہ قطعہ تاریخ لکہا ہے +

مکان خانقاہ قطب عالم + چو از تعمیر نو زینت پذیر فت
بتاریخ بنایش ہاتف غیب + بناے از غلام محی دین گفت ۱۲۶۴

اس چار دیواری کے اندر قبرین بہت ہین اور چاہ چرخی دار ہے اور دو کوٹہڑیان فقیرون کے رہنے کے لئے بنی ہین اب سرپرست وخبر گیر اس مکان کا خورشید عالم غلام محی الدین شاہ کا بیٹا ہی جو موضع رتہ پیران ضلع سیالکوٹ مین رہتا ہے۔ اس بزرگ کا سلسلہ سہروردیہ ہی اب بہی ہزارون لوگ اسکے گہر کے مرید ہین ایک بہت بڑی کتاب تذکرہ قطبیہ اسکے حالات وکرامات مین لکہی گئی تہی جو اب نایاب موجود ہے سلطان بہلول لودی بادشاہ ہند کا یہ داماد تہا جسکے بطن سے شیخ ابو الفتح اسکا بیٹا پیدا ہوا سنہ ۹۱۰ ہجری مین یہ بزرگ فوت ہوا اور مادہ تاریخ لفظ شیخ ہے ۹۱۰ +

مکان رسول شاہیان

یہ ایک مشہور ومعروف مکان لاہور کے مکانات مین سے بیرون دروازہ دہلی لنڈہ بازار کے شمال کی سمت کو واقع ہے چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہی جو بڑی

عمدہ ہے اسکے اندر مزارات و مقابر بنے ہوئے ہین یہ موجودہ مکان راجہ دینا ناتہہ
رئیس لاہور نے مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت نور حسین رسول شاہی کو بنوادیا تہا
سکہون کیوقت ہر ایک امیر سردار راجہ مہاراجہ کی آمدورفت اس مکان مین بہت
تہی اور سب ایک نورحسین کی خدمت کرتے تہے اور وہ امیرانہ معاش اپنا رکہتا
تہا باعث یہ تہا کہ اس فرقہ رسول شاہی مین شراب کا پینا ہر ایک عبادت سے
مقدم الامور ہے دن رات شراب کی بہٹی اس جگہ چڑہی رہتی تہی اور طرح طرح کی
مصالح دار شراب کہچوائی جاتی تہی پس امراء لوگ جنکو دختر رز سے کمال
محبت ہوتی ہے اس جگہ دو وقتہ آمدورفت رکہتے تہے جب انگریزی عملداری ہوئی
تو راجہ دینا ناتہہ کی سفارش سے سرکار نے اجازت دیدی کہ یہ لوگ اپنے پینے
کے لئے شراب گہر کہچوا لیا کرین مگر کسی غیر کیواسطے کہچوائینگے تو مجرم ہونگے چنانچہ
پندرہ سولہ برس تک وہ بہٹی انکو معاف رہی اور بدستور رونق مکان کی رہی
آخر بمخبری کسی دراندازکے سرکار کے دل مین شبہہ واقع ہوا اور بہٹی بند ہوئی
اُس روز سے کسی کی آمدورفت یہان نرہی نورحسین جو ایک لئیق خلیق
شیرین زبان آدمی تہا وہ بہی مرگیا انورحسین المتخلص بہا جو ایک عمدہ شاعر سخن فہم
اس فرقہ مین سے تہا وہ بہی فوت ہوگیا یہ فرقہ خاندان سہروردیہ کی ایک شاخ
ہے اور رسول شاہ نام اس فرقہ کا مقتدا تہا سر پر پگڑی نہین باندہتے رومال
لپیٹ رکہتے ہین پاجامہ کی جگہ تہہ بند رہتا ہے تمام جسم وچہرے پر راکہہ
ملی رکہتے ہین اس فرقہ کے لوگ لکہے پڑہے ضرور ہوتے ہین کوئی ناخواندہ نہین
ہوتا بڑا گروہ اس فرقہ کا الور مین ہے جہان انکے پیشوا کا مقبرہ ہے +

مقبرہ شاہ محمد غوث قادری

یہ مقبرہ مشہور ومعروف مکان لاہور کی شرقی دیوار کے باہر باہر مین دروازہ

اکبری و دہلی کے واقع ہی تمام مسلمان لاہور بلکہ تمام پنجاب کے اہل اسلام
اس مکان کا بدل و جان ادب کرتے ہین محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین یہ بزرگ
صاحب تصرف ظاہری و باطنی ہوا ہی اصلی وطن اسکا شہر پشاور تہا اور اسکے
باپ سید حسن کا مقبرہ پشاور مین ہی اولاد بہی اسکی پشاور مین رہتی ہے ۔
نسبی شجرہ اس بزرگ کا بڑے پیر غوث الاعظم کے ساتہہ ملتا ہے اس بزرگ
نے سیر بہت کی تہی اور تمام ہندوستان مین پہرا آخر ۱۱۵۲ ہجری مین بمقام
لاہور فوت ہوا اور اسی جگہ مدفون ہوا اس مکان کی بیرونی چار دیواری
پختہ ہی پہلے چارون دیوارین تہین مگر جبر وقت کہ سرکاری باغ متعلقہ دیوان
بہیجا ناتہہ شہر کی خندق بہر کر لگایا گیا تو غربی دیوار گرا دی گئی اب غربی حد
اسکی اُس باغ کے ساتہہ ملحق ہے بلکہ تین طرف باغ ہی باغ ہی اور شرق کیطرف
سڑک و شارع عام رستہ آمد و رفت بہی شرق کی سمت کو ہی بڑی چار دیواری
کے اندر ایک اور چار دیواری پختہ چونہ گچ بنی ہی جسمین مزار ایک بلند چبوترے
پر بنا ہی دو قبرین اُسپر ہین ایک شاہ محمد غوث اور دوسری انکی اہلیہ کی۔ اس
چار دیواری کا دروازہ جنوب کی سمت کو ہی اور دروازے کے آگے پختہ فرش
ہے اور فرش کے غرب کی سمت پختہ مسجد گنبد دار غلام نبی کوٹھی وار کی
بنائی ہوئی ہی فرش مسجد کا بہی پختہ ہی اور حوض دہ در دہ عرض و طول کا
ہمیشہ پر آب رہتا ہی بڑی چار دیواری کی غربی حد مین ایک پختہ نشستگاہ سجادہ
نشین کے بیٹھنے کے لئے دریچہ دار بنی ہوئی ہی اور جنوبی دیوار کے ساتہہ اور
عمارات ضروری و چاہ وغیرہ تعمیر ہوئے ہین ۔ سکہی عہد مین یہ مکان اور
وضع کا بنا ہوا تہا کنور نونہال سنگہ کے اختیارات کیوقت یہ تجویز قرار پائی
کہ لاہور کی فصیل کے آدہ آدہ میل باہر شہر کے چارون طرف کف دست میدان

کرو یا جائے عمارتین گرا دی جائین درخت کٹوا دئے جائین چنانچہ پہلے یہہ کام
دہلی دروازہ کے باہر شروع ہوا اور ولاروس نام ایک انگریز اس کام پر مامور
ہوا چنانچہ مکان کا گرنا اور درختون کا کٹنا شروع ہو گیا شاہ محمد غوث کے مزار
کی مسجد بہی گر گئی چار دیواری بہی اندرونی و بیرونی مسمار ہوئی اس حال کے وقوع
سے لاہور کی رعایا ہندو مسلمان نے بہت واویلا کی اور چاہا کہ یہ متبرک مکان
گرنے سے بچ جائے مگر کسی نے نہ سنا ابہی مزار خاص کا گرنا باقی تہا کہ اُس رات
مہاراجہ کہڑک سنگہ مر گیا اور کام بسبب حادثہ وفات مہاراجہ کے اٹک کر بند رہا
اُسی روز قدرت الٰہی نے یہ رنگ دکہلایا کہ جب کنور نونہال سنگہ اپنے باپ
کی نعش کو داغ دیکر قلعہ کے دروازے مین پہنچا تو بسبب تزلزل آواز توپ
سلامی کے دروازے کی دیوار کی منڈیر گر کر کنور نونہال سنگہ اور میان اودہم سنگہ
کے سر پر آپڑی اور وہ دو نو جوان فرمان فرما اُسکے صدمہ سے جان بحق تسلیم
ہو گئے اس واقعہ کے وقوع سے تمام شہر مین شور ہو گیا کہ بسبب گرانے مزار شاہ محمد غوث
کے یہ صدمہ کنور نونہال سنگہ پر آیا ہے فی الفور مسمار شدہ عمارت دوبارہ بننی
شروع ہو گئی اور چند سال مین وہی درخت جو کاٹے گئے تھے پہر شاخین
پہوٹکر سرسبز ہو گئے اور مکان کی رونق بدستور ہو گئی +

مسجد محمد صالح سندھی

یہ قدیم زمانے کی مسجد قلعہ گوجر سنگہ سے بجانب شرق نہایت متقطع گنبد دار بنی ہوئی
ہے محمد صالح سندہی صوبہ لاہور کا دیوان اسکا بانی تہا شاہجہان بادشاہ
کے عہد مین یہ مسجد تعمیر ہوئی جب بیرون شہر کی آبادی سکہون نے ویران
کر دی تو یہ مسجد بسبب پختگی اپنی کے مسماری سے بچ رہی سکہون کے وقت
مہاراجہ رنجیت سنگہ کے حکم سے اسمین بارود بہری رہتی تہی انگریزی عملداری

مین مسجد خالی ہوئی تو نواب علی رضا خان نے اسکی مرمت کرائی۔ یہ مسجد اندر باہر سے پختہ ہے تین اسکی محرابین ہین اور تین ہی عالیشان گنبد صحن کا فرش بسبب گزرنے زمانہ دراز کے اب شکستہ ہے سابقہ عمارت کے نشانات سے پایا جاتا ہے کہ سابق یہان باغ ہوگا چاہ کے پاس حوض کہنہ بہی ابتک موجود ہے شہر کی بیرونی آبادی کے وقت اس موقع پر محلہ حاجی سوائی کا آباد تہا اور شیخ محمد صالح حاجی سوائی کا برادرزادہ اور امیر کبیر تھا اُس نے اپنی امارت کیوقت یہ مسجد تعمیر کی تہی +

مکان مزار شاہ رحمت اللہ قریشی

یہ مکان بی بی پاکدامنان کی خانقاہ کے شمال کی سمت کو باغیچہ سید حبیب علی کے شرق کی طرف واقع ہے مکان بارونق ہے درخت بہت لگائے ہوئے کوٹھہ مکلف چونہ گچ ہے شاہ رحمت اللہ کی قبر ایک چبوترہ کے اوپر ہے جسپر چار دیواری پختہ چونہ گچ ہے دروازہ چار دیواری کا جنوب کی سمت کو ہے چبوترہ کے اوپر اور بھی قبرین بہت ہین یہ بزرگ عہد عالمگیر مین ایک عالم فاضل و صاحب تصرف آدمی تہا مرید اسکے بیشمار تہے اب بہی اُسکے خاندان مین پیری مریدی کا سلسلہ چلا آتا ہے اور اسکی اولاد موضع ڈہولنوال و شہر لاہور مین موجود ہے اور اس مکان کے سرپرست وہی لوگ ہین +

مکان مسجد نقیبان

یہ پرانی مسجد بادشاہی وقت کی تعمیر قلعہ گوجر سنگہ کے گوشہ شمال غرب کی سمت کو موجود ہے اس مسجد کی عالیشان عمارت ایسی بنائی گئی ہے کہ ابتک باوجود گزرنے صدہا سال کے بدستور مضبوط و مستحکم کہڑی ہے اس مسجد کی تین محرابین عالیشان اور تین گنبد ہین بیرونی محرابین قالبوتی منقش بنی ہین سقف بہی قالبوتی خشتی ہے وسطیانہ محراب کے اوپر جو کتبہ ہے اسمین آیت الکرسی

لکھی ہے مسجد کے باہر صحن مین فرش پختہ خشتی بنا ہی اور پُرانا حوض پختہ بنا ہوا ہی ابتک موجود ہی حوض کے گوشہ جنوب شرق مین چاہ پختہ بنا ہوا ہے سکھون کی عملداری مین اس مسجد مین باروت بہری رہتی تہی جب بعہد عملداری سرکار انگریزی باروت تلف ہو کر یہ مسجد خالی ہوئی تو صوبہ شاہ نقیب نے دعویٰ کر کے یہ مسجد واگذار کرالی + یہ مسجد عہد بہادر شاہ مین محمد وصل نام ایک امیر نے جو سہارنپور کا رہنے والا تہا اور دہلی سے بادشاہی خدمت کے سبب سے لاہور مین آکر قیام پذیر ہوا تھا بصرف زر خود بنوائی تہی جو ابتک اُسکی یادگار موجود ہے اُسکے بعد اُسکی اولاد صوبہ لاہور کے روبرو نقابت کی خدمت پر مامور رہی اس سبب سے وہ نقیب کہلانے لگے اور یہ مسجد نقیبون کی مسجد مشہور ہوئی

خانقاہ حامد قاری

یہ متبرک مکان لاہور سے شرق کی طرف بفاصلہ دو میل کے پڑاوہ بدہو سے شرق کی سمت واقع ہے چار دیواری اسکی خشتی پختہ بنی ہے اور راستہ آمد و رفت کا بسمت جنوب ہے جب اندر جائین تو دیوار جنوبی کے پاس ایک چاہ چرخی دار ہے اور دو غسلخانے اور ایک مسجد پختہ چونہ گچ موجود ہی مسجد کی عمارت اندر سے سفید ہی اور ایک محراب کلان پر کلمہ شریف اور دو خورد محرابون پر یہ قطعہ تاریخ تحریر ہے خداوند اشکر واندم بباد چہ خوش مسجد از دست مسکین نہاد

۱۱۴۱

خرد گفت در سال تاریخ آن ز آفات دوران زوالش مباد

اندر باہر مسجد کے خشتی فرش ہے صحن مسجد کے آگے ایک حوض پانی کا بنا ہوا ہے مسجد کے شمال کی سمت کو ایک کوٹھہ پختہ فقیر کے رہنے کے لئے بنا ہی حوض کے شرق کی سمت کو ایک چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہی راستہ آمد و رفت غرب کی طرف ہی اسکے اندر وسط مین قبر شیخ حامد قاری کی ایک چبوترے کے اوپر پختہ

بنی ہوئی ہی محمد شاہ بادشاہ کیوقت یہ بزرگ لاہور مین عالم وفاضل صاحب
فنونی تہا چونکہ قرآن پڑہنے مین یہ اُستاد تہا اسلیئے اسکو قاری خطاب ملا تہا۔
یہ بزرگ ۱۱۶۴ ہجری مین مرا اور اس جگہ مدفون ہوا مسجد موجودہ اسی کی
بنوائی ہوئی تہی اور اسی مین یہ درس پڑہاتا تہا اُسوقت یہ مکان بیرونی آبادی
شہر لاہور کے اندر تہا بیعت اس بزرگ کی خاندان سہروردیہ مین بخدمت
مولوی تیمور کے تہی وہ بہی لاہور کا ایک عالم متبحر و یگانہ عصر تہا اب حفاظت
اس مکان کی متعلق میان احمد الدین سجادہ نشین خانقاہ میان وڈا کے ہے۔
ہر سال اس جگہ میلہ ہوتا ہے اور ۱۴ ماہ جمادی الثانی میلے کی تاریخ مقرر ہی اور اُسی
تاریخ یہ بزرگ مرا تہا +

مقبرہ علی مردان خان شیر شاہجہانی

مکان کے ذکر سے پہلے صاحب مقبرہ کا ذکر مقدم سمجھ کر لکھا جاتا ہی کہ علی مردان خان
بن گنج علیخان ایک امیر الامراؤ و صوبہ دار صوبہ قندہار سلطنت صفویہ ایرانیہ کا
تہا کسی سبب سے وہ شاہ ایران سے ناراض ہوا اور رجوع بسلطنت چغتائیہ دہلویہ لایا
چونکہ اکبر و جہانگیر و شاہجہان تینون بادشاہ دل سے خواہان تہے کہ کابل کی طرح
قندہار کا صوبہ بہی اُنکی قلمرو کے شامل ہو علی مردان خان نے شاہجہان کی
خدمت مین عریضہ لکہا کہ اگر سرکار ہند مین میری عزت و توقیر ہو تو قلعۂ قندہار
مین نذر کرتا ہون بادشاہ اس بات سے بہت خوش ہوا اور اپنا صوبہ دار قندہار
کو مع فوج جرار مامور کیا اور حکم دیا کہ نواب علی مردان خان قندہار پر دخل ہمارے
صوبہ دار کا کرا دیوے اور خود خدمت مین حاضر ہو چنانچہ مردان علی خان خدمت
مین حاضر ہو کر سلک امرائے ذی الاقتدار مین منسلک ہوا اپنے ایام ملازمت مین
اسنے بڑی بڑی خدمتین کین لاہور کی صوبہ داری کشمیر کی نظامت یہ بہی یہ ملتوی

خصوصًا عمارت کے کام مین یہ ایسا اوستاد تہا۔ کرکروڑون روپیہ اِس کے ہاتہہ سی صرف ہوئے علی مردان خان کا باغ المشہور نولکہہ لاہور مین اِس کا یادگار تہا جسکی اب ڈیوڈہی باقی ہے باقی عمارت سب برباد ہوچکی ہے دہلی کی نہر جو عین شہر اور قلعہ مین پہرتی ہے یہی شخص کہودوا کر لایا تہا۔ نہر سلی مادہو پور سے اسی نے کہودوائی اور لاہور مین لاکر باغ شالامار کو سیراب کیا بڑی نہر فیروز پور جو دہلی سے ہانسی حصار کو جاتی ہے اِس نے دوبارہ درست کی علی ہذالقیاس اور ہزارون عمارتین بنوائین جس کا حد وحساب نہین آخر ۱۰۶۷ ہجری مین فوت ہوکر اِس جگہہ مدفون ہوا۔ جہان اب مقبرہ بنا ہوا ہے۔ قطعہ تاریخ اِس کی وفات کا مندرجہ کتاب گنجینہ سروری المشہور گنج تاریخ یہ ہے۔

امیر صاحب دولت شہیر صاحب حشمت ثنا گوئے علی مردحق آگاہ مردان خان
سفر چون کرد زین دنیائے دون سوئے بقا آخر ندا آمد بتاریخش کہ آگاہ مردان خان ۱۰۶۷

مسلمانی سلطنت کے وقت اِس کے ساتہہ کی عمارت خشتی سوائے مسجد وزیر خان کے دوسری نہ تہی۔ مگر باہر شہر کے بربادی کیوقت یہ عالیجاہ مکان خاک مین مل گیا۔ اِس کی چاردیواری کی اینٹین لاہور کے کشمیری خشت فروش اوکہاڑ کر لے گئے باقیماندہ عمارتین سردار گلاب سنگہ جہونڈیہ نے گراکر چہاونی کو اینٹین لگائین جس چہاونی کا بہی اب نام و نشان نہین رہا مکان مقبرہ سے صرف ڈیوڈہی اور خاص مقبرہ باقی ہے ڈیوڈہی کا مکان مقبرہ سے شمال کی سمت کو واقع ہے اِس کے علاوہ ایک اور ڈیوڈہی بہی تہی جس کو سکہون نے گرادیا ڈیوڈہی موجودہ نہایت عمدہ مقطع کا نسے کا رہنی ہے سب عمارت اِس کی خشتی ہے اور محرابی چہتین دو زینے اوپر کی منزل پر جانے کے لئے بنی ہین سکہون کیوقت اِس ڈیوڈہی کو مسمی گوردت سنگہ کرنیل افسر پلٹن مصرانوالی نے اپنا مسکن بنایا ہوا تہا اصلی مقبرہ نواب علیمردان خان

سکا تین منزل شمار کیا جاتا ہے ایک منزل تو زمین کے اندر بطور تہہ خانہ کے ہے تہہ خانہ نہایت وسیع ہے اسمین تین قبرین پختہ ہین سقف قالبوتی گنبد نما جب اس تہہ خانہ سے اوپر جائین تو ایک مثمن چبوترہ پختہ عالیشان پر گنبد کی عمارت ہے صورت اوسکی مشت پہلو آٹھہ اطراف مین آٹھہ محرابین عالیشان ہین۔ مہاراجہ رنجیت سنگ کے وقت اس عالیشان مقبرہ مین سکھہ زبین ہرا رہتا تہا۔ جو متعلق فوج ماتحت گلاب سنگہ بہو ونڈیہ کے تہا۔ اس مقبرہ کی پہلی منزل مین سنگ مرخ و سنگ ابری کی بڑی بڑی سلین نصب تہین جو سکھون نے براہ سنگدلی اکھاڑلی تہین پہلی منزل کے زینے سے انسان جب اوپر جائے تو گنبد کی چار سمت پہر سکتا ہے۔ ہر ایک پہلو مین عالیشان شہ نشین و ریچہ دار بنی ہین اور بیچ مین عالیشان گنبد ہے یہان سے جب اخیری سقف پر آدمی جاتا ہے۔ تو ہر ایک گوشہ پر ہشت درہ خورد خوشنما گنبدی نظر آتے ہین۔ اور درمیان مین بڑا گنبد عالیشان۔ اس مقبرہ کی عظمت و شان کا کچھہ حد و حساب نہین بلکہ اتنا بلند مقبرہ لاہور مین اور کوئی نہین۔ اب سرکار انگریزی نے براسے قدردانی اس مقبرہ کو معرفت مولف کتاب کے مرمت کرایا ہے تاکہ کسی بہونچال کے صدمہ سے گر نہ جاسکے سیڑہیان بہی بنائی گئی ہین تہہ خانہ بہی صاف کرایا گیا ہے۔

مقبرہ شاہ شمس الدین قادری لاہوری **

یہ مقبرہ جناب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کی کوٹھی کے گوشہ جنوب شرق کو تھوڑے سے فاصلہ پر عین میدان مین بنا ہوا ہے۔ صورت مقبرہ کی مربع ہے اور چارون طرف چار دروازے رکہے ہوئے ہین کرسی مقبرہ کی زمین سے چندان بلند نہین ہے سابق چار گوشون پر چار مینار تہے اب مسمار ہو گئے ہین اندر باہر مقبرہ کی استرکاری شمال کی سمت کو دروازہ ہے مقبرے کے اندر وسط مین

ایک چبوترہ ہے جس پر قبر شاہ شمس الدین کی بنی ہے شمالی دروازے کے اوپر اندر کیطرف دیوار پر بخط نستعلیق یہ دو شعر لکھے ہین ؎

چو شمس الملل زین جہان رخت بست ؏ بیاراست ایزد برائش بہشت
بجستم ز پیر خرد سال او ؏ بگفت از سر لطف جائش بہشت ۱۰۲۴

یہ بزرگ خاندان قادریہ مین شاہ ابو اسحاق قادری کا مرید تھا۔ اور شاہ بلاول قادری کا پیر اپنی زندگی مین بھی یہ بزرگ آزاد طبع وبحجرد رہا کرتا تھا شاہجہان بادشاہ شہزادگی کی حالت مین اس کی خدمت مین اکثر حاضر ہوا کرتا تھا اور اس کی بانی خوشخبری پائی تھی کہ بعد جہانگیر کے تو بادشاہ ہوگا جب فوت ہوا تو شاہجہان نے یہ مقبرہ شاہی روپیہ خرچ کرکے بنوایا اور مقبرہ کے متعلق ایک باغچہ لگوایا اب صرف مقبرہ موجود ہے باغچہ کا نشان تک بھی نہین ؎

روضہ حضرت شیخ محترم نقشبندی

قدیم زمانے کے بزرگون سے یہ بزرگ عابد زاہد متقی خدا پرست گزرا ہے نقشبندیہ سلسلہ مین اس کی ارادت تھی مدت مدید یہ لاہور مین قیام پذیر تھا یعنے اکبر بادشاہ کے عہد مین آیا اور عالمگیر کے عہد تک زندہ رہا ایک ہزار ایک سو دو ہجری مین فوت ہوا یہ متبرک مقبرہ سٹیشن ریلوی کے متعلق کوٹھیون کے انجام پر بگوشہ امیان اور رید ہو کے پڑاوہ سے بجانب غرب موجود ہے اور شالا مار باغ کی سڑک سے بجانب شمال صورت مقبرہ کی مربع عمارت پختہ چونہ گچ سقف کے برابر گرد خشتی چارون گوشون پر چار گنبدیان مربع چارون طرف چار در محرابی قالبوتی درمیان اُن کے مقبرہ کا گنبد عالیشان مدور نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے مقبرہ کے چارون طرف چار محرابین جن مین ایک ایک دروازہ محرابی قالبوتی ہے مقبرہ کے اندر تین قبرین پختہ ایک شیخ محترم اور دو نامعلوم الاسم

شاہزادون کے فرزندان کی بنی ہوئی ہین مقبرہ کے اندرونی عمارت مین چار محرابین چارون گوشون مین بنائی گئی ہین۔ اور چار محرابی دروازے اس حساب سے اندرونی عمارت کے آٹھ محراب شمار مین آجاتے ہین دیوارون مین بخط عربی و فارسی بہت سے آیات و اشعار منظوم لکھے ہین جس مین سے کچھ پڑہے جاتے ہین اور کچھ نہین پڑہے جاتے جسقدر پڑہے جاتے ہین اون کی نقل یہ ہے۔

ہادی سالکان راہ نجات — آن سلیمان دل و خرد آصف
سال تاریخ رحلتش جستم — گفت طبع سلیم نیک خلف
پنج چین بخل و فوق بگو — قدس اللہ سرہ الاشراف

قدس اللہ سرہ الاشرف کے اعداد بحساب ابجد ایک ہزار ایک سو سات ہوتے ہین جس مین سے اگر پانچ دور کروین تو ایکہزار ایک سو دو باقی رہجاتے ہین چونکہ یہ تبرک مقبرہ بسبب لاوارث ہونے کے سرکاری نزول کے رجسٹر مین درج تھا۔ ایک انگریز کی درخواست پر نیلام ہوگیا اور انگریز مذکور نے خرید کر اوسکے چارون طرف برامدہ بنا کر کوٹھی کیصورت بنالی ہے قبرین گرادی ہین۔

مقبرہ بہادر خان

یہ مقبرہ بسمت شمال سڑک آہنی امرتسر جس جگہ پر آہنی پل باندھا گیا ہے موجود ہے صاحب مقبرہ دربار اکبر بادشاہ مین امیرالامرا کے عہدہ پر تھا اور سنہ ۱۰۱۱ھ مین فوت ہوکر اس جگہ مدفون ہوا یہ مقبرہ لاہور کے قدیمی مقبرون مین سے ایک عالیشان مقبرہ ہے بوقت مقرر ہونے چھاونی میان میر کے صاحبان انگریز نے اسکو ناچ گھر بنایا ہوا تہا۔ اب بھی محکمہ ریل کے ملازم اسمین قیام پذیر ہین قبر گرادی گئی ہے جس کا نشان بھی باقی نہین چھوڑا بقول مولف۔

تھا بوقت زندگی افلاک پر جن کا دماغ۔ آج ان کی خاک کا نام و نشان باقی نہین

آگ کی مانند ہنتے تھے جو ہر دم مشتعل دیکھہ لو اُنکا زمانہ مین وہوان باقی نہین
یہ مقبرہ ایک ہشت پہلو چبوترہ خشتی پختہ پر بنا ہی ہر پہلو کا طول ۱۶-۱۶ گز ہے
اس چبوترے کے میانہ مین عالیشان مقبرہ ہشت پہلو تعمیر ہوا ہی ہر ایک پہلو مین
باہر کی طرف ایک ایک محراب کلان نہایت مقطع قالبوتی محرابی عمارت کا بنا ہوا ہے
مگر اندر سے ہر ایک پہلو کی عمارت دو منزلہ بطور غلام گردش کے ہی ایک طرف کے
زینہ سے چڑہکر چارون طرف انسان پہر سکتا ہی اور زیر و بالا ہر ایک پہلو مین دو دو
محرابین ہین ارتفاع ہر محراب کا پونے پانچ گز اور عرض سوا دو گز ہی بیچ مین
عالیشان گنبد بہت بلند بنا ہی اسکے وسط مین قبر تہی جو اب گرادی گئی ہے۔
مست لوگ بیان کرتے ہین کہ یہ قبر سنگ مرمر کی تہی مگر پتہر مہاراجہ رنجیت سنگہ
نے اُتروالیا تہا گنبد کے اوپر جانے کے لئے دو زینے بنے ہین اوپر چڑہکر دیکہین
تو دور دور نظر جاتی ہے بالائی سقف ہر ایک پہلو کے آٹہون کونون پر آٹہہ گنبدیان
مثمنہ بنی ہین جنمین سے ایک گر گئی ہی اور سات موجود ہین ہر ایک گنبد کی
کرسی سقف سے ڈیڑہ گز بلند ہی ہر ایک گنبدی کے آٹہہ آٹہہ در ہین بڑا گنبد
مقطع خوشنما بنا ہوا ہی جسکی خوبی دیکہنے پر منحصر ہے اس گنبد کی مرمت بہی اب
سرکار نے مولف کتاب کی محنت کرائی ہے +

حال مسجد کہنہ المشہور قصاب خانہ والہ

قصاب خانہ ایک محلہ بیرونی محلون شہر لاہور کے محلہ گنج و تبیل پورہ سے گوشہ
شمال و غرب کی طرف آباد تہا جو اب خانقاہ میان وڈا کی حدود اسکی ملتی ہوئی
تصور کرنی چاہیئے یہ محلہ بہت بڑا محلہ تہا اب صرف مسجد اُس محلہ کی موجود ہے
اس مسجد کے تین گنبد ہین ایک تو بہت بڑا گنبد ہی اور دو ہین دیسار خورد
گنبد ہین سقف قالبوتی ہی اور تین دروازے محرابی مرغولی - اندر مسجد کے

قدیم زمانے کی دیواروں پر استرکاری ہی زمین پر فرش پختہ ہی بیرونی مسجد کا
صحن بہت وسیع تہا مگر اب فرش اوکہڑ گیا ہی مسجد کے حوض کی اینٹیں کرنیل
گلاب سنگہ کتبہ نے جو کورٹ والی پلٹنوں کا افسر تہا اوکہڑوا کر اس مسجد کے پاس
شمال کی سمت کو ایک مکان بنوایا تہا اور اس مسجد میں باروت بہر دی تہی ۔
جب سکہی سلطنت جاتی رہی اور یہ مسجد خالی ہو گئی تو میاں احمددین سجادہ نشین
درس میاں وڈا نے اسپر قبضہ کر لیا اس دعوی پر کہ بوقت آبادی اس محلے کے
میاں جان محمد مولوی و مدرس اس مسجد میں درس پڑہاتا تہا اور وہ میاں
وڈا کا شاگرد و مرید تہا قبر اُسکی بہی اس مسجد کے بائیں کی طرف ایک چاردیواری
کے اندر ہی یہ جان محمد پرانے فضلا اور بزرگوں میں مشہور و معروف شخص تہا
جسکا تذکرہ اکثر کتب میں دیکہا جاتا ہی کہ علم و فضل و عمل و ولایت اُسکی ذات
میں جمع تہی آخر ۱۲۰۲ سنہ ہجری میں مرگیا اور اسی موقع پر دفن ہوا +

مقبرہ مخدومہ بیگم زوجہ نواب ابوالحسن خان

لاہور سے اڑہائی میل بجانب شرق کے یہ کہنہ مقبرہ موجود ہی صاحب مقبرہ
کا خاوند ابوالحسن یوسف خان بن اعتماد الدولہ نور الحسن خان طہرانی
ماموں حقیقی نورجہان بیگم اجلہ امراے عہد جہانگیری تہا زمانہ شاہجہان میں یمین الدولہ
برادر جہان برابر خانخانان بانزدے رہت دولت چغتائی خطاب پایا اور
شاہجہان کے عہد میں فوت ہوا اُسکا عالیشان مقبرہ جو دس لاکہہ روپے
خرچ کرکے بنایا گیا اسی مقبرہ کے قرب میں تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت اُس
مقبرہ میں جرنیل اویطویلہ صاحب فرانسیسی نے میگزین بہروا دیا بہت برسوں
تک میگزین بہرا رہا چونکہ گردش دور روزگار کو اس مقبرہ کی بنیاد ہی اُکہاڑنی
منظور تہی اُسپر بجلی گری اور وہ صدمہ اس عمارت عالیشان کو پہنچا کہ بیچ میں سے

شق ہو گیا اور بارود کو آگ لگ کر وہ سنگین عمارت پاش پاش ہو گئی مگر
آدہا مقبرہ پہر بہی موجود تہا اُسکو بصیغہ نزول صاحبان عالیشان نے نیلام کر دیا
اور خشت فروشون نے اُسکی بنیادون کو ایسا کہودا کہ نشان باقی نچہوڑا ع

گردش گردون گردان گردکانرا گرد کرد ۔ نارسوزان حریصان زمانہ سرد کرد

اب اُس عالیجاہ امیر کی زوجہ مخدومہ بیگم کا مقبرہ موجود ہی یہ مقبرہ مربع صورت کا
ہے اور چارون طرف چار محرابی قالبوتی دروازے ہین اوپر خوبصورت گنبد
سقف کے برابر گروہ اُسپر کانسی کا کام مقبرے کی سقف قالبوتی وسط ہین اب
قبر کا صرف نشان باقی ہی پہلے قبر سنگ مرمر کی تہی وہ سکہون نے گرالی۔ اس
مقبرے اور مقبرہ ابو الحسن اسکے شوہر کا احاطہ ایک تہا احاطہ ہین جو چاہ کلان
جاری تہا اور اُس سے باغ کو پانی دیا جاتا تہا ابتک موجود ہی وہ اتنا بڑا چاہ ہی
کہ بارہ رہٹ اُسپر باسانی چل سکتے ہین اس چاہ کے اندر ایک محرابی دریچہ
بہی نظر آتا ہی شاید اسکے متصل سردخانہ ہو گا یہ مخدومہ بیگم سنہ ۶۲ ہجری ہین
مرگئی اس نے اپنا مقبرہ اپنی حین حیات بنوا رکہا تہا اور ادب کے سبب سے
شوہر کے مقبرے سے چہوٹا بنوایا جو ابتک اُنکا یادگار دنیائی ناپائیدار ہین موجود ہی +

مقبرہ شیخ محمود شاہ نقش بندی

یہ ایک مقبرہ نو تیار انگریزی عہد کا ہی یہ مقبرہ گہوڑے شاہ المشہور جہولن شاہ
کے مقبرہ کے شمال کی سمت کو بنا ہوا ہی صرف رستہ اُسکے درمیان حد فاصل ہے
یہ محمود شاہ خاندان مجددیہ نقشبندیہ ہین ایک بزرگ لاہور ہین بمحلہ کوچہ کوٹہی داران
گزر کشمیری بازار ہین رہتا تہا آدمی خداپرست اور عابد تہا مرید اُسکے بیشمار تہے۔
آخر سنہ ۱۲۹۳ ہجری ہین مرگیا اور اس مقام پر دفن ہوا یہ مقبرہ اُسکے مریدون
نے اُسکی زندگی ہین بنوا رکہا تہا۔ اس مقبرے کا دروازہ جنوب کی سمت کو

ہے عمارت پختہ چونہ گچ استرکاری سفید ہی پہلے اسکے نیچے تہ خانہ بنایا گیا تہا جب
وہ فوت ہوا تو صندوق اُسکا تہ خانے مین رکہکر دروازہ تہ خانے کا بند کر دیا
گیا ایسا ہی اس مقبرہ پر سالانہ عرس ہوتا ہے +

مقبرہ نواب نصرت خان المشہور سنتر خان

صاحب مقبرہ ایک عالیشان امیر سلطنت چغتائی کا تہا شاہجہانی عہد مین بڑی عزت و توقیر تہی اصلی نام اُسکا خواجہ صابر تہا اور خطابی نام خان دوران نصرت خان ہوا عالمگیر کے عہد مین یہ عالیشان مقبرہ تعمیر ہوا جسکے متعلق بہت سی عمارتین تہین باغ بہت وسیع تہا مگر انقلاب زمانہ سے بیرونی آبادی شہر لاہور کی بربادی کے ساتہہ ہی اُجڑ گیا صرف مقبرہ کی عمارت باقی رہگئی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت جرنیل کورٹ صاحب نے اس مقبرہ کو اپنا مسکن بنایا اور ایک عالیشان کوٹہی اسکے متصل تعمیر کی اور اخیر سلطنت سکہی تک قبضہ سکہون کا اسپر رہا پہر خالی ہو گیا اب متعلق نزول ہے نواب نصرت خان کی وفات کا قطعہ تاریخ مندرجہ کتاب گنجینہ سروری یہ ہے +

امیر و غازی میدان جنگ نصرت خان ۔۔۔ کہ بود حملۂ تیغش بجنگ شل نہنگ
چو خورد ضربۂ تیغ قضا ز دست اجل ۔۔۔ ندا شد از دل سرور امیر و نصرت جنگ

یہ مقبرہ لاہور سے بفاصلہ اڑہائی میل بطرف شرق واقع ہے گرد اسکے پہلے چار دیواری مبنیہ کورٹ صاحب تہی چار دیواری کی غربی دیوار کے میانہ مین ایک ڈیوڑہی عالیشان پختہ مبنیۂ کورٹ صاحب موجود تہی اب نہ ڈیوڑہی ہے نہ وہ عمارت موجودہ صرف ایک پختہ عمارت کا مثمن چبوترہ نہایت وسیع جسپر گنبد بنا ہے ارتفاع اسکا سوا دو گز ہے چارون طرف سے آٹہہ آٹہہ گز چبوترہ چہوڑ کر مقبرہ کی عالیشان عمارت شروع ہوتی ہے مقبرے کے آٹہون پہلوؤن کی عمارت دو منزلہ ہے جسکے نیچے

عالیشان محراب قالبوتی سقف کی اور اوپر کی منزلون مین عالیشان نشستیں
بنی ہین اور بیچ مین گنبد نہایت بلند و وسیع و خوشنما جسکے میانہ مین قبر نواب نصرت جنگ
کی تہی مگر اب ندارد کورٹ صاحب نے اس قبر کو گرواکر پختہ فرش بنوا دیا تھا۔
گوشہ جنوب و مغرب مین زینہ اوپر جانے کے لئے بنا ہوا ہی جرنیل کورٹ صاحب
نے اس مقبرہ مین بہت سی جدید عمارت بناکر صورت تبدیل کر دی تہی اور قدیمہ
مسجد جو اس مقبرہ کے متعلق تہی اسکو بہی کوٹہی مین ملا یا تہا اخیر سقف مقبرہ
پر جب بذریعہ زینہ کے چڑہ جائین تو بیچ مین عالیشان مدور گنبد معلوم ہوتا ہی
اور تا بکمر بلند منڈیر اور ایک ایک مینار انپر گنبدیان ہشت پہلو جنکے اٹہہ اٹہہ
در محرابی بنے ہوئے ہین۔ اب کوٹہی کورٹ صاحب کی تو سرکار نے فروخت کرا دی ہی
اور اینٹین اسکی لالہ میلارام ٹہیکہ دار لے گیا مگر جنوب کی طرف ایک عالیشان پختہ
مسجد مع حجرے کی موجود ہی اور شمال کی سمت گنبد مقبرہ کے جو ایک مدور وسیع چاہ
تہا اسکی اینٹین بہی نکال لی گئی ہین اس مقبرہ کی مرمت بہی سرکار نے مولف کتاب
کی معرفت کرائی ہے جس سے استحکام عمارت کا ہوگیا ہے ...

حال مسجد نواب زکریا خان

غرب کی سمت مزار مادہولال حسین کے یہ مسجد منبیہ نواب زکریا خان المعروف خان بہادر
صوبہ لاہور موجود ہی شرق کی سمت مسجد کے چاہ کلان چرخی دار و دو غسلخانے
ہین مسجد کے صحن کا فرش پختہ مگر کہنہ و بوسیدہ صحن کے گرد دیوار قد آدم بلند
خاص مسجد کی تین محرابین درمیانی محراب پر بخط مثلث کاشی کار برنگ آسمانی
بسم اللہ و کلمہ شریف لکہا ہی محراب شمالی پر بہی ایک کتبہ کاشی کار ہی جسمین یہ
اشعار لکہے ہین جنکی نقل یہ ہے :-

خوہست در دور شاہ ملک پناہ   شاہ ہندوستان محمد شاہ

عالم و عادل و سخی زمان — در صف معرکه چو شیر ژیان
زبدهٔ بارگاه او نواب — زکریا خان صوبهٔ پنجاب
بدخواهش اگرچه جمشید است — لرزه در تن فتاده چون بید است
نیک نام آنکه نیک نامی او — همچو بوے گل است در هر سو
چاه و مسجد ز خود بنا بکند — عالی و خوب و خوشنما بکند
محض بهر خدا کند این کار — تا نمازی شود نماز گزار
باز هرچه ثواب ز ان آید — بسوئے بانیش شود عاید

محراب جنوبی پر بهی ویسا ہی خوشنما کتبہ کاشی کار ہے جس مین یہہ اشعار ہین +

یا رب از فضل خود نگاهش دار — از شکستن تو در پناهش دار
کرد احداث مسجد محکم — نیز خوش دور چاه مستحکم
نزد درگاه صاحب عرفان — واقف سر حضرت رحمان
آنکه معروف شد به لال حسین — خاک نعلین اوست سرمه عین

تاریخ

چو این سجده گه از پئے خاص و عام — بنا یافت از سرور نیک نام
ز تاریخ او هر که جوید شمار — بداند هزار و صد و چهل و چار ١١٤٤

اب یہ مسجد متعلق مقبرہ مادهو لال حسین کے ہی اور سجادہ نشین کا قبضہ ہے +

مقبرہ مسکین شاہ امری

یہ مقبرہ میانمیر یا لا بیر لاسوہی کے مقبرے سے آگے بڑہ کے چهاونی میانمیر کی غربی سمت کو واقع ہی عمارت مقبرہ کی پختہ چونہ گچ نہایت مستحکم بنی ہی چبوترہ مربع کے اوپر مقبرہ کی عمارت ہوئی ہے گنبد اسکے میانہ مین مربع بنایا گیا ہی دیوارون پر کاشی کا کام نہایت خوبصورتی کے ساتہہ کیا گیا ہی گنبد کے چار در مغربی

چاروں طرف میں اندر مقبرہ کے سفیدی پرانے زمانے کی ہوئی ہوئی ہی وسط میں قبر پختہ ہی چہت مربع اور اُسپر مدور گنبد۔ صاحب مقبرہ کا نام میر عنایت اللہ تہا جو میاں میر کا خادم تہا اسی جگہ قیام رکہتا تہا جہاں اب اُسکا مقبرہ ہے مسکین شاہ امری اسکو مرشد نے خطاب دیا تہا اس سبب سے کہ یہ تہمارہا کرتا تہا ورنہ معلوم ہوتا کہ یہ کہاں سے کہاتا ہی ایک روز کسی نے میاں میر کی خدمت اسکا حال بیان کیا اُس نے فرمایا کہ یہ مسکین امری ہی یعنی خدا کے امر سے اسکو کہانا ملتا ہی اسکو کسبکی حاجت نہیں ۱۰۵۶ھ ہجری میں یہ فوت ہوا اور یہہ مقبرہ موجودہ دارشکوہ کے حکم سے تعمیر ہوا ✣

احوال مقبرہ شرف النسا بیگم المعروف شرلعہ بیگم

شہر لاہور کی شرقی سمت کے مقبروں میں یہ مقبرہ قدیم عمارات میں سے کہے اس مقبرے پر کانسی کے کام میں بڑے بڑے سرو منقش ہیں اس سبب سے اسکو سرو والہ مقبرہ کہتے ہیں یہ مقبرہ بہت بلند اور اونچا ہی اول زمین سے دو قد آدم بلند عمارت خشتی سادہ ہی اُسکے اوپر چاروں طرف گنبد تک کانسی کا کام نہایت خوبی کے ساتھہ بنا ہوا ہی غرب کی سمت ایک محرابی دروازہ ہی اسکا مجمل حال یہ ہے کہ شرف النسا ہمشیرہ نواب خان بہادر نے اپنی زندگی میں یہ مقبرہ بنوایا تہا اور ہر روز ایک گہنٹہ بعد نماز ظہر کے یہاں آتی اور قرآن پڑہتی تہی بعد تلاوت کے خود تو محلوں میں چلی جاتی مگر قرآن شریف اور ایک تلوار یہاں چہوڑ جاتی چونکہ یہ گنبد نہایت بلند بے زینہ تہا بیگم ہر روز چوبی زینہ رکہکر اوپر جایا کرتی تہی جب وہ مرنے لگی تو وصیت کی کہ میری قبر اسی مقبرہ میں ہو اور میرا قرآن اور تلوار اسی مقبرہ میں رکہی رہی چنانچہ وہ یہاں مدفون ہوئی اور قرآن اور تلوار بہی اسی مقبرہ کے اندر رہی اور مقبرہ اُسی طرح بے زینہ رہا آخر جب سلطنت مغلیہ جاتی رہی اور

سکھی زمانہ آیا تو سکھوں نے اُس قرآن و تلوار کو اندر سے نکالا کہتے ہیں کہ کئی ہزار روپے کی مالیت وہ قرآن اور تلوار تھی - اس مقبرے کی مرمت بھی اب سرکار نے بذریعہ مولف کتاب کرائی ہے

حال مقبرہ سید عبدالوہاب قادری

یہ مقبرہ موضع گڑھی شاہو کی سرزمین لین سڑک میانمیر سے جنوب کی سمت قدیم زمانہ کا بنا ہوا ہے صورت اسکی مربع چار پہلو ہے اور ہر پہلو میں تین تین در ہیں اور ہر ایک در کے اوپر محراب مقطع خوبصورت بنا ہے درمیان در کلاں اور دونو بغلوں کی خورد سقف کے برابر گردنہ سقف قالبوتی سقف کے اوپر مدور نہایت خوبصورت دیوارین پختہ چونہ گچ مقبرہ کے اندر قبر پختہ مع فرش سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھی یہ بزرگ سلسلہ قادریہ عالیہ میں صاحب تصرف و زہد دریا تھا ۱۰۴۳ھ میں فوت ہو کر یہاں دفن ہوا پہلے اس مقبرہ کے متعلق بہت سی عمارت تھی اب صرف مقبرہ باقی ہے بڑا چاہ جسکو تالاب کہنا چاہیئے اب بھی مقبرہ کی باقیات عمارت میں سے موجود ہے اندر کا فرش اور قبر کا فرش مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حکم سے نکال لیا گیا اور قبر گرا دی گئی خشتی عمارت کو خشت فروش کشمیری گرا لیگئے صرف مقبرہ خشتی باقی رہگیا جو گر نسکتا تھا اور اگر گرایا جاتا تو اینٹ کا نکلنا ممکن نہ تھا - اس مقبرے کی مرمت بھی اب سرکار نے مولف کتاب کی نگرانی میں کرائی ہے

مقبرہ سید جان محمد حضوری

یہ مقبرہ لاہور کے نامی گرامی مشہور مقبروں سے ہے جو موضع گڑھی شاہو کے غرب کی سمت میانمیر کی سڑک کے ملحق واقع ہے دروازہ مکان شرق کی سمت کو اور احاطہ بہت بڑا ہے دروازے سے اندر جائیں تو صحن متعلقہ مکان کا آتا ہے

اور محاذی دروازے کے پختہ مسجد عہد قدیم کی بنی ہوئی ہی مسجد کی تین محرابین
عالیشان ہین اور چہت قالبوتی گنبد نما سوائے مسجد کے اس احاطہ مین دو
مقبرے عالیشان پختہ بنے ہوئے ہین ایک تو احاطہ کی شرقی دیوار کے ملحق
یہ مقبرہ سید محمود حضوری کا پختہ نابکر بلند چبوترے پر بنا ہی تین تین در
چارون طرف کل بارہ در اُنکے اوپر سقف قالبوتی اُسپر عالیشان مدور گنبد
خوشنما ہے اس مقبرہ کے اندر دو قبرین ہین ایک سید محمود دوسری سید
شاہ نورالدین کی جو شاہ سید محمود کا بیٹا تہا زینہ آمد و رفت جنوب کی سمت
سے ہی - دوسرا مقبرہ علیحدہ چار دیواری مین سید جان محمد حضوری و
سید سرور دین اسکے بیٹے کا ہی اس چار دیواری کا دروازہ شمال کی طرف
مسجد کے صحن کے ساتہہ متصل چاہ چرخی دار ہی چار دیواری کے اندر عالیشان
مقبرہ ایک پختہ ریختہ کار عمارت کے چبوترے پر واقع ہی پہلے مقبرے کی
طرح اسکے بہی بارہ در ہین ہر ایک طرف تین تین در سقف کے برابر گرد سقف
قالبوتی اُسپر مدور گنبد خوشنما اسکے اندر دو قبرین ہین ایک سید جان محمد
کی اور دوسری سید سرور دین کی یہ دونو بزرگ اپنے وقت کے مقتدا و
پیشوائے طریقت تہے اور حضوری اسواسطے خطاب تہا کہ ان کا مرید بہت جلد
اوج طریقت پر پہنچکر حضوری ہو جاتا تہا یہ خاندان کوہ غور سے بمقام اوچ اور
اُوچ سے لاہور آکر سکونت پذیر ہوئے اور شاہجہانی عہد مین بہت عروج پایا
علوم ظاہری و باطنی کے یہ دونو بزرگ جامع تہے موسوی سید کہلاتے تہے
ان کی اولاد سید احمد شاہ و حسین شاہ موجود ہین جلدگری کا کام کرتے
ہین انکا شجرہ نسب یہ ہی کہ احمد شاہ و حسین شاہ بن غلام محی الدین بن
نور شاہ بن عبداللہ شاہ بن عبدالوہاب بن سرور دین بن سید جان محمد حضوری

بن سید نور بن محمود بن شمس الدین بن بدرالدین بن جلال الدین بن ابراہیم بن جعفر بن علی بن رضا علی بن سید امیر بن سید غریب بن سید نصر بن سید غیاث بن سید محب علی بن سید احمد غوری بن طبیب بن حسین بن سید عسکری سنت بن علی حامد بن منصور بن کبیر بن محمود بن محمد بن ابوتراب بن باقر بن محسن بن عابد بن مختار بن جعفر صورانی بن حسن بن اسحاق بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق ؑ۔ اس خانقاہ پر ہر سال میلا ہوتا ہی ایکروز چراغ دوسرے روز قوالی ہوتی ہے سید جان محمد حضوری ۱۲۴۰ھ میں فوت ہوا اور اس جگہ دفنایا گیا۔ خاص مقبرہ جان محمد حضوری کے غرب کی سمت اب ایک اور نیا احاطہ پختہ ڈبل اینٹون کا بنایا گیا ہی جسکا دروازہ مقبرہ کے احاطہ کے اندر سے ہی یہ احاطہ مفتی غلام سرور شاعر لاہور نے اپنے خاندان کے مقابر کے لئے اپنا روپیہ خرچ کرکے بنوایا ہی اور زمین مجاورون خانقاہ سے خرید کی ہی اسمین اب صرف تین یا چار قبرین بنی ہوئی ہین مگر احاطہ وسیع ہی ایک قبر اسمین غلام صفدر صاحب کی ہی احاطہ کی پیشی کی ہی اور ایک پچی تی اور ایک شہ ہوتی کی ہی

٭ مسجد دایہ انگاہ المشہور دایہ انگنا

یہ عالیشان مستحکم مسجد شاہ جہان بادشاہ کے عہد مین دایہ انگا نے تعمیر کی تہی یہ عالی جاہ دایہ حرم محترم شاہ جہانگیر کے دولت خانہ مین رہتی تہی نام اسکا زیب النسا بیگم اور انگا خطاب تہا کیونکہ اسلامی سلطنت کیوقت اکثر متقرب دایہ عورتون کو جو شہزادون کو دودہ دیتی تہین انگا خطاب ملا کرتا تہا کیونکہ انگ جسم کو کہتے ہین اور انگا انسکو کہتے ہین جسکے ساتہہ ایک جان دو قالب ہوے یہ مسجد مغلیہ سلطنت کے وقت بڑی رونق پر رہی کہ بہت سی جائداد بادشاہ نے اسکے ساتہہ وقف کی ہوئی ہے جب زمانہ پلٹ گیا اور شہر کو غارتگرون نے بار بار لوٹا اور

باہر شہر کی آبادی بالکل ویران ہو گئی تو یہ مسجد باقی رہ گئی مہاراجہ رنجیت سنگھ کیوقت اسمین سالہا سال باروت و گولہ بہرا رہا جب انگریزی وقت آیا تو یہہ مسجد خالی ہوئی اور درج نقشہ نزول کی گئی چونکہ عمارت مطبوع و وسیع تہی مسٹر کوپ صاحب مہتمم مطبع لاہور کرانکل نے سرکار سے اجازت لیکر اس مسجد کو کوٹھی بنالیا چندسال وہ رہتا رہا آخر جب کارخانہ ریل کا اس موقع پر جاری ہوا تو یہہ مسجد بہی ریل والون نے لے لی اور روپیہ قیمت کا کوپ صاحب کو ادا کر دیا اب وہ کوٹھی جسکو مسجد کہنا چاہیے ریل والون کے قبضہ مین ہے اور مسٹر بو کی صاحب افسر کارخانہ آہنگران اسمین رہتا ہے۔ یہ مسجد اندر سے کانسی کار ہے محرابون پر کام کانسی کا بستی نہایت عمدہ و تر و تازہ ابتک موجود ہے جسپر قران کی آیتین و درود شریف بخط نسخ خوشخط تحریر ہین صاحبان انگریز نے بہی بسبب خوبصورتی کے بحال و برقرار رکہا ہوا ہی کہ ابسا رنگین و منقش کام ہونا اب مشکل ہی مسجد کی تین عالیشان محرابی قالبوتی خوشقطع ہین وہ خود ایک کلان عمارت تمام خشتی منقش کانسی کار ہی اندر سے بہی مسجد کے تین درجے ہین قالبوتی سقف اور اوپر سقف کے تین گنبد مدور عالیشان بنے ہین پہلے اسکے چار مینار تہین تین منزلہ تہے اب دو ورلے مینار باقی ہین پچھلے گر گئے ہین ایک ایک منزل ان دو نو کی بہی گر گئی ہی۔ اندر سے پولے نہیں ہین*

مزار حسو تیلی

یہ بزرگ لاہور کے خداپرست عابد زاہدون لوگون مین مشہور ہے قوم کا تیلی اور خاص لاہور کا رہنے والا تہا چوک جہنڈے مین اسکی دوکان تہی غلہ فروشی کا کام کرتا تہا خریدار کے ہاتہہ مین یہ ترازو دیدیتا تہا اور کہتا تہا کہ خود وزن کر لے پس جو دیا وہ لیجاتا تہا اُسکا غلہ گہر آ کر گہٹ جاتا تہا اور

چہ پورا لیجاتا تہا اُسکا بڑہ جاتا تہا چنانچہ اس دوکان پر اب بہی جہنڈا لگایا ہوا ہے اور روز چراغ جلایا جاتا ہے جمعرات کے روز بہت سے چراغون کی روشنی کی جاتی ہے شاہ جمال سہروردیہ کا یہ مرید تہا جسکا مقبرہ دمدمہ کے اوپر موضع اچہرہ کے پاس ہی - یہ مقبرہ کلب گہر سے بسمت شمال موجود ہی گرد نواح اسکے دو قد آدم بلند چار دیواری اور دروازہ آمد و رفت غرب کی طرف ہی دروازہ عالیشان چوکیون والہ بنا ہوا ہی دروازہ کے اندر جائین تو جنوب کی سمت ایک مکان مع کوٹہری آتا ہی اسکے آگے بڑہین تو ایک بڑا چبوترہ خشتی بنا ہوا ہی اسکے اوپر قبور بہت سی ہین اس چبوترے پر ایک اور چبوترہ خشتی قد ادم بلند بنا ہوا ہی اسکے چار زینہ جنوبی سے اسپر چڑہین تو اسکے وسط مین قبر شیخ حسو تیلی کی پختہ چونہ گچ نظر آتی ہے سر کی طرف ایک چراغ دان پختہ بنا ہوا ہی زیرین چبوترے پر قبور شیخ سعد اللہ ستر پوش اور میان خان کی مکلف بنی ہوئی ہین جو اُس بزرگ کے خلیفے و جانشین تہے اور چار دیواری کے باہر شرق کی سمت کو چہہ بیگہ زمین مزروعہ مع چاہ دو چرخ چوب موجود ہی آمدنی اس اراضی کی مصارف کے لئے واگزار ہی ہر سال تیسری شوال کو اس بزرگ کا سالانہ عرس ہوتا ہے یہ موجودہ عمارت چمن شاہ فقیر نے بنوائی جس سے رونق مکان کی بڑہ گئی ہے شیخ حسو تیلی سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین فوت ہوکر یہان مدفون ہوا کہتے ہین کہ حضرت لال حسین کے ساتھہ اسکی کمال محبت تہی اور کہا کرتا تہا کہ حسو حسین اور حسین حسو ہی دوئی باقی نہین ہی +

مقبرہ جانی خان

قدیم مقابر سے نواح باغبانپورہ مین یہ مقبرہ موجود ہی یہ مقبرہ احمد شاہ بادشاہ کے عہد مین بنا تہا چنانچہ مقبرے کے جنوب کی سمت کو تا حال ڈیوڑہی اُس باغ کی

پختہ موجود اور بصیغہ نزول سرکار سے شیراز میندار نے خرید لی ہے۔ مقبرہ کی عمارت مربع ہے اور اندر باہر سے استر کار ہر طرف بین بین درہن محرابی قالبوتی بنے ہین سقف کے برابر خوبصورت گرد نہ سقف قالبوتی گنبد مدور پختہ جسپر کام لہر یا سبنی کانسی کار بنایا گیا ہے۔ حال جانی خان کا یہ ہے کہ محمد شاہ بادشاہ کیوقت یہ شخص نوابی رتبہ پر پہنچا اور انتظام الدولہ خطاب پایا تہا اسکا باپ قمر الدین خان وزیر بمقام کرنال احمد شاہ درانی کی لڑائی مین مارا گیا تہا مگر اس نے مع اپنے بہائی میر معین الملک کے احمد شاہ درانی کو شکست دی اور وہ واپس کابل کو چلا گیا اُسکے جانے کے بعد پنجاب کا انتظام میر معین الملک نے اپنے طور پر کیا اور جانی خان افسر فوج پنجاب مقرر رہا آخر ۱۱۹۲ سنہ مین فوت ہوکر یہان مدفون ہوا خدا کی قدرت ہے کہ اب اتنے بڑے امیر کبیر کی قبر بہی باقی نہین رہی اور مقبرے مین شیراز میندار نے اپنا بہوسہ ڈالا ہوا ہے۔ فاعتبروا یا اولوالابصار +

مقبرہ شاہزادہ پرویز

موضع خوجہ سعید کے شمال کی سمت لاہور سے بفاصلہ دو میل بجانب شرق یہ مقبرہ قدیم زمانے کا بنا ہوا موجود ہے یہ مقبرہ ایک پختہ چبوترہ پر جو زمین سے قد آدم بلند ہے بنا ہوا ہے ارتفاع اسکے گنبد کا مقبرہ نواب علی مردان خان سے کم نہین ہے چارون طرف اسکے عالیشان دروازے تہے اور اندر قبر شہزادہ پرویز پسر شاہ جہانگیر کی جو بوقت تخت نشینی شاہجہان کے سفر کشمیر سے آتا ہوا لاہور مین آصف جاہ وزیر نے قتل کر دیا تہا بنی ہوئی تہی اب کچہہ بہی نہین یہ مقبرہ کسی زمانہ مین اندر باہر سے سنگ مرمر کا تہا اندر مقبرے کے بہی فرش سنگ مرمر کا تہا جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کے حکم سے اُتارا گیا اور خشتی مرمت ہوئی جو وہ بہی گر گئی ہے

چونکہ اسکا حال بہت ابتر تہا سرکار نے اب مولف کتاب کی معرفت اسکی مرمت کرادی ہے +

مزار فقیر سائین قطب شاہ قادری

یہ مزار موضع کہوئی میران کے شرق کی سمت واقع ہی صاحب مزار آدمی مجرد طبع تارک الدنیا خدا پرست تہا اس اخیر زمانہ مین ایسا بے طمع شخص جسکو دنیا کے ساتہہ کسی طرح کا لگاؤ نہو اور صرف اپنے ہاتہہ سے محنت کر کر گزارہ کرے کم پیدا ہوتا ہے خاندان قادریہ شیخ غلام حسن ساکن وایان والے کا یہ مرید تہا تمام رات اسکو خدا کی یاد مین گزر جاتی تہی اور دن کو محنت و مزدوری سے غرض تہی ہر چند وہ اپنے آپکو چہپاتا تہا اور کسی سے نہ ملتا تہا مگر لوگ ڈہونڈ کر بہی ملتے تہے سنہ ۱۲۹۰ مین وہ فوت ہوا اور اس جگہ پر دفنایا گیا جہان اب اُسکا مزار ہی یہ مزار اُسکی وصیت کے بموجب پختہ نہین بنایا گیا مگر چاہ چرخ دار پختہ ہی اور درختون سے تمام مکان چہپا ہوا ہی اُسکے مرید ایک سال مین دو بار اسکا عرس کرتے ہین اور بہنڈارہ عام فقرا پر تقسیم کیا جاتا ہے تمام دن قوالی ہوتی ہی اس بزرگ کی اگرچہ اولاد بہی ہے مگر مرید لوگ اعتقاد زیادہ رکہتے ہین +

مقبرہ نواب میان جان پسر نواب سعد اللہ خان

یہ مقبرہ موضع بہوگی وال غرب کی سمت کو بصورت ایک باغ کی موجود ہی مناسب ہے کہ اول حال صاحب مقبرہ کا بیان کیا جائے مِن بعد مقبرے کا - نواب میان خان فرزند صلبی نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہ جہان بادشاہ کا تہا - جب سعد اللہ خان مر گیا اور شاہجہان بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر اپنے فرزند کی بند مین آگیا تو میان خان کا چندان اختیار سلطنت مین نرہا تسپر بہی

امارت و دولت و حکومت ہندوستان مین صرف اسی خاندان کی لئے تہی
اس نے لاہور مین دو حویلیان عالیشان ایسی بنوائین کہ جسکی ثانی تمام پنجاب مین
نہ تہین جسکا ذکر علیحدہ اس کتاب مین درج ہوگا سنہ ۱۰۶۲ ہجری مین بعہد عالمگیر
یہ مرگیا اور اس موقع پر دفنایا گیا چونکہ اسکا اصلی وطن قصبہ چنیوٹ تہا اور
چنیوٹ مین سنگ سیاہ کی کان ہے اسلئے ہر ایک عمارت مین وہی کالا پتہر
صرف ہوا کرتا تہا چنیوٹ مین بہی اس نے اسی پتہر کی ایک مسجد بنوائی
تہی اس مقبرہ مین بہی اسکے وارثون نے وہی پتہر اکثر خرچ کیا اسوقت اس
مقبرے کے متعلقات عمارت پر کئی لاکہہ روپیہ خرچ ہوا تہا اور آخر سلطنت
چغتائی تک اسمین رونق رہی سکہون کیوقت مکان ویران ہوگیا سنگ مرمر
وغیرہ قیمتی پتہر سب اُتر گئے اینٹین خشت فروشون کی کام آئین مہاراجہ
رنجیت سنگہ کیوقت اگرچہ مکان برباد ہوچکا تہا مگر ابہی کسیقدر زینت
اسکی باقی تہی۔ یہ مالک باغ کے راجہ سوچیت سنگہ نے اسپر قبضہ کرلیا اور
چار دیواری مرمت کراکر باغ لگوایا اُسکی زندگی تک وہ راجہ سوچیت سنگہ کا
باغ مشہور رہا انگریزی عملداری مین یہ نقشہ نزول مین درج ہوکر نیلام پر چڑہا
اور بعوض دو ہزار دو سو روپے کے نواب علی رضا خان قزلباش نے خریدا
اب یہ مکان نواب علی رضا خان کا باغ کہلاتا ہے +

دور گردون کی ذرا گردش کو دیکہہ + ایک دم بہر بہی نہین جسکو قیام
رات پڑتی ہے کبہی ہوتا ہے دن + صبح ہوتی ہے کبہی ہوتی ہے شام

اس مکان کی قدیم عمارت مین بہت سا تغیر و تبدل ہوا ہے کچہہ تو راجہ
سوچیت سنگہ نے قدیم عمارت گرائی اور نئی بنوائی اور کچہہ اب نواب علی رضا خان
مرحوم نے تغیر و تبدل کیا تو بہی سنگین عمارت قدیمہ بہت سی موجود ہے —

جنوب کی سمت ڈیوڑہی بہی پختہ قدیم عمارت مین سے ہی اور حوض مربع مع آبشار اور عالیشان بارہ دری جسکے تین کمرے مسقف قالبوتی پختہ ہین اور مسجد گنبد دار یہ سب قدیم عمارات مین سے ہی لطف یہ ہی کہ جو مسجد غرب کی سمت بنائی گئی اُسی کا جواب شرق کی سمت کو بنا ہی وہی قطع وہی وضع وہی عمارت وہی گنبد وہی محرابین ہین یہ دوسری مسجد صرف خوبصورتی کے لئے بنائی گئی ہے کہ مسجد کا جواب محاذ مین بہی مسجد ہو۔ قبر نواب میان خان کی ایک بارہ دری سنگین کے اندر ہی جو سنگ سیاہ کی بنی ہوئی ہی اس بارہ دری کے چارون طرف وسیع چبوترہ قد آدم بلند بنا ہے ارتفاع مین بڑے بڑے تختے کالے پتہر کے لگے ہوئے ہین بلکہ تمام چبوترہ سنگ سیاہ کا ہی جنوب کی سمت آمد ورفت کا رستہ ہی اور چہہ سیڑہیان کالے پتہر کی ہین اور چبوترے پر سنگین فرش جنوب کی سمت محرابی دروازہ چبوترہ کلان کے میانہ مین ایک اور چبوترہ آدہ گز بلند پتہر کا ہی اسپر بارہ دری کی عمارت ہی اسکے اندر بہی سنگ سیاہ کا فرش ہے اور مسقف قالبوتی چارون طرف بارہ دروازے خشتی چونہ گچ ہر ایک در مین دو دو ستون میانہ بارہ دری مین ایک اور چبوترہ چہہ انچ اونچا اس پر نواب میان خان کا تعویذ قبر سنگ مرمر کا تہا جسکو راجہ سوچیت سنگہ نے اُکہڑوا دیا اب صرف چبوترہ باقی ہے اور جس مقام سے تعویذ قبر کا توڑا گیا ہے ابتک وہ مقام معلوم ہوتا ہی۔ علمداری سکہی مین پہلے یہ عالیشان مکان شیخ امام الدین کو ملا اُس نے بڑے چبوترے سے بہت سی پتہر کی سلیین اُکہڑوا کر اپنی حویلی کو لگوالیین پہر راجہ سوچیت سنگہ کے تصرف مین آیا اُس نے قبر کو نیست و نابود کیا اب باغ کی صورت پر اس مکان کی ہیئت ہے +

مزار فتح شاہ سرمست

یہ خانقاہ پراودہ بدہو سے جنوب کی سمت واقع ہے چاروطرف اسکی چاردیواری
پختہ ہی اور اُسکے درمیان ایک پختہ چبوترہ چبوترے پر دو قبرین پختہ استرکار
ایک فتا شاہ کی دوسری اُسکے خادم عبداللہ شاہ کی چاردیواری کے جنوب
کی سمت وہ نہر جاری ہے جو شہر کی سمت آتی ہے اور باغات گرد نواح لاہور
اُس سے سیراب ہوتے ہین شمال کی سمت کوٹھی ادیطوبایہ صاحب کی تھی جو سکھی
عہد مین فوج کا جرنیل تہا اب اس کوٹھی مین صاحبان ریلوے قیام پذیر ہین +
یہ بزرگ محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین بزرگ صاحب کمال مشہور تہا اکثر مستی و
مجذوبی کی حالت مین پہرا کرتا تہا جہان کہڑا ہوجاتا کئی دن کہڑا رہ جاتا ایک بار
دریا مین کئی ماہ تک کہڑا رہا اسکی کرامتین صدہا مشہور ہین بیعت اسکی خاندان
شطاریہ مین بخدمت شیخ برہان الدین سرآہی کے بذریعہ شیخ لطیف برہان پوری
کی تہی ۔ ساتوین ماہ شوال کو اس مزار پر میلا ہوتا ہے فقرا جمع ہوتے ہین
لاہور کے لوگ بہی بہت جاتی ہین سکہون کیوقت اس جگہ بڑا میلہ ہوتا تہا مگر
اب اتنا ہجوم نہین ہوتا + یہ بزرگ ۱۱۵۸ ہجری مین فوت ہوا اور ایکسو گیارہ برس کی عمر پائی +

مزار شاہ ابوتراب المشہور شاہ گدا لاہوری

یہ مزار بہی لاہور کے مشہور مزارات مین سے ہے احاطہ مکان پختہ ہے اور احاطہ کے
اندر چاہ کلان ہی جسپر چرخ چوب جاری ہے اور فقرا کے رہنے کے لئے مکانات پختہ
بنے ہوئے ہین اور زمین مزروعہ ہے اور ایک عالیشان پختہ چبوترے پر قبر شاہ گدا
کی اور قاضی فضل گدا کی اور قبرین بہی بہت ہین ایک مسجد بہی پختہ گنبددار بنی ہوئی
ہی یہ بزرگ موحد و عالم و فاضل خدا پرست ولی گذرا ہی اسکا دیوان منظوم بزبان
فارسی موجود ہی جسکے مضامین ہمہ اوست پر دال ہین نسب نامہ جدی اسکا
امام حسین کے ساتھ ملتا ہے اصلی وطن شہر تبریز تہا جب ہمایون بادشاہ

بار ثانی ہندوستان مین آگیا تو یہ بزرگ ہمراہ آیا اور گجرات دکن مین جا کر
شیخ وجیہہ الدین گجراتی شطاری کی خدمت مین بیعت کی اور بارہ برس تک
جنگلون مین رہکر کمال کو پہنچا آخر عمر لاہور مین آکر قیام کیا اور ۹۹۱ سنہ ہجری مین
فوت ہوکر یہان مدفون ہوا ایکسو چودہ برس کی عمر پائی +

مزار شاہ حسین زنجانی

یہ متبرک مزار موضع کہوئی میران بیرون شہر لاہور بجانب شرق بفاصلہ ایک میل
کے واقع ہے اگرچہ عمارت مختصر ہے مگر مکان قدیم ہے اور صاحب مزار قدمائے
بزرگان شہر لاہور سے ہی سلاطین غوریہ کیوقت یہ شہر زنجان سے ہند کی سیر کو
آیا اور تمام کشور ہند کی سیر کی واپسی کیوقت لاہور آکر قیام پذیر ہوا اور
یہان ہی فوت ہوا سال وفات اسکا ۴۰۱ھ ہے قد آدم بلند چار دیواری
خشتی کے اندر یہ مزار ہی قبر بہی خشتی چونہ گچ ہی اور مکانات پختہ فقرا کی سکونت
کے لئے بنے ہوئے ہین اور چاہ چرخی بہار جاری ہے سکہون کیوقت اس مزار
پر بڑا میلہ سالانہ ہوتا تہا مگر اب رفتہ رفتہ رونق میلے کی جاتی رہی ہی +

گورستان بیگم پورہ

یہ ایک عالیشان عمارت لاہور کے شرق کی سمت باغ شالامار سے غرب کی طرف
واقع ہے یہ گورستان خان بہادر زکریا خان صوبہ لاہور کا ہی اور اسی کے قرب
مین محلہ مغلپورہ آباد تہا جسمین امرائے مغل قیام پذیر تہے بوقت تیاری
اس عالیشان مکان پر لاکہا روپے صرف مین آئے ہونگے اب بہی بچی بچائی عمارت
اسقدر ہے کہ اسی احاطہ مین موضع بیگم پورہ آباد ہی اور بہت سے چبوترے
اور مسجد و مقبرے و ڈیوڑہی کلان وغیرہ موجود ہین اور استحکام و مضبوطی کا
یہ حال ہی کہ اس خوبی و مضبوطی کی عمارت ہرگز اب بن نہین سکتی سکہون کیوقت

اس مکان پر بڑے بڑے صدمے آئے جو شخص قابض ہوا وہ اسکو گراتا اور پتھر اور اینٹین لاکھون روپیہ کی لیجاتا رہا اب تک یہی حال ہی پہلے تین حاکمون کے وقت سردار گوجر سنگہ نے اس عالیشان مکان سے اینٹین کہدوا کر موضع قلعہ گوجر سنگہ آباد کیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت پہلے سمی خزانہ جو افسر توپخانے کا تہا اس پر قابض ہوا اُس نے اسمین زمیندارون کو آباد کرکے گاؤن کی صورت بنائی بعد چندسال کے راجہ سنسار چند جو کانگڑے سے لاہور آیا تو مہاراجہ رنجیت سنگہ نے یہ مکان اُسکے قیام کے لیئے مرحمت کیا وہ چند ماہ اسمین رہا اور جاتی دفعہ اپنے برہمنون کو بخش گیا اُسوقت معاملہ اسکی متعلقہ زمین کا ایک سو روپیہ سالانہ تہا چندسال برہمن اسپر قابض رہے انہون نے قبرین بہت سی گرادین اور پتھر اُتارے اور انکی اینٹین فروخت کین بعد دیسا سنگہ پسر سردار لہنا سنگہ مجیٹہہ نے یہ مکان برہمنون سے لے لیا اور اُنکو معاوضہ مین ایکسو روپے کی جاگیر پہاڑ مین دلوا دی اُنہین دنون مین نواب غازی جو حقیقی وارث اس مکان کا تہا اور خان بہادر بانی مکان کے ساتھہ اُسکا نسب نامہ صحیح صحیح ملتا تہا کابل سے لاہور آیا اُسوقت سردار دیسا سنگہ پہاڑ مین تہا اور یہ مکان خالی تہا اُس نے فی الفور اپنا قبضہ کرلیا اور زمینداروں کو جواب دیدیا اور یہ مقدمہ چند سال مہاراجہ رنجیت سنگہ کے روبرو رہا آخر نواب غازی کی کچہہ پیش نہ گئی سمت ۱۸۹۵ بکرمی مین جرنیل گلاب سنگہ پہونڈیہ کی فوج کی چھاونی بیگم پورے کے پاس مقرر ہوگئی تو یہ مکان بہی چھاونی مین آگیا جرنیل گلاب سنگہ نے مسجد کو مسکن بنایا اُس نے خدا بخش لمبردار کو تو نکالدیا مگر کیما لمبردار باغبان اُس باغیچہ کا جو مسجد کے آگے ہی مقرر رہا ہزارہا روپے کی اینٹین ان مکانات سے کہدکر چھاونی کی تعمیر مین خرچ ہوئین آخر سلطنت

سکہون تک گلاب سنگہ اسپر قابض رہا انگریزی سلطنت کیوقت وہی کیا المدار
قبضہ کا دعوی کرکر مالک بنا نواب غازی وغیرہ وارثان مکان نے نالشین کین
آخر ممبری دیوانی دعوی کا حکم ہوا اور وہ اسقدر استطاعت نہ رکہتے تہے بیلکو خاموش ہو بیٹے
بعد ازان فضل شاہ نام ایک وارث نے چند ماہ تک سرسری دعوی مین قبضہ پایا
اُسی عرصہ مین اُس نے صدہا روپیے کی اینٹین فروخت کرلین جب اپیل ہوئی
زمیندارون کا قبضہ پہر بحال ہوگیا تو پہر وہ بیدخل ہوگیا ۔ اس مکان
کی عمارت کی تشریح لکہنے کے لئے ایک علیحدہ کتاب چاہیئے اسواسطے مختصر تحریر ہوتا
ہے کہ اس احاطہ کے اندر بہت سے چبوترے قبور کے ہین اور ایک عالیشان
ڈیوڑہی ابتک موجود ہی۔ پہلا مکان قدم رسول کا اس جگہ پیغمبر خدا کے قدم کا
نشان ایک پتہر مین تہا نہین معلوم سکہون کیوقت اسکو کون اکہاڑ کر لیگیا۔
اس مقام پر ایک عالیشان مقبرہ بنا ہی۔ دوسرے چبوترے پر قبر نواب عبدالصمد خان
و زکریا خان بہادر وغیرہ متعلقین خاندان کی قبرین ہین۔ تیسرے ڈیوڑہی
کلان جسکے متعلق بہت سی عمارت ہی بعض بوسیدہ و کہنہ اور بعض موجود
اور بعض بے سقف اور بعض مسقف۔ چوتہے بڑے دالان غربی و جنوبی و شمالی
جو شکستہ و بے مرمت ہوگئے ہین سوا اُنکے کوٹہریان قالبوتی سقف کی
بہی بہت ہین۔ پانچوین ایک مقطع باغ جو اب خراب و خستہ پڑا ہوا ہی۔ چہٹے
ایک عالیشان مسجد کاشی کار ہی جسکے تین در محرابی مقطع خوبصورت بنے ہین
اور گوشہ جنوب غرب مین پختہ زینہ مسجد کے اوپر جانے کے لئے ہی چارون گوشون
پر چار مینار کاشی کار برنگ سبز و بسنتی ہین اور مسجد کی سقف کے میانہ مین
گنبد نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی اس مسجد کی سقف پر گلاب سنگہ پہونڈیہ
افسر فوج سکہی نے اپنے رہنے کے لئے کوٹہی بنائی ہوئی تہی جو اب زمیندارون

کے قبضہ مین ہو تین دروں کے اوپر اور درست وچپ جو کاشی کا کام ہے ابتک
تازہ وخوش رنگ نظر آتا ہو محراب میانہ کے میانے مین ایک سل سنگ مرمر کی لگی ہے
اُسپر کلمہ شریف کندہ ہو اور جنوب وشمال کی دونو محرابون کے اندر دو حدیثین پیغمبر صاحب
کی لکھی ہین مسجد کے صحن مین فرش خشتی بوسیدہ ہو چکا ہو اور ایک بڑا حوض ہے
جسمین فوارہ لگا ہو مسجد کی دونو سمت جنوب وشمال کی طرف دو حجرے قالبوتی قطع
بنے ہوئے ہین مسجد کے روبرو شرق کی سمت ایک قطع باغ ہو جسکے میانہ مین ایک
گز زمین سے بلند ایک چبوترہ پختہ ہو اس چبوترے پر سرتاپا سنگ مرمر لگا تہا
جسکو سردار جوالا سنگہ بہرانیہ اُکہاڑ کر لیگیا اس چبوترے پر دو قبرین زنانہ زوجہ
والدہ نواب خان بہادر کی تہین چونکہ یہ تمام عمارت بیگم جان والدہ نواب خان بہادر
نے اپنی جین حیات بنوائی تہی اس سبب ابتک اسکا نام بیگم پورہ مشہور ہے
الحمد للہ کہ نام ابتک زندہ ہو اگرچہ قبرین اُکہڑ گئی ہین - اس عالیشان مسجد کی مرمت
بہی اب مولف کتاب کی معرفت سرکار نے کرائی ہے + نواب خان بہادر کا حال مفصل
تاریخ پنجاب مولفہ راقم مین درج ہے شایقین وہان سے مطالعہ کرلین +

حال سفید گنبد المشہور نیلا گنبد

یہ مکان بیگم پورہ کے شرق کی سمت کو ایک گنبد ہشت پہلو پڑا موجود ہو اندر سے
سالم ہو مگر اوپر سے بوسیدہ ہو چبوترہ پختہ پر اسکی عمارت ہو مگر اب چبوترہ گر چکا ہے
یہ مقبرہ یحیی خان کا مشہور ہے جو محمد شاہی عہد مین ایک امیر لاہور کے امراء
مین سے تہا اور سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین مرگیا اب یہ مقبرہ بالکل بے مرمت وخراب ہوا جاتا ہے

مسجد خواجہ ایاز

موضع باغبان پورہ کے متصل یہ ایک قدیمہ عمارت کی مسجد موجود ہو خواجہ ایاز
شاہجہانی عہد مین ایک امیر کبیر عمارت کے کارخانہ مین ماتحت نواب علی مردانخان

کے کام کرتا تہا جب شالامار باغ شاہجہان کے حکم سے تعمیر ہوا تو میر عمارت خواجہ ایاز
تہا اُس نے اپنی یادگار یہ مسجد اس موقع پر تعمیر کی تہی اور ایک باغ بہی اپنے
نام سے شالامار باغ کے شرق کی سمت کو تیار کرایا جو ابتک مع چار دیواری پختہ و
بارہ دری کے موجود ہے اور اب سرداران سندہانوالیہ کے قبضہ مین ہے اس
مسجد کی تین محرابین اور تین گنبد عالیشان پختہ ہین سقف قالبوتی پختہ دیوار مسجد
کے چارون طرف سے چار چار گز بلند بنی ہوئی ہے میانہ مین ایک حوض مربع
دس گز طول اور دس گز عرض کا بیچ مین فوارہ خاص مسجد کی بیرونی دیوار کے
دونو گوشون مین دو زینے اوپر جانے کے لئے بنے ہین درمیانی محراب پر ایک سل
سنگ مرمر کی لگی ہوئی ہے اور اُسپر ایک حدیث شریف عربی خط مین لکہی ہے
اور نیز بندہ درگاہ خواجہ محمد ایاز تحریر ہے بیرونی دیوار کے مرغولون اور بازون
پر رنگین پر تکلف گلکاری زیر گنبد و اندرون مسجد بہی سب عمارت رنگین و منقش
اور زمین پر پختہ فرش ہے جنوب کی سمت کو دو حجرے پختہ بنے ہوئے ہین +

مقبرہ سید میران شاہ المشہور موج دریا بخاری

اُوچ کے سیدون مین سے یہ بزرگ اکبر بادشاہ کے عہد مین ایک بزرگ خداپرست
صاحب ولایت و کرامت مشہور تہا اسکا بزرگ سید جلال الدین میر سرخ
بخاری اُوچ مین قیام پذیر تہا اور وہین اُسکا مقبرہ ہے اکبر بادشاہ اسکا بڑا
معتقد تہا اور ایک لاکہہ پچیس ہزار کی جاگیر بٹالہ کے علاقہ مین اسکے نام پر
واگزار تہی لاہور مین اسی موقع پر جہان مقبرہ ہے اس کا گہر تہا اور لنگر عام جاری
رہتا تہا مقبرہ موجودہ اسکی زندگی مین اکبر بادشاہ کے حکم سے بنا تہا یہ بزرگ
گیارہوین ربیع الاول ۱۰۱۳ھ ہجری مین فوت ہوا اور تاریخ وفات اسکی درج
کتاب خزینۃ الاصفیا یہ ہے +

حضرت میران محمد شاہ خلد
سہروردی پیر شیخ باصفا
آخر الامر از جہان بے ثبات
جست سرور سال ترحیلش عجب

موج دریائے سخا عین الیقین
بود بحر فیض بر روئے زمین
گشت در خلد برین منزل گزین
از محمد شاہ میران میر دین
۱۰۱۳ھ

یہ مقبرہ صدر بازار انارکلی جنوبی حد جناب مکلوڈ صاحب لفٹنٹ گورنر پنجاب کی شرقی دیوار کے ساتھہ ملحق ہے صورت مقبرہ کی ہشت پہلو دروازہ آمد و رفت جنوب کی سمت ہی ایک چبوترہ خشتی پختہ چونہ گچ پر یہ عالیشان عمارت بنی ہے دروازہ کے اوپر ایک طاقچہ بنا ہے اُسمین بخط جلی یہ لکھا ہے روضہ مقدسہ زبدۃ الواصلین قدوۃ العارفین مقبول بارگاہ باری میران سید محمد شاہ موج دریا بخاری نور اللہ مرقدہ در عہد اکبر بادشاہ تعمیر یافت - سوای اسکے ہر ایک پہلو پر اشعار لکہی ہین مقبرے کے اندر گیارہ قبرین ہین ایک خاص میران محمد شاہ کی اور دو دو نو فرزندون صفی الدین و بہاؤالدین کی اور باقی اولاد کی اور ایک قبر اسکے فرزند شہاب الدین کی موضع بہوگی وال کے پاس ہی اس متبرک مکان پر ہر سال عرس ہوتا ہے اور خلقت کثیر جمع ہوتی ہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت چالیس روپے ماہوار اس خانقاہ کے اخراجات کیواسطے ملتا تہا اب کچہہ نہین ملتا - اس مقبرے کی چار دیواری کے متعلق بہت سی عمارت ہی چنانچہ مسجد پختہ و مکان سکونت خادمان خانقاہ و چاہ وغیرہ سب پختہ عمارت بنی ہوئی ہے اس مقبرے کی حدود سے باہر ایک چبوترے پر قبر زند علی بن سید عبدالرحیم بن صفی الدین بن میران محمد شاہ بنی ہوئی ہے اُسکی تعریف بہی لوگ بہت کرتے ہین کہ ولی اور خدا پرست تہا ✤ اس بزرگ کی اولاد سید حسین شاہ وغیرہ لاہور مین قیام پذیر ہے جو

سید صفی الدین کے ذریعہ سے اسکے ساتھہ شجرہ ملاتے ہین اور باقیماندہ اولاد قصبہ بٹالہ مین قیام پذیر ہے - شہاب الدین کے ساتھہ اُنکا شجرہ ملتا ہے - غرض کہ یہ خانقاہ لاہور کے مشہور و معروف مکانون مین ہے +

مقبرہ سید شاہ چراغ گیلانی

اصلی نام اس بزرگ کا سید عبدالرزاق بن سید عبدالوہاب گیلانی تہا اور شاہ چراغ خطاب تہا بزرگ اسکے قصبہ اُچ علاقہ ریاست بہاولپور سے آکر قصبہ ستگہرہ ضلع منٹگمری مین اور وہان سے لاہور مین آکر سکونت پذیر ہوئے چونکہ نسب نامہ صحیح اس خاندان کا پیران پیر محی الدین کے ساتھہ ملتا ہے لوگ اُنکا بہت ادب کرتے ہین مسلمانی عملداری کیوقت اُنکا بڑا عروج تہا سلاطین وقت لاکہون روپے اُنکی نذر چڑہاتے تہے اس موقع پر جہان اب یہ مقبرہ ہے محلہ لنگر خان بلوچ کا تہا اور وہ اُنکا مرید تہا اس سببسے یہ مقبرہ اسی موقع پر بنا ورنہ ان بزرگون کے مزار ستگہرہ وغیرہ مقامات مین بہت ہین وفات اسکی ۲۲ ماہ ذی قعد ۱۰۶۸ ہجری مین واقع ہوئی اور یہ روضہ عالمگیر اورنگ زیب کے حکم سے تعمیر ہوا اور مسجد عالیشان جو غرب کی سمت مقبرے کے ہے اور اب سرکاری دفتر صاحب اکوٹنٹ وسول ایڈیٹر کا رہتا ہے خان بہادر زکریا خان کے حکم سے تعمیر ہوئی کیونکہ اُسکی والدہ اس خاندان کی مرید تہی اور اُس نے وصیت کی تہی کہ میری قبر اس جگہ ہو اور میرے زیور سے مسجد تعمیر کردی جائے - یہ مقبرہ مربع صورت کا پختہ چونہ کی عمارت کا بنا ہوا ہے دروازہ جنوب کی سمت ہے مقبرے کے اندر آٹھہ قبرین ہین ایک تو شاہ چراغ کی اور سات اُنکی اولاد کی چھت خشتی قالبوتی اور اوپر عالیشان گنبد ہے مسجد بہی چونہ گچ ہے جسکی پانچ محرابین عالیشان اور پانچ گنبد ہین قبل عملداری انگریزی کے اس مسجد مین سکہون نے میگزین ڈالا ہوا تہا جب انگریزون کی عملداری ہوئی

تو اسکو کوٹھی بنا لیا گیا اور میجر میکگریگر صاحب و ویڈربرن صاحب و سمتھ صاحب
بہادر ڈپٹی کمشنران اسمین رہتے رہے پہر اکونٹنٹ کا دفتر اُس مین مقرر ہو گیا
اب کوٹھی یعنے مسجد کا احاطہ علیحدہ ہے اور مقبرہ کا علیحدہ اور مقبرے پر قبضہ
سادات گیلانی کا ہر سال یہان میلہ ربیع الثانی کی سترہوین تاریخ کو ہوتا ہے اور
خلقت بہت جمع ہوتی ہے ؎

مقبرہ شیخ عبد اللہ شاہ بلوچ

یہ بزرگ شہر لاہور کے تین حاکمون کیوقت صاحب زہد و ریاضت و کرامت
مشہور تہا چونکہ موضع مزنگ مین لنگر خان کی اولاد مین سے اکثر بلوچ رہتے ہین
یہ بہی اُنہی فرقون مین سے تہا خاندان قادریہ مین اسکی بیعت تھی اُس نے
موضع مزنگ کے غرب کیطرف اپنے نام سے ایک جدید آبادی آباد کر کے
اسکا نام کوٹ عبد اللہ شاہ رکہا یہ شاعر بھی تہا پنجابی زبان مین اس کے
ابیات ابتک زبان زد خاص و عام ہین علوم ظاہری مین بہی یہ شخص فاضل تہا
اور لاہور کے علما و فضلا اسکی خدمت مین حاضر ہو کر استفادہ کرتے تھے اور
حافظ غلام محمد امام مسجد وزیر خان اس کا مرید تھا مفتی شیخ فیض بخش جو
ایک اجلہ علما سے تھا اسکی حدمت مین ارادت رکھتا تھا ۱۲۰۰ سنہ ہجری مین
یہ شخص فوت ہوا اور ’’غریب‘‘ کے لفظ سے تاریخ وفات نکلی - یہ مقبرہ بیرون موضع
مزنگ بجانب گوشہ شمال مغرب واقع ہے چارونطرف ایک پختہ چاردیواری
اُس کے اندر یہ مقبرہ پختہ چونہ گچ معہ ایک عالیشان مسجد کے موجود ہے
پہلے مزار عبد اللہ شاہ ایک پختہ چبوترے پر پختہ بنا ہوا تہا گنبد نہ تہا ۱۲۲۱
ہجری مین سردار خان بلوچ نمبردار موضع مزنگ نے یہ موجودہ مقبرہ بنوایا اور
غرب کیطرف اسکی ایک پختہ مسجد بنوائی اسکی مرضی تھی کہ مینار اس مسجد کے بہت

اونچی بنوائے مگر ابھی دو ہی مینار بن چکے تھے اور مسجد سفید بھی نہین ہونے پائی تھی کہ سردار خان کا خود خاتمہ ہوگیا۔

مقبرہ شاہ ابو اسحاق قادری

یہ متبرک مقبرہ موضع مزنگ کے مشرق کی سمت بہت نزدیک موجود ہے یہ مقبرہ پختہ چونہ گچ مربع صورت کا بنا ہوا ہے جنوب کیطرف دروازہ ہے سیڑھیان چڑھ کر اوپر جاتے ہین مقبرہ کے وسط مین ایک چوبی پنجرہ مزار کے چارون طرف تا بکمر بلند نصب ہے اس کے وسط مین قبر پختہ بنی ہے اندر کی عمارت چونہ گچ سقف قالبوتی اور اوپر گنبد عالیشان مدور ہے مقبرے کے مغرب کی سمت ایک پختہ عالیشان مسجد ہے جسکی تین محرابین ہین اندر باہر پختہ فرش ہے اس مقبرے کے اندر گچ پر منوطی کام اس خوبصورتی سے ساتھ کیا ہوا ہے جسکو دیکھکر انسان خوش ہو جاتا ہے اور چارون طرف دیوارون پر صورۃ یسین و سورۃ ملک اسی منوطی کام مین لکھی ہوئی ہے اس مقبرے اور مسجد کے علاوہ ایک دوسرا عالیشان مقبرہ مسجد کی پشت پر گوشہ جنوب مغرب بنا ہوا ہے یہ مقبرہ بھی پختہ شاہ ابو اسحاق کے مقبرہ کی قطع پر بنایا گیا ہے اس مین تین قبرین محمد حسین و ملک حسین و یار حسین فرزندان ابو اسحاق کے ہین اندر مقبرہ کے آیات قرآنی بخط نسخ نہایت خوبصورتی کے ساتھ لکھی ہین ۔ شاہ ابو اسحاق قادریہ سلسلہ مین خواجہ داؤد شیر گڑھی کا مرید و خلیفہ تھا سنہ ۹۸۵ ہجری مین بعہد اکبر بادشاہ فوت ہوکر اسجگہہ دفنایا گیا اسکی بزرگی و خداپرستی کا قایل ایک زمانہ ہے۔ اس مزار کا احاطہ بہت بڑا ہے اور سات بیگھہ اراضی زرعی ملحقہ مقبرہ مع چاہ روان اسکے متعلق ہے جس کی آمدنی مجاور کہاتے ہین پانچوین محرم کو ہر سال یہان میلہ ہوتا ہے گانون کے لوگ بہت جمع ہو جاتے ہین رات بھر قرآن شریف پڑہا جاتا ہے راگ گانے کی

سماعت ہی - ابو اسحاق تاج عارفان ۱۰ اسکی وفات کی تاریخ ہے ٭

مقبرہ خیر الدین المخاطب بشاہ ابو المعالی قادری

یہ مشہور و معروف متبرک مقبرہ دروازہ موچی کے باہر گوشہ گگنی مین واقع ہے اس مقبرے کے متعلق بہت بڑا قبرستان ہے بیشمار مزارتین ہین چونکہ اسجگہہ خاص اس بزرگ کا حال لکھنا منظور ہے اس لئے خاص مقبرہ متبرکہ کا حال لکھا جاتا ہے کہ یہ مقبرہ ایک پختہ و بلند چبوترہ پر بنا ہوا ہے صورت مقبرہ کی ہشت پہلو اور دروازہ آمد و رفت جنوب کی سمت کو ہے زینہ چڑھکر اوپر جاتے ہین مقبرے کی عمارت سب پختہ چونہ گچ اندر باہر سے استرکار ہے سقف قالبوتی ہے اوپر عالیشان گنبد بنا ہے مقبرے کے اندر وسط مین ایک اور پختہ چبوترہ ہے جسپر چار قبرین پختہ بنے ہین ٭ ایک شاہ ابو المعالی کی دوسری شاہ محمد باقر اسکے فرزند کلان کی تیسری شاہ محمد رضا چوتھی حاجی محمد افضل کی - ان قبرون کے چارطرف پنجرہ چوبی قد آدم بلند نہایت خوبصورت نور ایمان والے نے بنایا تھا جس کا ذکر اسکی مسجد کے حال مین تحریر ہو چکا ہے یہ مقبرہ باہر سے دو منزلہ اور اندر سے ایک منزلہ ہے اور زینہ غرب کی سمت بنا ہوا ہے - بنیاد اس مقبرہ کی شاہ ابو المعالی نے اپنی زندگی مین رکھی تھی مگر ابھی ناتمام تھا کہ وہ خود انتقال کر گیا اور محمد باقر اسکے فرزند نے اس عمارت کو باختتام پہنچایا - مقبرے کے غرب کیطرف ایک مسجد پختہ ریختہ کار بنی ہے اندر باہر فرش پختہ ہے تین محراب مین قالبوتی عالیشان ہین سقف قالبوتی اسپر تین گنبد مدور منقطع ہین - یہ مسجد شاہ ابو المعالی نے اپنی زندگی مین بنوائی تھی مگر سکھون کے وقت غوث خان جرنیل توپخانہ نے اس مسجد کو دوبارہ بنوایا جو اب تک موجود ہے - بہت سے مکانات اور دالان شاہ ابو المعالی کی اولاد کی نشست کے لئے بنے ہوئے ہین اور ہر ایک اپنے اپنے مقبوضہ مکان مین بیٹھتا ہے -

یہ بزرگ ۱۷ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۲۵ ہجری کو بعہد شاہ جہان بادشاہ فوت ہوا اور اسی تاریخ کو ہر سال عرس ہوتا ہے دو روز عرس کا ہجوم خانقاہ پر رہتا ہے خلقت بکثرت جاتی ہے پہلے روز رات کو چراغان ہوتا ہے اور طوایف قاصہ جا کر ناچتی ہین دوسرے روز قوالی ہوتی ہے اور فقرا رسماع سنتے ہین۔ دونو عید ونکا میلہ بھی اسی خانقاہ پر ہوتا ہے گویا ایک سال مین تین میلے ہوتے ہین قبور کے احاطے اس گورستان کے متعلق بیشمار ہین۔ شاہ خیر الدین ابو المعالی اپنے وقت کا عالم فاضل فقیر خدا پرست صاحب زہد ریاضت تھا لاکھون آدمی اسکے مرید تھے بہت سی کتابین اسکی تصنیف کی ہوئی اب تک موجود ہین یہ بزرگ دہم ماہ ذوی الحج روز عید سنہ ۹۶۰ ہجری کو پیدا ہوا اور ۱۷ ربیع الاول سنہ ۱۰۲۵ کو فوت ہوا پینسٹھ برس کی عمر پائی قطعہ تاریخ اسکی ولادت و وفات کا مندرجہ کتاب خزینۃ الاصفیا یہ ہے ؁

بو المعالی خیر دین احمدی خیر دین نیکو بود تولید او ۹۶۰	بود ذاتش معدن صدق و یقین رحلت پاکش معالی خیر دین ۱۰۲۵

اس بزرگ کے پوتے نواسے بیشمار ہین جنکا گزارہ پیری مریدی مقبرے کے چڑہاوے کی آمدنی پر ہے سب لاہور مین رہتے ہین منجملہ شاہ امام شاہ فاضل شاہ فیروز شاہ انکی اولاد مین سفید پوش ہین مگر علم سے بہرہ نہین رکھتے۔

مزار تاجے شاہ مجذوب

یہ مزار بیرون موچی دروازہ مشہور و معروف مزار ہے قبر پختہ ایک چبوترہ چار دیواری کے اندر ہے اور غرب کی سمت ایک مسجد پختہ بنی ہوئی ہے شرق کی سمت چھوٹا سا باغیچہ اور فقیرون کے رہنے کے مکان ہین روز دوشنبہ ہفتم ماہ بیساکھ سمت ۱۹۰۱ بکرمی مطابق سنہ ۱۲۶۰ ہجری یہ ملنگ فوت ہوا سالانہ میلا اسی تاریخ کو ہوتا ہے

مہتمم میلے کا مسمی نور محمد اور اُسکا بیٹا بوڑا اسب اور سیر ہے وہ اپنا روپیہ خرچ کرکے میلا کرتے ہیں یہ نور محمد ناجے شاہ کا مرید تہا وہ بیان کرتا ہی کہ میرے گہر اولاد نہ تہی ناجے شاہ کی دعا سے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام بوڑا رکہا اور اب وہ سب اور سیر ہے عہد سکہی میں یہ ناجے شاہ ایک فقیر مجذوب مستانہ پہرا کرتا تہا لوگ بہت اسکے پاس جاتے تہے اور اسکو صاحب کشف و کرامت کہتے تہے ایکسو دو برس کی اسنے عمر پائی

مقبرہ شیخ عبدالرزاق مکی

یہ وہ مقبرہ ہی جو صدر بازار انارکلی میں نیلہ گنبد مشہور ہی صورت اسکی ہشت پہلو اور ہر پہلو میں عالیشان محراب قالبوتی پختہ عمارت کی سقف قالبوتی اوپر گنبد عالیشان کاشی کار برنگ سبز فیروزی اسکے اندر قبر شیخ عبدالرزاق مکی کی تہی جو مکہ معظمہ سے بطور سیر ہمایونی عہد میں ہندوستان میں آیا اور میران محمد شاہ موج دریا بُخاری کا مرید ہوکر زہد و ریاضت میں مصروف ہوا اور اس کمال کو پُہنچا کہ موج دریا اسکی تعظیم کرتے تہے امراے لاہور کا اعتقاد اسکی نسبت بہت تہا ہزاروں آدمی خدمت میں حاضر رہتے تہے ۹۸۴ سنہ ہجری عہد عالمگیری میں یہ مرگیا اور یہ عالیشان مقبرہ اُسکی قبر پر بنوایا گیا اور ایک عالیشان مسجد مقبرے کے غرب کی سمت کو تعمیر ہوئی اور عالیشان باغ بنایا گیا سکہی عہد میں وہ سب عمارت برباد ہوگئی صرف مسجد و مقبرہ باقی رہ گیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے حکم سے مقبرے میں بارود بہری گئی مسجد میں گولے گولیاں بہری گئیں اور ایک علیحدہ مکان لوہاروں کیواسطے بنایا گیا جسمیں وہ بندوقیں بنایا کرتے تہے جب سکہی سلطنت برباد ہوئی اور انگریزی عہد دوران ہوا تو مسجد و مقبرہ خالی ہوگیا اور مسجد و مقبرہ سفیدی ہوکر مسکوٹ بنایا گیا جہاں انگریز آکر کہانا کہاتے تہے آخر جب انارکلی کی چہاونی موقوف ہوکر میانمیر کے میدان میں چہاونی قرار پائی

تو سکوٹ والون نے بھی اسکو چھوڑا اور منشی نجم الدین ٹھیکہ دار ڈیل روڈی نے
سرکار مین درخواست دیکر یہ مسجد و مقبرہ واگذار کرایا اور بہت سا روپیہ اپنی گرہ سے
خرچ کرکے مسجد کی مرمت کی جو بعد از سر نو آباد ہوئی اور مسلمان اسمین نماز پڑھتے ہین
اب یہ مسجد نجم الدین کی مسجد کہلاتی ہے مقبرہ مین بھی قبر بنائی گئی ہے اس مسجد کی تین
عالیشان محرابین اور تین گنبد ہین عمارت سب پختہ چونہ گچ ہے صحن مسجد کا بہت
وسیع اور مسجد جامع ہے شمال کی سمت مسجد کے بڑا چاہ اور غسلخانے وسقاوے
بنے ہین امامت مسجد کی مولوی نور احمد کو سپرد ہے +

مزار خواجہ محمد سعید لاہوری

نیلے گنبد کے محاذ مین شرق کی سمت یہ وسیع چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہے دروازہ
چار دیواری کے غرب کی سمت کو ہے دروازے کے آگے ایک کوٹھہ فقیر کے رہنے کے
لئے بنا ہوا ہے جب اندر جائین تو ایک اور چار دیواری پختہ ہے جسمین تین قبرین پختہ
ہین ایک تو خواجہ محمد سعید کی دوسری حاجی عباد اللہ کی تیسری عبد الرحمن کی جو
خواجہ محمد سعید کی نواسے تھے اس چار دیواری کے شمال کی طرف ایک چاہ چرخی دار
ہے سوائے اسکے ایک اور چھوٹی سی چار دیواری ہے جسمین قبر شاہ شرف کی ہے اس شاہ شرف
کا روضہ سنگین اور عالیشان مسجد بہاٹی دروازے کے آگے بنی ہوئی تھی مہاراجہ
رنجیت سنگہ نے جب شہر لاہور کے دوہرے دروازے اور خندق تمام شہر لاہور
کے گرد گرد بنوائی تو یہ عمارت دروازے کے قریب آگئی اور رستہ تنگ رہ گیا
اس سبب سے حکم ہوا کہ اس مقبرے اور مسجد کو گرا دیا جائے چنانچہ مسجد و مقبرہ
دونو گرائے گئے جسقدر پتھر سنگ مرمر و سنگ سرخ اونکا وہ امرتسر بھیجا گیا اسوقت
شاہ شرف کی لاش کا صندوق صحیح و سلامت نکلا تہا اسی چار دیواری
کے اندر دوبارہ دفنایا گیا اور فقیر نور الدین کی معرفت یہ نہایت مختصر چبوترہ و

چار دیواری بنا دی گئی - یہ مسجد و مقبرہ جسمین شاہ شرف مدفون تہا عالمگیری
عمارت مین سے تہا اور قدیمی عمارات مین سے کوئی ایسی خوبصورت و رنگین
عمارت نہ تہی مسجد و مقبرہ کے گنبدون پر سنگ مرمر لگا ہوا تہا اور بیرونی دیوارین
سنگ سرخ کی تہین اندرونی عمارت کاشی کار تہی اب دو نو بزرگون کا حال
لکہا جاتا ہی خواجہ محمد سعید تو ایک بزرگ قادریہ سلسلہ کا تہا صاحب کرامت و خوارق
اس سلسلہ گئے زمین کی سیر کی اور کابل مین مدت رہا احمد شاہ دُرانی اسکا نہایت
معتقد تہا تیسرے حملے مین جب احمد شاہ لاہور آیا تو اسکی خاطر سے لاہور غارت
سے بچ گیا اس نے بادشاہ کے نام صرف ایک رقعہ لکہہ بہیجا تہا کہ بندگان خدا
کو مت ستاؤ بادشاہ بذات خود خدمت مین حاضر ہوا - سکہون کی غارت گری
کیوقت بہی خاص اسکی سکونت کا محلہ جسکو محلہ وولا واڑی کہتے تہے غارت
سے بچتا رہا جب یہ مرگیا تو سکہون نے لوٹ لیا ۱۱۸۱ھ مین یہ بزرگ فوت ہوا
شیخ وصل سعید اسکی تاریخ وفات ہی اور شیخ اشرف بہی بزرگ عالم عامل شہر
لاہور کا رہنے والا تہا عامل بہہ شخص ایسا تہا کہ اپنے وقت مین ثانی نہین رکہتا
تہا امرائے عہد اسکے حلقہ بگوش تہے بادشاہ وقت مطیع تہا یہ بزرگ ۱۱۰۴ھ مین
فوت ہوا اور عالمگیر اورنگ زیب کے حکم سے وہ عالیشان عمارت اسکی قبر پر بنائی گئی
جو سکہی وقت مین نیست و نابود ہوگئی اب اُس موقع پر خاکرو بون کا تکیہ بنا ہوا ہے

ازخزان پامال کردو فسوس گم دون باغ را ۔۔۔ جائے بلبل وا واسے حسرت زمانہ زاغ را

خانقاہ عالیہ علی مخدوم گنج بخش غزنوی لاہوری

یہ متبرک و قدیمی مقبرہ لاہور کے مشہور و مزین مزارون و مقبرون سے ہی دور دور سے
مسلمان معتقد لوگ اس مزار کی زیارت کو آتے ہین بادشاہان سلف بہی کمال
ادب اس مزار کا کرتے تہے چنانچہ سلطان ابراہیم غزنوی اور سلطان شمس الدین التمش

وغیرہ بادشاہون کے ہاتہہ کے لکہے ہوئے قرآن شریف اس مزار پر موجود ہین
یہ بزرگ سلطان مسعود سلطان محمود کے بیٹے کے ہمراہ لاہور مین آیا اور مسلمانی
دین کے پہیلانے مین بہت کوشش کی بڑے بڑے بزرگون مثل خواجہ معین الدین حسن سنجری
اجمیری و خواجہ فرید پاک پٹنی وغیرہ نے یہان آکر چلے کاٹے اور فیض پایا تہا دارا شکوہ
اپنی کتاب سفینۃ الاولیا اور مولانا جامی اپنی کتاب نفحات الانس مین اس بزرگ
کی تعریف بحد کمال لکہتے ہین اور بیشک یہ بزرگ ایسا ہی ہوگا جیسی اسکی تعریف
کتابون مین درج ہے ۴۳۱ سنہ ہجری مین اس نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے
لاہور کو مشرف کیا اور ۴۶۵ سنہ مین مرگیا چونتیس برس برابر لاہور مین رہ کر ظاہری
باطنی علم پہیلایا اور خدا پرستی کا طریق لوگون کو سکہلایا اسکی لاکہون کرامتین
کتابون مین درج ہین اندر کے دروازے پر یہ شعر لکہے ہین +

خانقاہ علی ہجویری	خاک جاروب از درش بردار
طوطیا کن بدیدۂ حق بین	تا شوی واقف در اسرار
چونکہ سردار ملک معنی بود	سال وصلش برآید از سردار ۴۶۵

اس عالیشان و متبرک مقبرے کے گرد بڑی بڑی عالیشان عمارتین تہین چنانچہ
روضہ و مسجد شاہ اشرف کی اسی کے جوار مین تہی مگر سب کی سب سکہون کی
نذر ہوئین مہاراجہ رنجیت سنگہ اگرچہ ادب اس مزار کا بہت کرتا تہا اور ہزارون
روپیے نذرانے کے بہیجتا تہا مگر باہر کی عمارت اُس نے بہی ایک نہ چہوڑی
سنگ مرمر کے پتہر اتروا لئے بلکہ بنیادین زمین سے نکلوا دین صرف مزار کا مکان باقی
رہ گیا اس احاطہ مزار کا دروازہ جنوب کی سمت کو ہے اندر کو جائین تو ایک دروازہ
سنگین دہلیز کا غرب کی سمت کو ہے جسکے اندر ڈیوڑہی ہے اسکے اندر ہو کر جائین
تو شرقی دروازے مین سے صحن مربع کے اندر انسان جا پہنچتا ہے صحن کے

چارون طرف مکانات دالان وغیرہ بنی ہین جنمین بڑے بڑے قران شاہان سلف
کے ہاتہہ کے لکہے ہوئے رحلون پر رکہے ہین اور لوگ اُنکو پڑہتے رہتے ہین جنوبی
سمت مجاور رہتے ہین صحن کے وسط مین مثمن چبوترہ ہے اور اُسپر مزار ہے
چبوترہ سنگ مرمر کا ہی اوپر بہی فرش سنگ مرمر کا قبر بہی ایک ٹکڑہ سنگ مرمر
کی بنی ہے چبوترے کے آٹھون پہلوئن پر چوبی پنجرہ ہے پہلے اوپر مزار کے
گنبد نہ تہا مگر ۱۲۷۰؁ہجری مین مسمی نور محمد ساد ہو نے یہ گنبد بنوایا تہا جو اب موجود
ہے گنبد مدور نہایت خوبصورت ہے آٹھون دہن رکہے گئے ہین آٹھون مین
نیچے پنجرے اور اوپر آئینے لگ کر بند کر دئے گئے ہین جنوبی دروازہ رکہا گیا ہے
اس احاطہ کے متعلق جنوب و مغرب کے گوشہ مین ایک عالیشان مسجد گنبددار بنی
ہوئی ہی یہ مسجد حضرت نے خود بنوائی تہی مگر اب ۱۸۷۸؁ء مین دوبارہ بنائی گئی ہے
اس احاطہ کے شمالی دالان مین سے احاطہ قبر شیخ امام الدین کی طرف رستہ ہے
اور وہ حاطہ حضرت کے حاطہ سے بجانب شرق و جنوب دیوار بدیوار ہی شیخ امام الدین
کی قبر کا حاطہ بہی نہایت مکلف بنا ہے قبر نواب شیخ امام الدین کی سنگ مرمر
کی بنی ہی اور قبر کی جنوبی دیوار پر یہ اشعار لکہے ہوئے ہین +

دریغا کہ بے ما بسے روزگار | بروید گل و بشگفد نوبہار
بسے برو دوی ماہ واردی بہشت | بیاید کہ ما خاک باشیم وخشت

یہ قبر سنگ مرمر کی نہایت عمدہ ومقطع بنی ہی جو بعد وفات نواب شیخ امام الدین کے اُنکے
بیٹے نواب غلام محبوب سبحانی بنوائی تہی اور الہ بخش نام حکاک نے اس قبر کو بنایا اور
قبر کی چہاتی پر جو پتہر لگا ہے اُسپر یہ تاریخی ابیات لکہے ہین +

چونکہ نواب شیخ امام الدین | شد ز دنیا و رو بخلد نہاد
گفت ہاتف بسال تاریخش | احمد مجتبی شفیعش باد

اُسکے نیچے یہ شعر لکہا ہے +

چون بنگاہم بگذری دامن کشان · از سر اخلاص الحمدی بخوان

چار دیواری مقبرے کے باہر جنوب کی سمت بہت سے مزار پختہ و مسجدین بنی ہوئی ہین اور بہت سی نشستگاہین مجاورون کی۔ اس مزار کے مجاور بہت سے ہین گنتی ستر آدمیون سے زیادہ ہے آمدنی چڑہاوے کی وہ بحصہ مساوی تقسیم کرتے ہین یہ بزرگ یعنی علی گنج بخش ہجویری حسنی سید ہے اسطرح پر اسکا شجرہ درج کتب ہی کہ شیخ علی بن سید عثمان بن سید علی بن سید عبد الرحمان بن سید عبد اللہ بن سید ابو الحسن علی بن سید حسن بن سید زید شہید بن امام حسن بن علی مرتضیٰ اور پیری شجرہ اسکا اسطرح پر ہے کہ یہ بزرگ مرید خواجہ ابو الفضل بن حسن ختلی کا اور وہ خادم شیخ علی حقیری کا اور وہ خادم شیخ شبلی کا اور وہ جنید بغدادی کا اور وہ سری سقطی کا اور وہ معروف کرخی کا اور وہ داؤد طائی کا اور وہ حبیب عجمی کا اور وہ حسن بصری کا اور وہ علی المرتضیٰ کا + اس بزرگ نے عربی فارسی مین بہت سی کتابین تصنیف کی ہین چنانچہ کتاب کشف المحجوب بزبان فارسی تصوف کے علم مین اس نے ایسی لکہی ہی کہ اُسکا ثانی روئے زمین پر نہین ہے اس مزار پر آٹہوین روز بروز جمعہ میلا ہوتا ہے اور خلقت کثیر جمع ہوتی ہے بڑا میلا یعنی عرس ماہ صفر کی ۲۰ تاریخ کو ہوتا ہی اور دوسرا میلہ آخری چہار شنبہ کے روز یہ دونو میلے بڑے بہاری ہوتے ہین دور دور سے خلقت آتی ہی اور اس میلے مین شامل ہوتی ہی ہر جمعرات کی رات کو بہی بہت سے لوگ شب بیدار آتے ہین اور تمام رات عبادت مین مصروف رہتے ہین +

مزار شیخ طاہر بندگی و گورستان پنج ڈیرہ میانی

یہ خطہ جسکو گورستان میانی کہتے ہین لاہور سے بجانب جنوب بفاصلہ دو میل

واقع ہے اسمین لاہور کے عام و خاص مسلمانون کی قبرین ہوتی تہین اب دس بارہ
سال سے عام قبور کا ہونا بند ہوگیا ہے وہی لوگ اپنے مردے یہان دفناتے ہین
جنکے پختہ احاطے بنے ہوئے ہین زمانہ قدیم مین اس موقع پر میانی نام ایک
گاؤن آباد تہا جسمین میانی لوگ یعنی علما و فضلا سکونت پذیر تہے اور پنج ڈہیرا
اسکو اسلئے کہتے ہین کہ گاؤن کی آبادی سے پہلے اس جگہ پانچ قبرین بنی ہوئی
تہین اس سبب سے پنج ڈہیر امیانی اسکا نام قرار پاگیا کیونکہ ڈہیر پنجابی زبان
مین قبر کو کہتے ہین آخر جب شہر لاہور کے باہر عمارت و آبادی ہوگئی تو اس جگہ
کے لوگ وہان جا رہے اور یہ گاؤن اجڑ گیا اور قبرین بننی شروع ہوگئین۔ اس
گورستان مین بہت سے احاطے ہین جسمین سے چند نامی احاطون کا ذکر یہان
لکہا جاتا ہے۔ اول احاطہ مزار شیخ طاہر بندگی یہ احاطہ سب سے بڑا ہے اور وسیع
چار دیواری پختہ خشتی بنی ہوئی جسکے اندر ہزارون قبرین قدیمہ جدیدہ ہین۔
اور شیخ طاہر جسکے نام سے یہ مکان مشہور ہے خاندان قادریہ مین ایک صاحب ارشاد
صاحب کشف و کرامت شاہجہانی عہد مین تہا شاہ کمال کنتلی کا مرید خاندان
قادریہ مین اور شیخ احمد کا سلسلہ مجددیہ مین خادم تہا ظاہری علوم مین بہی
اسکو کمال حاصل تہا یہ بزرگ سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین مرگیا اور اس جگہ مدفون ہوا
نعم کے لفظ سے اسکی تاریخ وفات نکلی ہے اس کلان چار دیواری کے اندر
ایک اور بڑا پختہ چبوترہ ہے جسپر پختہ چونہ گچ مزار اس بزرگ کا بنا ہے اس بزرگ
کی بزرگی کے سب مسلمان قائل ہین اور بڑا خاندان اسکے سلسلہ کا قصبہ بٹالہ
مین ہے جنکے ہزارون مرید پنجاب کے علاقہ مین ہین۔ خزینۃ الاصفیا و
حدیقۃ الاولیا و تذکرہ مجددیہ وغیرہ کتب مین اس بزرگ کی کرامتین بیشمار
تحریر ہین ✤ دوسرا احاطہ باغیچہ و مقبرہ رانی گل بیگم کا ہے یہ عورت قوم طوایف

بین سے تہی مہاراجہ رنجیت سنگہ اسپر یہان تک مہربان ہوا کہ اسکے ساتہہ حسب رسوم اہل اسلام کے شادی کی اور برات بڑے تزک و احتشام سے امرتسر گئی اس رانی کی عزت مہاراجہ کے گہر مین بہت تہی سب سے زیادہ اسکی جاگیر تہی انگریزون کیوقت بہی روزینہ اسکا تمام رانیون سے زیادہ مقرر تہا اور ایکہزار دوسو روپیہ ماہوار ملتا تہا اُس نے اپنی زندگی مین یہ باغچہ اور مقبرہ اپنے واسطے بنوایا تہا یہ مکان نہایت مکلف و پختہ و سنگین بنا ہوا ہے غرب کی سمت عالیشان دروازہ ہے جسپر بالاخانہ دریچہ دار ہے اسپر اشعار منظوم بہت لکہے ہین اور باغ سبز ۱۲۷ مادہ تاریخ نکالا ہے جب اندر جائین تو گوشہ شمال و غرب مین ایک عمدہ مسجد ہے اگرچہ وہ پُرانی قدیمہ مسجد ہے مگر اب اُسکی دوبارہ سفیدی ہوئی ہے باغ نہایت منقطع و سرسبز ہے اشجار مثمرہ و انگور وغیرہ بہت ہین باغ کی جنوبی حد مین رانی گل بیگم کا مقبرہ ہے ایک وسیع پختہ چبوترہ ہے اُسپر جنوب کی سمت ایک عالیشان دالان قالبوتی اسکے درمیان ایک گنبد عالیشان بنا ہے اور چار گنبدیان خورد محرابی دروازہ ہے اُسپر ایک سل سنگ مرمر کی لگی ہوئی ہے اُسپر یہ قطعہ تاریخ فارسی لکہا ہے ؎

برزمین تازہ چون بہشت برین — باغ با آب و تاب گل بیگم
سال تعمیر باغ خورم گفت — امن باغ جناب گل بیگم ۱۲۴۶

قبر رانی گل بیگم کی ایک کالے پتہر کے چبوترے پر ہے قبر پر سنگ مرمر لگا ہوا ہے یہ رانی سنہ ۱۲۸۴ھ ہجری مین مرگئی اور اس مقبرے مین مدفون ہوئی اُسکے بعد اُس کا متبنی بیٹا سردار خان مرگیا اُسکی قبر بہی اسی جگہ ہوئی اب اس خاندان مین سے دو شخص ایک بہاول خان اور ایک جہانگیر خان دو بیٹے سردار خان کی موجود ہین تیسرا مقبرہ متعلقہ اس خطہ کے پیر زہدی کا ہے یہ مقبرہ پختہ عہد قدیم کا بنا ہوا ہے گنبد ایک پختہ چبوترے پر بنا ہے اور چارون طرف چار در محرابی ہین -

وسط مین پختہ قبر بنی ہوئی ہے اس بزرگ کی کرامت فی زمانہ یہ جاری ہے
کہ جو خواہشمند قبر پر جاتا ہے تو نمکین و میٹھی روٹیان نذر مانتا ہے اور کہتا ہے
کہ جب میرا مقصود حاصل ہوگا تو حاضر کرونگا۔ آخر جب عنایت الٰہی سے اُسکا
کام بانجام پہنچ جاتا ہے تو روٹیان جسقدر وہ مان جاتا ہے پکا کر قبر پر لے آتا ہے
اور رستے چلتون کو بانٹ دیتا ہے۔ یہ بزرگ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا فقیر
تہا محمد مسلم اسکا نام تہا چونکہ زہد و ریاضت بہت کی تہی اس سبب سے پیر زیدی کا
خطاب پایا تہا ✦ چوتہا احاطہ مسجد میان محمد سلطان ٹہیکہ دار کا ہے یہ مسجد تمام
سفید چونہ گچ بنی ہوئی ہے دروازہ شرق کی سمت مع چاہ و سقاوہ ہے مسجد کا
صحن پختہ خاص مسجد کے تین در محرابی قالبوتی سقف بہی قالبوتی ہے اُسپر
ایک گنبد بلند بنا ہوا ہے سر محراب تین گنبدیان اور چارون کونون پر چار
برجیان ہین چار دیواری پختہ استرکار ہے میانہ محراب کے اوپر کلمہ شریف
لکہا ہے اور ایک سل سنگ مرمر کی شمال کی طرف نصب ہے اُسپر تحریر ہے بانی
اللہ جوائی ہمشیرہ محمد سلطان ٹہیکہ دار سنہ ۶۲ ہجری۔ اللہ جوائی کی قبر بہی
اسی موقع پر متصل مسجد کے ہے اور محمد سلطان کی قبر بہی اسی جگہ پر ہے ✦ پانچوان
احاطہ قبر مولوی جامی لاہوری کا ہے گوشہ شمال شرقی چاردیواری شیخ طاہر ایک
شکستہ دیوار مسجد کی محراب دار پختہ موجود ہے اُسکے آگے پختہ قبر مولوی جامی کی
قدیم زمانہ کی بنی ہوئی ہے پُرانا چاہ بہی اسکے ساتہہ بنا ہے عہد جہانگیری و شاہجہانی
مین یہ بزرگ لاہور مین بڑا عالم و فاضل تہا اسکے فتوے کو سب اہل اسلام قبول
کرتے تہے بادشاہ کے دربار مین بہی اسکا دخل تہا سنہ ۷۲ھ مین یہ مر گیا اور
اس جگہ مدفون ہوا ✦ چہٹا احاطہ قبر نواب سعادت یار خان والی معزول بہاولپور
کا ہے یہ مکان ایک ٹیلہ پر ہے دو طرف سے آمد و رفت چاردیواری کے اندر ہوتی ہے

یک غرب اور دوسرا جنوب کی سمت ہے - اسکے اندر ایک بنگلہ خوبصورت
بنا ہے اسمین دو قبرین ہین ایک نواب سعادت یار خان کی جو سنہ ۱۱۷۹ ہجری
مین مرگیا تہا اور دوسری اسکی زوجہ کی پختہ بنی ہی + ساتوان احاطہ حاجی نور کا
ہے یہ شخص ایک مالدار متمول قوم پراچہ لاہور مین رہتا تہا بہت سے حج کیئے
خیرات بہت کرتا تہا مالداری کا یہ حال تہا کہ شاہجہان بادشاہ کو قندہار کی مہم
کے لیئے کروڑ روپے کی ضرورت ہوئی اور اُسکو بلاکر کہا کہ بابا مجھکو ایک کروڑ روپیہ
قرض دو اُس نے فی الفور دیدیا چند سال کے بعد جب اُسکو روپیہ لیجانے
کیواسطے بلایا تو اُس نے نلیا اور کہا کہ تو نے مجھکو بابا کہا تہا پس تو میرا فرزند
ہو چکا یہ مروت نہین ہی کہ فرزند کو روپیہ دیکر واپس لون + یہ احاطہ پختہ خانہ کعبہ
کی قطع پر بنا ہوا ہی جو اُس نے اپنی زندگی مین بنوایا تہا چارون طرف چار محراب
قالبوتی ہین شرقی محراب مین اسکی پختہ قبر ہے یہ شخص سنہ ۱۰۵۵ ہجری مین مرگیا
اور اسکی اولاد سے میان گاما پراچہ ابتک ایک معزز آدمی موجود ہی + آٹہوان
احاطہ شیخ عارف چشتی کی قبر کا حاجی نور کے احاطہ کے شرق کی طرف یہہ مزار
پختہ چبوترے پر موجود ہی اس بزرگ کی بزرگی کے صدہا لوگ قایل ہین اب
اس قبر کی مرمت دوبارہ کی گئی ہے موضع مزنگ کے مسن وضعیف لوگ بہت بیان
کرتے ہین کرامات کو دور سے اس قبر پر چراغ جلتا نظر آتا ہی جب نزدیک آتے
سنہ ۱۰۶۷
ہین تو کوئی چراغ نہین ہوتا یہ بزرگ سنہ ۱۰۶۳ ہجری مین مرگیا اور عارف چشتی
کے لفظ سے تاریخ وفات حاصل ہوتی ہے - ایک اور چبوترہ سفید منقش پختہ بنا ہے
اُسپر قبر مستان شاہ کی ہی یہ مستان شاہ ہی سکہی عہد مین ایک مجذوب برہنہ تن
پہرا کرتا تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ اسکا کمال معتقد تہا اور ہزارون روپیہ نذر کیا کرتا
مگر وہ ایک خرمہرہ نہ لیتا اور پہینک کر بہاگ جاتا - اور چبوترہ [illegible]

احاطہ مین بہت ہین + دسوان احاطہ سید چراغ شاہ حکیم کا ہے - یہ شخص
زندہ وحیات لاہور مین موجود ہی قوم کا سید سبزواری ہی پیشہ اسکا طبابت ہے
پیری مریدی بہی جاری ہی سلسلہ چشتیہ و قادریہ مین ارادت مند لوگ اسکے
مرید ہوتے ہین اور ہر ایک مرید کمال اعتقاد اسکی خدمت مین رکہتا ہے - اس نے
زمیندارون سے زمین لیکر یہ احاطہ بنایا اور اپنے خاندان کی قبرین اسمین
کین باغ لگوایا چاہ پر چرخ چوب چڑہایا پختہ کوٹہہ فقیر کے رہنے کے لئے بنوایا یہ
مکان اب نہایت آراستگی مین ہے +

مقبرہ پیر ہادی رہنما

یہ نہایت پرانا مقبرہ جیلخانہ اور انارکلی کی سڑک کے شرق کی سمت جو انارکلی سے
لاٹ صاحب کی کوٹہی کو جاتی ہی واقع ہی مقبرہ کی عمارت نہایت کہنہ پختہ قالبوتی
ہی مگر سقف پر گنبد نہین ہی یہ عمارت دو درجون مین منقسم ہے ایک درجہ بیرونی
دوسرا اندرونی بیرونی درجہ بطور برانڈے کے ہی اور ہر چہار طرف پانچ پانچ در
قالبوتی خشتی ہین کل چارون طرف بیس در ہین اندر کے درجے چار در ہین
اُسکے اندر قبرین تین ہین جنوبی دروازہ کہلا ہی اوپر چہت قالبوتی خشتی ہی
اس سب مکان کے نیچے تہہ خانہ ہی جسکا دروازہ اب بند ہی اصلی قبور تہہ خانے
کے اندر ہین ایک پیر ہادی شاہ کی دوسری محسن شاہ کی تیسری عبداللہ شاہ کی
یہ تینون شمسی سید شمس الدین تبریزی کی اولاد مین سے ہین جسکا روضہ
ملتان مین زیارت گاہ ہی یہ مکان شاہ بابر کے وقت بنا تہا مگر اب خستہ حال
ہوا ہوا ہی کیونکہ جسقدر سنگ مرمر کی جالیان و سلین اسکی منڈیرون پر لگی تہین
اور سنگ سرخ کے ستون تہے وہ راجہ دہیان سنگہ اُتروا کر جمون کو لے گیا
تہا تہہ خانے مین بہی سنگ مرمر کا فرش اور دیوارون پر سنگ سرخ کی

سلیین تہین وہ بہی اکہڑ والی گئی تہین جنوب کی سمت اس مقبرے کے اندر ایک پختہ مسجد اور چاہ ہی اسکو اب ایک انگریز نے کوٹھی بنا لیا ہے ✤

مزار شاہ شرف

جیلخانے کی سڑک کے شرق کی طرف چاندماری کے پڑاوون کے درمیان یہ خانقاہ موجود ہی احاطہ مکان بہت بڑا ہی اور درخت بکثرت ہین خاص چبوترہ جسپر محمد فاضل اور شاہ شرف کی قبر ہے خشتی پختہ بنا ہوا ہی محمد فاضل شاہجہانی عہد مین ایک عالم فاضل قادریہ سلسلہ کا فقیر تہا وہ ۱۱۰۰ سنہ مین مرگیا اُسکا بیٹا و مرید شاہ شرف اُسکا جانشین رہا اور ایک مسجد مین جو اسی احاطہ کے نزدیک بنی ہوئی تہی اور اب بہی اُسکی عمارت کے نشان موجود ہین مدت العمر درس پڑہاتا رہا اسکے مرید بہی مثل عزیز اللہ وغیرہ کے بہت تہے وہ ۱۱۷۶ سنہ ہجری مین فوت ہوکر یہان مدفون ہوا سال بہر مین اس جگہ دو میلے ہوتے ہین ایک ۱۳ ماہ رجب کو محمد فاضل کا اور ۱۳ ماہ صفر کو شاہ شرف کا دونو میلون مین فقرا جمع ہوتے ہین اور کہانا تقسیم ہوتا ہی آٹھہ بیگہ زمین مزروعہ اور سات بیگہ غیر مزروعہ اس خانقاہ کے ساتھہ سرکار سے معاف ہے ✤

مقبرہ شاہ اسماعیل

حال صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کی کوٹھی کے جنوب کی سمت پانی واتے والے چاہ کے غرب کی سمت سرراہ یہ متبرک مقبرہ بنا ہوا ہی گنبد اسپر نہین ہی مگر نہایت قدیم مکان ہے صاحب مقبرہ سلطان محمود غزنوی کیوقت لاہور آیا اور مسلمانی مذہب کے پہیلانے مین مصروف ہوا یہ ہر ایک جمعہ کے روز وعظ کرتا تہا اور ہزارون لوگ اسکے وعظ کی تاثیر سے جامہ اسلام پہنتے تہے اسکو کئی لاکہہ حدیث تو بطور یاد تہی اور کئی تفسیرین قرآن کی حفظ تہین آواز اسکی ایسی خوش تہی کہ جسکے کان مین

پر جاتی کہینچا ہوا چلا جاتا تہا سنہ ۱۰۴۲ ہجری مین یہ لاہور مین آیا اور سنہ ۱۰۴۸ ہجری مین مرگیا ۶ برس لاہور مین قیام رکہا مہتاب ۱۰۴۸ کے لفظ سے اسکی تاریخ وفات حاصل ہوتی ہے — یہ مزار ایک بہت بلند چبوترے پر واقع ہے بلندی اس مزار کی سڑک کی سطح سے قریبا ایک منزل کے ہے زینہ چڑہکر اوپر جاتے ہین جنوبی رستہ سے احاطہ کے اندر جانا ہوتا ہے وہان ایک پختہ چبوترے پر پختہ مزار شاہ اسماعیل کا بنا ہوا ہے اور پیلون کے درختون سے مکان ڈہکا ہوا ہے مزار کے سر کی طرف درخت نیم کا ہے مسلمانی سلطنت کے وقت اس مکان کے ساتہہ بہت بڑا باغیچہ تہا اور ایک چاہ غرب کی سمت مزار کے موجود ہے اُس پر چرخ چوب چلتا تہا اب وہ زمین مجاورنے انگریزون کے پاس فروخت کردی ہے اور انہون نے شامل کوٹہی کے کرلی ہے قدیمی چاہ بہی اب اس مزار کے متعلق نہین رہا کوٹہی والے اُس سے پانی بہرتے ہین نیا چاہ اور کہودا گیا ہے ✤

مزار شیخ سعدی بلخاری لاہوری

یہ مزار پُرانی عمارت کا موضع مزنگ کے جنوب کی سمت ہے یہ بزرگ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ مین شیخ آدم بنوری کا مرید تہا اور وہ شیخ احمد مجدد الف ثانی کا کتاب بلخاریہ مین اسکی بیشمار کرامتین لکہی ہین خزینۃ الاصفیا مین اُنکی تشیخ ہے سنہ ۱۱۰۸ عہد عالمگیری مین یہ مرگیا اور اس جگہ مدفون ہوا اسکی وصیت تہی کہ میری قبر پر گنبد نہ بنایا جائے اس سبب سے گنبد نہ بنایا گیا مگر اور عمارت مکلف بنائی گئین باغ لگوایا گیا دو چاہ کہودے گئے جو ابتداے عہد سکہی مین اجڑ گیا ایک چاہ تو اب بند کیا گیا ہے کہ سڑک کے نزدیک تہا دوسرا بقبض و تصرف ہدایت خان بلوچ ہے اور وہ کاشت کرتا ہے اب صرف مقام مزار اور اُسکی خاص چاردیواری باقی ہے غرب کی سمت اسکا دروازہ ہے چاردیواری پختہ عمارت کی ہے اور بلند مقدار تین گز کی اُسکے اندر ایک اونچا پختہ چبوترہ ہے جسپر پختہ مزار بنا ہے زندہ دل سعدی بلخاری اسکی تاریخ وفات ہے ✤

مزار شاہ درگاہی

کوٹھی کپتان حال صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کے گوشہ گگنی کی طرف بفاصلہ سڑک درمیانی کے واقع ہے اس مزار کے گرد چار دیواری نہیں ہے صرف تکیہ ہے اور مزار کا چبوترہ پختہ بنا ہوا ہے اور مسجد پختہ چونہ گچ رحیم بخش سوداگر دہلی کی بنوائی ہوئی ہے درخت بھی بہت ہیں دو سنگی چبوترے پر جو برلب سڑک بنا ہے ایک اور قبر ہے پس پشت چبوترے پر قبر درگاہی شاہ کی اور دوسرے پر قبر ماہی شاہ کی ہے جو درگاہی شاہ کا مرید تھا — یہ درگاہی شاہ سید شاہ چراغ کا مرید تھا جسکا ذکر پہلے درج ہو چکا ہے اس شخص کی بزرگی کا تمام شہر قایل ہے اس مزار کے جنوب کی سمت ایک چاہ ہے جو کسی زمانے میں اس مزار کے احاطہ کے اندر تھا اب اسکو پانی واتہیان والہ چاہ کہتے ہیں اسکے پانی میں یہ تاثیر اسکی دعا سے ہے کہ جبکو دنبل اُس قسم کے نکل آتے ہیں جنکو پانی واتا کہتے ہیں تو وہ بیمار اس چاہ کے پانی سے نہلایا جاتا ہے فی الفور اچھا ہو جاتا ہے یہ بیماری اکثر لڑکون کو بہت ہوتی ہے اور ہر اتوار کے روز بہت سے لڑکے اُس چاہ پر نہلانے کے واسطے لائے جاتے ہیں اور جو شخص اپنا بچہ چاہ پر لاتا ہے وہ چار روٹیان شیرین اور چار نمکین پکا کر ہمراہ لاتا ہے وہ لوگون کو تقسیم کر دیتا ہے اور ایک پیسہ چاہ کے زمینداروں کو دیتا ہے یہ تاثیر چاہ کے پانی میں ابتک شاہ درگاہی کی دعا سے باقی ہے ❊

مسجد قدیمہ دایہ لاڈو

دروازہ شاہ عالمی کے باہر لالہ رتن چند کے باغ کے شرق کی طرف بفاصلہ ... سڑک درمیانی کے یہ مسجد واقع ہے یہ دایہ لاڈو شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر بادشاہ کی دودھ پلانے والی دایہ تھی چونکہ شاہزادہ نے فتح پور سیکری میں خدمت شیخ سلیم چشتی کہ جو اپنے زمانہ کے قطب تھے پرورش پائی تھی یہ عورت بھی شیخ کی خدمت

ہین رہا کرتی تہی اور فیض ابنیا پایا تہا کہ شب روز سواے عبادت کے کچہہ کام نہین کرتے تہے اُس نے بحین حیات خود یہ مسجد بنوائی اور اپنی قبر بہی اسی کے صحن مین تیار کی اسکے خاوند کا نام محمد اسماعیل تہا اُس نے بہی تمام عمر عبادت و ریاضت مین بسر کی تہی اُسوقت اس محلے کو ٹِبّا کہتے تہے اس دایہ کی حویلیان و املاک و باغ بہی اسی محلے مین تہی ۱۱۱۹ سنہ ہجری مین یہ دایہ فوت ہو گئی اور محمد شکور اُسکا خبرگیر اس مسجد کا رہا اُسکے وقت مولوی عصمت اللہ ایک فاضل مولوی یہان درس پڑہاتا تہا محمد شکور ابہی زندہ تہا کہ سلطنت مغلیہ برباد ہو گئی باہر کے محلے سب اُجڑ گئے رعایا بہاگ گئی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت ایک سنیاسی ہندو جوگی بسنت گر نام اس مسجد پر قابض ہو گیا اُس نے ایک طرف شوالہ بنایا اور دوسری طرف ٹہاکر دوارہ اور قریب تیس سال کے اُس نے اسمین قیام رکہا جب انگریزی دور دوران ہوا تو مسمی مہر شاہ فقیر قادری نے لاہور سے چند مسلمانون کو ہمراہ لیا اور زبردستی سے ہندو فقیر کو بیدخل کر دیا اگرچہ اُس نے میجر میکگریگر صاحب اسسٹنٹ ایجینٹ رزیڈنٹ کی کچہری مین عرضیان گزرانی مگر کچہہ نہوا اس روز سے آجتک وہی شخص اس مسجد پر قابض ہے اور وہ علیحدہ کوٹہہ مین قیام پذیر ہے مسجد مین مسلمان لوگ جو گرد نواح کے کوٹہون مین رہتے ہین نماز پڑہتے ہین۔ یہ مسجد پختہ چونہ کی عمارت نہایت مضبوط بنی ہوئی ہے تین محرابین اور ایک گنبد عالیشان سقف قالبوتی ہے صحن مسجد مین پختہ فرش ہے اور پختہ حوض ہے مگر حوض اب بند ہے اور صحن کے شرق کی سمت قبر پختہ دائی لاڈو کی بنی ہوئی ہے بیرونی چار دیواری پختہ مہر شاہ فقیر نے بنوائی ہے پہلی عمارت سواے مسجد باقی نہین رہی چہوٹا چاہ جواب مسجد کے جنوب کی سمت کو ہے ہندو فقیر نے کہدوایا تہا پہلا چاہ و عمارت متعلقہ مسجد سب کنہیا مل کپور والہ نے جسکا باغ شمال کی طرف ہے

سب گرا دی تہی اور قدیمی چاہ کی اینٹین نکلوالی تہین اب اسکا نشان باقی نہین ہی +

مقبرہ شاہ یعقوب زنجانی المشہور صدر دیوان

یہ متبرک مقبرہ شاہ عالمی دروازے کے باہر لالہ رتن چند کی سرا کی غرب کی طرف واقع ہی یہ مکان بہت پرانا ہی اور خاص مزار ایک پختہ چار دیواری کے اندر ہے جسکا دروازہ شرق کی سمت ہی جب اسکے اندر جائین تو اسکے وسط مین ایک اور بلند چبوترہ پختہ بنا ہوا ہی آمدورفت کا راستہ جنوب کی سمت ہی چبوترے پر کٹہرا لگا ہے اس پر پانچ قبرین ہین خاص قبر شاہ صدر دیوان کی جو چبوترے کے غرب کی سمت ہی اسپر سنگ سرخ لگا ہوا ہی اس چبوترے کے غرب کی سمت ایک عالیشان پختہ عمدہ تا کی مسجد بنی ہوئی ہی اسکی تین محرابین مقطع ہین اور بہی عمارتین اس خانقاہ کے متعلق بہت ہین پہلی ہر جمعرات کو میلہ ہوتا تہا اور بر سوین دن ماہ رجب مین بہت بڑا میلا ہوتا تہا مگر اب اتنا چرچا نہین ہی کیونکہ دو نو طرف سے تو لالہ رتن چند کی سرا ے اور تالاب کی متعلقہ عمارتون نے اسکو چہپا لیا ہی اور غرب کی سمت بڑے بڑے مکانات کارخانہ دارون کے بنگلے ہین اور یہ خانقاہ چارون طرف سے گہر گئی ہی گورستان متعلقہ اسکا بہی بند ہوگیا ہی اب برسوین روز میلا تو ہوتا ہی مگر اتنا ہجوم نہین ہوتا - یہ بزرگ سید ہے اور شہر زنجان سے ۴۳۵ ہجری مین ہمراہی سید حسین زنجانی کے لاہور مین آکر سکونت پذیر ہوا علوم ظاہر و باطن مین لوگون کو تعلیم و تلقین کی اور ۴۶۲ ہجری مین فوت ہوا +

امام باڑہ شیعہ امامیہ

یہ بہت وسیع و عالیشان مکان بیرون دروازہ بہاٹی داتا گنج بخش کے مزار پر انوار کے جنوب کی سمت کو ہی چارون طرف پختہ چار دیواری بنی ہوئی ہے شمالی و شرقی دو دروازے آمدورفت کے ہین - چار دیواری کے اندر ایک روضہ مدور گنبد کا

بنام نہاد امام حسین صاحب کے پختہ چونہ گچ بنا ہی اس گنبد کے نیچے سرد خانہ ہے جسکے اندر زینہ اُتر کر جاتے ہین سقف اسکی قالبوتی ہی اور بیچ مین امام حسن و امام حسین کی قبرین وضعی بنائی گئی ہین اور اُنہین پر تعزیہ رکھا رہتا ہی اسی مین قبر گامی شاہ کی ہے جو بانی مبانی اس مکان امام باڑے کا تہا۔ چہت قالبوتی کے اوپر ایک مقطع بارہ دری بنی ہی اُسپر گنبد ہی اس چاردیواری کے اندر درخت بہی بکثرت ہین اور قبور بہی بہت ہین مکانات بہی فقرا کے رہنے کے لئے بنائی گئے ہین بڑے ممد و معاون بلکہ سرپرست اس مکان کے نواب نوازش علی خان مرزا لباس و نواب ناصر علی خان ہین اور یہ مکان مرجع قوم شیعہ امامیہ کا ہی۔ ایام محرم کو جو ذوالجناح یعنی وضعی گہوڑا امام حسین کا نکلتا ہے وہ تمام شہر مین گردش کر کے اس جگہ لایا جاتا ہی سنہ ۱۸۴۹ء مین اس مکان پر سخت صدمہ آیا تہا کہ ۱۰ محرم کے روز جب ذوالجناح نکلا تو رستہ مین متصل شاہ عالمی دروازے کے چہابین قوم شیعہ و اہل سنت کی سخت تکرار ہوئی اور نوبت بزد و کوب پہنچی قوم اہل سنت نے اس روز اندرونی مکانات چاردیواری کے گرادئے مقبرہ کے کنگورے وغیرہ گرادئے چاہ کو اینٹون سے بہر دیا گامی شاہ کو ایسا مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا آخر اڈوڈ صاحب ڈپٹی کمشنر نے چہاونی انارکلی سے رسالہ سوارون کا طلب کیا تو اُس سے لوگ منتشر ہو گئے اور جتنے گرفتار ہوئے انکو کچہہ کچہہ سزا بہی ہوئی +

مقبرہ شاہ سروانی

یہ ایک قدیم مقبرہ موضع مزنگ کے شمال کی سمت بر سر راہ بجانب شمال واقع ہی صاحب مقبرہ چشتیہ خاندان مین شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کا مرید تہا۔ تا عمر اس نے شہر احمد آباد دکن مین قیام رکہا اور رشد و ہدایت و ریاضت مین مصروف رہا

اصل نام اسکا رکن الدین تہا اور شاہ ستر ربانی مرشد نے خطاب بخشا تھا۔
اخیر عمر مین اس نے تمام ہند کی سیر کی اور لاہور مین آکر فوت ہوا سنہ ۵۳۲
مین اسکا انتقال ہوا پیر ستر ربانی ۵۳۲ھ کے جملہ سے اسکا سال وفات حاصل ہوتا ہے
سال بہر مین دو مرتبہ اس جگہ عرس ہوتا ہی ایک نہم ماہ صفر کو اور دوسرا نہم
ربیع الاول کو فقرا دو نو تاریخون مین جمع ہو کر کہانا کہاتے اور قوالی سنتے ہین۔
سکہون کیوقت یہ مقبرہ نہایت خراب حالت مین تہا کہ تمام عمارت و باغیچہ متعلقہ اسکا
سکہہ اوکہاڑ کر لیگئے تہے چاہ کی بہی آدہی اینٹین اوکہاڑ لی گئی تہین مگر جب
انگریزون کی عملداری ہوئی تو ایک شخص صاحب رزیڈنٹ لاہور کے ہمراہ اسکی اولاد مین
سے لاہور آیا اُس نے دوبارہ مقبرہ کی مرمت کی سفید کرایا برانڈہ نیا بنوایا
چاہ کی مرمت کرکے جاری کرایا اور ایک کوٹہہ بنا کر اس مین فقیر بٹھلایا بہت سی
زمین جو اس مقبرے کے متعلق تہی اُسمین درخت لگوائے جس سے دوبارہ یہ
مکان آباد ہوگیا۔ یہ مقبرہ مربع پختہ بنا ہوا ہی دروازہ شمال کی سمت کو ہے
اور دروازے کے آگے ایک خوبصورت برانڈہ ہی اور ایک خادم مقبرہ کا ہمیشہ حاضر رہتا ہے

مقابر مقبرہ و احاطہ میدان زین خان

زین خان ایک عالیجاہ امیر اُمرائے سلطنت چغتائی سے تہا اسکا ذکر محلہ زین خان
مین اول تحریر ہو چکا ہی۔ اب یہ مقام زین خان کا میدان مشہور ہی اسمین ایک
پختہ احاطہ مع مسجد و باغیچہ و پختہ قبور بنی ہوئی ہین یہ قبور بزرگان خاندان
چشت کی ہین اسامی گرامی یہ ہین۔ محمد صدیق۔ محمد سلیم۔ محمد عبد الخالق۔ فاضل
خورد و فاضل کلان یہ سب بزرگ اپنے وقت کے عالم و فاضل و فقیر صاحب
زہد و ریاضت تہے انہین سے محمد صدیق ۸ ۔ ذی الحج سنہ ۹۹ ہجری مین
فوت ہوا اور محمد سلیم ۳۔ ذی الحج سنہ ۱۰۳ ہجری مین فوت ہو کر یہان دفنایا گیا

اور عبدالخالق نے ۱۶۔ ذی الحجہ ۱۱۳۵ھ مین انتقال کیا اُسکے بعد خیرشاہ جانشین ہوا اُسکی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی یہ ساتوین ذی الحجہ ۱۲۴۶ ہجری مین فوت ہوا اسکی قبر بھی اسی احاطہ مین ہی بعد ازان رکن الدین جانشین ہوا وہ بھی اب چندسال ہوئے ہین کہ مرگیا ہی رکن الدین اس مکان کی بہت خدمت کرتا تھا خاندان انکا صابریہ چشتیہ ہی اور سلسلہ شاہ سر ربانی کے ساتھہ ملتا ہی جسکا ذکر مذکور ہوچکا ہے +

مقبرہ شاہ کنہٹہ

یہ عالیجاہ مقبرہ شاہ ابوالمعالی کے مقبرے کے شمال کی سمت موچی دروازے کے باہر کے علاقے مین موجود ہی احاطہ اس مکان کا پختہ بنا ہوا ہی اسکے اندر بہت قبور ہین اور ایک پختہ مقبرہ خاص شاہ کنہٹہ کا ہی جو ۱۲۹۱ ہجری مین مسمی جواہر شاہ نے ازسرنو بنوایا ہے مسجد بھی اس نے پختہ بنوائی ہی ایک چوبارہ اس احاطہ کے اندر الٰہی شاہ مجاور نے دومنزلہ بنوایا تھا جو ابتک موجود ہی خاص مقبرے کا دروازہ جنوب کی سمت ہی عمارت سب پختہ چونہ گچ سقف قالبوتی اور اُوپر گنبد عالیشان بنا ہی اور عمارت بھی دالان کوٹہڑی وچاہ وغیرہ فقرا کے آرام کے لئے بنی ہوئی ہے درخت بہت ہین جواہر شاہ سجادہ نشین حال نوشاہی سلسلے مین پاک رحمان تک شجرہ ملتا ہی اس طرح پر کہ جواہر شاہ خادم الٰہی شاہ اور وہ گامے شاہ کا اور وہ محمد زمان کا اور وہ شاہ عصمت اللہ کا اور وہ شیخ عبدالرحمن المعروف پاک رحمان کا اور وہ نوشاہ گنج بخش کا +

حال مزارات بی بی پاکدامنان

لاہور کے مزارات ومقابر اہل اسلام سے یہ مزارات نہایت قدیم اور متبرک مشہور ہین اگرچہ ان کی قدامت ظاہر کوئی قایل ہی مگر یہ امر کسی طرح سے ثابت نہین ہوا کہ یہ بی بیان لاہور مین کب آئین اور کس ملک سے آئین زبانی مجاورون کے تو

ایسی بات پائی گئی ہے کہ جسکو عقل مانتی ہی نہین یعنی وہ کہتے ہین کہ یہ چھہ لڑکیان بی بی حاج - بی بی تاج - بی بی نور - بی بی حور - بی بی گوہر - بی بی شہباز - لڑکیان عقیل کی تہین جو علی المرتضیٰ پیغمبر صاحب کے داماد کا بہائی تھا - اور جب واقع کربلا امام حسین پر وقوع مین آیا تو یہ اس مصیبت کے وقت مین مکہ سے نکلکر ہند کو آگئین اور لاہور پہنچکر قیام پذیر ہوئین اور یہان ہی فوت ہو کر مدفون ہوئین مگر جو مصنف حدیقۃ الاولیا بحوالہ تذکرہ حاکمیہ لکھتا ہے وہ بات البتہ قرین قیاس ہے کہ چہٹی صدی ہجری مین کرمان سے ایک شخص سید خداپرست عابد زاہد ولی اللہ سید احمد توختہ نام لاہور مین آکر قیام پذیر ہوا اُسکے گہر چھہ لڑکیان - بی بی حاج - بی بی تاج - بی بی نور - بی بی حور - بی بی گوہر بی بی شہباز تہین اور وہ چھوٴن تارک الدنیا بجرد عابدہ زاہدہ تہین ۶۰۲ھ مین سید احمد مر گیا لاہور کے اندر محلہ چہل بیبیون مین مدفون ہوا اور اب تک اُسکی قبر موجود ہے پہلے اُسکی قبر پر بڑا مقبرہ تہا جب سنگ مرمر اُسکا مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اُتروالیا تو مقبرہ گر گیا اور اُسکے گرد و نواح کے قبرستان کو مسمار کرکے غلام محی الدین شاہ پیرزادہ زمانے اپنی حویلی بنالی اور وہ قبر اب ایک طویلہ کے اندر پختہ بنی ہوئی موجود ہے اُسکے مرنے کے بعد اُسکی لڑکیان لاہور کے حصار سے باہر جاکر قیام پذیر ہوئین اور لوگون سے الگ بعبادت حق مصروف رہین آخر جب ۶۱۵ھ ہجری مین کفار مغل نے بتعاقب سلطان جلال الدین خوارزمی کے پنجاب پر لشکرکشی کی اور لاہور کی رعایا بجرم مقابلہ و مجادلہ کے قتل ہوئی تو یہ بی بیان بہی کہ مستورہ و مخدرہ تہین نہایت گہبرائین کہ اب نامحرم لوگ آکر ہمکو بے پردہ کرینگے اور سب نے ملکر دست دعا خدا کے حضور مین اُٹہائے اور کہا کہ یا الٰہی ہمکو زمین کا پیوند کر لے چنانچہ ایسا ہی ہوا زمین جا بجا سے پہٹ گئی اور وہ

چھوٹن بی بیان مع اپنی خادمہ عورتون بی بی نوری وغیرہ کے زمین مین سما گئیں اور اُنکی اوڑہنیون کے پلے ذرا ذرا سے زمین سے باہر رہ گئے جنپر بعد امن چین کے لوگون نے قبرین بنا دین یہ متبرک مزارات لاہور سے بفاصلہ دو میل بجانب گوشہ گکنی واقع ہین عمارات اس گورستان کے متعلق بہت ہین بہت سی عمارتین بسبب عدم خبرگیری کے گرہی گئی ہین دروازہ آمد و رفت اسکا مغرب کی سمت ہے جب اُس سے آگے بڑہین تو بطور کوچہ کے رستہ طے کرکے ایک اور دروازہ آتا ہے اُسمین سے بجانب شمال جائین تو بمقام مزارات پُہنچ جاتے ہین یہ مزارات تین احاطے مین ہین ایک احاطہ بیرونی اسمین بی بی صاحبان کی خدامون کی قبرین ہین اور ایک پختہ مسجد گنبددار نور ایمان والے کی بنائی ہوئی ہے دوسرے احاطے کلان مین قبرین بی بی حاج و بی بی تاج و بی بی نور کی اور تیسرے احاطے مین قبر بی بی حور و بی بی گوہر و بی بی شہباز کی پختہ چونہ گچ بنی ہین اور ہر ایک احاطہ نہایت عمدہ منقطع پختہ چونہ گچ بنا ہوا ہے اور بڑے احاطے کے گوشہ مین جو ایک مقبرہ پختہ گنبددار ہے اندر سے اُسکا دروازہ ہے وہ سنہ ۱۰۱۶ ہجری مین بنا تہا اور سید جلال الدین حیدر بخاری میران محمد شاہ موج دریا بخاری کا بھائی اُسمین مدفون ہے اس مکان کو تمام اہل اسلام متبرک جانتے ہین اور بدل وجان خدمت کرتے ہین ۔

مقبرہ دائی انگا و گلابی باغ

یہ مقبرہ قدیمی عمارات مین سے موضع بیگم پورہ کے شرق کی سمت سڑک شالامار باغ کے شمال کی سمت واقع ہے شاہجہان بادشاہ کیوقت یہ عالیشان عمارت بنی تہی بانی اسکا سلطان بیگ برادر عم زاد میرزا غیاث الدین ایرانی شوہر سلطان بیگم دختر شاہجہان بادشاہ کا تہا اُس نے اس مقام پر ایک عمدہ باغ بنوایا وسعت

ہین ۔ یہ باغ بہت بڑا تھا چارطرف چار ڈیوڑھیان عالیشان بنی ہوئی تہین اور ایک بہت چوڑا کنوان وغیرہ عمارات متعلق باغ کے تہین وسط مین یہ بارہ دری عالیشان بنائی گئی گویا نمونہ خلد برین باغ بنا اب اُس مکلف عمارت مین سے ایک تو جنوبی ڈیوڑھی موجود ہی جسکو گلابی باغ کی ڈیوڑھی کہتے ہین۔ دوسرے یہ گنبد مقبرہ دائی انگا جو باغ کے وسط مین تہا اور سب عمارتین غارتگرون نے گرا کر خاک مین ملا دین قبر کا تعویذ جو سنگ مرمر کا تہا وہ بہی اکہاڑ لیا گیا چونکہ سلطان بیگم کی دایہ انگا تہی بعد تیاری باغ کے اُس نے یہ باغ اُسکو بخشدیا تہا اور اُسی مین اُسکی قبر ہوئی۔ اس ڈیوڑھی کے بیرونی دروازے محرابی مرغولی پر کاشی کارکام ایسا تروتازہ ہوا ہوا ہی کہ باوجود گزر جانے دوسو بتیس ۲۳۲ برس کے تازہ بتازہ معلوم ہوتا ہی اُسپر کتبہ بہی ہین چنانچہ اوپر کے جتنے کتبے پر کلمہ شریف لکہا ہی اور جتنے کتبے دروازے کلان کے دونو طرف ہین اُنہین یہ اشعار تحریر ہین

بانی باغ سخاوت فاتح باب کرم   آنکہ از دوران گردون ساخت باغ چون ارم

اہل معنی بردوامش خواستند از حق دعا   بیگ سلطان را الٰہی دار دایم محترم

اور تاریخی رباعی دو کتبون مین لکہی ہی + خوشا باغے کہ دارد لالہ داغش + گل خورشید مہ نیز سید چراغش + ز تقویم خرد پرسید غازی + گلابی باغ ۱۰۶۶ شد تاریخ باغش + اور ایک کتبہ مین بخط نستعلیق یہ شعر لکہا ہوا ہے +

محمد عربی کابروی ہر دو سراست   کسیکہ خاک درش نیست خاک برسر او

خاص مقبرہ دائی انگا کا مربع شکل کا بنا ہوا ہی چارون گوشون پر چار گنبدیان ہین جنکے تین تین در چارون طرف ہین اور بیچ مین گنبد کلان ہی ان گنبدیون اور گنبد پر بہی کاشی کا کام ہی مگر بوسیدہ ہو چکا ہی اس مقبرے کے درمیانی درجہ مین قبر تہی مگر اب مسمار ہو چکی ہی باہر کے درجہ بطور غلام گردش کے بہی

پختہ بنا ہوا ہے۔ درمیانی درجے مین آیات قرآنی چارون طرف خوش خط
بخط نسخ عربی لکھی ہین جو ابتک وضح پڑھی جاتی ہین + اس مقبرے کی مرمت
بھی اب سرکار نے بذریعہ مولف کتاب کے کرائی ہے جس سے پہر بارونق ہوگیا ہے +

قبور تکیہ انبلی والہ گورستان سادات گیلانی

یہ ایک بڑا احاطہ بیرون دروازہ لوہاری کے ہے بادشاہان اسلام کے وقت
ان مزارات پر سنگ مرمر نصب تہا اور نہایت زیب و زینت کا مکان بنا ہوا
تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ نے مزارات سے پتہر اُتروا لئے جس سے مزارات گر گئے
اور مکانات بالکل مسمار و برباد ہو گئے اگرچہ سید نظام الدین گیلانی المشہور
پیر بوہان والے نے اسکی درستی مین بہت کوشش کی مگر یہ پہلی رونق پر
نہ آیا آخر جب انگریزی عملداری ہوئی تو پیر نظام الدین مالک نے بہت سے لوگ
چنگڑ سقّے وغیرہ اسمین آباد کر دئے اور کرایہ لینا مقرر کر لیا اب اسمین مزارات
کی دو چار دیواریان اور تین چبوترے پختہ عمارت کے موجود ہین ایک چبوترے
پر قبر سید صوفی کی جو اپنے وقت کا ایک بزرگ صاحب عبادت و ریاضت و
کرامت تہا اور ۹۰۰؁ہ ہجری مین فوت ہو گیا اس چبوترے پر اور قبور بہی مثل
قبور سید عمر و سید ہاشم و سید عبد القادر المشہور شاہ گدا وغیرہ ہین دوسری
چار دیواری مین سید قاسم و سید صوفی مع اُنکی اولاد کے ہین ان قبور پر
ایک عالیشان سنگ مرمر کا گنبد تہا وہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے گروا کر پتہر
لے لیا اور چار دیواری بنوا دی یہ بزرگ سید قاسم ۹۶۰؁ہ ہجری مین فوت ہو کر
یہان دفنایا گیا۔ تیسرے چبوترے پر قبر سید اسماعیل کی ہے جسکی اولاد سے پیر
محمد شاہ و شاہ سردار لاہور مین رہتے ہین اور اب تہوڑے عرصہ سے فوت ہو گئے
ہین۔ چوتہے چبوترے پر قبر سید جعفر کی ہے جسکی وفات ۹۰۰؁ہ ہجری مین وقوع

مین آگئی تہی - پانچ مین چبوترے پر قبر ہے محمد شاہ اور اُنکے بیٹے شاہ سردار کی ہے - ان قبور کے علاوہ اور قبور سادات کی بہی اس احاطہ مین موجود ہین *

مقبرہ زیب النسا بیگم جسکو اب موضع نیاکوٹ کہتے ہین

زیب النسا بیگم اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی بہن نہایت حسینہ و عالمہ و فاضلہ شاعرہ تہی مخفی اُسکا تخلص تہا اشعار فارسی نہایت شستہ و عمدہ کہتی تہی - اب تک اُسکا دیوان مقبول طبائع شعراے نامدار ہے اُسکو عمارات کا شوق بہت تہا بہت سی عمارتین اُس نے لاہور و دہلی وغیرہ مقامات پر بنوائین لاہور کی عمارات مین سے دو عمارتین اُسکی یادگار موجود ہین ایک تو اُسکے باغ کا دروازہ جسکو چبرجی کہتے ہین جن تین مینار اُسکے قائم ہین اور ایک گر گیا ہے دوسرے یہ باغ جسمین اُس نے اپنا مقبرہ بہی اپنی زندگی مین بنوایا تہا چار دیواری اس باغ کی پختہ اور چار عالیشان دروازے تہے اب شمالی دروازہ و دروازہ کلان شرقی موجود ہین شرقی دروازہ کلان کے چار گوشون پر چار مقطع برجیان کانسی کار بارہ بارہ در کی بنی ہوئی ہین دروازے کی وسعت اسقدر ہے کہ ہاتہی مع عماری اُسمین سے گزر جاتا ہے مگر زمیندارون نے اب اسکو بند کر دیا ہوا ہے اس دروازے کی عمارت اور نقش نگار ہین دو طرفہ قابل دید ہین یہ دروازہ اب ایک لمبردار کے قبضہ مین ہے اور اُجلاسے کرایہ دار رہتے ہین شرقی باغ کی دیوار کے گوشون پر جو دو برج شمالا باغ کے برجون کی طرح ہین وہ بہی اب تک موجود ہین دوسری ڈیوڑہی شمالی ہے قدیم ڈیوڑہی ہے جسمین سے اب گاؤن والون کی آمد و رفت ہے اور ایک خورد دروازہ جنوب کی سمت ہے نصف باغ مین اب موضع نیاکوٹ آباد ہے کیونکہ مقبرہ زیب النسا بیگم اس باغ کے وسط مین تہا اور اب غربی دیوار موضع کے ساتہہ ملحق ہے یہ باغ عہد شاہان چغتائی مین نہایت آراستہ تہا بلکہ لاہور کے

باغون مین سے یہ باغ شالامار باغ سے دوسرے درجے پر گنا جاتا تہا کیونکہ اسکی مالکہ و بانیہ نہایت زندہ دل شاعرہ عورت تہی اس باغ کی سڑکین سب سنگ سرخ کی تہین اور حوض اور شہ نشینین اور بارہ دریان سنگ مرمر کی روضہ یعنی مقبرہ بھی نیچے سے اوپر تک سنگ مرمر کا تہا اور طلائی خالص کا کلس نصب تہا زیب النسا بیگم سنہ ۱۰۸۰ ہجری مین فوت ہو کر اسی مقبرے مین مدفون ہوئی جسکو اُس نے اپنے دلی شوق سے بنوایا تہا تاریخ وفات اس پاکدامنہ کی جو کسی شاعر نے لکہی ہے عجیب تہی +

آہ زیب النسا بحکم قضا	ناگہان از نگاہ مخفی شد
منبع علم و فضل و حسن و جمال	ہمچو یوسف بچاہ مخفی شد
سال تاریخش از خرد جستم	گفت ہاتف کہ ماہ مخفی شد ۱۰۸۰

جب سلطنت اسلامیہ جاتی رہی اور سکہا شاہی تاریکی نے زمانہ کو گہیر لیا اور لاہور مین تین حاکم ایک شہر مین مقرر ہوئے تو یہ باغیچہ مع باغ نواب وزیر خان وغیرہ عمارات شمالی سمت لاہور کی سوبہا سنگہ احد الحاکم کے ماتحت آگئی اُسکی اہلکارون مین ایک شخص محکم دین نام قوم ارائین تہا یہ باغات سب اُسی کے سپرد تہی اُس نے اس باغ کو باجازت سوبہا سنگہ کے اپنا مسکن بنا کر گاؤن آباد کر لیا اور نام اسکا نیا کوٹ رکہا غربی دیوار اُس نے گرا کر مکانات بنا لئے فوارے سنگ مرمر کے اور خیابان سب دکہہ ڈالے حوضون کو بیچ مین سے نکلوا دیا پتہر فروخت کر لئے مگر مقبرہ بدستور کہڑا رہا آخر جب مہاراجہ رنجیت سنگہ اُسی محکم دین کی سازش سے لاہور پر دخیل ہو گیا تو مہاراجہ نے اُسکی بہت عزت کی شہر کے دروازون کی کُنجیان اُسی کے سپرد رہین تمام شہر و بیرونی دیہات پر اسی کی حکومت قائم ہوئی ہر ایک قسم کے غلہ وغیرہ اشیای خورد و نوش کی منڈی نوان کوٹ مین قرار پائی کوئی کام بے صوابدید مہر محکم دین کے نہونا - چند سال یہ حال رہا من بعد جب دوستی

مہاراجہ رنجیت سنگہ کی موران طوایف کے ساتہہ ہوگئی اور اُسکے اختیارات اسقدر
بڑہ گئے کہ روپے پیسے پر برابر ضرب موران طوایف لگنے لگی اور موران شاہی گز اور
موران شاہی باٹ قرار پائے اور دربار ریاست کا موران کے گہر ہونے لگا تو حکم دین
کو حسد پیدا ہوئی اور ایک روز سر دربار مہاراجہ کے روبرو دونو کی تکرار ہو پڑی
اور نوبت یہانتک پہنچی کہ موران نے اُسکو کہا کہ مین موران تب ہون جو تجہکو سرپر ساگ
یعنی سبزی کا ٹوکرا رکہوا کر گلی گلی پہراؤن - حکم دین نے کہا کہ مین حکم دین تب ہون
کہ تجہسے ٹکے ٹکے کا پیشہ کراؤن - مہاراجہ کو یہ بات حکم دین کی بری معلوم ہوئی
اور یک قلم اُس سے پہر گیا دوسرے روز حکم دیا کہ منشی جی ٹلے کی موضع نیا کوٹ سے
موقوف ہو اور گہر بار حکم دین کا ضبط کر لیا جائے سب مال و اسباب قرقی مین آ گئے
چنانچہ فی الفور حکم کی تعمیل ہوئی اور عمارت وغیرہ خاک مین ملگیا - جب مہاراجہ کو
حضوری باغ مین سنگ مرمر کی بارہ دری کے بنانے کا شوق ہوا تو اس مقبرے کا
سب پتہر اوتروا لیا ٭ یہ مقبرہ مربع صورت کا بنا ہوا ہی ہر ایک پہلو مین تین تین در
ہین ایک ایک کلان محرابی اور دو دو خورد مربع یعنی چارون طرف بارہ دروازے
محرابی قالبوتی کلان دروازے تو پہلے چارون طرف کہلے تہے مربع دو دو دروازے
مین سنگ مرمر کے پنجرے نصب تہے اب ایک دروازہ شمالی مین چوبی کہڑکی لگا رکہی
ہے اور باقی دروازے کچی دیوارون سے بندکر دئے ہوئے ہین اندر مقبرے
کے پرانے قدیمی فرش سے قدرے باقی ہے جسکو دیکہکر طبیعت مین ایک وحشت
سی پیدا ہوتی ہی - مقبرے کے وسط مین ایک عالیشان چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہوا تہا جسکے
وسط مین سنگ مرمر کا تعویذ قبر کا بنا ہوا تہا اور چارون طرف چبوترے پر قد آدم
جالیان سنگ مرمر کی نصب تہین گویا قبر کے چار سمت پردہ کیا ہوا تہا - مگر قبر
کی جگہ ایک مٹی کا تودہ پڑا ہی مقبرہ کا بیرونی عالیشان ہشتی چبوترہ بہت لمبا چوڑا

تہا اُسپر اب زمینداروں کے گہر بنے ہوئے ہین اور مقبرہ گہرون مین گہرا ہوا ہے غرض یہ مقبرہ اب نہایت نا دیدنی حالت مین ہے + یہ مقبرہ بہی اب سرکار کی طرف سے مرمت کیا جائیگا اور نام اسکا نقشہ مین درج ہو چکا ہے +

مزار شاہ رستم غازی

غرب کی سمت موضع نوان کوٹ یعنی مقبرہ زیب النسا بیگم کے کسیقدر فاصلے پر ایک بلند ٹیلے پر مکان مزار شاہ رستم غازی ایک مشہور و متبرک مزار ہے یہ بزرگ اپنے وقت مین عالم فاضل یکتاے زمانہ تہا اور علمی اُستاد زیب النسا بیگم کا۔ سنہ ۱۰۶۱ ہجری مین یہ مر گیا اور زیب النسا بیگم نے سنگ سرخ کا مقبرہ اسکا بنوایا اور قبر سنگ مرمر کی تعمیر کرا دی تہی جسکو مہاراجہ رنجیت سنگہ نے گرا کر پتہر اوتروا لیے اب صرف ٹیلے پر قدآدم بلند عمارت خشتی باقی ہے اور اُسکے جنوب کی سمت دو محرابی قالبوتی زمین دوز درہین دہان سے پانچ زینے نیچے اُترکے جائین تو دو تہہ خانے آتے ہین ایک مین دو قبر ہین پختہ ہین جنکے اوپر قالبوتی سقف ہے ایک قبر تو شاہ رستم غازی کی ہے اور دوسری اُنکے فرزند کی دوسرے حصہ تہہ خانے مین بہی دو قبرین ہین ایک شاہ رستم غازی کی زوجہ اور دوسری اُسکی والدہ کی ان تہہ خانے پر گنبد بہی ایسا ہی تہا جسکے دو درجے تہے جسطرح تہہ خانے کے دو درجے ہین اور زنانہ مردانہ قبور علیحدہ علیحدہ ہین +

مقبرہ محمد صالح و شیخ عنایت اللہ کمبو

یہ دو شخص شہر لاہور کے خاص رہنے والے صوبہ لاہور کے سرفہرست شاہجہانی عہد مین تہے انکی طباعی و نظامی و انشا پردازی تمام ہند مین مشہور تہی کتاب بہار دانش محمد صالح نے تصنیف کی اور عنایت اللہ نے اُسکی وفات کے بعد اُسکی تکمیل کی یہ بے مثل کتاب فارسی زبان مین رنگینی و فصاحت و بلاغت مین ثانی نہین رکہتی۔ اس

مقبرے مین دونو کی قبرین ہوئین اور عالیشان مقبرہ تعمیر ہوا سکہون کے وقت دونو سنگین قبرین جو سنگ سرخ کی تہین گرالی گئین اور مقبرہ جو خشتی تہا قائم رہا اُسمین باروت وغیرہ بہری رہی انگریزی عہد مین مسٹر سمو صاحب بہادر نے اُسکو کوٹھی بنا لیا - صورت اسکی ہشت پہلو ہی چار پہلوؤن مین چار محرابین کلان باہر کی سمت مین جنوب کی طرف زینہ اوپر جانے کا ہی اس گنبد کے قریب ایک اور گنبد طولانی قطع کا بنا ہی جسمین اُن دونو کی اولاد کی قبرین تہین اسمین ابا بادرچی خانہ بنا لیا گیا ہی اور ایک تیسرے گنبد کا بنگلہ خانہ بنا ہوا ہی سنہ ۱۰۵۵ ہجری مین پہلے شیخ عنایت اللہ فوت ہوا اور محمد صالح نے یہ مقبرہ اُسکی قبر پر بنوایا پہر سنہ ۱۰۸۰ ہجری مین محمد صالح فوت ہوکر اسی مقبرے مین دفنایا گیا اُسمین صاحبان انگریز قیام پذیر ہین ❊

مقبرہ سید شاہ کمال سہروردی

موضع اچہرا اور رانوان کے قریب لاہور بفاصلہ تین میل بجانب جنوب یہ پختہ عالیشان مقبرہ خشتی بنا ہوا موجود ہی پہلے یہ مکان بہت آباد تہا اور چار دیواری بہت بلند و پختہ بنی ہوئی تہی مگر اب گر گئی ہی یہ مقبرہ ہشت پہلو پختہ چبوترہ پر بنا ہوا ہی اُسکے میانہ مین گنبد بہی ہشت پہلو ہی اور ہر ایک پہلو مین محرابی دہن مقبرے کے اندر ایک اور پختہ چبوترہ خشتی جسپر قبر شاہ کمال کی پختہ بنی ہوئی ہی چار سمت چار دروازے جنمین سے اب تین بند کر دئے گئے ہین اور ایک جنوبی دروازہ کہلا ہے ❊

یہ بزرگ سید تہا اور سہروردیہ خاندان مین صاحب کرامت و خوارق مشہور تہا - سنہ ۱۰۰۰ ہجری عہد شاہجہانی مین فوت ہوکر یہان دفنایا گیا اور مقبرہ اُسکے خاندان کے مریدون نے بنوایا جو اب تک صحیح و سالم ہی اگرچہ مرمت طلب ہی - اگر شہر کی عمارت کا مقبرہ ہوتا تو گرا لیا جاتا ❊

مزار شیخ شاہ جمال سہروردی ❊

یہ مزار موضع اچہرا کے علاقے مین بطور دمدمہ بنا ہوا ہی دو منزلین دمدمہ کی بذریعہ

اسکو اسواسطے کہتے ہین کہ سید علی شاہ کے مرید چراغ شاہ نے بہت سے درخت
اس جگہ لگوائے اور مکان کو رونق دی تب سے یہ مکان جھنگی چراغ شاہ مشہور
ہوگیا کہ جھنگی پنجابی زبان مین بہت سے درختون کو کہتے ہین - صاحب مزار
سید علی شاہ قوم کا سید گیلانی تہا اور ابتدائی عملداری مہاراجہ رنجیت سنگہ
مین ملک دکہن سے سیر کرتا ہوا لاہور آیا اور اس جگہ پر مقیم ہوا اور سنہ ۱۲۳۲
ہجری مین فوت ہوکر یہان مدفون ہوا اُسکی وفات کے بعد چراغ شاہ اُسکا
مرید جانشین ہوا اُس نے اس مکان کو بہت رونق دی اور عمارت موجودہ
پختہ بنوائی جو موجود ہے - مکان خانقاہ ایک چوکہونٹی پختہ عمارت کا بنا ہوا
ہے اور چار گوشون پر چار مینار خورد مین جنوب کی سمت کو دروازہ آمدورفت
قالبوتی خشتی بنا ہوا ہے اور میانہ مین بطور چہوٹے گنبد کے ڈہلوان چہت ہے
زمین پر چونہ گچ فرش ہے اس چوکہنڈے مین ایک سید علی شاہ کی پختہ
قبر ہے دوسری چراغ شاہ کی کہ وہ سنہ ۱۲۵۵ مین فوت ہوا تہا اور بہی دو قبرین
اُسکے خادمون کی ہین اور مسجد پختہ و چاہ و کوٹھہ وغیرہ عمارت متعلقہ مزار اُسکی علاوہ ہین ٭

مقبرہ نورالدین جہانگیر بادشاہ غازی

اس نیکنام ورحم دل بادشاہ کے حالات سے ہزارون کتابین فارسی و اردو
انگریزی بہری ہوئی ہین اس موقع پر کہ تحریر حالات مکانات منظور ہے اعادہ
اسکا ضرور نہین واضح ہو کہ یہ عالیشان عمارت دریاے راوی کے شمالی
کنارے پر لاہور سے بفاصلہ چار میل بسمت شمال واقع ہے اس عمارت کی خوبی و
خوش اسلوبی و استحکام و سنگینی دیکہکر معمار خود حیران ہین سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین
یہ مکان بحکم شاہ جہان بادشاہ تعمیر ہوا اور لاکہون روپے کا سامان جہاڑ فانوس
قندیل و فروش شامیانہ خیمہ وغیرہ شاہانہ مراتب کے مقدار سے یہان رکہا گیا -

مصارف ضروری کے لیے ہزارون روپے کی جاگیرین مقرر ہوئی حافظ قرآن
خوان پانسو آدمی ملازم رکھا گیا کہ نوبت بنوبت مزار پر قرآن پڑھا کرین بہ قدر و منزلت
اخیر سلطنت چغتائی تک بحال و برقرار رہی جب بادشاہ گردی ہوئی اور سکھا شاہی
زمانہ آیا تو وہ سب سامان ایک دو دستبرد مین لوٹ لیا گیا عمارت باقی رہ گئی جب
مہاراجہ رنجیت سنگھ کا زمانہ آیا تو مہاراجہ اُسکی عمارت کی طرف بھی متوجہ ہوا۔
اور حکم دیا کہ مقبرے کی منڈیرون پر جو ستون شمع جلانے کے اور جالیان سنگ مرمر
کی ہین وہ اکھاڑ کر امرتسر لے جائین اور سری دربار صاحب کے پل وغیرہ پر
لگائی جائین چنانچہ فی الفور حکم کی تعمیل ہوئی اور بیشمار پتھر اس مقبرے سے
اکھڑوا کر امرتسر بھیجا گیا اور اُسکی جگہ چونہ کی عمارت کر دی گئی من بعد اجین سنگھ
سردار ہری سنگھ ملوا اس مقبرے مین فروکش رہا اُس نے بھی پتھرون کے اُکھڑوانے
مین بہت توجہ کی اور بیشمار ستونون کے دہنون کی بہت سی جالیان سنگ مرمر
کی وغیرہ مقامات سے اُس نے پتھر اُکھڑوائے من بعد جب سردار سلطان محمد خان
برادر سردار دوست محمد خان امیر کابل اپنے بھائی سے ناراض ہو کر لاہور آیا اور
قصبہ شاہدرہ مہاراجہ نے اُسکی جاگیر مین دیا تو وہ اس مقبرے مین چند سال
سکونت پذیر رہا اُسکے لشکر کے وحشی افغانون نے اس مقبرے کا سخت نقصان
کیا اور بیشمار نگینے اندر کی دیوارون سے نکلوا لئے بہت سے پتھر توڑ ڈالے
باغیچہ کو ویران کر دیا اخیر سلطنت سکھی تک اس متبرک مکان کو صدمہ پر صدمہ
پہنچتا رہا اور نقصان ہوتا رہا لاکھون روپے کی جالیان اور سلین سنگ مرمر
اور سنگ سرخ کی اُتر گئین جب صاحبان انگریز پنجاب مین فرمان روا ہوئے
تو گویا اس مکان کی قسمت پلٹی صاحبان انگریز ابتدا سے آجتک ہمیشہ اسکی
مرمت کراتے رہے اور جب دریا نزدیک آ گیا تو بنظر حفاظت اسکی ہزار ہا روپیہ

خرچ کرکے بند بند ہوا یا جس سے یہ عالیشان مکان دریا کی نظر تابی سے بچگیا صرف گوشہ گگنی کی بیرونی دیوار دریانے گرالی شرقی دیوار کو بھی سخت صدمہ پہنچا باوجود ان صدمات پے درپے کے اب بھی یہ عالیشان مکان ایسا ہے کہ دیکھتے ہی انسان بے اختیار کہہ دیتا ہے کہ اگر فردوس بر روئے زمین است ہمین است وہمین است وہمین است اس مقبرے کے چہرہ درجہ مین جس وجہ مین بادشاہ کا مزار ہے وہ درجہ ہشت پہلو اندر سے گنبد نما ہے عمارت سنگ مرمر کی میانہ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا طول مین ۱۳ فٹ عرض مین ۹ فٹ ڈیڑھ فٹ ارتفاع کا نہایت مصفا ومقطع بنا ہے اسکے میانہ مین قبر کا تعویذ ایک ٹکڑے سنگ مرمر کا اڑہائی فٹ بلند طول مین پونے دو درعہ عرض مین دس گرہ نہایت خوش نما بنا ہوا ہے چبوترہ اور قبر پر گلکاری سنگ عقیق ولاجورد وسلیمانی ونیلم وزہر مہرہ ومرجان ولابری وغیرہ قیمتی پتھرون سے کی ہوئی ہے اکثر نگینے اُتار بھی لیئے گئے ہین قبر کا تعویذ تین درجون مین منقسم ہے پہلے دو درجے مین صرف گلکاری ہے اور پست وچپ نود ونہ نام باری تعالےٰ کے بخط عربی خوشخط کندہ ہین سر کے برابر اوپر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھکر ہو الغفار الذنوب قال اللہ تبارک وتعالیٰ یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لاتقنطو من رحمتہ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم تحریر ہے اور ایک درجہ مین کل نفس ذایقتہ الموت تمام آیتہ قرآن کی سر کی طرف یہ لکھا ہے۔ ہو اللہ الذی لا الہ الا ہو عالم الغیب والشہادۃ ہو الرحمن الرحیم - پاؤن کی سمت یہ تحریر ہے مرقد منورا علی حضرت غفران پناہ نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ ۱۰۳۷ سنہ فرش اس درجہ کا سنگ مرمر وسنگ مریم وسنگ موسی وغیرہ مختلف پتھرون سے رنگ آمیز ہے دیوارین سنگ مرمر کی اور آٹھہ پہلوؤن

ہین آٹھہ دہین چار بڑے اور چار چہوٹے ہین شمال وجنوب وشرق کے دہنون ہین سنگ مرمر کی جالیان نصب ہین اور غربی کی سمت آمد و رفت کا دروازہ ہی۔ خاص مقبر کا کمرہ اوپر سے مسقف ہی پہلے اسکی چہت سنگ مرمر کی تہی اور چہت کے اوپر بہی بالائی چبوترہ سنگ مرمر کی قبر بنی ہوئی تہی چونکہ چہت پر بڑی بڑی لمبی سنگ مرمر کی سلین پڑی ہوئی تہین وہ نہین معلوم کہ کس وقت اُتروائی گئین اور چوبی چہت بنادی گئی اوپر کا تعویذ قبر بہی مسمار ہوگیا بعض کہتے ہین کہ محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین کسی ملا نے فتوی دیا کہ جب قبر پر بارش نہو وہ رحمت آلہی سے محروم ہی اسلیئے بادشاہ نے چہت اُتروا کر قبر کو بے پردہ کر دیا جب بارش سے عمارت کا نقصان ہونے لگا تو پہر سوبہا سنگہ احد الحاکم شہر لاہور کے حکم سے چوبی چہت ڈلوائی گئی بعض معمر و مسن لوگ کہتے ہین کہ سوبہا سنگہ نے ہی چہت کا پتہر اُتروایا اور اُسی نے چوبی چہت قائم کی بعض کا قول ہی کہ جب مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اس مقبرے سے پتہر اُتروایا تو اُسی وقت یہ چہت بہی اُتروالی گئی تہی اور جسطرح کہ منڈیر چوبی کی جالیان اُتروا کر بنادی گئی تہی یہ چہت چوبی بنالی گئی۔ خاص مقبرے کے مکان کے چار سمت کوٹہڑیان سنگین عمارت کی بنائی ہوئین ہین اور دیوارین سب سنگ سرخ کی شمار ہین سب حجرے چالیس ہین ہر ایک حجرے کی سقف قالبوتی اور چوکہٹین سرخ پتہر کی ہین اور براندہ قالبوتی مرغولی ہین تقسیم انکی چار طرفہ اسطرح ہی کہ بیچ مین ایک در کلان ہی جسمین انسان جائے تو خاص مقبرے کے درچہ تک پہنچ سکتا ہی مگر تین طرف اُس درچہ اور خاص درچے مین سنگ مرمر کی جالیان لگی ہین اور غربی سمت کا دہن آمد و رفت کے لئے کہلا ہے اور اُس در کلان کے دونو طرف پانچ پانچ دہن باہر اور پانچ پانچ کوٹہڑیان

اندر ہین ہر ایک دہن کے مرغول سنگ مرمر کے ہین اور بقیہ عمارت سنگ سرخ کی اور چارون طرف زینے اوپر چڑہنے کی لئے سنگ سرخ کے بنے ہوئے ہین چار گوشون پر چار برج ہین جنکے اوپر عالیشان مینار بہت بلند بنائی گئی ہین اُن زینون کے ذریعہ سے جب اوپر چھت کے جائین تو وسیع میدان سقف کا نظر آتا ہی سقف پر بہی فرش سنگ مرمر وابری و سنگ مریم وغیرہ مخلوط پتہر کا رنگ آمیزی ہی اُسکے وسط مین یعنی خاص قبر کے تعویذ کے اوپر سقف سے بقدر تین فٹ کے بلند چبوترہ بنا ہوا ہی اُسکی چارطرفہ عمارت سنگین سیڑہیان بہی پتہر کی ہین اور فرش بہی سنگین ہی مقبرے کے چارون گوشون پر چار مینار بہی نہایت خوبصورت و قطع بنی ہین ان مینارون کی پہلی منزلین مقبرے کی چہت تک تو سنگ سرخ کی ہین اور گلکاری سنگ مرمر کی اُسکی اوپر ہر ایک مینار کی چار چار منزلین ہین باہر کی عمارت مینارون کی سنگ مرمر کی اور پہر پارنگین پتہرون کا - اور اندرونی عمارت سنگ سرخ کی ہر ایک درجے مین گرد منڈہا کر منزل دکہلائی گئی ہی اور ایک ایک دریچہ رکہا گیا ہی اوپر کی منزل پر گنبد ہی اور گنبد کے نیچے آٹہہ آٹہہ دہن مرغولی ہین گردشی سیڑہیون کے ذریعہ سے انسان مینارون پر چڑہ جاتا ہی ہر ایک مینار مین اکسٹہہ سیڑہیان ہین اور صورت مینارون کی ہشت پہلو ہی مینارون کے ہر ایک دہن مین سب کٹہرے جالی دار پنجرون کے لگے ہوئے تہے وہ مہاراجہ رنجیت سنگہ اُکہڑوا کر لے گیا اب صرف مینار گوشہ بائب مین ایک و غربت مین دو اور رکنی مین ایک اور ایسان کی مینار مین دو موجود ہین اور جو اُکہاڑے گئی ہین اُنکی جگہ خشتی چونے کے کٹہرے بنا دئے گئی ہین مینارون پر جب آدمی چڑہتا ہی تو دور دور تک نظر جاتی ہی اور چارون طرف کی سیر نظر آتی ہی یہ عالیشان مقبرہ ایک پختہ

عالیشان سنگین چبوترے مربع پر بنایا گیا ہی جسکا طول دو سو ساٹھہ فٹ اور اُتنا ہی قدر عرض ہی اور پانچ فٹ ارتفاع چارون طرف میانہ مین چار زینے اوپر چڑھنے کے لئی پتھر سرخ کے بنائے گئی ہین مقبرے کی چارسمت عالیشان باغ پختہ خیابان و فوارے و حوض و پختہ بلند چار دیواری بجانب جنوبی مین بڑا دروازہ جسمین سے ہاتھی مع عماری جا سکتا ہی بنا ہوا ہی عمارت اسکی بہی سنگ سرخ کی ہے اور گلکاری سنگ مرمر کی مرغول بہی سنگ مرمر کی جنمین اللہ کا نام کندہ ہی چارون گوشون پر چار مینار خورد ہین یہ دروازہ اندر سے دو منزلہ ہی نیچے کوٹھڑیان بنی ہوئی ہین اور اوپر شہ نشین اس دروازے کے مقابل بطرف شرقی جواب کے طور پر ایک بارہ دری تہی اور اسی طرح جنوبی و شمالی دیوارون مین محاذ ایک دوسرے کے بارہ دریان بنی ہین شرقی دیوار دریا نے گرا لی بارہ دری بہی گر گئی چار دیواری کے چارون گوشون پر چار برج سنگ سرخ کے بنے تہے اب نصف دیوار جنوبی و شرقی گر گئی تو گوشہ کلنی کا برج بہی گر گیا چار دیواری کے اندر خاص مقبرے کے چارونطرف ایک ایک حوض مربع معہ فوارہ موجود ہین اور نیز چارون گوشون اور تینون بارہ دریون کے محاذ مین ایک ایک حوض بنا ہوا ہی کل گیارہ حوض فی الحال موجود ہین اور ایک حوض دریا برد ہو چکا ہی چار دیواری کے باہر بہی چار سمت بڑے وسیع چار چاہ موجود تہی مگر انمین سے اب ایک دریا برد ہو چکا ہی + اس مقبرے کی بالائی چہت کا کٹہری وار فرش بہت خراب ہو گیا تہا مولف کتاب نے اسکی رپورٹ حکام بالا دست کے حضور مین کی تو حکم اسکی مرمت کا نافذ ہو گیا اور کئی ہزار روپیہ خرچ ہو کر اسکی مرمت ہوئی +

سرائے متصلہ مقبرہ جہانگیر بادشاہ

مقبرہ جہانگیر بادشاہ کے غرب کی سمت دیوار بدیوار ایک عالیشان سرای شاہجہان بادشاہ کی تعمیر ہوئی ہے اس سرای کی عمارت بھی نہایت پختہ بنائی گئی ہے اور غربی دروازہ مقبرہ شاہ جہانگیر کا اس سرای کے اندر ہے اور دروازے کے محاذ بھی اسکے جوابا ہین سرای کی غربی دیوار کے ملحق ایک مسجد عالیشان پختہ گنبددار تعمیر ہوئی ہوئی موجود ہے اس مسجد کے تین در ہین ایک کلان اور دو خورد صحن مسجد مین ایک عمدہ حوض ہے اس سرای کے دو دروازے ہین ایک جنوبی دوم شمالی دو منزلہ جنمین ہاتھی معہ عماری گزر سکتا ہے صاحبان انگریز نے اسمین پہلے سٹیشن ریلوے تجویز کیا تہا مگر اب موقوف کر دیا ہے ریلوے کا متعلقہ سامان پتھر کا کویلہ و لکڑی وغیرہ اسمین ذخیرہ رکھا رہتا ہے اور ایک چاہ کلان ہشت پہلو اس سرای مین شاہی وقت کا بنا ہوا موجود ہے اس سرای کے چارون طرف مسافرون کے آرام کے لیے حجرے بنے ہوئے ہین اور ہر ایک حجرے کے آگے برآمدہ پختہ قالبوتی ہے چنانچہ پنجاہ حجرے شرق کی سمت مین وسط مین بڑا دروازہ مقبرہ جہانگیر ہے اور پچیس پچیس حجرے دروازے کی دونو سمت مین غرب کی سمت بھی اسی تقسیم سے پچیس پچیس حجرے دونو سمت اور درمیان مسجد ہے جنوبی و شمالی طرف سرای کے ساٹھ ساٹھ کوٹھڑیان ہین یعنی تیس تیس کوٹھڑیان دونو سمت اور درمیان ہین جنوبی شمالی دروازے سرای کے ہین غرضکہ یہ سرای اپنی عرض و طول و استحکام مین ثانی نہین رکھتی۔

مقبرہ آصف جاہ وزیر شاہجہانی

یہ عالیشان مقبرہ سرای شاہجہانی کی دیوار بدیوار غرب کی سمت کو واقع ہے یعنی یہ تین مکان عالیشان پاس پاس ہین ایک مقبرہ جہانگیر بادشاہ دوم سرای شاہجہانی سوم یہ مقبرہ آصف جاہ یہ تینون مکان ایسی عمارت

کے تھے جنکا ثانی سواے مقبرۂ تاج بی بی کے دوسرا ہندوستان مین نتھا-
مگر سکھون کی بیرحمی اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی دست اندازی سے ان مکانات
کو سخت صدمہ پہنچا مقبرہ جہانگیر کا تو صرف بالائی پتھر اُتار لگیا خاص قبر اور قبر کا
کمرہ و مینار وغیرہ محفوظ ہے جالیان اور ستون جسقدر تھے لیلی گئی مگر اس عالیشان
مقبرے کی تو بیخ و بنیاد کھود دی گئی اور ایسی صورت بگاڑ دی کہ کھنڈر بنا دیا آصف جا
کا مقبرہ طول وعرض وارتفاع مین لاہور کے تمام مقبرون سے زیادہ ہے سواے
مقبرہ علی مردان خان کے اسکا ہمسر کوئی مقبرہ نہین ہے شاہجہان بادشاہ کے
حکم سے یہ مکان بنا چونکہ یہ شخص نورجہان بیگم زوجہ محبوبہ جہانگیر اور وزیر اعظم
شاہجہان بادشاہ تہا اور محض اسی کی سعی جمیلہ سے شاہجہان کو سلطنت
حاصل ہوئی تھی بادشاہ کو اسکی وفات کا کمال رنج ہوا اور اپنے والد کے مقبرے کے
پاس اسکا مقبرہ بنوایا یہ مقبرہ بنیاد سے سرتک سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا
اندر مقبرے کے فرش بھی سنگ مرمر کا تہا قبر کا چبوترہ اور قبر بھی سنگ مرمر کی
تھی آٹھون دہلیز ہین اور یا ہر غول اور ہر ایک پہل کے لیے ستون
سنگ سرخ کے دہنون کے دوزرہ یہ کانس کا کام تہا چارون طرف باہر و اندر
کے جو مثمن وسیع چبوترہ تہا اسکے ایک ایک پہل پر ایک ایک لمبی سل سنگ مرمر کی
کی نصب تہی اور چبوترے کی دیوارون پر سنگ سرخ نصب تہا چار حوض جو چار سمت
تہے انکے کنارون پر بھی لمبی چوڑی سلین سنگ مرمر کی جڑی ہوئی تہین حسن باغ
کے وسط مین یہ مقبرہ بنایا گیا وہ باغ آراستہ وسیع رکہا گیا کہ تین بیگہ زمین اسکے
اندرون احاطہ تجویز ہوئی اس باغ کے متعلق اور بھی حافظ خانہ و مسجد وغیرہ
عمارتین تہین جو سب بطمع پتہر کے گرالی گئین اس مقبرے کا سامان چاندی سونے
کی قندیلین و جہاڑ فانوس و فرش و فروش مقبرے جہانگیر سے کچھ ہی کم تھا-

جو سب کا سب تین حاکمون کیوقت عمارت مین آیا درخت بہی کاٹ کر لوگ لیگئے
تمام باغ کف دست میدان ہوگیا مکانات و مقبرہ و چار دیواری باقی تہی وہ
بسبب اپنی استحکام کے سکہون کے ہاتہہ سے محفوظ رہی آخر جب مہاراجہ رنجیت سنگہ
کو امرتسر بہیجنے کیواسطی پتہر کی ضرورت ہوئی اور نیز حضوری باغ مین بارہ دری
سنگین بنانے کی تجویز ہوئی تو لاہور کے بہت سے مقبرون سے پتہر اُتار اگیا-
جنمین سے اب بہی اکثر موجود ہین اور اکثر بیخ و بنیاد سے کُہد گئی اور اکثر سرکار
انگریزی کیوقت بصیغہ نزول نیلام ہوگئی اور خشت فروشون نے اُنکی اینٹین
نکال لین - چونکہ یہ بہت بڑا مقبرہ تہا اور لاکہون روپیہ کا پتہر اسپر نصب تہا
مہاراجہ کے حکم سے اسکا پتہر بہی اُترنا شروع ہوگیا اور ایسی بے احتیاطی سے پتہر
اُتار اگیا کہ مقبرہ ایک کہنڈر ہوگیا مگر استحکام کا یہ حال ہے کہ اب بہی دو ہزار برس
تک کہڑا رہے تو عجیب نہین سیڑہیون کا پتہر ایسی بیرحمی سے نکالا ہے کہ سیڑہیان
منہدم کردی ہین مقبرے کے اندر کا فرش سب اکہاڑ لیا گیا ہے چبوترہ منہدم
کردیا گیا ہے صرف قبر کا تعویذ سنگ مرمر کا جسپر بخط نسخ عربی نود نہ نام باری تعالی
لکہے ہین پہینک دیا گیا ہے وہ ابتک مقبرے اندر رکہا ہے یہ تعویذ ایک ٹکڑے
پتہر سنگ مرمر کا ہے اور آیات قرآنی و اسمائے الٰہی اُسپر کندہ ہین یہ تعویذ ہو بہو
مثل تعویذ قبر شاہ جہانگیر کے بنا ہوا ہے وہی وضع وہی قطع وہی قدو ہی قامت
وہی تحریر وہی پتہر ہے اس مقبرے کے آٹہہ دہن اور آٹہہ دروازے ہین
ہر ایک دروازے کی سنگی دہلیزین ایسی بُری طرح سے نکالی ہین کہ دروازے
بالکل منہدم ہوگئے ہین غرض کہ اس مقبرے کی حالت دیکہکر حیرت ہوتی ہے کہ
بنانے والون نے تو لاکہون روپیے خرچ کرکے ان عمارت کو بنایا اور گرانے والون
نے صرف پتہر کی طمع سے بے رحم ہوکر اسکو گرا دیا اور زمانہ کے انقلاب نے وہ

صورت دکھلائی کہ دن کی جگہ اندہیری رات ہوگئی +

آن قصر کہ با چرخ ہمی زد پہلو — بر درگہ او شہان نہادندے رو
دیدم کہ بر کنگرہ اش فاختہ — بنشستہ ہمی گفت کہ کو کو کو کو

اس مقبرے کا بڑا دروازہ سرائے کے دروازے کی طرح جنوب کی سمت کو ہی اور وسیع پختہ چار دیواری بلند اسقدر ہی جسقدر سرائے کی چار دیواری ہے محاذ مقبرے کی مغربی دیوار کے ساتہہ ایک پختہ مسجد بنی ہوئی ہی جسکی ہیئت بدل کر اب کسی صاحب ریلوے کے ملازم نے کوٹھی بنالی ہی اس مسجد کے صحن کا فرش خشتی اب تک بحال و برقرار ہے + فی زمانہ مرمت اس مقبرے کی سرکار انگریزی کی طرف سے مولف کتاب کی معرفت ہو گئی ہی جس سے اسکے گرنے کا اندیشہ رفع ہو گیا ہے +

مقبرۂ نور جہان بیگم زوجہ شاہ جہانگیر المشہور نور محل

یہ مقبرہ مقبرۂ آصف جاہ کی چار دیواری کے باہر بجانب غرب بفاصلہ ریلوے سڑک کے واقع ہی اس مقبرے کی عمارت عجیب طرح کی بنائی گئی ہی کہ تمام عمارت محرابدار قالبوتی ہی ہر ایک سمت کو سات سات در ہین تمام مکان کے بیرونی اٹھائیس در ہی شمار میں آتے ہین بیچ میں چار چار دریان شرق سے غرب جنوب سے شمال تک ہر طرف سے کہلا ہوا مکان ہے وسط میں ایک علیحدہ درجہ دکہلایا گیا ہی جسکے تین تین در ہر طرف کل بارہ در ہین اسکے وسط مین ایک چبوترہ چبوترے کے اوپر دو قبر ہین ایک نور جہان بیگم ملکہ زمانی اور دوسری اسکی دختر کی تمام مکان کی چھت قالبوتی ہی جنوب کی طرف زینہ اوپر جانے کا اندرونی درجہ کے نیچے ایک تہہ خانہ مکلف بنا ہوا ہی جسکا زینہ جنوب کی سمت کو سلامی کے طور پر بنا ہی اور لوگ اسمین اتر جاتے ہین –

یہ مکان بہی شاہجہانی عہد میں نہایت مکلف و سنگین بنایا گیا تہا. اندر کا
چبوترہ اور دو نو قبریں سنگ مرمر کی تہیں اور باہر کی دیواروں پر سنگ سرخ
تہا فرش سنگ ابری کا تہا جب اُسکے بہائی آصف جاہ کے مقبرے کا پتہر اُترا تو
وہی آفت اسکے مقبرے پر آئی سب پتہر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے حکم سے اُتار لیا گیا
تہہ خانے کا دروازہ کہولکر جو دیکہا تو معلوم ہوا کہ دو نو نعشوں کے آبنوسی صندوق
دو سنگین مہدوں میں رکہے ہیں چنانچہ مہدے لئے گئے اور نعشیں زمین میں
دفنائی گئیں اور مقبرے کی مرمت اینٹ اور چونہ سے کرائی گئی چنانچہ چبوترہ اور
قبریں خشتی بن گئیں بالائی سقف کا خشتی فرش لگ گیا سنڈیریں بن گئیں
پہر کسی سبب سے ایسی عمارت بند ہوئی کہ تہہ خانہ کا دروازہ کہلا رہگیا جو ابتک
کہلا ہے اور لوگ اندر میلا کر جاتے ہیں ✣ واضح رہے کہ یہ مقبرہ اس عالی جاہ
نورجہان بیگم نورمحل زوجہ جہانگیر بادشاہ کی پیاری زوجہ و معشوقہ کا مقبرہ
ہے جسکی حکومت ہند کی ولایت میں شرق سے غرب تک تہی اور بادشاہ برائے
نام بادشاہ تہا اسکے نام کا سکہ ہر ایک نامی شہر و دارالضرب میں مسکوک ہوتا تہا
خزانہ فوج ملک سب اسکی قلم کے نیچے تہا آخر انقلاب زمانہ نے اسکو شاہجہان
کی قید میں ڈالا اور آصف جاہ اسکا بہائی جو اسکے اختیارات سے بجان تنگ آیا
ہوا تہا اس سے پہر گیا اُسی کی سعی سے شاہجہان کو ہند کا تخت ملا اور یہ
قید میں آگئی اور قید ہی میں جان بحق تسلیم ہوئی اب اسکے مقبرے کی تواریخ
ہے جو لکہی گئی ہے۔ مسند اعزاز پر مسند نشین ہوتے رہے۔ دارو نیا میں کبہی
رستم کبہی اسفندیار۔ ایک دم میں انکا جب جاتا رہا وہ شور و شور
کچہہ نظر آیا نہ باقی اُن سے جز مشت غبار۔

خانقاہ فضل شاہ مجذوب

فضل شاہ ایک مجذوب فقیر اخیر عملداری سکہان مین لاہور مین پہرا کرتا تہا موضع
سید پور کہنہ علاقہ ظفروال ضلع سیالکوٹ کا یہ رہنے والا تہا جب لاہور آیا تو
چند سال پہلے ایک مسجد کا ملا رہا پہر عینک سازی کا کام کرتا رہا پہر مسمی رحمن شاہ
فقیر نوشاہی کا مرید ہوا پیر کی مہربانی سے یہ کمال کو پہنچا اور مجذوب ہوگیا
اگرچہ لاہور کے دربار کے راجہ مہاراجہ امیر سردار سب اسکے معتقد تہے مگر راجہ دینا ناتہہ
تو بندۂ بیدرم تہا یہ مکان راجہ دینا ناتہہ نے اسکی زندگی مین اسکی خاطر
پختہ بنوایا اور مرنے سے پہلے ہی قبر بنا رکہی تہی راجہ دینا ناتہہ بلاناغہ اسکے
پاس آتا تہا اور ہزارون روپے نذرانہ دیتا اسکے فرزند بلند شاہ کی سواری
کے لئے عمدہ عمدہ گہوڑے اور پہننے کو عمدہ عمدہ قیمتی پوشاکین اور دوپٹے
دوسرے کپڑے طلائی و کنٹہہ و مالاے مروارید وغیرہ موجود و حاضر تہے اور
جیوند اس نام ایک منشی راجہ دینا ناتہہ کی طرف سے ہر وقت اسکے پاس حاضر
رہتا تہا اور جو بات اسکی زبان سے نکلتی وہ لکہہ لیتا اور رات کو راجہ کے گوشگذار
کرتا راجہ دینا ناتہہ نے اسکے بیٹے بلند شاہ کی شادی بہی بڑی دہوم دہام سے کی
اور چند مکانات سکونت کے لئے بہی خرید دئے دہم ساون سمت ۱۹۱۱ بکرمی مین
بمرض استسقا یہ شخص مرگیا راجہ دینا ناتہہ وغیرہ امراے شہر اسکے جنازے پر
حاضر ہوئے اور قیمتی دوشالے سینے لاش پر ڈالے اور بڑے اعزاز سے دفن
کیا متن بعد جبتک راجہ دینا ناتہہ زندہ رہا سالانہ عرس اسکا بڑی دہوم دہام
سے ہوتا رہا بعد ازان بہی اعتقادمند لوگ عرس کرتے رہے اب مختصر فاتحہ سالانہ
ہوتی ہے بلند شاہ اسکا بیٹا بہی بعد وفات اپنے باپ اور راجہ دینا ناتہہ
کے مفلس و تنگدست ہوکر مرگیا اب اسکی ایک لڑکی نادرہ بیگم نام باقی ہے
جو احاطہ مزار مین پردہ دار مکان علیحدہ کرکے قیام پذیر ہے اور اسکا شوہر

حافظ عمر دراز بھی اُسی جگہ اپنی زوجہ کے پاس رہتا ہے مکانات حویلیاں جتنی تھیں سب بلند شاہ فروخت کر کے مرگیا + یہ مکان دروازہ مستی و کشمیری کے درمیان سرکاری باغ مفوضہ نواب نوازش علیخان کی حدود کے اندر واقع ہے چار دیواری پختہ ہے دروازہ شرق کی طرف ۔ مزار کا مقام بھی پختہ بنا ہے مسجد و چاہ وغیرہ مکانات متعلقہ خانقاہ سب پختہ راجہ دینا ناتھ کے وقت کا بنا ہے بڑے بڑے درخت بڑھ وغیرہ اس مکان میں سایہ فگن ہیں +

تیسری قسم اُن مکانات کی تفصیل مین جو کسی اہل ملت و مذہب سے متعلق نہیں ہیں اسمین دو فصل ہین ایک مین حالات مکانات اندرونی شہر دوسری مین بیرونی شہر کے از قسم حویلی و باغ و کٹڑہ و احاطہ وغیرہ

حویلی میان خان

لاہور کے قدیم عمارات اندرونی میں سے یہ وسیع اور بے مثل عمارت وسعت و استحکام و سنگینی میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی نواب سعداللہ خان وزیر شاہجہان بادشاہ اسکا بانی تھا لاکھوں روپیہ خرچ ہو کر یہ حویلی تیار ہوئی ابھی کچھ عمارت باقی تھی کہ نواب سعداللہ خان مرگیا اور نواب میان خان اُسکے بیٹے نے یہ عمارت تمام کی اس سبب سے حویلی میان خان مشہور ہوگئی یہ حویلی اپنے عرض و طول میں دو میل کی مقدار سے کم نہیں ہے جسکے تین درجے تھے ایک حویلی زنانہ دوسرا مردانہ جسکو رنگ محل بولتے تھے تیسرا قلعی خانہ اب قلعی خانہ میں علیحدہ محلہ آباد ہے اور زنانہ حویلی میں خراسیون

کی آبادی ہی اور رنگ محل مین مشن سکول کے طالب علم پڑہتے ہین بڑا حصہ
اس حویلی کا وہ تہا جو زنانہ حویلی کہلاتی تہی اُسمین بڑا حوض معہ فوارون کے
تہا اور وسیع سرد خانہ اور باغچہ اور سرخ پتہر کے دالان بیشمار تہی بڑی ڈیوڑہی
اسکے شرق کی سمت تہی جسطرف اب ساوہون کی مسجد ہی اور چہوٹی ڈیوڑہی
غرب کی سمت یہ دونو ڈیوڑہیان ابتک موجود ہین بڑی ڈیوڑہی تو میرزا محمد المشہور
مرزا موٹا کی حویلی کے اندر ہی گویا وہ راستہ ہی اب بند ہوچکا ہی چہوٹی ڈیوڑہی غربی
کا راستہ جاری ہی دروازے کی عمارت بہی ابتک موجود ہی رنگ محل کی عمارت
ابتک تمام و کمال سالم ہی اگرچہ پادری غورمن صاحب نے اُسمین تغیر و تبدل بہت
کیا ہی تو بہی بڑی ڈیوڑہی رنگ محل کی اور اکثر مکانات قدیم ابتک سلامت
ہین ۔ وشل چاہ کلان اس حویلی کے اندر و باہر تہے چار تو چار گوشون پر باہر
کی سمت اور دو شمال و جنوب کی سمت اور چار اندر حویلی کے جنمین سے اب
ایک چاہ گوشہ رنگ محل کا اور دوسرا قلعی خانہ کا باقی ہے اور سب برباد ہوچکے
ہین چاہ گوشہ گکنی جو سب سے بڑا چاہ تہا اب ملبہ ڈال کر بہروا دیا گیا ہی اور زمین
مفتی غلام سرور نے مکان بنا لیا ہی اسیطرح چاہ گوشہ نیرتن کما نگدون نے خرید کر بہروا دیا اور
زمین پر دوکا بین بنالی ہین جنوبی سمت کا چاہ نور گلی کے وہوبیون کے حصہ
مین آیا اُنہون نے اینٹین نکال لین اندر کے چاہ بہی اب بے نام و نشان
ہین تالاب کلان جو حویلی کے وسط مین تہا وہ انگریزون نے سرکاری
خرچ سے مٹی ڈلوا کر بہروا دیا کیونکہ کسی وقت مین اس حویلی کا پانی بارش
وغیرہ کا باہر نہین نکلتا تہا اُسی تالاب مین جمع رہتا تہا اور تمام محلے مین
بدبو پہیلی رہتی تہی انگریزون نے اسکو بہروا کر آدہی حویلی کا پانی شرق کی
سمت سے متعلقین کی کوٹہلی کی سمت سے نکلوایا اور آدہی حویلی کا غرب کی سمت

اب اس حویلی مین قوم جاٹ خراسی آباد ہین اور دوسو کے قریب خراس چلتا ہے اور چار ہزار گہر بستا ہی۔ جب تک عملداری سلاطین چغتائی کی قایم رہی اس حویلی کی عمارت کو کچہہ نقصان نہین پہنچا تہا جب سکہا شاہی زمانہ آیا اور اس حویلی کے وارث جا بجا نکل گئے تو لوگون نے اسکو گرانا شروع کیا جسکے ہاتہہ مین کوئی عمارت آگئی گرا کر لے لیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کی عملداری مین وارث اس حویلی کے آموجود ہوئے اور اُنہون نے لاکہون روپیہ کی عمارت کو کوڑیون کے بہاؤ فروخت کیا زمین تو دو دو اور چار چار اور پانچ پانچ روپے منڈلہ اور چار چار آنہ گز وہ عمارت فروخت کی جنکا دو دو تین تین گز اُتار تہا اس بیرحمی کے ساتہہ مال مفت دل بے رحم اس حویلی کو وارثان سنگدل نے ضایع کردیا چار سنگین سرخ پتہر کے دالان معہ ستونون اور مرغولون وغیرہ جنکا ارتفاع پانچ پانچ گز بلند تہا میر نورالدین وارث حویلی نے میر عبدالرحمن کے پاس فروخت کرڈالی اور وہ ابتک اُسکی حویلی مین جو اسی حویلی کے اندر بنی ہوئی ہی موجود ہین انگریزی عہد مین بہی بہت سی جائداد زمین وعمارت اس حویلی کی فروخت سے باقی تہی اُس کی تقسیم کے لئے فیما بین عابد علی و سیف علی و ننہی بیگم و وارثہ بیگم نیاز علی وغیرہ ورثا کے عدالت مین مقدمہ ہوا اور اسمین مقرر ہوکر تقسیم عمل مین آئی اب وہ بہی سب کے سب فروخت ہوچکی ہی اور حویلی کے مالک قوم جاٹ بن گئی ہی + نواب میان خان مالک اس حویلی کا لاولد تہا اُس نے میر ہدایت علی نام ایک سیدزادہ کو متبنی کیا اُسکے دو بیٹے ہوئے ایک رجب علی دوسرا محبت علی رجب علی کے گہر ایک بیٹا میر اسد اللہ خان ہوا اُسکا بیٹا میر نورالدین خان مالک حویلی تہا اُس نے اپنی تمام عمر اسی حویلی کی فروخت پر گزارہ کیا نورالدین کے کے گہر ایک لڑکی ننہی بیگم ہوئی جو سیف علی سے بیاہی گئی۔ سیف علی کا بیٹا

نادر علی اب موجود ہی۔ سیف علی اسکے باپ کا گزارہ بہی تمام عمر اس حویلی کی فروخت پر رہا اب وہ موضع وندیان مین کاشتکاری کرتا ہی میر ہدایت علی نے ایک گاؤن بہی آباد کیا تہا جسکا نام کوٹ ہدایت علی خان ہی وہ ان وارثون کے قبضہ سے نکل گیا۔ اب موضع وندیان کی کچہہ ملکیت سیف علی نے اپنی تدبیر سے اپنے نام قائم کرلی ہی اس خاندان مین اب صرف نادر علی شاہ لایق شخص ہی مگر جائداد اسکے پیدا ہونے سے پہلے خورد برد ہوچکی ہی اُس نے مطبع بناکر ہمبر ہند اخبار جاری کیا ہوا ہے ٭ قلعی خانہ کی کل زمین وعمارت بہی انہین ورثا نے فروخت کرکے برباد کردی رنگ محل کا عالیشان مکان سکہی وقت مین ان کے قبضہ سے نکل گیا تہا اور سکہی سرکاری اہلکار مثل غوثی خان کرنیل سلطان محمود توپخانہ والہ وغیرہ اسمین رہتے رہی انگریزی عہد مین اس جگہ پہلے تہانہ مقرر ہوا پہر مشن سکول مقرر ہوگیا جو اب تک موجود ہی اس سبب سے ورثا حویلی کے اسکے قبضہ سے محروم رہی مگر دعوی ہمیشہ کرتے رہی۔ نواب میان خان کا باغ ومقبرہ جو موضع باغبانپورہ کے غرب کی سمت ہی وہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے ضبط کرکے راجہ سوچیت سنگہ کو دیدیا تہا جو انگریزی عہد مین بصیغہ نزول نیلام ہوا اور نواب علی رضا خان قزلباش نے خریدا نواب سعد اللہ خان و میان خان اصلی متوطن چنیوٹ ضلع جہنگ کے تہی وہان بہی ایک مسجد سنگ سیاہ کی مبنیہ نواب سعد اللہ خان موجود ہے ٭

حویلی ثانی نواب میان خان المشہور پتہران والی

یہ دوسری عالیشان حویلی نواب میان خان کی موچی دروازے کی علاقہ مین مشہور ومعروف حویلی تہی چونکہ اُسکی عمارت مین کالا پتہر لگا ہوا تہا پتہران والی حویلی کہلاتی تہی۔ اُسپر بہی وہی صورت سکہی وقت مین گذری آخر مہاراجہ رنجیت سنگہ نے

اُسپر دخل کرلیا اور حکم دیا کہ باروت سازی کا کارخانہ اسمین جاری ہو چنانچہ چند سال باروت اُسمین بنتی رہی آخر ایک روز علی الصباح دو گھڑی رات رہے کسی سبب سے باروت مین آگ لگ گئی اور کئی ہزار من باروت جو حویلی کے بہت سے مکانات مین بہری ہوئی تہی ایکدم مین اُڑ گئی اُسوقت ایسی سخت آواز ہوئی کہ تمام شہر جاگ اُٹھا اور زلزلہ ایسا نمودار ہوا کہ شہر مین اور بہی کئی کہنہ مکانات گر گئے اور اُس حویلی کی دیوارین اور پتہر ہوا مین اُڑ کر پانچ پانچ کوس تک باہر جا پڑے موچی دروازے کا علاقہ تو سب مسمار ہو گیا اُس حویلی کی چہتین جس مکان پر جا کر پڑین مسمار کر دیا قریب دو سو آدمی کی جانین اس صدمہ مین تلف ہوئین چند سال یہ حویلی کہنڈرات کی حالت مین رہی پہر عام لوگون نے اُس زمین پر آبادی کر لی اور ورثائے نواب میان خان نے اس زمین کو بزمانہ مختلف فروخت کر دیا اب بہی کچہہ کچہہ عمارت کہنہ اُس حویلی کی کہین کہین موجود ہی یہ صدمہ سنہ ۱۸۶۴ بکرمی مین واقع ہوا

مبارک حویلی

یہ ایک مشہور و معروف حویلی پُرانی عمارت شہر لاہور مین سے ہی اگرچہ اب نقشہ اسکا بالکل سب نئی عمارت بن چکی ہی مگر جنوبی حصہ اسکا جسکو حویلی کی پشت کہنا چاہئیے اب بہی بقیہ پُرانی عمارت کا باقی ہی محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین میر بہادر علی و نادر علی و بہادر علی نے اس حویلی کی بنیاد رکہی جب بن چکی اور وہ اسمین آکر آباد ہوئے تو اُسی ماہ مین بہادر علی کے گہر لڑکا پیدا ہوا اس تقریب نیک سے یہ حویلی مخاطب بمبارک حویلی ہوئی مدت مدید تک خاندان بانیان حویلی ہمہ آباد رہا جب سکہی وقت آیا اور شہر لاہور کی بیرونی عمارت سب اُجڑ چکی اندرونی آبادی بہی بار بار لوٹی گئی تو یہ خاندان بہی حویلی سے نکلکر جا بجا چلا گیا اور حویلی کی بہت سی عمارت بسبب بے مالک ہونے کے لوگ گرا کر لے گئے مہاراجہ

رنجیت سنگھ کیوقت جب شاہ شجاع الملک کابل سے بیدخل ہوکر آیا تو یہی حویلی مین اُتارا گیا اور اسی حویلی مین مہاراجہ رنجیت سنگھ نے شاہ شجاع کو قید کر کے جواہر کوہ نور جسکا ثانی کوئی جواہر روئے زمین پر نہ تہا اُس سے چہین لیا۔ اور لاکہون روپیے کا جواہرات اُسکی عورتون کی تلاشی بذریعہ عورات کے لیکر اُس سے حاصل کیا آخر جب وہ تنگ آیا تو پہلے اُس نے اپنی عورات کو تغیر لباس ہندو عورتون لے لُدہیانہ کو روانہ کردیا اور خود رات کو دیوار پشت حویلی کی توڑ کر تنہا نکلا اور بڑی بدرروکے رستے جو لوہاری دروازے کے پاس ہے شہر سے باہر نکل گیا۔ غرض یہ حویلی سکہی عملداری مین سرکار مین ضبط رہی اخیر عملداری کیوقت سردار کہڑک سنگھ سندہانوالیہ کو ملی اور قبضہ غلام محی الدین شاہ قریشی سردار مذکور کے منتظر کا اسپر چند سال رہا بیرونی قطعات متعلقہ اس حویلی کے غلام محی الدین شاہ نے باجازت سردار مذکور کی خود لیکر مکانات بنوا لیئے اور بڑی حویلی نواب علی رضا خان قزلباش کے پاس باقرار سردار مذکور کے بیع ہوگئی نواب مذکور نے اپنی زندگانی مین اُسکی عمارت مین بہت سا تغیر و تبدل کیا شرق کی طرف بڑا دروازہ نکالا اور بہت بڑے دالان و صحن عمارات جدید بنوائین اور ماہ محرم مین عزاداری کی مجلسین اسمین مقرر کین جب نواب جنت نصیب ہوگیا تو نواب نوازش علی خان اُسکے جانشین نے اس حویلی کی عمارت کی طرف بہت سی توجہ کی اور باپ کیوقت کی عمارتون کو گرا کر اعلے درجے کی عمارتین بنوائین جسکو دیکہکر انسان خوش ہوجاتا ہے بالفعل اس حویلی کی ڈیوڑہی شرق کی سمت کو بازار کی طرف ہے یہ ڈیوڑہی دو منزلہ نہایت مکلف بنی ہوئی ہے اس سے آگے بڑہین تو ایک وسیع صحن ہے صحن کے جنوب کی طرف عالیشان قالبوتی دہنون کا دالان ہے اور دالان کی پشت کی طرف

گویا ایک علیحدہ درجہ حویلی کا ہی جسمین سامان باورچی خانہ کا رہتا ہے اور
ماہ محرم کے دس روز تک جو غربا و فقرا کو کہانا دیا جاتا ہے وہ اسی درجہ مین پکایا
جاتا ہی اس بیرونی صحن کے غرب کی طرف بڑی اونچی دیوار ہی اور دوسری خورد
ڈیوڑہی اس ڈیوڑہی کے اندر جب جائین تو دوسرے درجہ کا وسیع صحن آتا ہے
اسی صحن مین ماہ محرم عزاداری کی مجلسین دس روز تک شام سے صبح تک ہوتی
رہتی ہین اور بڑا ہجوم خلایق کا رہتا ہی خصوصاً ساتوین تاریخ محرم جس روز امام قاسم
کے مہندی ہوتی ہی جم غفیر خلایق کا یہان ہوتا ہی اور تمام شہر کے لوگ جو مہندی و
علم نکالتے ہین اس جگہ لاتے ہین اور نواب نوازش علی سب کو زر نقد اپنی جیب
سخاوت سے دیتے ہین اس صحن کے غرب کی سمت تو وہ مکلف عالیشان دالان ہے
جو عزاداری کے لئے خاص کیا گیا ہی اور جہاڑ فانوس وغیرہ تکلفات سے آراستہ
رہتا ہی اور جنوب اور شمال کی سمت دو منزلہ مکلف و عالیشان اور عمارتین ہین
جہان نواب نوازش علی خان مع اپنے بہائی ناصر علی خان کے رہتے ہین۔ اس
حویلی کے اصل بانیون کے خاندان مین سے لاہور مین سید چراغ علی شاہ حکیم
بن سید احمد شاہ بن میر قمر علی المشہور بمیر شاہین بن میر جیا بن میر عالم شاہ
قیام پذیر ہی اور بانیان حویلی میر عالم شاہ کے بہائی کی اولاد مین سے تہی یہ شخص
سید چراغ علی شاہ ایک شخص طبیب و فقیر لاہور مین قیام پذیر ہی خاندان چشتیہ و
قادریہ مین اسکی بیعت ہی مرید بیشمار ہین خلیق نہایت اور خوش خو و خوش مزاج اسکے
تین فرزند سید حاکم علی و بہادر علی و نادر علی بہی اپنے باپ کی طرح خلیق و
صاحب لیاقت ہین ؛

عمارت پری محل

شاہجہان بادشاہ کے عہد مین اس عالیشان محل کو نواب میرزا علم الدین

المشہور وزیر خان نے بنوایا چونکہ یہ محل اپنی خوبی عمارت و قطع مین ثانی نہین رکہتا تہا اسلیئے اسکا نام پری محل رکہا گیا نواب وزیر خان اپنے عہد حکومت مین اسی جگہ قیام رکہتا تہا کچہری بہی اسی مین ہوتی تہی اس محل کے دو درجے تہے ایک زنانہ دوسرا مردانہ مردانہ حصے مین بڑے بڑے دالان اور عالیشان شہ نشینین اور باغ و پائین باغ تہا سنگی عمارت بہت تہی زنانہ حصہ مین پردہ دار مکانات نہایت مقطع بنے ہوئے تہے اسلامیہ سلطنت تک یہ مکان بارونق رہا سکہی وقت مین پہلے تو تین حاکمون نے اسکے پتہر نکلوائے اور فروخت کیے پہر مہاراجہ رنجیت سنگہ اسپر قابض ہوا اور فوج و گولہ باروت اسمین رکہا گیا بڑی بڑی عمارتین گراکر میدان بنایا گیا انگریزی عہد مین اگرچہ نواب وزیر خان کی اولاد نے اسکے حصول کیلئے کوشش بہت کی مگر انکے دعوی کی سماعت کسی نے نہ کی کیونکہ سکہی عہد مین عرصہ دراز تک یہ مکان ضبط رہ چکا تہا سرکار انگریزی نے بعد چندے زوال اسکو نیلام کیا اور سلطان ٹہیکہ دار نے خرید کر اسکی اینٹین نکلوائین اور اسکی اینٹون سے لنڈہ بازار و سرائے کی عمارتین بنوائین اب اس عمارت مین سے ایک تو ڈیوڑہی یعنی غربی دروازہ قائم ہے اور جنوبی و غربی دو کانین ہین جن مین کرایہ دار رہتے ہین اور کرایہ مہاراجہ جمون لیتے ہین کیونکہ محمد سلطان کی اور جائداد کے ساتہ یہ جائداد بہی مہاراجہ کے پاس رہن ہے بقیہ عمارت اسکی دیکہی جاتی ہے تو عقل حیران ہوتی ہے کہ بانی نے اسکے استحکام کا کس قدر انتظام کیا تہا دو کانون کی ڈیوڑیان اور چہتین سب قالبوتی پختہ چونہ گچ بنوائی تہین مگر محمد سلطان نے وہ سب عالیشان پختہ عمارتین اینٹ کی طمع سے گرائین +

حویلی کلو بائی المشہور حویلی اہلو والیہ

پرانی عمارت مین سے یہ حویلی بہی محلہ کی دروازہ یادگار زمانہ سلف کہی جاتی ہے

عمارت اسکی نہایت مستحکم و پختہ چونہ گچ ہی بیچ مین کہلا ہوا صحن ہی اور چارون
طرف دو منزلہ سہ منزلہ پختہ عمارتین ہین جنوبی حصہ مین ایک عالیشان سرد خانہ
ہی اور اُسپر بڑا دالان قالبوتی شاہ نشین بنا ہی۔ اس حویلی کا بانی نواب زکریا خان بہادر
صوبہ لاہور تہا جسکا مفصل تذکرہ تاریخ پنجاب مولفہ راقم مین موجود ہی اور مجمل ذکر
اس کتاب کے بعض مواقع مین تحریر ہو چکا ہی اُس نے یہ حویلی اپنی محبوبہ عورت
کلو بائی کی خاطر تعمیر کی تہی جو قوم کی مطربہ تہی اور نواب اسکے حسن و خوبی و نغمہ
پردازی پر ایسا محو ہوا کہ اُسکو اپنی نکاح مین منعقد کر لیا چونکہ وہ عورت بسبب غیرت
قومیت نواب کے حرم محترم مین داخل نہین ہو سکتی تہی نواب نے اُسکے واسطے
یہ عالیشان حویلی تعمیر کی بعد انقلاب سلطنت کے کل جائداد کے ہمراہ یہ حویلی
بہی نواب غازی کے قبضہ مین آئی جو ایک شخص نواب زکریا خان کی اولاد مین
سے لاہور مین قیام پذیر تہا چونکہ اُسکا گزارہ جدی جائداد کی فروخت پر تہا اُس نے
چاہا کہ یہ حویلی بہی فروخت کر ڈالے مگر کسی نے نہ لی آخر مسمی حسین شاہ رمال نے
ایکسو روپیہ کو یہ حویلی جسکی تعمیر پر لاکہون روپیہ خرچ ہوا تہا نواب غازی سے
لی لی چنانچہ وہ ایکسو روپیہ اُسکا برباد گیا اور حویلی مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اُس سے
چہین کر سردار فتح سنگہ آلووالیہ رئیس کپورتہلہ کو بخشدی چنانچہ اب تک اس
حویلی پر قبضہ رئیس کپورتہلہ کا ہی اور بسبب عدم خبرگیری کے بہت مقامات
گر گئی ہی۔ اس حویلی کے شمال کی سمت بفاصلہ رستہ بازار کے ایک عالیشان
چاہ و تہ خانہ و باغیچہ پختہ عمارت کا اسی حویلی کے متعلق تہا وہ بعہد سرکار انگریزی
نزول مین درج ہو کر نیلام ہو گیا اور دیوان اجودہیا پرشاد نے خرید لیا اور دیوان
بیجناتہ خلف دیوان اجودہیا پرشاد نے اُس جگہ نیا باغیچہ بنوایا اور چاہ کو جاری
کر کے اُسکے پانی سے باغیچہ کو سیراب کیا +

کٹڑہ حاجی امان خان

یہ کٹڑہ لاہور کے قدیمی مکانات مین سے ہی جو فی زمانتا کٹڑہ حکیم ولی شاہ کا مشہور ہی اکبری عہد مین یہ کٹڑہ جواہریون کی ملکیت تہا اور کٹڑہ دولت اسکا نام تہا عالمگیری سلطنت کیوقت حاجی امان خان بن حاجی زمان خان قوم مغل نے جو ایک امیر کبیر سلطنت تہا اسکو خرید کیا اور اپنی لڑکی مہدیہ بیگم کے جہیز مین دیدیا بعد وفات حاجی امان خان کے مہدیہ بیگم کو پشاور کو جو اسکے باپکا وطن تہا جانے کا اتفاق ہوا تو وہ اس کٹڑہ پر مسمات سکینہ بیگم اپنے خاوند کے چچا کی بیٹی کو قابض کر گئی اور اسی کی اولاد مدت دراز تک قابض رہی آخر جب انقلاب سلطنت وقوع مین آیا تو یہ خاندان بہی پشاور کو چلا گیا اور کٹڑہ پر قبضہ بی بی زہرہ بیگم کا ہو گیا یہ عورت بہی ایک قریبی رشتہ دار اس خاندان کی تہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت اصلی حق دار و وارث کٹڑہ کا قاضی غلام شاہ پشاور سے آیا اور جب فیصلہ شرع و فتوی قاضی و حکم مہاراجہ رنجیت سنگہ اس پر قابض ہوا جسکی اولاد حکیم بزرگ شاہ و احمد شاہ و جیون جان ابتک قابض ہین بزرگ شاہ انہین سے فوت ہو گیا ہی اور اسکی لڑکیان موجود ہین سکہی وقت و عملداری مین حکیم ولی شاہ نے جو قاضی غلام شاہ کا رشتہ مین خسر پورہ تہا بہت فروغ پایا اور سب رشتہ دار گویا اسکے ماتحت ہو گئے تو یہ کٹڑہ ولی شاہ کا مشہور ہوگیا

اندھی حویلی

یہ حویلی لاہور کی قدیمہ عمارات مین مشہور و معروف عمارت ہی چونکہ اسکی مسقف ڈیوڑہی مین تاریکی بہت ہی اسواسطے اسکو اندہی حویلی کہتے ہین علاقہ محلہ جوڑ موری مین یہ حویلی واقع ہی قدیم دروازہ عالیشان اسکا اب مسدود کر دیا گیا ہے جو غرب کی سمت سر راہ کوچہ مین واقع تہا اور چھوٹا دروازہ بڑے دروازے کی بغل مین

نکالا گیا ہی اُس دروازے سے جب اندر جائین تو حویلی کا وسیع صحن آتا ہی جسکے چارون طرف نہایت پختہ عمارت بنی ہوئی ہی جنوبی حصہ مین بڑا دالان بلکہ دالان در دالان خشتی ستونون کا بنا ہوا ہی اس دالان کے نیچے بڑا سردخانہ ہی جسکے اندر اب کوئی نہین جاتا اور زینہ بند کردیا گیا ہی صحن کی ہر ایک سمت دو منزلہ عمارتین مکلف بنی ہین جو پختگی و استحکام مین لاثانی ہین اگرچہ اب بسبب گزر جانے صدہا سال کے عمارت حویلی کی نہایت غستہ ہو رہی ہی مگر اپنے استحکام و مضبوطی کے سبب سے اب بہی اگر اکیسو برس اسکی مرمت نہو تو کچہہ اندیشہ نہین ہے ۔

یہ حویلی شاہجہان بادشاہ کے عہد مین نواب وزیر خان کی نظامت کیوقت ایک ہندو امیر نے بنوائی تہی جو صوبہ پنجاب کا دیوان تہا اخیر سلطنت چغتائی تک مالک کی اولاد اسپر قابض رہی جب سکہی غارت گری کا وقت آیا اور پنجاب مین سخت قحط پڑگیا تو بانی کی اولاد لاہور سے نکل گئی اور تین حاکمون کیوقت اسپر باغبان یعنی ارائین لوگ قابض ہوگئے مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت بہائی مہان سنگہ نے چاہا کہ اسپر قابض ہوکر باغبانون کو نکال دیوے مگر ارائین نہ نکلے اور مقدمہ مدت تک ہوتا رہا آخر ارائین مغلوب ہوئے اور خبر دی کہ کرایہ حویلی کا بہائی مہان سنگہ کو دینا اُنہون نے قبول کرلیا ان ارائیون مین سے ایک شخص صوبہ نام تہا جو صوبہ کہانڈوالا مشہور تہا اُس نے صحن کے گوشہ جنوب غرب مین چاہ کہدوایا جو ابتک جاری ہی بالفعل تیس گہر ارائیون کے اس مین رہتے ہین اور ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ قطعات منزل زیرین و بالائی کے اپنے اپنے متعلق کرلیئے ہوئے ہین ان سے کرایہ اب بہائی سوایا سنگہ پسر بہائی مہان سنگہ لیتا ہی کوئی دو روپیہ سال کوئی تین روپیہ سال کوئی چار روپیہ سال دیتا ہے مگر بسبب قبضہ عرصہ دراز کے بہائی سوایا سنگہ اُنکو حویلی سے بیدخل نہین کرسکتا +

حویلی دیوان لکھپت رائے و جسپت رائے

یہ دو عالیشان قدیم عمارات کی حویلیاں بازار شہر علاقہ شاہ عالمی دروازے مین سر بازار موجود ہین دونو حویلیون مین فاصلہ ایک رستہ کا ہی جسکو لکھپت رائے کا پہلہ کہتے ہین جنوبی حویلی دیوان لکھپت رائی کی اور شمالی دیوان جسپت رای کی ہے یہ دونو حویلیان زنانہ ہین جو دونو بہائیون نے بکمال استحکام تعمیر کی تہین عمارت ان حویلیون کی پختہ چونہ گچ استرکاری اور دو منزلہ سہ منزلہ عمارتین نہایت خوبی کے ساتہہ بنی ہین بیچ مین کہلے صحن ہین اور سر بازار دوکانین ہین یہ دونو بہائی دیوان لکھپت رائے و جسپت رای نواب زکریا خان بہادر صوبہ لاہور کیوقت دیوان سلطنت پنجاب تہے اور دولتمندی کا یہ حال تہا کہ دیوان لکھپت رائے نے جب اپنی لڑکے کی شادی کی تو شہر لاہور مین فی کس ہندو مسلمان کو ایک ایک گندوڑا اڑہائی اڑہائی سیر وزن کہانڈ کا تقسیم کیا۔ اور بہی عمارات ان دونو بہائیون کی لاہور مین بہت ہین چنانچہ ان دونو حویلیون کی پاس پاس پہلہ کے اندر اور محاذ حویلی کے بازار مین عمدہ عمدہ عمارتین انکی ابتک موجود ہین ایک بڑا طویلہ اور دیوان خانہ دیوان لکھپت رائے کا شاہ عالمی دروازے بازار پاپڑ منڈی مین تہا جو سکہی وقت مین ضبط رہا اور سرکار انگریزی کیوقت وہ نیلام کیا گیا نصف مقدار اسکا تو مولف کتاب نے خرید کیا جسمین اب بعد تعمیر حویلی جدید کے سکونت پذیر ہے اور نصف سوہن شاہ وغیرہ نے لیا اور انہون نے اپنی اپنی مکانات اسمین تعمیر کرلئے کچہہ عمارت اس طویلہ کی مع دوکانات ابہی باقی ہین۔ ان دونو بہائیون کے یادگار دو پختہ تالاب تہے جو موضع مزنگ کے شرق کی طرف تہے انمین سے ایک تالاب کلان دیوان لکھپت رائی کا تو گاؤن والون نے گرا کر اینٹین فروخت کرلین اور دوسرا تالاب دیوان جسپت رائے کا ابہی

موجود ہین مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت کالو نام ایک شخص نے جو اپنے آپ کو دیوان
لکہپت رای کی اولاد کہتا تہا سب جایداد جدی فروخت کرلی اور یہ دونو حویلیان
باقی تہین کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے خاندان نوابان ملتان کو سکونت کے لیئے
دیدین ابتک وہی اُسمین سکونت پذیر ہین ابتدای عملداری انگریزی مین
کالو نے بہت سے مقدمات کیئے اور چاہا کہ ان حویلیون پر قبضہ لیلے مگر چونکہ
نوابون کو یہ حویلیان مہاراجہ رنجیت سنگہ دیہی چکے تہے سرکار انگریزی نے
اسمین تغیر و تبدل مناسب نجانا چنانچہ ابتک انپر قبضہ مالکانہ نوابون کا ہے ۰

قلعہ لاہور

یہ عالی جاہ سلطانی قلعہ لاہور کی نامی گرامی شاہی عمارتون مین شمار ہوتا ہے اگرچہ
اکبر بادشاہ کی سلطنت سے پہلے بہی اس جگہ قلعہ بنا ہوا تہا مگر مختصر اور خام تہا
اکبر نے اسکو فراخ کرکے حصار اسکا پختہ بنوایا اور اچہی اچہی عمارتین خشتی و سنگی
اسمین تعمیر کین چنانچہ مکان خوابگاہ کلان اکبر کی تعمیر ابتک موجود ہے شاہجہان
بادشاہ کیوقت اس قلعہ مین بڑی بڑی عمارتین بنائی گئین مقام تختگاہ و
خوابگاہ خورد و مثمن برج وغیرہ لاکہون روپئے خرچ ہوکر تعمیر ہوئی ان عمارتون
مین سنگ مرمر کی عمارتین بہت سی ہین ۔ خوابگاہ خورد ایسا مختصر و مقطع
مکان بنا جسکی خوبی کے ساتہہ کوئی تعمیر نہین ملتی کہ خوبی اُسکی دیکہنے پر منحصر ہے
مثمن برج شاہی سکونت کا مکان سب سے مکلف ہے عمارت سنگ مرمر کی
ہے چہتین مطلا و مذہب اور دیوارون پر شیشے کا بیلدار کام بنا ہے شاہی سلطنت
کیوقت صوبہ لاہور اسی مین قیام رکہتا تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ نے بہی تمام عمر
اسی مین قیام رکہا ۔ اس قلعہ کی چاردیواری نہایت مستحکم و پختہ و بلند ہے اور
چوڑی اسقدر کہ توپ اسپر چل سکتی ہے تین دروازے کلان مین ایک شرقی اور

ایک غربی اور ایک گوشہ شمال مغرب مین اس دروازے پر شاہجہان بادشاہ کا نام
لکھا ہے اس دروازے کو ہاتھی پوڑ کا دروازہ کہتے ہین بادشاہی عہد مین یہ
دروازہ بند رہتا تھا مہاراجہ رنجیت سنگھ کیوقت بھی بند تھا مگر اب انگریزی عہد مین
دونو کلان دروازے شرقی و غربی بند کردیئے ہین اور ہاتھی پوڑ کا دروازہ آمد و رفت
کے لئے کھولا گیا ہے جبسے پہرہ گورون کا رہتا ہے سرکار انگریزی نے بیشمار شاہی عمارتین
جو قلعہ کے اندر تہین گرا کر گورون کے رہنے کے لئے بارگین بنالی ہین تخت شاہی و
دالان محاذ تخت و خوابگاہ کلان و خورد و مکانات مثمن برج وغیرہ چند مکانات
باقی ہین ایک سنگ مرمر کی زنانہ مسجد جو اس قلعہ مین گنبددار بنی ہوئی موجود ہے
اسکو موتی مسجد کہتے ہین مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اسکا نام بدلکر موتی مندر نام
رکھدیا تہا اور سلطنت کا خزانہ بھی اُسی مسجد مین رکھا جاتا تہا سرکار انگریزی بھی
صوبہ پنجاب کا خزانہ اُسی مین رکھتی ہے اور بدستور موتی مندر کے نام سے موسوم ہے
اس قلعہ کی بالائی عمارت کے نیچے اکثر تہ خانے بنے ہوئے ہین خصوصاً مثمن برج
کے مکان کے نیچے بڑا وسیع سرد خانہ ہے جہان ذخیرہ سرکاری شراب کا بڑے بڑے
پیپون مین بہرا رہتا ہے اور گورون کو وہ شراب دیجاتی ہے۔ سرکاری میگزین
کا ذخیرہ بھی اس قلعہ کے اندر رہتا ہے قلعہ کے غربی دروازہ کے آگے جو ایک قطعہ
درمیان مسجد شاہی اور قلعہ کے واقع ہے اسمین مہاراجہ رنجیت سنگھ نے باغ
لگوایا تہا اور اُسکا نام حضوری باغ رکھا اس قطعہ مین سرسبز درخت مثمر و غیرہ
مثمر لگائے گئے ہین جنوبی و شمالی دروازے پختہ شاہی عمارت کی بنے ہوئے ہین
شمالی دروازے کا نام روشنائی دروازہ ہے جسکو شہر کا ایک دروازہ کہنا چاہیے
اور جنوب کی سمت جو دروازہ ہے وہ شہر کی حدود کو قلعہ کی حدود سے علیحدہ کرتا
ہے شرق کی سمت قلعہ کا دروازہ ہے اور غرب کی سمت قلعہ کے دروازے کے

محاذ پر دروازہ شاہی مسجد کا اور باغ کے وسط مین ایک بارہ دری نہایت عمدہ و مقطع سنگ مرمر کی بنی ہے +

بارہ دری حضوری باغ

اس بارہ دری کی تین منزلین ہین ایک منزل تو زیر زمین بطور تہ خانہ کے ہے اسکی خشتی عمارت ہے مگر چار دہلیز بین سنگ مرمر کی اُسمین بھی لگائی گئی ہین دوسری اور تیسری منزل کی عمارت سرتاپا سنگ مرمر کی ہے باعث اسکی تعمیر کا یہ ہوا کہ جب مہاراجہ رنجیت سنگہ نے قطعہ درمیانی مسجد شاہی و قلعہ لاہور مین باغ لگوایا اور حضوری باغ اُسکا نام رکھا تو شوق دامنگیر ہوا کہ اس باغ کے وسط مین ایک عمدہ بارہ دری تعمیر ہو جو بعد ہمارے یادگار منصور ہو چونکہ اسوقت مسلمان امرا کے بیشمار سنگین روضے و مقبرے شہر کے باہر موجود تہے حکم ہوا کہ اُنکا پتہر اُتروا کر اس بارہ دری کی عمارت مین لگایا جائے چنانچہ پہلے سب سے پتہر زیب النسا کے مقبرے کا اُتروایا گیا پہر مقبرہ شاہ شرف کا پتہر اُترا جسکا مقبرہ دروازے بہاٹی کے آگے تہا علی ہذالقیاس بہت سے مقبرون کے پتہر اُتروا کر اس عمارت کو ختم کیا گیا تسپر بہی پتہر کی کمی رہی اور فرش زیرین درجہ دوم و سیوم کا سنگین نہ بنا صرف چونہ کے فرش پر کفایت کی گئی- اس بارہ دری کی منزل زیرین یعنی تہ خانہ مین پندرہ سیڑہیان اُتر کر جاتے ہین یہ زینہ سنگ سرخ کا بنا ہے سیڑہیون کے آگے ایک درجہ بطور ڈیوڑہی کے ہے جسکی تینون طرف دہلیز بین سنگ مرمر کی لگی ہین اس تہ خانہ کے وسط مین ایک درجہ ایسا بنا ہے جسکے بارہ در قالبوتی مرغولی ہین یعنی تین تین در چارون طرف خشتی بنے ہین اور ہر ایک سمت غلام گردش جسکے اندر روشنی بذریعہ روشندانون کے آتی ہے جو اوپر کی منزل مین رکہے گئے ہین دوسرا درجہ اس بارہ دری کا تین قطعون مین منقسم ہے

ایک باہر کا کہلا ہوا چبوترہ سنگ مرمر کا عالیشان جو چارون طرف بارہ دری
کو محیط ہی یہ چبوترہ آٹھہ فٹ جوڑا ہی اور تین فٹ زمین سے اونچا چارونطرف
اسکے وسط مین ایک فٹ اونچا ایک اور چبوترہ اصلی چبوترے کی دیوار سے کچھہ
ہٹا کر بنایا ہوا ہی صورت اسکی مربع ہی اس خورد چبوترے کو شہ نشین بہی کہتے ہین
کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کی نشست بوقت دربار کے اسی چبوترے پر ہوتی تہی۔
چبوترہ کلان وخورد پر سنگ مرمر کا فرش ہی جسمین اور پتہرون کی رنگ آمیزی
ہی کلان چبوترے پر جانے کے لئے دو دو سیڑہیان سنگ مرمر کی ہین جسکے چار چار زینے
ہین چارون طرف آٹھہ زینے بنائے گئے ہین جب چبوترہ کلان سے انسان گزرے
تو بارہ دری کی اصلی عمارت شروع ہوتی ہی یہ قطعہ چبوترے سے دو فٹ بلند
بنایا گیا ہی تین تین دہن قالبوتی مرغولی چارون طرف رکہی گئی ہین دوہرے
دوہری ستون سنگ مرمر کے نہایت خوشنما منوت کار مرغول بہی سنگین خوش
قطع اور تینون دہنون کی بغلون مین ایک ایک دروازہ جسکو سنگ مرمر کی
چوکہٹین لگی ہین اندر باہر عمارت سنگ مرمر کی ہی خشتی عمارت کہین نہین
ان دہنون سے جب اندر جائین تو دس فٹ زمین غلام گردش کی چہوڑ کر
دوسری بارہ دری یعنی تیسرا قطعہ بارہ دری کا آتا ہی اسکے بہی بارہ در ہین
یعنی تین تین دہن چارون طرف اور ستون اکہرے دیوارین سنگ مرمر کی
چہتین ہر ایک درجہ اندرونی وبیرونی کی طلائی منوت کار آئینہ دار منقش تہی ہین
باہر کی طرف چہت کے برابر سنگ مرمر کا مندلان دار چہجہ بنایا گیا ہی جسپر بطور
منڈیر کے سنگ مرمر کے ستون قایم کرکے بیچمین پتہر کی جالیان جڑی ہین
بارہ دری کے اندرونی دو قطعون مین چونہ کا فرش ہی اگر یہ فرش بہی پتہر کا ہوتا
تو یہ بارہ دری گویا اپنی خوبی مین لاثانی ہوتی تہ خانہ کے روشندان ہر ایک سمت

پانچ پانچ ہین اور بیرونی چبوترے پر ہر ایک سمت چار چار فوارے مگر اب فوارے ٹوٹ گئے ہین۔ تیسری منزل پر جانے کے لئے سنگ مرمر کا زینہ بنا ہی سولہ سیڑہیان چڑہکر انسان اوپر جاتا ہی تو وسط مین میدان مسقف کے ایک بارہ دری سنگ مرمر کی مقطع نیچے کے اندرونی درجے سے اوپر بنی ہوئی ہی سقف کی میدان سے اسکا درجہ ڈیڑہ فٹ بلند رکہکر بارہ دری کی عمارت شروع ہوئی ہی اس بارہ دری کے بارہ در ہین تین تین در ہر ایک سمت۔ چہجہ بہی سنگ مرمر کا بنا ہی چہت آئینہ دار منبت کار مطلا منقش ہی اُسپر منڈیر بدستور درجہ زیرین کے ستون جماکر جالیدار بنائی گئی ہے۔ اس بارہ دری کی چہت اور نیچے کے درجے کی چہت پر فرش چونہ کا ہی صرف بطور حاشیہ کے منڈیر کے ساتہہ دو دو فٹ تک فرش پتہر کا ہی اور میدان مین سب چونہ لگایا گیا ہے ❊

حویلی میر جواد جو فی الحال دیوان اجودہیا پرشاد کی حویلی ہے

میر جواد بعہد نظامت نواب زکریا خان بہادر ایک امیر کبیر لاہور مین تہا فوجی خدمات صوبہ کی طرف سے اُسکی سپرد تہی اُس نے یہ حویلی جو علاقہ دہلی دروازے مین واقع ہی اپنی سکونت کے لئے تعمیر کی تہی اور مدت تک اسمین سکونت پذیر رہا جب زمانہ کے انقلاب نے اسلامیہ سلطنت کو زیر وزبر کر دیا اور سکہہ لاہور پر قابض ہوئے تمام خطہ پنجاب کا قحط کے سبب سے ویران ہوگیا تو اس حویلی کے بانی کی اولاد بہی لاہور سے چلی گئی اور حویلی پر حکام کا قبضہ ہوگیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت جب دیوان گنگا رام لاہور مین آیا اور مہاراجہ نے خدمت دیوانی مال کی اُسکے سپرد کی تو یہ حویلی اُسکے رہنے کو مرحمت کی چنانچہ وہ مدت العمر اسمین رہتا رہا جب وہ مرگیا تو دیوان اجودہیا پرشاد اُسکا بیٹا جو فوج کا دیوان تہا اسپر متصرف ہوا اُس نے بہت سی عمارت اسپر بڑہائی اور بخوبی آراستہ کیا وہ فوت ہوا تو

دیوان بیجناتھہ اُسکا بیٹا قابض ہوا - اب اُسکا فرزند دلبند نرندر ناتھہ جو ایک نوجوان لایق لڑکا ہی اس حویلی پر مالکانہ قبضہ رکہتا ہے +

حویلی کنور نونہال سنگہ

یہ عالیشان حویلی لاہور کی اعلےٰ عمارات مین سے شمار ہوتی ہی مہاراجہ کہڑک سنگہ کے فرزند کنور نونہال سنگہ نے اسکو بنوایا تہا اور اسی مین سکونت پذیر رہا عمارت اس حویلی کی بیشمار ہی بڑے بڑے والان شہ نشینین اور تہ خانے اور بالاخانے مکلف اسمین بنے ہوئے ہین کام طلائی چہتون پر ہوا ہوا ہی شیشہ کی عمارت بہی بہت ہی بہت وسیع اور بلند ہی بوقت تعمیر اسکی رعایا کے مکانات لے لئے گئے اور گراکر یہ حویلی تعمیر کی گئی مگر افسوس کہ حویلی کا بانی نوجوان اس دنیا سے گذر گیا + اب یہ حویلی سرکار فیضدار کی ملک ہے +

حویلی مہاراجہ کہڑک سنگہ

یہ عالیشان حویلی سر بازار لوہاری دروازے کے علاقہ مین تہی بعد انقراض سلطنت سکہی جب یہ حویلی بہی سرکار انگریزی کے قبضہ مین آئی تو چند سال کے بعد سرکار نے اسکو گراکر اینٹین اور پتہر فروخت کر ڈالا اب زمین سفید پڑی ہے حویلی کا کہین نام و نشان نہین جسکو دیکہکر انسان حیران رہ جاتا ہے اور زمانہ کے انقلاب پر حسرت کی آنسو بہاتا ہی یہ عالیشان حویلی مہاراجہ کہڑک سنگہ نے شہزادگی کی عمر مین تعمیر کی تہی باوجودیکہ مسجد کا گرانا سکہون کیوقت کچہہ بڑی بات نہ تہی ہزارون مسجدین سکہون نے گراکر اپنی عمارت کے شامل کرلی تہین مگر اس بے تعصب امیر نے اپنی حویلی مین خم ڈالدیا مگر مسجد کو نہ گرایا بلکہ جب تک زندہ رہا امام مسجد کا روزینہ دس ۱۰ روپیہ ماہواری قایم رکہا اور مسجد کے صحن پر جو حویلی مین دریچہ تہا اُسمین اکثر اوقات آکر بیٹہہ جاتا اور مسلمانون کو کہتا

که اذان دو اور نماز پڑھو چنانچہ وہ حکم کی تعمیل کرتے جب فارغ ہوتے تو اُنپر
شیرینی تقسیم کی جاتی ۔ وہ نہین مرتا ہے جسکی نیکنامی رہگئی ۔

حویلی جمعدار خوشحال سنگہ

اس حویلی کی وسعت اور عمارات کا کچھ حد و حساب نہین ہی جمعدار خوشحال سنگہ نے جو ایک امیر کبیر دربار سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگہ کا تہا یہ حویلی تعمیر کی۔ تعمیر کیوقت غریب رعایا کے مکانات مفت چہین لئے ۔ اس حویلی کے دو دروازے بیرونی ورجے کیواسطے رکہے گئے ہین ایک شمالی دوسرا جنوبی شمالی دروازہ تو بہت بڑا ہی اور جنوبی چہوٹا۔ ڈیوڑہیان دونو دروازون مین ہین ان دروازون کے جب اندر جائین تو ایک وسیع میدان آتا ہی جسکے چارون طرف عمارات ہین جنوبی دروازے کی ملی ہوئی جنوبی سمت کے مکانات مین فراشخانہ رہتا تہا اور اور اُسکی دوسری منزل پر نہایت عمدہ و مکلف نشستگاہ ہی شرقی سمت بہی نوکرون کے رہنے کے مکانات ہین شمالی سمت مین بہی شمالی دروازے کی ساتہہ ملحق اندر کی طرف مکانات اور کوٹہڑیان بنی ہین اور باہر بازار چونہ منڈی کی طرف دو منزلہ مکانات ہین یعنی نیچے دوکانین اور اوپر نشستگاہین غرب کی طرف اس میدان کے بڑی حویلی کا کلان دروازہ عالیشان بنا ہی اور اُسکے اوپر ایک عالیشان پختہ کوٹہی نہایت مکلف بنی ہی مگر یہ کوٹہی جمعدار خوشحال سنگہ کیوقت نہین بنی اُسکی وفات کے بعد راجہ تیجا سنگہ اسکے بہائی نے بنوائی تہی اس کلان دروازے سے جب اندر جائین تو دوسرا عالیشان وسیع صحن آتا ہی اُسکے میانہ مین ایک باغیچہ ہی اور چارون طرف بہت بڑی عمارتین جنکے نیچے تہ خانے نہایت وسیع ہین اور دالان در دالان عالیشان غربی اور جنوبی عمارت کے اندر مکان کچہری نہایت مکلف بنا ہی اور اُسکے اوپر کے درجہ اور بغل مین زنانہ مکانات عالیشان بنے ہوئی ہین

جنوبی اور غربی دیواریں اس حویلی کی بہت بلند ہین گویا قلعہ لاہور کے سامنے دوسرا قلعہ بنا ہوا نظر آتا ہی - بیرونی صحن کے گوشہ شمال وغرب مین حویلی راجہ تیجا سنگہ کی ہی یہ حویلی بہی امیرانہ حویلی ہی اور بہت بڑی ڈیوڑہی ہی جسکے اوپر نہایت مکلف کوٹہی بنی ہوئی ہی اور اُسمین راجہ ہربنس سنگہ جانشین راجہ تیجا سنگہ قیام پذیر رہتے

حویلی راجہ دہیان سنگہ

اس حویلی کی وسعت جمعدار خوشحال سنگہ کی حویلی سے زیادہ ہی راجہ دہیان سنگہ وزیر سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اسکو تعمیر کیا جسقدر مکانات رعایا کے اس موقع پر تہے سبکے سب حکماً گرا دیئے گئے کئی سال تک یہ عمارت بنتی رہی بڑا دروازہ اسکا شرق کی سمت کو ہی اسکے اندر جائین تو سامنے گوشہ جنوب مغرب مین حویلی کا دوسرا بڑا دروازہ عالیشان نظر آتا ہی اُسکے شرق کی سمت بڑا اصطبل وسیع ہی جہان ہاتہی اور گہوڑے راجہ کے کہڑے ہوتی تہی شمال کی سمت بہی مکانات متعلقہ حویلی بیشمار بنے ہوئے ہین اندرونی بڑی دروازے کے اندر ایک بڑا طول رستہ طے کرکے ایک اور ڈیوڑہی آتی ہی جسمین دو رستے ہین ایک رستہ شمالی تو زنانہ حویلی کی طرف جاتا ہی اور جنوبی مردانہ کچہری کے مقام کی طرف مردانہ دربارگاہ بہی بہت بڑا مقام ہی بڑا دالان اور دالان عالیشان غرب کی سمت بنا ہی جسمین اب گورنمنٹ کالج کے طالب علم پڑہتے تہی اس دالان عالیشان کی تعریف دیکہنے سے متعلق ہے اسکے آگے وسیع صحن ہی صحن کے چارون طرف عالیشان عمارتین اور وسط مین راجہ دہیان سنگہ کی سمادہ بنی ہی دوسری حویلی زنانہ مین بہی بڑی بڑی عمارتین اور تہ خانے بنے ہین اور چہتین سب کی مطلا بنی ہوئی ہین - راجہ دہیان سنگہ بانی حویلی کو مہاراجہ شیر سنگہ کے ہمراہ سرداران سندہانوالیہ نے قتل کر دیا تہا اُسکے بعد اُسکا بیٹا ہیرا سنگہ وزیر بنا اُسکو بہی سکہون نے قتل کر دیا جب سکہون کی سلطنت

جاتی رہی تو یہ حویلی مہاراجہ گلاب سنگھ والی جموں وکشمیر کے قبضہ مین آئی اب بہی اُسکے فرزند مہاراجہ رنبیر سنگھ فرمان فرمائے جموں وکشمیر کے قبضہ مین ہی اور اُنکا وکیل حاضر باش لاہور بہی اسی مین رہتا ہے +

حویلی راجہ دینا ناتھہ

اس امیر کی حویلیان لاہور مین دو مشہور ہین ایک تو وہ جسمین وہ خود قیام پذیر تہا وہ وزیر خان کے چوک کے گوشہ شرق وشمال مین ایک عالیشان حویلی نہایت مکلف بنی ہے اور شمالی دروازہ چوک کا اسی شخص کے نام سے منسوب ہے اور دروازے کی پیشانی پر راجہ دینا ناتھہ راجہ کلانور لکہا ہے اس حویلی کا شمالی دروازہ ہی اور اندر بڑی بڑی عمارتین عالیشان ہین دوسری حویلی راجہ دینا ناتھہ کی دیوان بیمناتہہ کی حویلی کے جنوب کی سمت بفاصلہ ایک رستہ کے ہی اس حویلی کی عمارات پہلی حویلی کی عمارتون سے زیادہ ہین وسعت بہی زیادہ ہی اب پہلی حویلی مین کنور نرنجن ناتھہ خلف راجہ دینا ناتھہ قیام پذیر ہے اور دوسری حویلی مین باپ کی زندگی سے دیوان امرناتھہ خلف اول راجہ دینا ناتھہ رہتا تہا اُسکے مرنے کے بعد اب دیوان رام ناتھہ اُسکا بیٹا سکونت رکہتا ہی دونو حویلیان دونو بیٹون کی اولاد کے قبضہ مین ہین +

حویلی شیخ امام الدین

یہ نامی گرامی حویلی محلہ حمام علاقہ لوہاری دروازہ مین واقع ہی اس حویلی کو نواب شیخ امام الدین خان ناظم کشمیر نے تعمیر کیا تہا اور اسی مین قیام پذیر تہا یہ عمارت نہایت منقطع ہی اور بانی نے نہایت شوق سے اسکو بنوایا تہا اب بعد وفات شیخ امام الدین کے اُسکا بیٹا نواب غلام محبوب سبحانی اسمین قیام پذیر ہے اس حویلی کے درجے زنانہ و مردانہ علیحدہ علیحدہ رکہے گئے ہین۔ مردانے درجے

ہین عمدہ نشستگاہین بر سر راہ بنی ہوئی ہین اور زنانے درجے مین بڑے تہ خانے و شاہ نشینین و دالان در دالان ہین جسکے دیکھنے سے انسان کی طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ مذکورہ بالا حویلیون کی سوا اور حویلیان بہی لاہور مین بہت ہین مثل حویلی سردار چند سنگہ موکل و رانی گل بیگم و حویلی سید حیدر علی شاہ سپروائزر و حویلی رانی رندہاوی وغیرہ جنکے ذکر کی تحریر مین طوالت بہت ہوتی ہے *

دوسری قسم مکانات بیرونی شہر لاہور کے ذکر مین جو سواے معابد و مقابر ہنود و اہل اسلام کی ہین

باغ شالامار

یہ باغ شاہجہان بادشاہ مغل نے باغ شالامار کشمیر کے نمونہ پر تعمیر کیا تہا اُسوقت افسر اس عمارت کا نواب علی مردان خان تہا اور اُسکے ماتحت نواب فاضل خان میر عمارت تہا اور مسمی جانی معمار نے نقشہ اس باغ کا حسب منشائے بادشاہ کے مرتب کرکے پیش کیا جو پسند کیا گیا چونکہ مہر سنگا باغبان اس زمین کا مالک تہا اُس نے یہ زمین برضامندی خود بادشاہ کی نذر کی اور قیمت باوجود اصرار بادشاہ کے نہ لی چنانچہ باغبانی اس باغ کی اُسکے سپرد نسلاً بعد نسلاً ہو گئی اور اب تک اُسکی اولاد باغبان چلی آتی ہے اسکی سرسبزی کے واسطے مادہو پور سے نہر کہدوائی گئی اور وہ نہر باہتمام نواب علی مردان خان لاہور تک آئی بارہ ہزار چاہ بہی کہدوایا گیا اور چاہات بہی تیار ہوئے غرض بادشاہ اور اہلکاران نمک حلال نے اس باغ کو عمارات و اشجار و گلزار سے وہ رونق دی کہ نمونہ خلد برین کر دیا کسی شاعر نے اس باغ کی تعمیر کا یہ قطعہ تاریخ

لکھکر بادشاہ کے حضور مین پیش کیا *

چون شاہ جہان بادشہ حامئی دین | آراستہ شالامار با طرز متین
تاریخ بنائے این ز رضوان جستم | گفتا کہ بگو نمونۂ خلد برین

بادشاہ نے براہ قدردانی دس ہزار روپیہ نقد اور ایک خلعت فاخرہ اُسکو بخشا۔ محمد شاہ بادشاہ کے عہد تک اس باغ کی خبرگیری بخوبی ہوئی اور نہایت رونق پر رہا پہر جب سلطنت دہلی ضعیف ہوگئی اور سکہون کا دور دوران شروع ہوا تو تینون حاکمان لاہور جو پتہر قیمتی اسمین پاتے اُکھڑوا لیجاتے اور ایک حوض سنگ یشب کا جو لاکہون روپے کی لاگت کا تہا عظیم اللہ باغبان نے اُنکی نظر سے چہپا کر اُسپر آخر ہیلون کی ہنار کہی تہی آخر یہ بات چہپی نرہی اور اُسکے ایک دشمن سعید نام نے لہنا سنگہ احد الحاکم لاہور کے پاس آکر مخبری کر دی چنانچہ وہ حوض لہنا سنگہ نے کہدوایا اور پچیس ہزار روپے کو حکاک لوگون کے پاس اُسکا پتہر فروخت کر دیا بعد ازان مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اپنے قبضہ و عملداری کیوقت بیشمار سنگ مرمر کی سلین بضرورت عمارت دربار امرتسر کے اُتروائین یعنی بارہ دری کلان جو بالائے آبشار تہی اُسکا تمام پتہر مع جالیون کے جو منڈیرون پر لگی ہوئی تہین اتار لیا اور زیر دیوار یعنی دیوار گیرون کے سلین دیوارون پر چہوڑ دین جو ابتک موجود ہین بعد اُتارنے پتہر کے سفیدی سے درستی کر دی گئی چہوٹی بارہ دری بوان زیرین باغ فوارہ دار کا پتہر بہی اُتروایا گیا۔ غرض بہت پتہر اُترا سنگ سرخ کی سلین بہی اُتر کر رام باغ کو لگائی گئین اب یہ باغ سرکار گردون وقار انگریزی کی ملکیت ہے اور ہر سال اسکی مرمت سے لئے ایک کثیر رقم کی منظوری ہوکر معرفت راقم کتاب ہذا کی جو ایگزیکٹو انجنیر تعمیرات لاہور ڈویژن ہے مرمت ہوتی رہتی

اصل مین یہ باغ ایک باغ کے سات باغ تھے اور نام اُنکے بھی الگ الگ کہے گئے
تھے اول انگوری باغ یہ باغ شالامار باغ کے جنوب کی سمت ہی اس باغ کو مہاراجہ
رنجیت سنگہ نے سنکلپ کردیا تہا اور ابتک پنڈتون کے قبضہ مین ہے
اس باغ مین بادشاہ کیوقت صرف انگور کی بیلین تہین - دوسرا عنایت آباد
باغ جو فیما بین انگوری باغ اور شالامار باغ کے ہی اب سرداران سندہانوالیہ
اُسپر قابض ہین - اور جسکو اب لوگ شالامار باغ کہتے ہین وہ مجموعہ تین
باغون کا ہی - اول باغ فیض بخش جنوب کی سمت جسمین سے میجر میکگریگر صاحب بہادر
ڈپٹی کمشنر نے سنگین بارہ دری کے اندر سے جدید دروازہ نکالا اور ابتک
جاری ہی - دوسرا حیات بخش جو اُس سے نیچا ہی اور بڑا حوض فوارہ دار اور
تخت شاہی اور آبشار اُسمین واقع ہی وہ بھی تین درجے مین منقسم ہے -
غربی اور شرقی حصہ نشیب مین ہی اور جسقدر حصہ مین حوض ہی وہ فراز ہے
اسمین وہ بارہ دریان ہین جنسے نہر اُترا دیا گیا تہا اور محل میانہ بارہ دری
کلان اسکی جنوبی دیوار کے سر پر ہی شرقی غربی زینے اُترکر اسمین جاتی ہین
حوض کے جنوبی کنارے پر آبشار کے پاس تخت شاہی سنگ مرمر کا بنا ہوا
ہے - مہاراجہ رنجیت سنگہ نے حکم دیدیا تہا کہ یہ تخت یہان سے اُکھاڑ کر
دربار صاحب امرتسر مین پہنچایا جائے تاکہ اسپر گرنتھہ صاحب رکھا جاوے
مگر اُکھاڑنے کیوقت وہ ٹوٹ گیا چنانچہ ابتک ٹوٹا ہوا ہی کاریگرون نے کہہ دیا
کہ اسکا ثابت اُکھڑنا اور پہر قایم ہونا مشکل ہی - اس باغ کے گوشہ گلی مین
ایک حمام سنگین بنا ہی حمام کے تین درجے ہین - درجہ اول و ثانی مین دو
فوارے اور درجہ ثالث مین ایک حوض و غسلخانہ اور دو دو جای آبریز
شیر دہان ہین اسکے گوشہ ایسان مین خزانہ آب سرد ولطرف شرق خزانہ

آب گرم ہی اور مقام آتشدان باغ کے باہر شرق کی سمت ہی۔ اس باغ کی میانہ
شمالی دیوار مین مقام ساون بہادون سنگ مرمر کا بنا ہی اُسپر شرقی غربی
دو بارہ درمیان مین جسکا پتھر اُٹھا لیا گیا ہی اور بیچ مین نیچا مکان ساون بہادون
طاقچہ دار بنا ہوا ہی دونو بارہ دریون کے نیچے اور بڑے تالاب کے کنارے
کے فرش کی نیچے سے پانی بکثرت اُسمین گرتا ہی۔ پانچ فوارے اسکے اندر مین
وہ بھی اندر چلتے ہین اور رات کو چراغ طاقچون کے اندر جلائے جاتے ہین
تو نہایت لطف نظر آتا ہی تیسرا باغ فرح بخش ہی یہ باغ باغ حیات بخش سے
نشیب مین ہی اوپر کے باغون کا پانی ساون بہادون کے ذریعہ سے اسی باغ مین
ہو کر نکل جاتا ہی برابر نہرین ان باغون مین جاری ہین جس سے کمال لطف
ہوتا ہی اس باغ کے آگے شمال کی سمت کو مہتابی باغ تھا مگر اب ویران پڑا ہوا ہے
باغ حیات بخش مین دو کلان دروازے بادشاہی عہد کے نہایت مکلف بنے ہوئے
ہین ایک شرقی دوسرا غربی دونو مین سے شرقی بند ہی اور غربی کھلا ہوا ہی
دونو پر مکلف کام کانسی کا ہوا ہوا ہی اس باغ کے شمال کی طرف میانہ مین ایک
بارہ دری ہی اُسمین سے مہتابی باغ مین جانے کا رستہ تھا اور دروازے
بھی مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اس باغ مین نکلوائے تھے جسمین سے ایک
شرقی بالائی باغ کا باقی ہے اور ایک غربی چھوٹا سا دروازہ چوبارہ ہرشہ
چاہ کی طرف موجود ہی مہتابی باغ کی دیوارین سرکار انگریزی کے وقت تک
خستہ وشکستہ موجود تہین مگر سرکار نے میلا رام کے ہاتہہ فروخت کر ڈالین اب
اُسمین آم کے درخت ہین اور زراعت ہوتی ہی۔ ساتوان گلابی باغ یہ باغ
غرب کی طرف باغ شالا مار کے تہا جسمین صرف گلزار ہر موسم مین بوئے جاتے تھے
مگر اب اُسکا نام ونشان نہین ہی۔ مکان نگار خانہ جو اس باغ مین مشہور ہے

وہ اصل مین نگاہ خانہ ہی یہ مکان شالامار باغ کے شرق کی طرف واقع ہے
اسکے چارون طرف دیوار پختہ ہی اور جنوب و شمال دو پختہ کلان دروازے
ہین بادشاہ خود بارہ دری غربی مین اجلاس فرماکر افواج شاہی کی حاضری
لیتا تہا ایک دروازے سے فوج آتی اور دوسرے دروازے سے نکل جاتے تہی
اس سبب سے اس مکان کا نام نگاہ خانہ مقرر تہا + شالامار باغ کی چاردیواری
تمام پختہ بنی ہوئی ہی چہہ برجیان سنگ سرخ برجون کے موقعون پر بنی ہین
اور دروازہ آمد و رفت حال جنوب کی سمت ہی جو سنگ بن خوابگاہ کی دیوار
توڑکر نکالا گیا ہے نہر بہی باغ کے اندر اسی طرف سے آتی ہی باغ کے اندر ہزارون
قسم کے درخت سربفلک بلند ہین خصوصاً آم کے درخت بہت ہین آم
بہی اس باغ کا نہایت لطیف لطیف قسم کا ہی + برسوین روز اس باغ
کے اندر بڑا بہاری میلا چراغان کا ہوتا ہی ہزارون آدمی لاہور امرتسر وغیرہ
دور دور شہرون کے بسبب ریلوی کے جمع ہوجاتے ہین پہلے ایک روز
میلا ہوتا تہا اب سرکار نے دو روز میلا کردیا ہی اور سوداگری اسباب فروخت
کے لئے آتا ہی غرض کہ اس باغ کی خوبی و خوش اسلوبی و طراوت و نظارت و
عمارت کے ساتہہ کوئی باغ نہین ملتا +

اگر فردوس بر روے زمین ست　　ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

اسی پر صادق تمثیل آتی ہے اراضی جو اس باغ کے نیچے ہی وہ بہ تفصیل
کے ساتہہ شمار کی جاتی ہی۔ باغ فیض بخش کے نیچے ساٹہہ بیگہ اسمین سے
بارہ بیگہ تو ارکون اور خیابانون اور فوارون اور حوضون کے نیچے
اور پختہ و خام سڑکون کے نیچے اور زیر اشجار چار تختون مین اڑتالیس
بیگہ ہی اور زمین باغ حیات بخش زیر اشجار چار تختون مین اسی قدر جسقدر

فیض بخش کی ہی اور اُسی قدر زیر اراک وسڑک وغیرہ غرض ان دونو باغوں کا عرض وطول ومقدار برابر ہے اور زمین باغ فرح بخش زیر اشجار بیس بیگہ اراک وتالاب وغیرہ کے نیچے دس بیگہ کل چالیس بیگہ تخمیناً شمار کی گئی ہی اور کُل باغ کی زمین ساٹھہ بیگہ ہے +

باغ آلوالیہ

علاقہ نولکھہ کے متصل شہر لاہور کے باہر یہ بہت بڑا باغ ہی اسکی وسعت سب باغوں سے زیادہ مگر نہایت ابتر وخراب حالت مین ہی عمارتین سب گری ہوئی ہین کہتے ہین کہ یہ عمارت بسبب عدم خبرگیری مالک داور ہونے مدت سالہا سال کے ۱۸۷۵ء کی بڑی بارش مین گرگئین اور بدستور مسمار پڑی ہین کسی نے ملبہ تک نہین اُٹھایا بڑے حوض فوارہ دار کی نہایت ابتر حالت ہی اور اُسکے جنوبی کنارے پر جو طولانی عمارت محراب دار تھی سب گر گئی ہی یہ باغ بہت پرانا عہد شاہان چغتائی تھا اور باغ نولکھہ مبنیہ نواب علی مردان خان بہادر کا کچھہ بقیہ شمار ہوتا تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے سردار فتح سنگھ آلووالیہ کو بخشدیا اُس نے دوبارہ بنوایا راجہ نہال سنگھ کے وقت تک یہ باغ رونق پر رہا اب نہایت بیرونقی کی حالت مین ہے باغبان اپنی گزارہ کے لئی اُسکی متعلقہ زمین مین کھیتی کرتے ہین اُسکو پانی دیتی ہین اشجار ثمرہ وغیرہ ثمرہ کی حالت بہی وہی ہی جو عمارت کی ہی یقین ہی کہ مہاراجہ حال جب بالغ ہوکر اختیارات پائینگے تو اس باغ کی خبر لینگے +

باغ جمعدار خوشحال سنگھ

یہ باغ بہی لاہور کے معروف ومشہور باغون مین تھا جمعدار خوشحال سنگھ کی زندگی مین کمال رونق پر تھا لوگ اسکی سرسبزی کی کمال تعریف کرتے ہی

مگر بڑا صدمہ اسپر یہ آیا کہ جسوقت مہاراجہ شیر سنگہ نے لاہور لیا اور سکہان فوج اپنی دشمنون کی خبر لینے لگے تو جمعدار خوشحال سنگہ کی نسبت بہی اُنکا ارادہ بد ہوا مگر خود جمعدار اپنی حویلی کے استحکام کے سبب بچ گیا کہ دو نو طرف اُسنے توپین لگا رکہی تہین آخر سکہون نے اپنا غضب اس باغ پر نکالا اور اسکے درختون کو کاٹ اور عمارت کو گرا کر کف دست میدان کر دیا جب انتظام سلطنت کا ہوا تو اس باغ کی دوبارہ چار دیواری دوبارہ درست بنائی گئی اور درخت وہی کٹے ہوئے پہر سرسبز ہو گئے اور کچہہ دوبارہ لگائی گئے جمعدار خوشحال سنگہ نے اسی باغ کی جنوبی سرزمین مین اپنے بیٹے رام سنگہ کی سمادہ بنوائی تہی چونکہ اُسمین شوجی کا استہاپن بہی تہا اس سبب سے وہ عالیشان مکان سکہون کے دست ستم سے بچ گیا جمعدار خوشحال سنگہ کی سمادہ بہی اُسی جگہ بنی اور راجہ تیجا سنگہ کی بہی ہے۔

باغ راجہ تیجا سنگہ

یہ باغ متصل موضع کہوئی میران بیرون شہر لاہور بفاصلہ ڈیڑہ میل کے واقع ہے راجہ تیجا سنگہ نے بڑے شوق سے یہ باغ بنوایا تہا چار دیواری اسکی بلند و پختہ و مضبوط ہے درختان مثمرہ بیشمار ہین بیلین انگور وغیرہ کی بہت ہین عمارتین بہی نہایت مقطع وخوبصورت و پختہ بنی ہین بڑی بارہ دری عالیشان نہایت دلچسپ ہے اس باغ کا وارث و مالک اب راجہ ہرنبس سنگہ ہے جو نہایت خبرگیری کرتا ہے نہر بہی اس باغ مین آتی ہے اسواسطے سرسبزی زیادہ ہے +

باغ راجہ دینا ناتہہ

راجہ دینا ناتہہ کا باغ خانقاہ کہوڑے شاہ کے پاس کہنہ سڑک باغ شالامار پر واقع ہے چار دیواری اسکی پختہ و عالیشان بنی ہے شرقی دروازہ سے

آمد و رفت تہی کبہی کسی زمانہ مین یہ باغ سرسبزی و خوبی عمارت مین ایسا المشہور تہا کہ ہزارون لوگ سیر کیواسطے جاتے تہے اور جب کسی جشن کا ہنود و اہل اسلام مین ہوتا تہا تو اسی باغ مین جا کر ہنگامہ عیش گرم ہوتا تہا مگر یہہ امر راجہ دینا ناتہہ کی زندگی تک رہا بعد ازان کنور نرنجن ناتہہ اُسکا فرزند اس باغ کی خبرگیری سے غافل ہوگیا اس سبب سے وہ رونق و سرسبزی نہی راجہ دینا ناتہہ مرحوم نے البتہ اس باغ پر بہت روپیہ صرف کیا تہا مکانات پختہ اندرونی قسم بارہ دری وغیرہ ایسے عمدہ بنوائے تہے کہ انسان دیکہکر خوش ہو جاتا تہا خصوصاً جنوبی بارہ دری تو ایسی عمدہ تہی کہ اُس علاقہ مین اپنا ثانی نہین رکہتی تہی اب وہ بے مرمت و خراب حالت مین ہے فوارے بہی ٹوٹے پہوٹے پڑے ہین چاردیواری بہی بہت جگہ سے خستہ ہے +

باغ لالہ رتن چند ڈاڑہی والہ

یہ عمدہ وضع کا باغ عہد سکہی مین بنا پہلے اس جگہ لاہور کی پرانی آبادی کے کہنڈر تہے جس جگہ سے خشت فروش اینٹین نکالکر لے گئے تہے اور مغاک ویسی ہی چہوڑ گئے تہے لالہ رتن چند نے اُس پُر مغاک زمین کو ہموار کرایا اور عالیشان چاردیواری موجودہ حال بنوائی چارون کونون مین چار عالیشان برج بنوائے جو دو منزلہ اور مکلف بنے ہوئے ہین پانچوان برج معور شمالی سب سے زیادہ مکلف اور نہایت بلند ہے ہر منزل مین دریچے چارون طرف رکہے ہوئے ہین اور نہایت عمدہ و ہوادار مکان ہے چہتین اسکی مطلا و مذہب ہین ۔ باغ مین اشجار میوہ دار وغیرہ بہت ہین دو چاہ آبدار ایک تو شرقی حصہ باغ مین جو باغ کی تعمیر کیوقت کہدوایا گیا تہا دوسرا آسمانی چاہ جو جنوبی سمت کو ہے یہ چاہ بعد مین بنایا گیا تہا بلکہ وہ ایک علیحدہ قطعہ ہے

جسمین چاہ وغیرہ مکانات ہین اور باغ کی جنوبی دیوار کے اندر سے اسکا رستہ ہی اب یہہ باغ لالہ بہگوانداس لالہ رتن چند کے فرزند و جانشین کے قبضہ مین ہے چارون برجون مین صاحب لوگ کرایہ دار رہتے ہین باغ مین پانی اب نہر کی ذریعہ سے پہنچا ہی جس سے وہ بکمال سرسبز ہے اور مالک اسکی خبرگیری بخوبی کرتا ہی +

باغ بہائی مہان سنگہ

یہہ باغ سلطنت سکہی مین سب سے پہلے بنا اور وہ مشہور ہی ہوئی کہ روزمرہ سینکڑون شوق مند لوگ اسکی سیر کے لئے جاتے تہی اور حقیقت مین وہ باغ نہایت عمدہ تہا عمارات و فوارے اسکے فرح بخش طبیعت انسان تہے علاوہ اسکے مالک باغ کا خود تیسرے پہر باغ مین آتا تہا اُسوقت باغ آراستہ ہوتا اور فوارے چہوڑے جاتے تہی ہجوم تماشایون کا دیکہکر باغ کا مالک نہایت خوش ہوتا تہا اور سب سے باخلاق پیش آتا تہا جب وہ مرگیا تو باغ کی رونق بہی اُسکے ساتہہ مرگئی۔ چند سال کے بعد بہائی سدایا سنگہ نے یہ باغ پادریون کے پاس فروخت کردیا اب وہ باغ پادریون کے قبضہ مین ہے اور انہون نے باغ کی صورت بدل کر اپنے طور پر مکانات بنالئے ہین اور مجمع عیسائیون کا زن و مرد اُسمین قیام رکہتا ہے اور وظیفہ پادریون سے پاتا ہی وہ عیسائی بآرام تمام وہان گذارہ کرتے ہین تعلیم بہی اُنکی روزمرہ ہوتی ہی +

ڈیوڑہی باغ نولکہہ

ریلوے کے پڑاؤ کے شمال کی طرف یہ پرانا مکان نہایت پختہ موجود ہی اس مقام پر بعہد شاہان چغتائی نواب علی مردان خان نے ایسا باغ بنوایا تہا جسکی سالانہ آمدنی نو لاکہہ روپیہ تہی بعض کہتے ہین کہ اُسکی تیاری پر نواب نے نولاکہہ روپیہ خرچ کیا تہا اس سبب سے نولکہہ باغ مشہور رہا

ابتدائی زور و شور سکہان میں یہہ باغ اُجڑ گیا دیوارین اسکی خشت فروشون نے نکال لین پتہر وغیرہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے کام آئے زمین مین زمینداروں نے چاہ جاری کرکر زراعت شروع کردی اور علیحدہ موال نو لکہہ کا قایم ہو گیا اُسکا نقبہ یہہ ڈیوڑہی ہی جسکی مضبوطی و استحکام کا کچہہ حساب نہیں سردار لہنا سنگہ مجیٹیہ نے اس مکان پر کچہہ اور عمارت ایزاد کرکے اپنے رہنے کے لئے کوٹہی بنوالی چنانچہ کوٹہی کی صورت پر بنی ہوئی ہی اور صاحبان عالیشان اُسمین سکونت رکہتے ہین +

بارہ دری باغ نواب وزیر خان مرحوم

یہ بارہ دری پختہ عمارت کی نواب وزیر خان کی تعمیرات ہین سے ہے جسکی یادگار مسجد وزیر خان شہر لاہور کے اندر ہی بعد فراغ تعمیر مسجد کے اُس نے اس موقع پر ایک عمدہ باغ بنوایا چونکہ اُسمین کہجور کے درخت بکثرت تہے نخلۂ وزیر خان کے نام سے وہ باغ مشہور ہو گیا ابتدائ عملداری سکہی مین سکہون نے اس باغ کو ویران کر دیا صرف یہ بارہ دری منجملہ باغ باقی رہگئی جو اُس باغ کے وسط مین تہی عمارت اسکی سب خشتی ہے گرد اس بارہ دری کے تا بسینہ بلند ایک چبوترہ خشتی مربع عرض و طول جسکا تیتنا لیس۴۳ گز ہی اور چبوترے کے میانہ مین زینہ بہساتہی گیارہ گز کا چوڑا چبوترہ ہر طرف چہوڑ کر وسط مین عمارت اس بارہ دری کی واقع ہے یہ بارہ دری باہر سے دو منزلہ اور اندر سے ایک منزلہ ایک ایک دہن محرابی خشتی میانہ مین اور ایک ایک دہن اُسکی بغلون مین ۔ کُل تین تین دہن چارون طرف ہین ۔ اسی طرح منزل ثانی مین ہر طرف تین تین دہن ہین یہ دہن اوپر کی غلام گردش کے اندر رکہی گئی ہین

بیچ مین گنبد دار بلند عمارت ہی اور چارون گوشون پر چار سیڑہیان
بنی ہوئی ہین جنکے ذریعہ سے انسان دوسری منزل کی غلام گردش پر
پہر سکتا ہی اور بالائی منزل پر بہی چڑہ جاتا ہی اوپر کی سقف کے چار کونون
پر چار برجیان نہایت مقطع ہین اُنکی برجیون کے نیچے تین تین دہین
چارون طرف ہین کُل بارہ در ہر ایک برجی کے نیچے بنائی گئی ہین برجیون
کے نیچے گرد نہ اور اُوپر کلس ہے اور وسط سقف مین دو فٹ بلند ایک
چبوترہ بنا ہی جو چار چار گز مربع ہر طرف سے ہی اور دو دو فٹ بلند منڈیر
خشتی بنی ہی - اندر بارہ دری کے میانہ مین ایک کمرہ مربع ساڑہی سات درعہ
جسکے چارون طرف ایک ایک در محرابی کلان ہی اوپر اسکے سقف گنبد نما
بنی ہی اس میانہ کمرہ کی چارون طرف تین تین کمرے مقطع بنے ہین - بعد
سکہان یہ بارہ دری داخل چہاونی تہی اور سکہہ اسمین قیام پذیر تہے
جب عملداری سرکار انگریزی کی ہوئی تو پہلے اسمین گورے رہتے رہے
جب چہاونی میانمیر مین منتقل ہوئی تو اس جگہ محکمہ بندوبست کی
کچہری ہوتی رہی پہر صاحبان محکمہ تار کا قبضہ رہا پہر سامان عجائبخانہ
اسمین رکہا رہا پہر کتاب گہر اس جگہ بنا غرض ابتک اسپر قبضہ سرکاری
ہی سکہی وقت مین یہ بارہ دری نہایت خراب حالت مین تہی سرکار انگریزی
نے اسکو نہایت عمدہ طور پر مرمت کیا گویا نئے سرے سے بنایا اب
بخوبی آراستہ و پیراستہ ہے ٭

سرائے محمد سلطان ٹہیکہ دار

بانی اس سرائے کا سلطان نام عہد سکہی مین لاہور گزر دہلی دروازے
مین رہتا تہا اور صبون کا کام کر کر گزارہ اوقات کرتا تہا کشتی اور

پہلوانی کا بہی اسکو شوق تہا یہ شخص نامور و دولتمند نہ تہا مگر اُسکے مقسوم سے
جو سلطنت سکہی جاتی رہی اور عہد دولت سرکار انگریزی آیا اور سرکار کو
تعمیر چہاونی و کوٹہیات کے لئے جو ضرورت ٹہیکہ دار کی ہوئی تو یہ شخص
ٹہیکہ دار مقرر ہوا چونکہ اسکی قسمت کا ستارہ دن بدن اوج پر تہا تہوڑے
عرصہ مین ہزارون بلکہ لاکہون روپیہ کی عزت کا آدمی ہوگیا محمد سلطان خطاب
پایا اسکی دولتمندی سے لوگون نے فیض بہت پایا اکثر غریب غربا جو اُسکے
پاس جاتا تہا خالی نہین پہرتا تہا عمارات بہی اُس نے بہت سی کین بہت
سی کوٹہیان اور یہ سراے اور دو چار مسجدین بہی تعمیر کین مگر پرانی مسجدین
اور عمارتین عہد شاہان سلف کی یادگارین اُس نے بہت گرائین اور یہ کام
اُس نے صرف اینٹ کی طمع سے کیا چنانچہ پری محل کا مکان اندرون شہر
لاہور جو نواب وزیرخان کا یادگار تہا سرکار سے اُس نے قیمتاً لیا اور اُسکو
بیخ و بنیاد سے نکال ڈالا مسجدون کہنہ کا تو کوئی شمار نہین جو اُس نے مسمار
کین چنانچہ ایک مسجد نیم بسمل یعنی نیم مسمار اب تک سراے سے بگوشہ گلتی موجود
ہے نصف اینٹین اُسکی نکلوائی گئی ہین اور نصف باقی ہین اگرچہ پہلے اسمین
ایک انگریز نے کوٹہی بنائی ہوئی تہی مگر مسجد ثابت تہی اس نے وہ خرید کر
شہید کی یہ زمین جہان سراے بنی ہوئی ہے اس نے سرکار سے لی کیونکہ اسکو
معلوم تہا کہ اس زمین مین پہلے چوک شہزادہ دارا شکوہ تہا جسکو غارتگرون
نے گرادیا تہا اسکی بنیادین زمین کے اندر ہین اینٹ مجہکو یہان سے بہت
ملیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا پہلے وہ بنیادین کہدائی گئین جب اینٹ بشمار جمع
ہوگئی تو اس سراے کی بنیاد رکہی گئی سراے کی متعلقہ عمارتین بہی اس نے
بہت سی بنوائین جس سے سراے کی رونق دہ چند ہوگئی شمال کی سمت سراے

کے ایک نیا بازار دو طرفہ بنا کیا چونکہ وہ مختصر بازار تہا اسواسطے اُسکا نام
لنڈہ بازار مشہور ہوگیا کیونکہ پنجابی زبان مین لنڈہ دُم بریدہ کو کہتے ہین اور
اُسکو جسکا قد و قامت کچہہ نہو بہ راہ فیاضی چند سال بلکہ اُسکی زندگی تک
دوکانداروں کو کرایہ بہی معاف رہا اور یہی باعث اس بازار کی رونق و
سرسبزی کا ہوا اب یہ بازار بخوبی آبادہی باوجودیکہ کرایہ دوکانات کا مہاراجہ
جمون وصول کرتا ہی تو بہی بازار با رونق ہے ہر شرق کی سمت سرائے کے ایک
مختصر باغیچہ نہایت سرسبز بنایا اور اُسمین ایک وسیع چاہ کہدوا کر اُسکو مصنوعی
آب سرد سے مشہور ایسا کیا کہ تمام زمانہ مین نام ہوگیا سردیوں مین نہر کا پانی
اُس چاہ کے اندر بذریعہ ایک نالی کے پڑکر مستغرق ہوتا ہے جب گرمی کا
موسم اپنے اوج پر آتا ہی تو منہ چاہ کا جو تمام موسم زمستان مین بند رہتا ہی
کہول دیا جاتا اور بہت سی چرخیاں ہندو مسلمان عیسائیون کی اُس پر
جاری ہوجاتی ہین پانی ایسا سرد نکلتا ہی کہ گویا برف سے سرد کیا ہوا ہے
ہزاروں سنیوچے بہر کر لوگ شہر مین لاتے اور کوٹہیون پر لیجاتے ہین دوماہ تک
روزمرہ میلا تماشائیون کا اُسپر ہوتا ہے۔ اس سرائے کے دروازے ہین
ایک شرقی اور ایک شمالی دونو دروازے عالیشان بنے ہوئے ہین اندر سے
سرائے بہت وسیع ہی اور چارون طرف کوٹہریان مسافرون کے قیام کرنے
بنے ہوئے ہین صاحبان انگریز و ذی عزت مسافرون کے لئے مکان ہی
ہین مسافرون کے آرام کے لئے چاہ بہی اندر کہدوایا گیا ہے چار دیواری سرائے
کی پختہ و عمدہ عمارت کی بنائی گئی ہی شرقی دروازہ باغیچہ کے ساتہہ ملحق ہے
اور شمالی دروازہ لنڈہ بازار کی طرف دروازے سے بازار تک جو دو طرفہ
دوکانین ہین اُسمین کسبی عورتین رہتی ہین لنڈہ بازار کی دو طرفہ دوکانین

اُس نے بنوائین اور پختہ عمارت سے اُسکو زینت دی سرکاری پولیس کے لئے چوکی کا انتظام اُسمین بنا دیا پہلے لنڈہ بازار کی دوکانون کے آگے چوبی چھجہ نہ تہا مگر جب ۱۸۷۵ء مین شہزادہ والا تبار پرنس آف ویلز تشریف لائے تو اس نے اپنے بازار کی زینت بڑہانے کے لئے تمام بازار مین دوکانات کے آگے چھجے چوبی نہایت متقطع لگوا دئے جس سے بازار نہایت خوبصورت بن گیا۔ سرائے کے غرب کی سمت بہی اس نے تکلف عمارات بنوائین ایک مکلف کوٹھی اپنی سکونت کے لئے بنوائی اور ایک عمدہ مسجد گنبد دار مسافرون کی نماز کے لئے اور خود تا دم اخیر اُسی مین سکونت رکہی لنڈہ بازار کو اُس نے بجانب غرب سرائے کی بہی بڑہی وسعت دی تہی اُن دوکانات کی کوٹھریان تو بن گئین مگر برانڈے بننے نہ پائے اور بعض حجرون کی چھتین بہی نہ پڑین اور عمارت موقوف ہوگئی البتہ لنڈہ بازار کی شمالی اور جنوبی دوکانین برانڈہ وچھجہ وغیرہ سامان ضروری سے آراستہ ہوگئین اخیر عمر مین اسکی تندرستی مین فرق آگیا اور دولت نے بہی زوال کی صورت دکھلائی خرچ وہی امیرانہ رہا اور جو اہلکار و معتمد اسکے تہے وہ دولت کے غارتگر بنگئے جو کچھہ کسیکے ہاتہہ آیا لے گیا چھہ سات لاکھہ روپیہ قرضہ سر پر چڑہ گیا اس نے دہ روپیہ مہاراجہ جمون سے لیکر قرضدارون کو ادا کر دیا اور اپنی جائداد تمام کوٹھیان اور لنڈہ بازار اور رکھہ جلو اور پیدی محل کی دوکانین وغیرہ سب مہاراجہ کے پاس رہن کردی اور اپنے صرف کے لئے پانسو روپیہ ماہوار لینا منظور کیا اس انتظام کے بعد وہ دو تین سال جیا پہر مر گیا + یہہ شخص سرکار مین بہی ذی عزت شمار ہوتا تہا اور حکام اسکا بڑا لحاظ کرتے تہے۔ رکھہ جلو جو ایک زرخیز رکھہ تہی سرکار نے اسکو مرحمت کی۔

وہ بہی اب مہاراجہ جموں کے رہن مین شامل ہے اُسکے مرنے کے بعد اصلی وارث اُسکا صلبی بیٹا کوئی تہاسراج الدین ولد عبدالرحمن وارث قرار پایا وہ بہی مرگیا اب دو تین عورات کو وظیفہ ملتا ہے +

درین بستان بسے گلہا شگفتند مگر آخر ز دیدہ رخ نہفتند

مکان قدیمہ المشہور چوبرجی

صدر بازار انارکلی سے گزرکر لاہور سے دو میل کے فاصلہ پر ملتان کی سڑک کے غرب کی سمت یہ قدیمی دروازہ شہزادی زیب النسا کے باغ کا ابتک موجود ہے چونکہ پہلے چار مینار تہے چوبرجی کے نام سے یہہ مکان مشہور تہا مہاراجہ رنجیت سنگھ کی اخیر سلطنت کیوقت جب دریاے راوی کا زور نالہ کی طرف بہت ہوگیا تو اس دروازے پر ٹکر دریا کی چند سال لگتی رہی چونکہ مکان نہایت مستحکم تہا نہ گرا آخر ایک برج یعنی مینار گوشہ شمال مغرب گرگیا سقف قالبوتی جو ہنوز قایم تھی اُسی کے ساتہہ کسیقدر گری - اس جگہ شہزادی زیب النسا المتخلص بمخفی دختر نیک اختر شاہجہان بادشاہ نے نہایت عمدہ باغ بنوایا تہا اور شالامار باغ کی طرح لاکہوں روپیے کی عمارت اسمین بنائی گئی تہین جب باغ بنکر تیار ہوچکا تو میناباغی اپنی دایہ کو بخش دیا - من بعد جب دریاے راوی شہر کے نزدیک آگیا تو ہزاروں عمارتین عالیشان تباہ ہوگئین اور یہ باغ بہی دریا کے مُنہ مین لقمہ ہوگیا جب شاہ عالمگیر نے دیکہا کہ اب شہر پر صدمہ آنے والا ہے تو پانچ میل مین پختہ بند باندہ کر دریا کو روکا اگرچہ سکہی وقت مین اور بہی دیوارین و علامتین اسکی باقی تہین مگر اب سوا اس دروازے کے کچہہ باقی نہین رہا یا اسکی بانیہ کا مقبرہ موضع نیاکوٹ مین موجود ہے جسکا پتہر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اُکہڑوالیا ہوا ہے - اس مکان کا عالیشان محرابی دروازہ شرق کی سمت ہے

دونو طرف چوکیان بنی ہین اور اندر دروازے کے شمال وجنوب کی سمت دوشہ نشینین دو منزلہ بنی ہین مینار ہشت پہلو منقطع ہین جنپر کاشی کا کام ہی اندر کی عمارت پر بہی اکثر کاشی کا کام نظر آتا ہے دروازہ کلان کے اوپر دو فٹ نیچے منڈیر سے ایک مطول کتبہ ہی اُسمین قرآنی آیات مین سے وہ آیت متبرک جسکا نام آیت الکرسی ہی بخط عربی تحریر ہے دوسرے کتبہ مین اشعار بخط فارسی تحریر ہین جسمین سے جسقدر پڑہا جاتا ہی لکہا جاتا ہے بنا پذیرفت این باغ روضہ رضوان اسکا دوسرا مصرع پڑہا نہین جاتا بگشت مرحمت این باغ بر میا بائی زلطف صاحب زبیدہ بیگم دوران زیب النسا بیگم اور زبیدہ بیگم دونو نام ایک ہین اس دروازے کی منڈیرون کے نیچے تین کہڑکیان قالبوتی بنی ہوئی ہین اندر جاتی ہی شمال وجنوب مثمن مکان جسکی چہتین قالبوتی گنبدنما ہین دکہائی دیتے ہین اُسکے آگے اور مقام قالبوتی جسکے دو درجے ہین موجود ہی اس سی آگے متصل مینار غربی ایک شہ نشین عمدہ بنی ہی اُسپر کاشی کا کام ہوا ہوا ہی اور منزل ثانی کی دروازین پر دونو طرف مرغول پر لفظ اللہ تحریر ہے بالائے مینار جنوبی پر ایک سنگی کتبہ ہی جسپر کچہہ لکہا ہی صرف اسقدر پڑہا جاتا ہے۔ ساخت میا بائے چون روضہ عالی ارم۔ اوپر چلنے کے لئے اب کوئی رستہ نہین ہے اور نہ اندر کی محراب موجود ہے +

مکان گڑہی شاہو

یہ قدیم وعالیشان عمارت عہد شاہان چغتائی مین تعمیر ہوئی مفصل حال اسکا یہ ہی کہ عہد شاہ جہان بادشاہ مین ابوالخیر نام ایک فاضل اجل شہر بغداد سے ملکون کی سیر کرتا ہوا ہند مین آیا پنجاب کی آب وہوا اُسکو

پسند آئی تو لاہور مین قیام پذیر ہوا چونکہ اس موقع پر محلہ سید سرآباد تہا اور سید جان محمد حضوری وغیرہ بزرگ اُسمین قیام پذیر تہے اُنکی خدمت مین رہا رفتہ رفتہ اُسکے علم وفضل کی شہرت بہت ہوئی اور عالمگیر اورنگ زیب نے اسکو طلب کرکے درخوست کی کہ تم تعلیم علوم دینی جاری کرو تا کہ لوگون کو آپکے نفس نفیس سے فائدہ پہنچے اور صوبہ لاہور کے نام حکم جاری ہوا کہ انکے قیام و تدریس کے لئے ایک عمدہ مکان تجویز کر دینا چاہیئے چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی اور یہ عالی جاہ مدرسہ جسمین مسجد پختہ گنبد دار سے بنائی گئی صوبہ لاہور کے حکم سے بنایا گیا طالب علمون کے قیام کے لئے چارون طرف حجرے بہی تعمیر ہوئے فصیل و دیوار بہی قلعہ کے طریق پر بنائی گئی اور خرچ مدرسہ کا بادشاہ کے حکم سے لاہور کے خزانہ پر مقرر ہوگیا چنانچہ وہ بزرگ بقیہ عمر اسی مکان مین قیام پذیر اور اپنی ذاتی علوم و فنون سے لوگون کو فائدہ پہنچاتا رہا آخر ایکسو پانچ برس کی عمر مین بعہد محمد شاہ بادشاہ در نظامت خان بہادر فوت ہوکر اسی مدرسہ کے اندر مدفون ہوا چنانچہ قبر اُسکی ابتک اسمین پختہ موجود ہے اور لوگ اُسکا بہت ادب کرتے ہین اُسکے بعد بہی یہ مدرسہ آباد رہا اور محمد نعیم نامی اُسکا کوئی خلیفہ اسمین درس پڑہاتا رہا جب وہ بہی مرگیا اور پنجاب مین غارتگرون نے آفت برپا کر دی اور لاہور کے حصار کے باہر کی آبادیان کچہہ تو لوٹ لین اور کچہہ آگ لگا کر جلا دین اور رعایا حیران و پریشان جا بجا پہرنے لگی تو اس مستحکم مکان پر بہت لوگون کی نظر پہنچی کہ کسی طرح درویشون سے چہین کر خود اسمین آباد ہون کہ اس مکان کو آگ کا خطرہ نہ تہا اور مکانات اسکے خشتی تہے چہتین بہی خشتی تہین

فصیل بہی نہایت مستحکم تہی کہ کسیکے گرلنے سے گر نہیں سکتی تہی چونکہ
متصل اسکے ایک محلہ المشہور ٹہٹی گگہ آباد تہا جب اُسکو سکہون نے اوجاڑا
تو ساکنین اُسکے پہلے بمقام قناشاہ جاکر آباد ہوئے کہ اُسکی عمارت بہی
مستحکم تہی اتفاقاً ایک روز غارت گرون نے اس مکان پر بہی حملہ کیا اور
تصور کیا کہ اسمین کچہہ دولت ہوگی کہ مکان بہت بڑا ہی درویشون طالبعلمون
کے پاس کیا تہا وہ کپڑے اوترواکر بہاگ گئے اور مکان خالی ہوگیا مکان
کے خالی ہوتے ہی ایک شخص شاہو نام جسکا پیشہ بہی غارتگری تہا اور دور
دور سے وہ بہیڑ بکری گائے بیل زمینداروں کے غارت کر لاتا تہا اسپر
دخیل ہوگیا وہ اور اُسکے ہمراہی اُس مستحکم مکان کے مالک بن بیٹہے جو مال
لوگون کا مار کر لاتے اسمین محفوظ رکہتے اگر مالک پیچہے سے آجاتے تو
نذرانہ لیکر واپس کردیتے باقی ماندہ فروخت کر دیتے چونکہ لاہور کے اندر
تین حاکمون کی حکومت تہی باہر اُنکی حکومت کم مانی جاتی تہی کوئی پرسان
حال شاہو کا نہ تہا اُسوقت یہ مکان جو پہلے خیر گڑہ مشہور تہا شاہو کی گڑہی
مشہور ہوگیا چار پانچ سال کے بعد شاہو کو بہی موت آپہنچی اُسکے مرنے کے
بعد اُسکے آدمی رہگئے جنکا کچہہ رعب نہ تہا وہ وقت ساکنان محلہ ٹہٹی گگہ
نے جو قناشاہ مین قیام پذیر تہے غنیمت جانا اُنہون نے بآسانی شاہو کے
ملازمین کو اس جگہ سے نکالدیا اور خود قابض ہوگئے اُسوقت شیخ فیض و
شیخ زمان و شیخ نور محمد و شیخ حمید نے اس مکان پر قبضہ کیا تہا جنکی اولاد
ابتک قابض و متصرف ہی بعد ازان صورت اِس مکان کی ویسی ہوگئی
جسقدر زمین جولا مالک ویران پڑی تہی اُنہون نے جتنی چاہی اپنے قبضہ مین
کر لی مگر نام اسکا زمان بعد ابتک نہ بدلا وہی گڑہی شاہو نام قائم رہا

صورت اس مکان کی جو فی زمانہ حال ہی یہ ہی کہ کہنہ دیوار فصیل پختہ بلند تا حال موجود ہی جسکے چارون گوشون پر چار برج بنے ہوئے ہین دروازہ آمدورفت کا شمال کی سمت بہت بڑا بلند محرابی موجود ہی اُسمین چوکہٹ و تختہ چوبی قدیم زمانہ کا ابتک موجود ہی ڈیوڑہی عالیشان ہی اُسمین بسمت غرب و شرق دو دالان بنے ہوئے ہین فی دالان دو دو دین محرابی پختہ ہین غربی دیوار کے ملحق ایک پختہ مسجد عالیشان با مینار گنبد دار بنی ہے قدیم حجرے درویشون کے رہنے کے اب تک سب موجود ہین جنکو زمینداروں نے عمارتین بڑہاکر اپنے رہنے کے لئے گہر بنالیا ہوا ہی اُنہین سے بعض حجرے دو منزلہ بہی ہین چھتین اُنکی قالبوتی اور پختہ دیوارین ہین برج بھی دو منزلہ ہین وہ اب سب زمینداروں کے گہر ہین ایک چاہ قدیم بہی اسکے اندر موجود ہے مکان کے صحن مین بہی اب ساکنین نے گہر بنا لئے ہوئے ہین وسط مکان ہین مزار ابوالخیر کا ہے جنکی ذات سے یہ مکان تعمیر ہوا تہا یہہ قبر اب درختون سے ڈہکی ہوئی ہے قبر کے پاس اور قبرین بہی درویشان طالب علم کی موجود ہین ؎

سرائے المشہور گولیان والی

یہ عالیشان پختہ سرای موضع اچھرہ کی حدود مین متصل جیلخانہ لاہور موجود ہے ۱۰۲۵ہجری مین بحکم جہانگیر بادشاہ غازی تعمیر ہوئی جب سلطنت چغتائی برباد ہوگئی اور سکہون کا وقت آیا تو یہ سرائے بہی اُجڑ گئی ۔ مسافرون کا قیام اسمین موقوف ہوگیا مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اسمین میگزین ڈالدیا اور کوٹہڑیون مین گولے بہروئے دس سال تک اسمین گولے بہرے رہے اسواسطے یہ سرائے گولیان والی مشہور ہوگئی ۔

زان بعد جمعدار خوشحال سنگھ نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی خدمت مین عرض کرکے یہ سراے لے لی اُسروز سے اسی خاندان کی ملکیت ہوگئی اب اسپر قبضہ ٹالکا نہ راجہ ہربنس سنگھ کا ہی قبل از تعمیر جیل خانہ لاہور کے چندے سرکاری قیدی بھی اسمین قیام پذیر رہے ہین مگر وہ سکونت عارضی تہی - ع‌‌‌ا ن اس سراے کی پختہ نہایت مستحکم ہی دو دروازے عالیشان مین ایک شمالی دوسرا جنوبی گرد نواح چاردیواری پختہ جسکے اندر حجرے قالبوتی بنائے گئے ہین جمعدار خوشحال سنگھ نے اپنی کارروائی کیواسطے حجرون کے آگے کچھ عمارت ایزاد بھی کردی تہی جو گر کر خراب ہوگئی ہے دو زینہ کی ڈیوڑہی اور ایک ایک زینہ سراے کی گوشون مین اوپر جانے کیلئے ہی صورت سراے کی ہشت پہلو اس طرح پر ہی کہ چارونطرف برابر حجرے بنے ہوئے ہین اور چارون گوشون مین تین تین حجرے ہین جنکی سقف گنبد نما ہے شمالی و جنوبی دو ڈیوڑہیان برابر محاذ ایک دوسرے کے بنی ہین اور دیوار شرقی و غربی کے حجرہ ہاے اندرونی کے میانہ مین دو دالان خوشنما بنے ہوئے ہین سراے کے باہر شرق کی سمت پہلے ایک تالاب پختہ تہا سکہون کے وقت اُسکی اینٹین خشت فروشون نے نکال لی تہین - سراے کے گوشہ گلنی مین ایک چاہ کلان اُسی وقت کا بنا ہوا ہی جب یہ سراے تعمیر ہوئی تہی - اُسپر اب چرخ چوب جاری ہی اور جو زراعت سراے کے اندر و باہر ہوتی ہی اُسکو اسی سے پانی دیا جاتا ہی ڈیوڑہی شمالی جو میانہ دیوار مین ہی سترہ کوٹہڑیان اُسکے یمین و یسار اور اسی طرح اسکے محاذ دیوار جنوبی مین ہین انتیس ۲۹ انتیس ۲۹ حجرے دیوار غربی و شرقی کے ساتھ سواے درمیانی دالانون کے - طول سراے کا شرقاً غرباً ایکسو نوے گز اور عرض شمالاً جنوباً کی سمت کو ایکسو چالیس دو عہ ہے میانہ مین ایک باولی تہی اُسکی

بارہ دری میں جمعدار خوشحال سنگھ کیوقت مودیخانہ کا سامان رکھا رہتا تھا اب ندارد ہی فی الحال اس سراے کی عمارت نہایت بوسیدہ وخراب ہے بلکہ قریب مسمار ہونے کے ہی مالک نے کبھی مرمت نہیں کرائی مگر بسبب استحکام عمارت کے ابھی سالہا سال قایم رہیگی +

بارہ دری باغ کامران

یہ مستحکم و مضبوط بارہ دری دریاے راوی کے دہنے کنارے ابتک موجود ہے باوجودیکہ پچاس برس سے دریا اسکے نیچے چلتا ہی مگر سواے کسیقدر عمارت کے یہ بارہ دری گرنے میں نہیں آئی ہمیشہ دریا موسم طغیانی وغیرہ میں اسکے ساتھہ ٹکراتا رہتا ہی اور اسکے گرانے کے لئے بہت زور دیتا ہی مگر یہ مستحکم عمارت نہیں گرتی اس مقام پہ شاہزادہ کامران پسر بابر بادشاہ شاہ ہمایون کے بھائی کا باغ تھا جو اُسوقت کے موقع اجراے دریاے راوی سے دو میل اُسطرف تعمیر ہوا تھا یعنی اُسوقت دریا شہر کے نیچے بہتا تھا جہان اب نالہ دریا ہے عہد محمد شاہ بادشاہ میں دریا کا رخ شہر کی سمت سے ہٹ گیا اور بہت باغات امراے عظام کے جو دریا کے اُسطرف تھے دریا نے برباد کئے یہ باغ بھی اسی دریا نے برباد کیا اب پچاس ساٹھہ سال سے دریا میانہ بارہ دری کے نیچے بہتا ہی مگر بارہ دری اُسی طرح قائم ہے یہ کہنہ عمارت محراب دار دہنون کی بنی ہوئی ہے عمارت کی استحکام کی یہ حالت ہی جو اوپر بیان ہو چکی ہے +

تالاب راے میلارام ٹھیکہ دار

جدید عمارات میں سے یہ عمارت تالاب وغیرہ متعلقہ تالاب نہایت عمدہ بنائی گئی ہی جو سٹیشن ریلوے کے متصل ہے کل عمارت پختہ و مستحکم ہے تالاب وسیع زینہ دار ہی جسمین پانی بذریعہ نہر کے آتا ہے لاہور کا راجا ...

اسکی دیوار شمالی کے ساتہہ چلتا ہی چارون طرف تالاب کے وہین وار عمارت نہایت مضبوط قالبوتی وروش کی مسافرون کے آرام کے لئے بنائی ہی تین دروازے اُسمین شمالی و شرقی و غربی رکہے گئے ہین دروازون کے اوپر بالاخانے بہی نہایت مکلف بنائے گئے ہین زنانہ گہاٹ بہی نہایت پردہ کا بنا ہی دہوپ یا بارش کیوقت جو مسافر تکلیف اُٹہاتا ہی وہ اس جگہ آرام پاتا ہی گویا یہ تالاب سرای کا سرای ہے اور تالاب کا تالاب ہر طرح کی تکلیف مسافر کی اس مکان مین رفع کی گئی ہی نہانے کے لئے تالاب موجود ہی پانی پینے کو نہر جاری ہی آرام کرنے کو نہایت امن دار مکانات ہوادار مسقف موجود ہین شرقی دروازے کے آگے مختصر باغچہ بہی لگایا گیا ہی غرض یہ یادگار رای میلارام ٹہیکہ دار کی صدہا سال تک قایم رہیگی +

پانچوان حصہ اُن مکانات کے بیان مین جو بحکم وعہد دولت سرکار انگریزی تعمیر ہوئے

پہلی قسم اُن مکانات کی ذکر مین جو شہر لاہور کے اندر واقع ہین

مکان کوتوالی

سکہون کے عہد مین بہی اس موقع پر جہان اب کوتوالی موجود ہی کوتوالی بنی ہوئی تہی مگر وہ مکان مختصر سا تہا صرف ایک دالان وسیع تہا جہان قیدی لوگ پا بزنجیر رہتے تہے اور ایک کوٹہڑی جسکا ایک دروازہ اور ایک دریچہ بسمت بازار تہا کوتوال کے اجلاس کا مکان تہا سوائے اس کوتوالی کے اور کوئی جگہ مجرم کی حوالات یا قید رہنے کے لیئے نہ تہی اور نہ خرچ خوراک

قیدیون کا سرکار سے ملتا تہا ہر روز تیسرے پہر جتنے قیدی پابزنجیر کوتوالی مین ہوتے تہے گدائی کے لئے شہر مین بہیجدئے جاتے تہے سات سات قیدی کا محافظ ایک ایک سپاہی ہوتا تہا اور وہ قیدی بازار کے دوکاندارون سے پیسے مانگ لاتے تہے رہگذر لوگون سے بہی سوال کرتے تہے جسقدر پیسے فی قیدی جمع ہوتے تہے نصف اُسمین سے سپاہی چہین لیتا تہا اور نصف مین قیدی کی دو وقتہ خوراک بہم پہنچائی جاتی تہی ہر ایک قیدی پانچ دس روز تک حوالات مین رہتا تہا پہر سزایاب ہوکر رہا ہوجاتا کسیکے ہاتہ کٹ جاتے کسیکے کان کسی کی ناک کسیکے پاؤن کے پٹہے کاٹ دئے جاتے کسیپر جرمانہ کردیا جاتا علےٰ ہذالقیاس سزا ملجاتی مدت مدید تک سکہی عہد مین اس کوتوالی پر خدابخش کوتوال سکہے زئی مامور رہا انگریزی عہد مین بہی چند سال تک اُس نے کوتوالی کی آخر مرگیا یہ شخص اپنے فن مین اُستاد تہا چور کو ہزار آدمی مین پکڑ لیتا تہا قلعہ لاہور مین جب گورہ سپاہیون نے توشیخانے مین چوری کی اور مال بازیافت نہوا تو اس شخص نے جاکر سب مال نکلوا دیا سنہ ۱۸۶۵ع مین سرکار انگریزی نے سابقہ مکان کوتوالی کا گرا کر حال کے مکان کی بنیاد رکہی اور یہ مکان تہامسن ہل صاحب اسسٹنٹ کمشنر کے اہتمام مین تعمیر ہوا پہلے مکان سے یہ مکان دوچند بنایا گیا یعنی اُس جگہ تک جہان سکہون کیوقت لال لکڑا یعنی ایک ستون چوبی زمین مین گڑا رہتا تہا اور جس مجرم کی ہاتہ ناک کان کاٹے جاتے تہے پہلے اُسکو اس ستون کے ساتہہ باندہ دیتے تہے پہر کاٹتے تہے یہ مکان دومنزلہ بنایا گیا ہے شمال کی سمت حوالات کا دروازہ رکہا گیا ہے اور وہ طولانی مکان کوتوالی کے اور مکانات کے پیچہے ہے

اُس سے شرق کی سمت دفتر خانہ کوتوال کے اجلاس کا کمرہ ہی اور آگے برانڈہ
اور ایک کمرہ جسمین صاحبان آنریری مجسٹریٹ اجلاس کرتے تہی وہ بہی اب
کوتوالی کے متعلق ہی اور جنوبی برانڈہ جسکے دہن بند کئے ہوئی تہے اب بازار ون
کی وسعت دینے کیوقت گرادیا گیا ہی اوپر کی منزل کے جانے کے لئے زینہ
بسمت شمال بنایا گیا ہی اس منزل مین کوتوال کے رہنے کے لئے کمرے بنے
ہین اور باہر برانڈہ ہی اور وہین مرغول بازار کی طرف کہلے ہین بالائی زینہ
زیرین زینہ کے اوپر بنایا گیا ہی جو بالائی سقف جا کہلتا ہی اس مکان کی
منڈیر کی اوپر وہ شاہی سکہ بنایا گیا ہی جو پیسہ پر مسکوک ہوتا ہی بالفعل چند سال
سے چندا سنگہ کوتوال اس کوتوالی پہ مقرر ہے جو نہایت نیک نام اور صاحب
اوصاف حمیدہ شخص ہے

مکان تحصیل و منصفی

یہ عالیشان مکان اگرچہ اب نیا نہین بنایا گیا مگر پہلی حالت سے تغیر و تبدل بہت
سا ہوا ہی یہ مکان جسمین اب محکمہ تحصیل ہی راجہ دہیان سنگہ کی حویلی ہے بجانب
غرب واقع ہی یہ حویلی راجہ سوچیت سنگہ راجہ دہیان سنگہ وزیر کے بہائی نے تعمیر کی
تہی اور اسی مین وہ قیام پذیر تہا راجہ ہیرا سنگہ کی وزارت کیوقت جب راجہ سوچیت سنگہ
بمقام درس میان وڈا اسکہی فوج کے ہاتہہ یا بہلے راجہ ہیرا سنگہ اپنی برادرزادہ
کے قتل ہوا تو یہ حویلی بہی اُسکی اور جائداد کے ساتہہ ضبطی مین آگئی ابتداعملداری
سرکار انگریزی مین محکمہ تحصیل جو ند سنگہ موکل کی حویلی مین کئی برس رہا چونکہ
اس حویلی مین میدان کم تہا وہان سے محکمہ تحصیل اس حویلی مین آگیا اب چند سال
سے حویلی مین ہی یہ حویلی بہت وسیع ہی دروازہ کلان آمد و رفت غرب کی سمت
ہی جو ملحق بازار ہٹی ہے دروازے سے اندر جائین تو ایک وسیع میدان آتا ہے

جسکے بیچ مین باغ ہی اور جنوب اور شرق کی طرف مکانات بنے ہین اس مین سپاہیان تحصیل رہتے ہین اس میدان کا شمالی حصہ اونچا ہی اُسکے سرے پر بڑا کمرہ محکمہ تحصیل کا ہی جسمین تحصیلدار اجلاس کرتا ہی اور اہلکاران دفتر تحصیل کی نشست ہی یہ دو منزلہ مکان ہی چارون طرف اسکے دروازے ہین شمال کی سمت ڈیوڑہی ہی اسکے بالائی حصہ مین بھی باغ و درختان ہین ایک چاہ آبنوشی کا ہی اس سے آگے شمال کو بڑہین تو ایک اور بلند درجہ آتا ہی اُسمین پُرانی عالیشان عمارت عہد راجہ سوچیت سنگہ بنی ہی جو بہت وسیع ہی شمال کی سمت ایک چھوٹا دروازہ اس مکان مین آنے کا بازار ہیرا منڈی کی طرف سے ہی مگر اسطرف سے آمد و رفت کم ہے بڑے مکان مین تحصیلدار قیام رکھتا ہے اور نائب تحصیلدار دوسرے حصہ کی غربی سمت کے مکان مین بیٹھتا ہے +

اس مکان کی نگرانی و سالانہ مرمت مولف کتاب کے متعلق ہے +

مکان کچہری منصفی بھی اسی مکان کے متصل واقع ہی جسمین پہلے ہسپتال تہا یہ مکان بھی وسیع میدان ہی اور عمارت پختہ مع برانڈہ بنا ہوا ہی منصف صاحب اُس مین اجلاس کرتے ہین +

دوسری قسم اُن سرکاری مکانات کی ذکر مین جو شہر کے باہر سرکار کے حکم سے تعمیر ہوئے

کچہری صدر ضلع لاہور

بوقت چھاونی انارکلی کے اس مقام پر بارگین متعلق چھاونی کے تہین جب چھاونی فوج کی میانمیر مین منتقل ہوئی تو یہ بارگین خالی ہوگئین اور مکانات متعلق ضلع کے ہوگئے اُسوقت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی کچہری

اُس کوٹھی مین ہوتی تہی جہان اب صاحب کمشنر بہادر کچہری کرتے ہین اور صاحب اسسٹنٹ کمشنر حویلی راجہ سوچیت سنگہ مین اندرون لاہور اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر حویلی راجہ دہیان سنگہ مین جہان اب گورنمنٹ سکول ہی کچہری کیا کرتے تہے جب یہ مکان خالی ہوگیا تو سب کچہریان اسی مقام پر جمع ہوگئین دفتر بہی اسی جگہ آگئے اور یکجائے کاروائی ضلع کی ہونے لگی چند سال اسی طرح حالت رہی جب منظوری تعمیر مکان کچہری صدر ضلع لاہور کی گورنمنٹ سے آگئی تو نقشہ تیار ہوکر منظور ہوا اور باہتمام راقم یعنی مولف کتاب ہذا کے جو ایگزیکٹو انجنیر تعمیرات سرکاری تہا یہ مکان بننے لگا پہلی بارگیین سب گرائی گئین اور نئے سرے سے نقشہ حال پر مکان بننے لگا چنانچہ مولف نے کمال جانفشانی وعرق ریزی اس مکان کی تعمیر مین کی اور باقبال سرکار یہ عالیشان مکان بنکر تیار ہوگیا اس مکان کا احاطہ بہت وسیع ہی اور چاردیواری نہایت مطبوع سرخ رنگ عمارت کی بڑی اینٹون سے بنوائی گئی ہی تین پہاٹک ایک شرقی دوسرا شمالی تیسرا جنوبی رکہے گئے ہین تینون طرف سے آمدورفت ہوتی ہی احاطہ کے اندر اراک تقسیم کرکے گہاس لگائی گئی ہی درخت بہی بہت ہین جس سے مکان تروتازہ وسرسبز معلوم ہوتا ہی وحوالات متعلق کچہری کے تعمیر ہوئے ایک دیسیون کے لئے دوسری یورپین ملزمون کیواسطے یہ دونو مکانات نہایت مستحکم بنائی گئے ہین جنکے دریچون اور دروازون مین آہنی سیخین نصب ہین حوالاتی کسی صورت سے نکل نہین سکتا۔ چاہ پختہ لگایا گیا ہی علاوہ اسکے مکانات اصطبل ومالخانہ وشاگرد پیشہ ومقام مال مویشی لاوارث قرینہ قرینہ پر جابجا تعمیر ہوگئے ہین جس سے احاطہ کی زینت المضاعف ہی خاص مکانات کچہریون کے پختہ بنائی گئے ہین

اینٹین بھی اُنپر بڑی صرف ہوئی ہین عمارت کا رنگ سب سرخ سنگ سرخ کے
رنگ پر رکھا گیا ہی اینٹ نہایت عمدہ پختہ لاکھی رنگ کی خرچ مین آئی ہی کسی
مقام پر پیلی اینٹ براے نام نہین ہی یہ مکانات طول مین ۳۲۳ فٹ اور
عرض مین ۲۲۷ فٹ ہین صورت اس مکان کی یہ ہی کہ شمال و شرق و غرب
کی سمت کو اسکے عمارت ہی اور جنوب کی سمت کھلا ہوا ہی اور درمیانی صحن ہے
اُسمین درخت سایہ فگن ہین جنکے نیچے عرایض نویس بیٹھتے ہین اور اہل مقدمات
آرام کرتے ہین اگرچہ برانڈہ ہاے وسیع اس مکان کے اہل مقدمات کے
آرام کے لئے کافی ہین مگر اکثر لوگ درختون کے نیچے بھی بیٹھتے ہین اب تینون
سمت کی عمارات کا حال مفصل بیان کیا جاتا ہی ✽ پہلی شمالی عمارت کا حال
یہ ہی کہ یہ عمارت شرقاً غرباً دوسو ستائیس (۲۲۷) فیٹ ہی اسکے اندر پانچ کمرے
ہین وسط مین ہال یعنی بڑا کمرہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے اجلاس کا
یہ وسیع کمرہ سب سے بڑا طول مین ۴۳ فٹ اور عرض مین چوبیس (۲۴) فٹ ہے
دروازہ اسکا اور کمرون سے بڑھا کر رکھا گیا ہی اندر کمرے کے صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر کے اجلاس کا چبوترہ ہی جسکے آگے چوبی جنگلہ لگا ہوا ہی اور پلیڈرون
کے بیٹھنے کے لئے اجلاس گاہ کے آگے علیحدہ مکان ہی اس بڑے کمرے کے
یمین و یسار یعنی شرق و غرب چار چار کمرے عالیشان بنے ہین اور دونو
طرف گوشون پر غسلخانے بنائے گئے ہین یہ ہر ایک کمرہ طول مین تیس (۳۰)
اور عرض مین بیس فیٹ ہی شرقی چار کمرے صاحب اسسٹنٹ کمشنر و لوکل فنڈ
و انگریزی دفتر و ہیڈ کلرک کے لئے تعمیر ہوئے اور غربی چار کمرے ایک
صاحب اسسٹنٹ کمشنر اور دو صاحبان اسسٹنٹ کمشنر اور ایک عملے
کے لئے بنائے گئے ہین اس عمارت شمالی کے تین طرف برانڈہ عالیشان بنایا گیا ہے

اور وہن مدور قالبوتی عالیشان رکھے گئے ہین یعنی شمالی وجنوبی چہرہ کچہری و
شرقی سمت برانڈے تعمیر ہوئے ہین غرب کی سمت کو کوئی برانڈہ نہین
شمال کی سمت وسط ہین ڈیوڑہی بڑے کمرے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے
ہین اُسطرف سے صاحب تشریف لاتے اور لیجاتے ہین اور بگہی ڈیوڑہی
کی سقف کے سایہ کے نیچے کہڑی ہوتی ہے چہتین ان کمرون کی سب بیم
کڑی کی نہایت عمدہ و موزون ڈالی گئی ہین اور برانڈون کے بیل پائے
اکہرے گول رکہے گئے ہین شمال کی سمت اسکی بالائی منزل پر جانے کے لئے
فراخ و مقطع زینہ خشتی بنا ہوا ہے جب انسان اوپر جائے تو وہ کل مکان
تین درجے ہین تقسیم کیا ہوا معلوم دیتا ہے شرقی حصہ ہین دفترخانہ مال
یعنی کلکٹری بنایا گیا ہے اور غربی حصہ ہین دفترخانہ اشلہ فوجداری و دیوانی
یعنی محکمہ جوڈیشل ان دونو دفترخانون ہین بڑی بڑی الماریان چوبی
بنائی گئی ہین جن پر بستے اشلاون کے بندہے ہوئے ہزارون رکہے ہوئے
ہین وسط ہین مکان کمیٹی ہے جب کبہی مجمع ہوتا ہے تو اس جگہ اجلاس کیا جاتا
ہے اس جگہ میز بچہی رہتی ہے اور کرسیان رکہی رہتی ہین اسی مکان کے
شمالی حصہ ہین محکمون کا دفتری بیٹہتا ہے اور اُسکے سوائے نقلنویس محکمہ کے
کام کرتے ہین ان درجون کی چہتین قینچی دار ہین اور نہایت مضبوط باہر
دفترخانون کے برانڈے قالبوتی درون کے جنکے دوہرے دوہرے ستون
ہین نہایت مقطع بنائے گئے ہین بڑا محافظ دفتر کلکٹری دفتر ہین اور اُسکا
نائب دفتر جوڈیشل ہین کام کرتا ہے اس درجہ کی چہت پر بیم اور کڑیان پڑی ہین
غرب کی عمارت ہین اس کچہری کے سات کمرے ہین اور اُنکے آگے صحن کیطرف
بدستور برانڈہ ہے جنکے قالبوتی دہن ہین اور اکہرے ستون پہ سات کمرے

مفصلۂ ذیل حکام و عملہ کے لئے تعمیر ہوئے ہیں پولیس کا دفتر پولیس کا انگریزی دفتر - اجلاس گاہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ - اجلاس گاہ اسسٹنٹ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ - جائے نشست شرف عدالت معہ عملہ - جائے اجلاس منصف مگر منصف اب اس جگہ کچہری نہین کرتا اور حکام اجلاس کرتے ہین - اجلاس گاہ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر یہ کمرے گویا دوہرے ہین غرب کی طرف انکے دوسرا درجہ بہی ملحق انکے ساتھہ ہے اور اسطرف دروازے رکہے گئے ہین چھتین ان سب کی قینچی دار ہین اور دوسرے درجون کی چھتین ہیم کڑی کی ڈالی گئی ہین شمالی کمرون اور غربی کمرون کے درمیان ایک کہلا رستہ اُسی قدر ہے جسقدر شمالی کمرون کے برانڈہ کا عرض ہے - شرقی عمارت متعلقہ کچہری مین پانچ کمرے تعمیر ہوئے بتفصیل ذیل - خزانہ کا انگریزی دفتر رجسٹرار اور صاحب مہتمم خزانہ کے اجلاس کا کمرہ خزانہ رکہنے کا کمرہ خزانچی اور خزانچی کے متعلقات کے بیٹھنے کے لئے - پلیڈرون اور مختارون کی اجلاس و قیام کے لئے ان کمرون کے اندر ایک رستہ بہی آمد و رفت کے لئے رکہا گیا ہے جسمین سے صاحب رجسٹرار کے اجلاس کے کمرے مین بہی آمد و رفت ہوتی ہے یہ پانچون کمرے بہی دوہرے ہین یعنی ایک درجہ ملحقہ انکا شرق کی سمت بہی ہے اور اسمین سے شرق کی سمت دروازے کہلے ہین اور خزانہ کے پہرے اور سپاہیون کے لئے بہی مکان بنایا گیا ہے ان پانچون کمرون کے آگے بجانب غرب یعنی بطرف صحن کچہری برانڈہ بدستور بنایا گیا ہے اور ہر ایک عمارت کے برانڈہ کا عرض و مقدار ۹ فٹ کا ہے اس عالیشان مکان کی تعمیر پر سرکار فیضمدار کا ایک لاکھ روپیہ صرف ہو گیا اور تمام عمارت پختہ چونہ کی تعمیر ہوئی ہے اور رنگ عمارت کا باہر سے سرخ رکہا گیا اور کمرون کے

اندر عمدہ سفیدی کی گئی فرش چوکہ کا لگایا گیا غرض استحکام مکان و تزئین
عمارت مین مولف کتاب نے کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا ✦

مکان سینٹ ہال

یہ مکان سینٹ کے جلسے اور یونیورسٹی کے لیے بمنظوری گورنمنٹ و باہتمام
مولف کتاب بنوایا گیا اور چونتیس ہزار روپیہ نواب صاحب بہادر والی
بہاولپور کا اسکی تعمیر پر خرچ ہوا اور مولف کتاب ایگزیکٹو انجنیر تعمیرات ڈویزن
لاہور نے اسکو کمال توجہ و عرق ریزی سے بنوایا اسی مکان مین صاحب
رجسٹرار قیام رکھتے ہین اور اسی مین سینٹ کے جلسے ہوتے ہین - بڑی
اینٹ سے یہ مکان پختہ تعمیر ہوا طول اسکا ایکسو اٹھائیس (۱۲۸) فٹ اور عرض
اسّی فٹ پیل پائے بیچ کے درون کے ہشت پہلو اور گوشون کے مربع ہین
ڈیوڑہی بسمت شمال ہے جسکا چھتیس (۳۶) فٹ طول اور سولہ (۱۶) فٹ عرض ہے
چھتین اسکے درمیانی کمرون کی قینچی کی اور برانڈے کی شہتیر کڑی کی ہین
چھتون کے اوپر سلیٹ کا پتھر لگایا گیا ہے روشندان بڑے کمرون مین
لکڑی کے خوشنما لگائے گئے ہین کمرے اسکے متقطع پانچ اور چار غسلخانے گوشون
پر ہین اور جنوب کی سمت ایک کمرہ دفتری کا اور ایک طرف پرائیوٹ کمرہ
اور برانڈہ اور سینٹ کا بڑا کمرہ اکہتر (۷۱) فٹ طول اور ۴۲ فٹ عرض اور
دوسرا کمرہ غرب کی سمت اُنچاس (۴۹) فٹ طول اور بیس فٹ عرض اور رجسٹرار
صاحب کے رہنے کے تین کمرے کلان ہین ایک ۳۴ فٹ طول اور ۲۰ فٹ
عرض اور دو کمرے ۳۴ فٹ طول ۱۷ فٹ عرض اور ایک رستہ ۳۴ فٹ
طول اور دس فٹ عرض اور دو کمرے اسباب رکھنے کے ۱۷ فٹ طول ۱۰ فٹ
عرض کے بنائے گئے ہین ✦ اس مکان کی عمارت باہر سے سب سرخ اور اندر سے

پستہ کاری ہی اور ڈیوڑہی کی بالائی دیوار مین ایک پتھر بیضوی صورت کا کندہ کر کے لگایا گیا ہی جسمین عبارت انگریزی جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ یہ مکان نواب صاحب بہاولپور کی طرف سے تعمیر ہوا بخط انگریزی تحریر ہے اسلیئے کہ یہ مکان نواب صاحب کے روپیہ سے تعمیر ہوا ہی +

مکان ہسپتال سرکاری

یہ سرکاری مکان لاہور کی عالیشان عمارات مین سے شمار ہوتا ہی شہر لاہور شاہ عالمی دروازے کے باہر متصل سرائے دیوان رتن چند کے بنایا گیا ہے ایک لاکھ پچپن ہزار روپے اس مکان اور اسکے متعلقات مکانات کی عمارت پر صرف ہوا سنہ ۱۸۷۰ء مین اسکی عمارت باختتام پہنچی تین سال تک عمارت جاری رہی مہتمم اسکی تعمیر کا سرکار کے حکم سے مولف کتاب ہذا تہا۔ راقم نے بکمال خبرگیری و عرق ریزی اس اہم کام کو بانجام پہنچایا اور سرکار کے اقبال سے یہ ایسا عالی جاہ تعمیر کا مکان بنا کہ جسکو دیکھکر حکام ذوی الاحتشام نے راقم کو مورد تحسین و آفرین کیا۔ یہ مکان صورت مین طولانی شرقاً غرباً دو منزلہ ہی تمام عمارت اسکی بڑی اینٹ ڈیل سے بنائی گئی ہی اور مکان کے متعلق بڑا احاطہ ہی اور چاردیواری بہی بڑی اینٹ سے ساڑہے تین فٹ بلند رکہی گئی ہی شمالی اور شرقی دو دروازے ہین جسمین آہنی پہاٹک لگے ہین + سکہی سلطنت کیوقت اس موقع پر ہری سنگہ کا باغ پختہ بنا ہوا تہا وہ ایک امیر دربار لاہور تہا جسکے متعلق تمام شہر کی سائر یعنی محصول اشیای تجارتی تہا اب باغ کی عمارت سابقہ سب گرائی گئی صرف چاہ کلان باقی رکہا گیا جسپر اب چرخ چوب جاری ہی اور احاطہ کے باغیچہ کو اُس سے پانی دیا جاتا ہے۔ اس ہسپتال کی عمارت طول مین

چارسو اڑتالیس [۴۴۸] فٹ اور عرض ساڑھے اکیاون [۵۱] فٹ ہے اور ارتفاع دو منزلہ پینتالیس [۴۵] فٹ
پانچ اسکے مینار ہین چار چار کونون پر یہ مینار خورد ہین اور گنبدیان نہایت
خوبصورت دریچہ دار بنی ہین بڑا مینار وسط مین بہت بلند ایکسو دس فٹ
ارتفاع کا جو دور سے نظر آتا ہے اور مکان کی عزت و شان اُس سے ظاہر
ہوتی ہے گوشون کے چارون خورد مینار ستر ستر فٹ ارتفاع مین ہین جو
نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہین کل مکان کے متعلق دس کمرے ہین
بڑا کمرہ ہال ٹاور یعنی مینار کلان کے نیچے ہے اس جگہ کبھی کبھی ڈاکٹر صاحب
بیٹھتے ہین اور رستہ دونو طرف مکان کے آنے جانے کا اسی مین سے ہے اسکا
عرض و طول اٹھارہ [۱۸] اٹھارہ فٹ کا ہے دو کمرے بڑے ہین طول مین ایکسو پندرہ [۱۱۵]
فٹ اور عرض مین بائیس [۲۲] فٹ ان دونو مین مریض رہتے ہین اور اُنکی چارپائیان
بچھی رہتی ہین یہ دونو کمرے کنارون پر ہین ایک شرقی سمت اور دوسرا
غربی کو اور ایک وہ کمرہ ہے جسمین زینہ بنا ہے اور اس زینہ سے چڑھ کر اوپر
کی منزل پر جاتے ہین یہ طول مین بیس فٹ اور عرض مین بارہ فٹ ہے
اور ابھی پیمایش کے دو اور کمرے ہین جہان کچھ بھی ہوتا ہے اور مریضون
کے دانت نکالی جاتی اور پھوڑے چیرے جاتے ہین اور عضو واجب القطع
کاٹے جاتے ہین ان کے سوای دو اور کمرے طول مین بیس فٹ اور عرض
مین تیرہ فٹ ہین ان دونو مین ڈاٹ لگا کر دو کمرون کا ایک کمرہ کیا ہوا
ہے اس جگہ ڈاکٹر صاحب بیٹھتے اور بیمارون کو دیکھکر اُنکو دوائی دیتے ہین
اور ایک کمرہ طول مین اٹھائیس فٹ اور عرض مین بیس فٹ ہے اسمین دوائی
کا گودام جمع ہے اور قسم قسم کی ادویات بیمارون کے لئے موجود و مہیا رہتی ہین
اور دو کمرے اور طول بیس فٹ اور عرض بارہ فٹ کے ہین اُنمین بیمارون

کی پوشاک کا گودام رکھا جاتا ہی - دوسری منزل کے مکانات اور کمرے مطابق
نیچے کی منزل کی ہین ہال کمرے کے اوپر کے کمرے اور اُسکے ساتھہ کے غربی کمرے
ہین وہ لوگ قیام پذیر رہتے ہین جنکی آنکھین بنائی جاتی ہین اور اُنکی ساتھہ
کے دو غربی کمرون ہین طالب علم رہتے ہین اور کبھی آنکھون کے بیمار بھی رکھے
جاتے ہین ہال کمرے کی شرقی کمرون ہین سے ایک وہ کمرہ ہی جسمین آنکھین
بنائی جاتی اور پتھری نکالی جاتی ہی لیکچر بھی کبھی کبھی اُس جگہ دیا جاتا ہے
اور اُسکے متصل کے دو کمرون ہین دوائی کا گودام ہی مینار کلان کی تیسری
منزل ہین طالب علم پڑہائے جاتے ہین اور اُنکو اوزار ڈاکٹری کے دکھلائے
جاتی ہین چوتھی منزل صرف ہوا لینے کیواسطے ہی جب انسان اسپر جاتا ہے
اسکے دریچون سے چارسمت دور دور نظر جاتی ہے اور ایک لطف نظر آتا ہے
اُسکے اوپر عالیشان گنبد ہی غرض اس مینار کی چار منزلین علاوہ گنبد کے
بنائی گئی ہین - گوشون کے چار خورد میںارون کی صورت نہایت مطبوع رکھی گئی ہے
اُنہین جنوبی دو نو میںارون کی منزل زیرین ہین بیمارون کے نہانے کے لئے
حوض بنائی گئے ہین اور نیز وہ بھٹی جسکے ذریعہ سے بواسیر وغیرہ کی مریضون کو
کوئی دوائی جلا کر دھونی دیجاتی ہی اور اوپر کی دوسری منزلون ہین اسباب
پڑا رہتا ہے اور زینہ دوسری طرف اُتر جانے کو بنایا گیا ہے تیسری منزل اُنکی
خالی رہتی ہے شمالی دو نو میںارون کی پہلی اور دوسری منزلون ہین پاخانے
ہین اور تیسری منزل خالی رہتی ہے - اس عالیشان مکان کے چارون طرف
دو منزلہ برانڈے شمالی اور جنوبی دہین شمار ہین چالیس چالیس ہین عمارت
اُنکی قالبوتی مرغولی ہی اور تین تین دہین شرق اور غرب کی سمت ڈیوڑہی
اسکی وسط مکان کسکے آگے یعنی شاہ ورکلان کے ہال کمرے کے آگے نہایت

عمدہ بنائی گئی ہی اسکا طول چھبیس فٹ اور عرض سترہ فٹ رکھا گیا ہی اسکی
چھت پر ایک جنگلہ خوبصورت بنایا گیا ہی اس ڈیوڑھی کی چھت کے نیچے صاحب
لوگون کی نگہبان آکر کھڑی ہوتی ہین اور اسی طرح کا جنگلہ جو ڈیوڑھی کی چھت
کے اوپر ہی اوپر کی منزل کے برانڈے کے درون مین بطور کٹہرہ لگایا گیا ہی
جو نہایت خوبصورت معلوم ہوتا ہی - چھتین اس عالیشان مکان کے اوپر کی
قینچی دار ہین جسپر سلیٹین لگائی گئی ہین اور زیرین چھتین اُلٹی قینچی اور ڈاٹ
والی ہین فرش چوکہ کا ہی - مکانات متعلقہ وشاگرد پیشہ کے مکانات مین سے ایک
مکان باورچیخانہ ہی جسمین چار کمرے الگ الگ بنائی گئے ہین ایک کمرے مین
ہندوٗن دوسرے مین مسلمانون تیسرے مین عیسائیون و یوروپین بیمارون
کے لئے کھانا پکایا جاتا ہی باورچی و ملازمین جنکے متعلق یہ کام ہی ہندو و مسلمان
ملازم ہین چوتھی کمرے مین دوکاندار رہتا ہی جس سے اشیائے خوردنی لیجاتی
ہین - دوسرا مکان چیچک گھر ہی اُسمین چیچک بیماری کے بیمار رہتے ہین
اسمین صرف ایک کمرہ مربع بیس بیس فٹ طول و عرض کا بنا ہی اور باہر
چارسمت برانڈہ ہی - تیسرا مکان مُردے کے امتحان کے لئے بنایا گیا ہی اسمین
وہ لاشین رکھی جاتی ہین جنکا چیرنا ضرور ہوتا ہی - چوتھا مکان پاخانہ عام
ملازمین ہسپتال کے لئے بنایا گیا ہی - پانچوین مکان کھٹمل مارنے کے لئے بنا ہی
اسمین ایک آہنی حوض ہی نیچے اُسکے بطور حمام کے بھٹی ہے جب بیمارون
کی چارپائیون مین کھٹمل پیدا ہو جاتے ہین تو اس حوض مین پانی
نہایت گرم کرکے چارپائی اُسمین رکھدی جاتی ہے کھٹمل سب مرجاتے ہین
احاطہ کے اندر سوائے چاہ کلان قدیمہ جسپر چرخ چوب ہی ایک اور چھوٹا چاہ
بھی کھدوا گیا ہی جس سے پانی پینے کے لئے بھرا جاتا ہے ۔

مکان نیو کالج لاہور

یہ عالیشان مکان سرکار فیضمدار انگریزی کے حکم سے ۱۸۷۴ء مین بنیاد شروع ہوا اور مولف کتاب کے اہتمام و نگرانی مین پانچ برس کے عرصہ مین بنکر تیار ہوا عمارت اسکی نہایت عمدہ پختہ چونہ کی بنائی گئی ہی باہر کی عمارت اور برانڈون کی عمارت پر ڈبل اینٹ لگائی گئی ہی دو منزلہ مکان پختہ نہایت مقطع بنا ہی اوپر کے برانڈون اور ڈہنون کے ستون اور دوریان سیاہ پتہر چنیوٹی سے بنائی گئی ہین سقف زیرین یعنی نیچے کی منزل کی چہت بیم اور کڑیون سے مرتب ہوئی ہی اور منزل ثانی کی چہت قینچی دار ہے جس پر سنگ سلیٹ کی تختیان نصب ہوئی ہین یہ پتہر کوہ دلہوزی سے آتا ہے منزل ثانی کے برانڈون کے دیہنون کے بیرون خشت سرخ کی ڈاٹ دئے گئے ہین جنسے خوبی و استحکام اس مکان کا دوبالا ہو گیا ہی۔ اس عالیشان مکان کی منزل زیرین کی تقسیم چودہ کمرون اور ایک بڑے ہال مین ہوئی ہے اور بڑے ہال کی چہت بہت اونچی دو تو منزلون کے برابر رکہی گئی ہی جو نہایت خوبصورت و مطبوع نظر آتی ہی چارون طرف ہال کے دوسری منزل کی نشستین مکان کی زینت کو دوچند کرتی ہین بالائی منزل پر صرف چودہ کمرے نیچے کے کمرون کے اوپر تعمیر ہوئے ہین اور سب پر قینچی دار چہتین ہین بڑی ہال کا پچپن فٹ طول اور ۳۵ فٹ عرض ہے اور برانڈہ یعنی گیلری اسکی دس فٹ چوڑی رکہی گئی ہی اندرونی ارتفاع ہال کا مع قینچی ستر فٹ شمار کیا گیا ہی ہال کے سوائے اور جتنے کمرے ہین اونمین سے آٹھ کمرے تیس فٹ طول اور بیس فٹ عرض کے ہین اور دو کمرے بتیس فٹ اور اٹھارہ فٹ عرض کے اور چار کمرے بیس فٹ طول اور پندرہ فٹ

عرض کے اور ایک کمرہ مینار کلان کے نیچے اٹھارہ فٹ مربع کا ہی یعنی عرض و طول اُسکا برابر اٹھارہ اٹھارہ فٹ ہی برانڈہ بیرونی مکان جو ہر چار سمت ہے دس فٹ چوڑا رکھا گیا ہی جو نہایت موزون ہے۔ اس مکان کی چار ڈیوڑہیاں آمد و رفت کیواسطے رکھی گئی ہین بڑی ڈیوڑہی شرق کی سمت کو اکتیس ۳۱ فٹ طول اور سترہ فٹ عرض کی ہی اور غربی ڈیوڑہی چھبیس فٹ طول اور سترہ فٹ عرض شمالی ڈیوڑہی بارہ فٹ طول دس فٹ عرض۔ جنوبی ڈیوڑہی مینار کلان کے نیچے اٹھارہ فٹ طول اور اٹھارہ فٹ عرض ہی اس مکان کے اوپر جانے کے لئے چار زینے بنائے گئے ہین دو زینے تو ہال کے اندر سے اوپر کو جاتے ہین اور ایک زینہ وہ ہی جسپر مینار خورد بنایا گیا ہی چوتھا زینہ بگوشہ شرق و شمال ہی ان چارون زینون سے مکان کی چھت پر آمد و رفت ہوتی ہی۔ کرسی اس عالیشان کالج کی زمین سے بمقدار تین فٹ کے اونچی ہی اور بمقدار تینتیس فٹ کے ارتفاع برانڈون اور کمرون کا منزل اول تک بنا ہے دوسری منزل کی بلندی مع منڈیرون کے سوا چھبیس فٹ ہی اسپر بلندی اور تینچی دار کمرون کی ساڑہی چودہ فٹ ہی اور منڈیر سے بڑے ہال کی تینچی کی بلندی ۳۳ فٹ گنی جاتی ہی۔ اس مکان کے دو مینار نہایت خوش قطع و پسندیدہ وضع ہین ایک تو بڑا ہی اور دوسرا چھوٹا بڑے مینار کی بنیاد کی کرسی تک پندرہ فٹ اور بلندی ایکسو چہتر فٹ مع آہنی سیخ کے ہی منزلین مینار کی چار ہین چوتھی منزل کے اوپر گنبد طولانی نہایت خوبصورت بنا ہی اور گنبد پر چھت کی پیا چوبین نصب ہین جس سے گنبد کا دوچند استحکام ہی بالائی سیخ ہین چار حرف طلائی اطراف چارون طرف تحریر کئے گئے ہین اور اُنپر ایک طلائی پنکھا لگایا گیا ہی اسی مینار کی چہارم منزل کے اندر ایک کلاک گھنٹہ بہت بڑا

ر کہا گیا ہے اور اسکے بجنے کی آواز دور دور پہنچتی ہی دوسرا مینار جو زینہ گوشہ
شمال غرب پر بنا ہی بلندی اُسکی ١٢٨ فٹ سیخ تک ہی اور تین منزلین ہین
تیسری منزل کے اوپر مخروطی طولانی گنبد بنا ہی تیسری منزل کے درچہ کے
چارون طرف چار محرابی کہلے ہوئے ہین ہر ایک دہن کے ستون اور دو دو پایان
سنگ سیاہ کی اور جست کی تختی گنبد کے اوپر لگی ہوئی ہین اور بالائی
سیخ مین ایک دائرہ سنہری شرق وغرب بتلانے کے واسطے نصب ہے
ہال اور کمرون کی بالائی فنیچیون کے اوپر زنجیرہ آہنی ایسا خوبصورت نصب
ہوا ہی جس سے مکان کی شان وشوکت دوبالا نظر آتی ہی انکے بغیر بڑے کمرون
کے تین روشندان چوبی ہشتی مخروطی شکل کے ایسے لگائے گئے ہین جس سے
تازہ ہوا بہی کمرون کے اندر جاتی ہے اور روشنی بہی ہوتی ہے
دوسری منزل کے برانڈون کے ہر ایک دہن مین جنگلہ آہنی جالیدار بطور
کنگورہ نہایت عمدہ وخوبصورت مستحکم اڑہائی فٹ اونچا لگایا گیا ہی بلکہ بڑے
ہال کے گیلری کے دہنون مین بہی وہی آہنی جنگلہ نصب ہی اس عالیشان
کالج کا طول شمال سے بطرف جنوب ایکسو چہیاسٹہ فٹ اور مشرق سی بسمت
مغرب دوسو چہیاسٹہ فٹ اور بنیاد تیرہ فٹ گہری رکہی گئی ہی اور استحکام
مضبوطی سے کوئی دقیقہ باقی نہین چہوڑا گیا یہ عمارت حکام ذوی الاحتشام
نے پسند فرمائی اور چندنون مین کہ شاہزادہ عالی تبار ولی عہد سلطنت
انگلشیہ جناب شہزادہ پرنس آف ویلز صاحب بہادر ولایت سے
ہند کی سیر کو تشریف لائے تو بوقت تشریف آوری لاہور کے اسی مکان
مین اجلاس کیا پہر جناب لارڈ لٹن صاحب بہادر گورنر جنرل نے لاہور
مین آکر اسی مین اجلاس یونیورسٹی کا کیا اور مکان کو دیکھکر خوشنودی

ظاہر کی اب جس روز سے کہ لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل بہادر و وایسراے کشور ہند کی گورنری کے تخت پر اجلاس فرما ہین وہ بہی دو دفعہ لاہور مین رونق افزا ہوئے اور اسی مکان مین یونیورسٹی کا جلسہ ہوا اسی مکان مین یونیورسٹی کالج کے طلبا بہی پڑہتے ہین جسکے سرپرست و افسر جی ڈبلیو ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر ہین اور اسی مبارک مکان مین گورنر جنرل بہادر وایسراے کشور ہند نے دربار حال مین یونیورسٹی لاہور کی ڈگری دی تین لاکہہ بیس ہزار روپیہ سرکار کا اس بیمثل مکان کی تعمیر مین صرف ہوا۔

مکان آرٹ سکول یعنی مدرسۂ صنعت کاری

اس مدرسے کے طالب علمون کو لکڑی کے عمدہ عمدہ کام و منقوت و پہول پتے و بیل بوٹا و مصوری نقاشی وغیرہ بہت سے ہنر سکہلائے جاتے ہین سرکار کے حکم سے اس عالیشان عمارت کا آغاز زیر نگرانی و اہتمام مولف کتاب سنہ ۱۸۸۱ء مین ہوا اور سنہ ۱۸۸۲ء مین کام باختتام پہنچا عمارت اسکی نہایت پختہ چونہ و ڈبل اینٹ کی بطرز پنجابی عمارت کی بنائی گئی ہی مولف کتاب نے جو سرپرست و مہتمم اس عمارت کا تہا بہت سی کوشش و عرق ریزی اسکی استحکام و حسن انتظام مین کی جس سے حکام عالی مقام بہی خورسند ہوگئے طول اسکا شرقاً غرباً ایکسو چپن فٹ اور عرض جنوباً شمالاً ۳۵ فٹ رکہا گیا ہے اور عمارت دو منزلہ نہایت منقطع و خوش اسلوب بنائی گئی ہی اسکا مکان کے چار کمرے اور ایک ہال یعنی کمرہ کلان ہین ایک کمرہ بجانب شرق اور ایک بجانب غرب اور دو باقی کمرے جو آن دو سے عرض و طول مین کم ہین متعلق ہال کے تصور کیئے جاتے ہین شرقی کمرہ ۲۳ فٹ طول اور اٹھارہ فٹ عرض کا ہی اور اسی مقدار پر غربی

کمرہ کا عرض وطول رکھا گیا ہی اور جو دو کمرے ہال کے متعلق سمجھے جاتی ہین
چوبیس چوبیس ۲۴ فٹ طول اور پندرہ پندرہ ۱۵ فٹ عرض کے ہین خاص ہال یعنی
بڑا کمرہ اٹھائیس فٹ لمبا اور چوبیس ۲۴ فٹ چوڑا ہی جو نہایت خوبصورت نظر
آتا ہی برانڈہ بیرونی صرف تین طرف یعنی بسمت شرق و غرب و جنوب بنایا گیا
ہے شمال کی سمت برانڈہ تجویز نہین ہوا یہ برانڈہ شرق و غرب کی طرف آٹھ فٹ
چوڑا اور ساڑھے چوبیس ۲۴½ فٹ اونچا ہی جسمین سے تین فٹ مکان کی کرسی
کی بلندی منہا ہو کر ساڑھے اکیس ۲۱½ فٹ باقی بلندی برانڈے کی محسوب
ہوتی ہے اور ان شرقی غربی برانڈون کے صرف دو دو دو ہن محرابی دوری دار
رکھے گئی ہین اور صورت نہایت مقطع و پسند ہے جنوبی برانڈے کے
گیارہ دہن محرابی بنائے گئے ہین اور چوڑائی مختلف ہے یعنی شرقی غربی
کمرون کے محاذ ہین تو یہ برانڈہ نو ۹ فٹ چوڑا ہی اور بڑے ہال کے محاذ
ہین دس فٹ ۔ دروازے اس عالیشان مکان کے تیرہ تجویز ہوئے ہین
ایک ایک تو بطرف شرق و غرب اور پانچ جنوب کی سمت جسمین ایک خاص
آمد و رفت کا دروازہ ہی اور دو مکانات گودام ایک بگوشہ جنوب شرق اور
دوسرا بسمت غرب جنوب دس فٹ آٹھ فٹ کی مقدار کے تعمیر ہوئے ہین
ان دروازون مین سے ایک پاشٹ کلان انکے متعلق ہی اور تمام دریچے اندرونی
و بیرونی اس مکان کے سترہ ۱۷ ہین ان مین سے گیارہ دریچے شمال کی
سمت اور چار دو نو گوداموں مین اور دو مغربی و شرقی کمرون مین
برانڈون کے اندر رکھے ہین ۔ ہال اور کمرون کی بلندی یکسان رکھی گئی
ہے کچھ تفاوت نہین ہی زینہ اس مکان کا بسمت غرب بنایا گیا ہے
چھبیس ۲۶ سیڑھیان چڑھ کر اوپر جاتے ہین ۔ بیرونی دیوار کی پہلی منزل

کی حدتک جو کارنس نکالی گئی ہی اُسمین نہایت خوبصورت منوتی کام ہے جس سے زینت وخوبی مکان کی دوبالا نظرآتی ہی پہلی چہت اس مکان شہتیرون وکڑیون وچوکون سے مرتب کی گئی ہی اور ہال کی چہت پر لوہے کی گاڈر یعنی آہنی شہتیر چار عدد چڑہائے گئے ہین جنسے استحکام چہت کا بدرجہ غایت ہی۔ دوسری منزل اس مکان کی نیچے کی منزل کے مطابق نہین بنی صرف مکان ہال اور اُسکے دونو متعلق کمرون کے اوپر ایک بڑا عالیشان کمرہ بنایا گیا ہی یہ کمرہ تریسٹھہ ۶۳ فٹ طول اور پچیس ۲۵ فٹ عرض اور بیس فٹ بلند ہی اور جنوب کی سمت برانڈہ مطابق برانڈہ زیرین بنا ہی اس بڑے کمرے کی چہت قینچی دار ہی جو شمار مین بارہ قینچیان ہین سقف کے اوپر سنگ سلیٹ کی تختیان نصب ہین چہت کے مہرہ کے نیچے منوت کا کام ایسا خوبصورت کیا گیا ہی جسکو دیکھکر صاحب نظر لوگ خوش ہو جاتے ہین قینچیون کے نیچے جو کمانچے ہین اُنکے ساتہہ چونہ کے پہولون کے گچھے نہایت خوبصورت بنائے گئے ہین اس بڑے کمرے کے پانچ درکلان توبسمت شمال ہین اور تین دروازے بسمت جنوب برانڈے کی اندر اور شرق وغرب کی سمت ایک ایک دروازہ ہی برانڈہ بالائی کے پانچ درمحرابی ہین۔ بالائی ہال یعنی کمرہ کلان کے چارگوشون پر چار مینار مقطع خوبصورت ہشت پہلو پختہ نہایت عمدہ تعمیر ہوئے ہین ایک ایک مینار پر ایک ایک گنبد اور اُسمین آٹہہ آٹہہ درمحرابی کہلے ہوئے فرحت بخش چشم اہل نظارہ ہین یہ مینار ہال کی چہت سے برجی کے کلس تک بیس فٹ طول اور سواچہہ چہہ فٹ موٹا ہی اُنکے علاوہ آتشدانون کی برجیان بہی مقطع وخوش وضع بنائی گئی ہین جنوبی دونو میناروں کے اندر سے کو زینے

دور دار اوپر کی منزل کے برانڈ ست کی سقف تک جاکر ختم ہو جاتے ہین۔
انکے سوائی اور کوئی زینہ نہین ہے۔ اس مکان کی تیاری اور مکانات
شاگرد پیشہ کی تعمیر کے لئے سرکار نے بیالیس ہزار روپیہ منظور فرمایا تہا
جسمین سے اڑتیس ہزار روپیہ تو خاص سکول کی تعمیر پر صرف ہوا
اور چار ہزار روپیہ شاگرد پیشے کے مکانات کی تعمیر پر خرچ کیا گیا جنوری
۱۸۹۴ء مین جو جلسہ نمایش عجائبات صنعت کاری پنجاب نہایت
آب و تاب سے زیر نگرانی مسٹر کپلنگ صاحب بہادر پرنسپل مدرسہ صنعت کاری
ہوا تو اسی مبارک مکان مین ہوا اور ایک جدید عمارت چند روز کیواسطے
صرف اسباب کے پہیلانے اور اُسکی نمایش کے لئے بنائی گئی تہی اور بارہ دری
باغ نواب وزیر خان سے اس سکول تک ۔ دو عمارت بناکر دونو عمارات کو ایک
کر دیا گیا تہا اور نواب لفٹننٹ گورنر وغیرہ حکام والامقام ورؤسای عالیشان
نے اُس جلسہ مین تشریف لاکر دربار کے جلسے کو رونق دی ایک ماہ تک
عجائب گاہ کہلا رہا سب اسباب بدستور رکہا رہا جو شخص کوئی اسباب
خرید کرتا اُسکے نام کا ٹکٹ اُسپر لگا دیا جاتا اور کہہ دیا جاتا کہ بعد ایک ماہ کے
یہ چیز تمہارے پاس پہنچا کر قیمت منگوالی جائیگی اشیای عجیبہ پیش کرنیوالون
کو انعام بہی ملے جب جلسہ ختم ہو چکا اور ایک ماہ منقضی ہو گیا تو وہ عارضی
مکان گرا دیا گیا جو اس سکول اور بارہ دری کے درمیان تعمیر ہوا تہا +

کوٹھی تار گھر

یہ وہ مکان ہے جس سے تار برقی جاری ہوتی ہے اور ہزارون کوس کے
فاصلے سے پیغام آتے جاتے ہین پہلے یہ کارخانہ ایک عارضی کوٹھی مین
تہا اور مستقل مکان بنانے کی تجویز درپیش تہی آخر کار گورنمنٹ سے اسکی

منظوری ہوئی اور ہال صاحب سابق ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور کی کوٹھی
کے غرب کے اُس قدیمیہ چاہ کی زمین پر جو سابق بعہد سکھی الاچی گشتان
کا چاہ کہلاتا تھا اور موضع مزنگ کے زمیندار معاوضہ اُسکا سرکار سے
لے چکے تھے یہ عالیشان مکان بننا شروع ہوا اور حکام اعلے محکمہ تعمیر سے
مولف کتاب کے نام جو عہدہ ایگزکٹو انجنیر تعمیرات لاہور ڈویژن رکھتا تھا
اسکی تعمیر کا حکم صادر ہوا اور سنہ ۱۸۸۰ء میں اسکی عمارت کا آغاز ہوا

اس مکان کی تمام عمارت پختہ چونہ کی بنائی گئی اور اینٹ ڈبل یعنی بڑی
اینٹ لگائی گئی ہے طول اسکا ایکسو پچیس ۱۲۵ فٹ چھہ انچ اور عرض اڑسٹھ ۶۸ فٹ
چھہ انچ ہے مکان صرف ایک منزلہ ہے دوسری منزل اسپر نہیں بنائی گئی
تیرہ کمرے اور ایک بڑا کمرہ یعنی ہال اور دو غسلخانے اور ایک ڈیوڑھی
ہے انمیں سے چار کمرے تو اٹھارہ فٹ مربع ہیں اور چار کمرے اٹھارہ فٹ
چھہ انچ طول اور دس فٹ عرض اور دو کمرے اکیس فٹ طول اور
دس فٹ عرض اور ایک کمرہ اکیس فٹ طول اور بارہ فٹ عرض
اور دو کمرے اُنتیس فٹ طول اور دس فٹ عرض اور بڑا ہال پچاس
فٹ طول اور بیس فٹ عرض اور دو غسلخانے دس دس فٹ مربع ہیں اور
ڈیوڑھی بگوشہ جنوب مغرب بڑھا کر تعمیر ہوئی ہے برانڈہ بیرونی بسمت
مغرب دس فٹ چوڑا رکھا گیا ہے آٹھہ دروازے اور چار کھڑکیاں بسمت
شرق پانچ در بطرف غرب اور تین کھڑکیاں بجانب جنوب شمال میں
اندرونی ہال کے چار دروازے اور باقی کمروں میں دو دو دروازے
رکھے گئے ہیں کرسی اسکی زمین سے ساڑھے چار فٹ اونچی اور بنیادیں
گہری مستحکم اور کل ارتفاع برانڈے تک مع کرسی اکیس فٹ شمار میں آتا ہے

اور ہال کی ۔۔ چپ و راست جو دو دو کمرے ہین اُنکا ارتفاع معہ کرسی ستائیس فٹ اور مع ارتفاع مقام ہال کے ۳۳ فٹ گنا جاتا ہے چھت اس مکان کی مختلف اقسام کی ہی یعنی نو کمرے اور دو غسلخانون کی چھت شہتیر کڑی کی اور چار کمرون اور ایک ہال کی چھت قینچی دار ہے جسکے نیچے تو تختی چوبی جڑی ہوئی ہین اور اوپر دوسرے آلہ آبادی کھپریل نصب ہین قینچی کی اونچائی علاوہ عمارت کے پانچ فٹ ہی بڑے ہال مین تین آتشدان اور چار کمرون مین جو ہال کے چپ و راست ہین ایک ایک آتشدان بنایا گیا ہی فرش بڑے ہال کا سرخ پتھر کا اور باقی کمرون مین پختہ چوکون کا اور برانڈون مین شش پہلو گلے گردون کا مرتب ہوا ہی بیرونی برانڈہ کے بارہ در محرابی اور ڈیوڑہی کے تین در چھوٹے محرابی اور دو در کلان مین جنمین سے بگی با آسانی نکل جاتی ہی ڈیوڑہی سقف بیم کڑی کی ہی اور اُسپر پختہ چوکے ڈالے گئے ہین۔ یہ عالیشان منقطع و مطبوع مکان نہایت غور و محنت و جانفشانی سے بنوایا گیا ہے مصالح عمدہ اول درجہ کا لگایا گیا جسکو دیکھکر حکام نہایت خوش ہوئے بہت بڑا احاطہ اس مکان کے متعلق ہے اور چاردیواری پختہ بنائی گئی ہے دوسرے پہاٹک مین شاگرد پیشے کے مکانات بہی بہت تعمیر ہوئے جنکی مفصل تحریر کی ضرورت نہین تیس ہزار روپیہ خاص لاگت اس مکان کی ہوئی اور پندرہ ہزار روپیہ چاردیواری و مکانات شاگرد پیشہ وغیرہ پر صرف ہوئے اور پینتالیس ۴۵ ہزار روپیہ کُل مصارف مکان و متعلقات مکان شمار مین آیا +

چھاونی میانمیر کا گرجا

یہ عالیشان ولایتی مکان نہایت عمدہ و مستحکم عمارت کا چھاونی میانمیر
مین سنہ ۱۸۵۰ع و سنہ ۱۸۵۶ع یعنی قریباً چھہ سال کے عرصہ مین تعمیر ہوا کپتان
جی ایں شارپ صاحب بہادر مرحوم انجنیر بنگال کی تجویز و اہتمام سے
پُرانی وقدیمیہ عمارت کی قطع و وضع پر بنایا گیا تعمیر اسکی تمام و کمال
پختہ اینٹ اور چونہ سے ہوئی صورت اسکی مستطیل شرقاً غرباً رکھی گئی
ہے جو طول مین ایکسو ستتر فٹ اور عرض مین جنوباً شمالاً ایکسو دس فٹ
ہے بیرونی سب عمارت پر بہت عمدہ اول درجہ کا سفید پلستر ہے جسمین
کسیقدر سرخی بہی ملائی گئی ہے تاکہ ہلکا سا سرخ رنگ پیارا سی معلوم ہو
اور پلستر مین پتہرون کے جوڑون کی طرح خط کہینچے گئے ہین اور ٹکڑے
ٹکڑے علیحدہ علیحدہ دکہلائے گئے ہین جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اس
عمارت پر سنگ سفید کے تختے نصب ہین سب پلستر نہایت محنت
سے گہوٹا گیا ہی کہ دور سے پتہر ہی معلوم دیتا ہے نزدیک جاکر اگر کوئی
غور سے دیکہے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ پلستر چونہ کا ہے برانڈہ کی عمارت
نہایت خوبصورت بسمت جنوب و شمال گرجا کے بنی ہے پانچ پانچ
وہین دو نو برانڈون کے محرابی مرغولی ہین اور برانڈے اندرونی
گرجا کی بلندی کے نصف حصہ تک بلند رکہے ہین برانڈون سے
علاوہ جسقدر شرقی حصہ گرجا کا ہے اُسمین برانڈہ نہین بنایا گیا
بلکہ برانڈہ کی زمین بہی ملا کر سہ گوشہ منقطع مکان باہر سے دومنزلہ
دکہلایا گیا ہے برانڈون کا فرش گلابی رنگ پتہر کا ہی ہر ایک ٹکڑا
پتہر کا مربع ہی اور قطری حالت مین لگایا گیا ہی ہلکے رنگ اور شوخ رنگ
کے پتہر ایک بعد دوسرے کی نہایت غور سے لگائے گئے ہین جو دیکہنے مین

خولصورت معلوم ہوتے ہین برانڈے بڑھکر جو گرجا کی اونچی دیوار ہے
اُسمین مستطیل کھڑکیان روشندان جنوب اور شمال کی سمت کی دس دس
رکھی گئی ہین جنمین منقش ورنگین آئینے نصب ہین جنوب اور شمال کی
سمت پانچ پانچ دروازے گرجا کے برانڈون کے دہنون کے مقابل رکھے
گئے ہین اور شرقی حصے مکان ہین تین دروازے یعنی گوشہ جنوب شرق
وجنوب غرب وشرق کی سمت ہین شرقی دروازے کے اوپر پتھر کی
صلیب نصب ہر ان دروازون کے اوپر تیرہ جدور روشندان یعنی
کھڑکیان آئینہ دار بنائے ہین اور اس حصہ کے ہر ایک گوشہ پر خورد
مینار برجی دار ہین اور اُنپر صلیبین پتھر کی - پرنالے برانڈے کے
جنسے بارش کا پانی اُترتا ہے سب سنگ سرخ کے ہین اُنہین کسی قدر
پرنالے اژدہائی چہرہ کے اور باقی سادہ ہین - چھت گرجا کی قینچی دار ہے
جسپر سنگ سلیٹ کی تختیان نہایت مضبوطی سے چسپان ہین -
بڑا دروازہ گرجا کا غرب کی سمت نہایت قطع وخوشنما رکھا ہر اور ڈیوڑہی
برانڈہ کی ایک دہن کی مقدار کے برابر بڑھاکر بنی ہے اور اُسی کے اوپر
بلند مینار بقدر ایکسو پینتیس ۱۳۵ فٹ کے اونچا ہر اس ڈیوڑہی کا ایک ایک
دہن بجانب جنوب وشمال کھلا ہے مینار کی تین منزلین تو مربع دکھلائی
گئی ہین اور ہر ایک سمت اُنمین تین تین کھڑکیان روشندان مستطیل
آئینہ دار ہین اُسکے اوپر ایک منزل مین گھنٹہ رکھا گیا ہر اور باہر مینار
کی دیوار کے غرب کی سمت اسکی سویان دکھلادی گئی ہین جس سے ہر کوئی
وقت معلوم کرلیتا ہے اُسکے اوپر کی منزل کے اوپر کلس ہر اور کلس پر
گلدار صلیب بنی ہر یہ بلند مینار چہاونی کے جانے والون کو جو شہر سے

جاتے یا اور سمت سے آتے ہین دور سے دکھائی دیتا ہی اور تمام چہاونی مین
یہی ایک مینار ہے جو چہاونی کی شان دور سے بتلاتا ہی + اندر سے یہ عالیشان
مکان ایک منزلہ رکہا گیا ہی جسپر چہت قینچی دار نہایت خوبصورت نظر آتی ہے
چہت کی ہر ایک قینچی بیالیس فٹ کی دائی کر اندر پیدار لکڑی رنگین ومجلا
رکہی گئی ہی مع ڈہلی ہوئی ٹائی روڈ یعنی کہینچنے والی سیخ کی جس سے کمال
استحکام چہت کا ہی پر لینون پہ اُسی لکڑی کے تختے رکہے گئے ہین اور اُنپر سلیٹین
جڑی ہین غربی دروازے سے جب داخل ہون تو پہلا کمرہ آتا ہی یا ایک
حصہ مکان کا یہہ حصہ نہایت عالیشان بنایا گیا ہی اسکے غرب کی سمت
دروازہ اور دروازے کے چپ و راست دو محرابی طاقچے سنگ مرمر کے نہایت
تکلف وخوشنما ہین اور شرق کی سمت پانچ وہن مرغولی جنکے ستون مرغول
نہایت مقطع سنگ مرمر کے ایسی خوبی کے ساتہہ بنائے ہین جنکے دیکہنے سے
انسان کی طبیعت مین فرحت آجاتی ہے یہ کمرہ دو منزلہ ہے مرغولون کے
اوپر چوبی تختون رنگین سے ڈہکی ہوئی چہت ہی اور اوپر کی منزل بالائی
سقف کی قینچی تک۔ دوسرا حصہ گرجا کا مستطیل اور فراخ رکہا گیا ہے
جسکو حرم کہتے ہین اور دونو اطراف جنوباً وشمالاً نماز گاہ کے حصہ کے قریب
اُسکو بڑہا کر وسعت دی گئی ہی جسسے اُسکی خوبصورتی دو چندان نظر آتی ہی
اندرونی دیوارون کا پلستر ایسا مجلا ہے جس سے انسان کا چہرہ دکہلائی دیتا
ہی یہ سفیدی شہر لاہور کے باہر کی پرانی عمارت کے سنگ مرمر کے ٹکڑون
کو پیس کر کی گئی ہی ایسی خوبی سے کہ اصل سنگ مرمر کی چماک اور اُسکی
چماک مین تمیز مشکل ہے پہر اُسپر خط اس انداز سے کہینچے گئے ہین کہ سنگ مرمر
کے تختے دیوارون پر نصب ہوئے ہوگے معلوم ہوتے ہین جنوبی وشمالی

بڑہے ہوئے حصص کی شرقی دیوارین قدآدم بلند دو طاقچے سنگ مرمر
کے نہایت مجلا و شفاف ہین شمالی طاقچے مین تو زنانہ تصویر سنگ مرمر
کی بنی ہوئی جسکی خوبی و خوش اسلوبی حد و اندازہ سے افزون ہے
جنوبی طاقچہ مین صرف پتہر کی صلیب بنی ہوئی ہی اور انگریزی مین کچھہ
لکھا ہی - تیسرا درجہ دو سیڑہیون کی مقدار بلند رکہا گیا ہے جسکو نماز گاہ
قربان گاہ و عیسا مسیح کی گدی کا مکان لوگ کہتے ہین دونو سیڑہیان
مجلا سنگ مرمر کی ہین اور کمرے کی عمارت نہایت مکلف ہی اسکی شرقی
دیوار اور دونو گوشون شرق جنوب و شرق شمال مین نو مستطیل محرابی
طاقچے بنے ہین پانچ تو شرقی دیوار مین پس پشت زیارتگاہ پتہر سے
بنے ہین اور زرین کام ہے اور بیل بوٹے نہایت مطبوع اور دو دو دونو
گوشون مین جو سادہ رنگ سے رنگین ہین زیارتگا کا علیحدہ حصہ
اس کمرے کے وسط مین تین درجہ کا بنا ہی اور اُسپر کٹہرا اور گرد گرد
چوبی جنگلہ ہی + اس گرجا کا اندرونی فرش سنگ مرمر و سنگ سیاہ
کا ہی جلا اس صفائی کے ساتہہ ہوئی ہے کہ انسان کے چلنے مین پاؤن
پہسلتے ہین فرش مین ہر ایک ٹکڑا پتہر کا صورت گلاب کے پہول
کی بنایا گیا ہی جسکے آٹہہ آٹہہ پتے دکہلائے گئے ہین اور وہ ٹکڑے سفید
اور سیاہ نہایت خوبی کے ساتہہ باہم ایک بعد دوسرے کے نصب ہین
حاشیہ فرش کا بہی عجیب غریب طرح سے اُنہین پتہرون کا لگایا گیا ہے
مکان کی سب کہڑکیان منقش آئینون کی چمک دمک سے ایسی نظر آتی
ہین کہ نظر نہین ٹہیرتی قربان گاہ کے اندر بپتسمے کا پیالہ سنگ مرمر
کا بنا ہی اور عیسیٰ مسیح کی دعا اور دس احکام منقد بین حروف انگریزی

ہین مرمر کی سلون پر پادریون کی نماز گاہ کے پیچھے کھڑے ہین سیاہ
اور سرخ رنگ اُنمین بھر اگیا ہے میز اور ممبر کا کپڑا سرخ رنگ کا ہے
اور میز پر زرین کام ہے اور بہی میزین اور سامان لکڑی کا بڑے
کمرے مین پادریون کے پڑہنے کے لئے مہیا ہی روشنی کے لئے برنجی لمپ
دیوارگیر جو دیوارون کے ساتھہ چارون طرف اور ایک سے ایک
قیمتی ہی بشیار ہین ÷ پیالہ کے اوپر سفید پیتل کا دائرہ بنا ہی چہہ عدد جہاڑ
نہایت قیمتی اور بڑے بڑے چہت کے ساتہہ لٹکائے گئے ہین بڑے کمرے
مین بہت سی بنچین چوبی قیمتی رنگین ایک کے پیچھے ایک رکھی ہین ہر ایک
مین نو نو آدمی کی نشست الگ الگ ہی اطراف کے حصص مین بہی بنچین
رکھی ہین غرض کہ آٹھہ سو آدمی تخمیناً ان بنچون پر بیٹھہ سکتا ہی ہر ایک
اتوار کے روز اس گرجا مین نماز ہوتی ہی اور بڑی بڑی چہاونی کے انگریز
عیسائی عبادت کے لئے حاضر ہوتے ہین اکثر پادری مع بڑے پادری
کے یہان آکر دعا پڑہتے ہین ۔ مرمت اسکی ہمیشہ جاری رہتی ہی اور طرح
طرح کا سامان آتا رہتا ہی چنانچہ ایک بہت بڑا باجا جو گرجا کے اندر رکہا ہے
لایق دید ہی ۔ اس مکان کی تعمیر پر نوے ۹۰ ہزار روپیہ صرف ہوا جسمین سے
تینتالیس ۴۳ ہزار روپیہ سرکار نے دیا اور باقیماندہ چندے سے جمع ہوا
اس مکان کے اندرونی بڑے کمرے کی طوالت ایکسو دس ۱۱۰ فٹ اور
اکتالیس ۴۱ فٹ عرض مع اطراف کے بڑہاؤ کے ہی اور یہ گرجا سینٹ
میری میگڈلینز کا کہلاتا ہے ÷

گورنمنٹ ہوس یعنی کوٹھی نواب لفٹنٹ گورنر بہادر

اس موقع پر جہان یہ کوٹھی واقع ہی شاہجہانی عہد مین مقبرہ سید بدالدین

گیلانی کا تعمیر ہوا یہ شخص ایک بزرگ خدا پرست عابد زاہد تہا اور اس موقع سے بجانب غرب اس نے ایک محلہ آباد کیا ہوا تہا اور ایک عالیشان مسجد تعمیر کی ہوئی تہی جسکی ویرانی و بربادی کا حال پہلے حصہ کتاب ہذا مین تحریر ہوچکا ہے یہ بزرگ ۱۰۲۷ھ ہجری مین فوت ہو کر اس جگہ دفنایا گیا اور اُسکی قبر پر اُسکی اولاد نے ایک عالیشان گنبد بنایا جب بیرونی شہر لاہور کی آبادیان سکہون نے لوٹ کر برباد کردین تو یہ جگہ بہی ویران ہوگئی مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت شہر کے پہلوانون نے اس گنبد کے متصل کُشتی لڑنے کا اکہاڑہ بنایا اور یہ گنبد گُشتی والہ گنبد مشہور ہوگیا اخیر عہد مہاراجہ رنجیت سنگہ مین جب جمعدار خوشحال سنگہ کے ماتحت فوج کی چہاؤنی اسکے پاس کے میدان مین مقرر ہوئی تو جمعدار نے اس گنبد کی قبر کو گرادیا اور اسکے گرد ہشت پہلو خاص مقبرہ کی قطع کوٹہی بنوالی کبہی تو خود اسمین قیام رکہتا اور کبہی افسران فوج سکونت رکہتے مختصر یا غچہ بہی جمعدار کے حکم سے یہان لگایا گیا۔ یہ مقبرہ خشتی عمارت کا تہا پتہر اسپر لگایا نہین گیا تہا ورنہ مہاراجہ اسکو پتہر کی طمع سے ضرور گرادیتا خشتی عمارت بہی گرنے والی نہ تہی ورنہ کشمیریان خشت فروش گرا لیتے + آخر جب سکہی سلطنت پنجاب سے جاتی رہی اور ملک پنجاب زیر سایہ ابد پایہ سرکار انگریزی آگیا تو پہلے پہل مسٹر بورنگ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر اس کوٹہی مین قیام پذیر ہوئے پہر میجر میگریگر صاحب ڈپٹی کمشنر پہر منٹ گمری صاحب کمشنر جو آخر کار لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کے ہوئے منٹ گمری صاحب بہادر نے یہ تجویز کی کہ یہ کوٹہی سرکار مین لے لی جائے اور راجہ تیج سنگہ

تھا بعض جائداد جمعدار خوشحال سنگھ متوفی کو یا تو اسکی قیمت دی جائے
یا مکان کی عوض کوئی سرکاری مکان مبادلہ کر لیا جائے چونکہ اس عہد مین
راجہ تیج سنگھ کی جاگیر مین سیالکوٹ کا علاقہ تھا اس نے سرکار سے
حویلی دیوان حاکم رائے کی جو سرکاری ملکیت تھی اور سکھون کے آخری
مفسدہ مین ضبط ہوئی تھی بعوض اس کوٹھی کے سرکار سے طلب کی
چنانچہ دی گئی اور یہ کوٹھی سرکاری ملکیت اور جائے قیام لفٹننٹ گورنر
بہادر و گورنمنٹ ہوس قرار پائی اُس روز سے اسکی تعمیر کی ایزادی
مین ہمیشہ کوشش ہوتی رہی ہزارون روپیہ ہر سال خرچ ہوتے رہے
جمعدار خوشحال سنگھ کے عہد کی عمارت کا اب نام و نشان باقی نہین رہا
موجودہ عمارت سب سرکاری ہی البتہ پُرانا مقبرہ کوٹھی کی منزل زیرین
مین بدستور ہے۔ یہ عالیشان وسیع مثل کوٹھی ہشتی قطع پہ ہی جسطرح پر کہ
پُرانے مقبرہ کا بیرونی وسیع چبوترہ بنا تھا اور جب قطع و وضع پر جمعدار
خوشحال سنگھ کی عمارت تھی آٹھوں پہلوؤن مین سے نصف زمین زیر آمد
کوٹھی کی دو منزلہ ہی اور تین پہلوؤن کی مقدار یعنی نصف سے کچھ کم
ایک منزلہ کیونکہ زمین اسکی غربی پست اور شرقی اونچی ہی نصف دو منزلے نیچے
منزل مین مکانات ہین جنمین اسباب گودام وغیرہ رکھا رہتا ہی اور
نیز حصہ اس گنبد کا جسکا دروازہ آمد و رفت مسدود ہی بالائی منزل یعنی
صحن کوٹھی کی عمارت کے وسط مین ساڑھی تیس فٹ لمبا چوڑا اندر سے
بصورت مربع باہر سے ہشتی شکل پہ ہی یہ ہال ۳۳ فٹ اونچا سوائے منزل
زیرین جو اسکے نیچے ہی منڈیر تک ہی اور چھت تک ۴۰ فٹ اور اگر منزل زیرین
کا ارتفاع بھی شامل کر لیا جائے تو ۴۷ فٹ ارتفاع سطح زمین سے منڈیر تک

شمار ہوتا ہی ہال کے ہر ایک بیرونی پہلو پر ایک ایک کمرہ بنایا گیا ہی شرقی
کمرہ ۲۳ فٹ لمبا اور ۲۰ فٹ چوڑا مع اُس راستہ کے ہی جو اسمین سے بجانب
شرق چھہ فٹ چوڑا نکالا گیا ہی غربی کمرہ بقدر ۳۵ فٹ کے لمبا اور ۲۰ فٹ
چوڑا رکھا گیا ہی اور اسی کے ملحق بجانب غرب ۲۰ فٹ لمبی ایک ڈاٹ دیگر
دوسرا کمرہ بقدر ۳۵ فٹ کے لمبا اور ۱۳ فٹ چوڑا بنا ہی اور اسی کمرے کو
تین دروازے گول کمرے مین جو ڈیوڑہی کے ملحق ہی رکھے گئے ہین اور
وہ گول کمرہ یعنی مقام نشست مردم اہل ملاقات ۳۳ فٹ لمبا اور ۲۴ فٹ
اندر کا ہی اس کمرہ کے ملحق گول برانڈہ دس فٹ چوڑا بنا ہی جسمین
لکڑی کی سیڑہی نہایت عمدہ ومکلف بنی ہوئی ہی اس پوڑہی کے ذریعہ سے
انسان اندر کوٹھی کے جاتا ہے اُس سے بجانب غرب عالیشان ڈیوڑہی ۲۴ فٹ
لمبی ۱۸ فٹ چوڑی ہے اس ڈیوڑہی کے دوہرے پیل پائے بناکر ایک راستہ
بجانب جنوب وشمال رکھا گیا ہے جس سے گاڑیان آتی جاتی ہین غرب کے سمت
بھی تین دہن ہین چھت ڈیوڑہی کی بیم گاڈر کی تختہ پوش ہے یہہ ذکر
اوس عمارت کا جو بڑے ہال سے غرب کے سمت ہے تحریر ہو چکا ہی کمرہ
ہال سے بجانب جنوب واقع ہے وہ طول مین ۳۰ فٹ عرض مین ۲۰ فٹ
ہی مع [illegible] راستہ کے ہے جو بقدر چھہ فٹ کے چوڑا جنوب کی سمت نکالا گیا
شمالی کمرہ طول مین ۲۳ فٹ اور عرض مین ۲۰ فٹ رکھا گیا ہی - ان
کمرون کے علاوہ ہال کے چارون گوشون پہ چار کمرے مثلثی شکل کے
ہین جو نہایت مطبوع وخوبصورت نظر آتے ہین - ان تمام کمرون کا ارتفاع
۲۳ فٹ کرسی سے چھت تک اور منڈیر تک ۲۷ فٹ شمار ہوتا ہے
سوائے ان کمرون مذکورۂ بالا کے اور چھوٹے چھوٹے کمرے جو کمرہ ہای مذکورہ

ملحق ہر ایک پہلو پر بنے ہوئے ہین شمار مین بائیس ۲۲ ہین انہین سے آٹھہ
تو غلسخانے ہین اور باقیماندہ کوئی دفتر اور کوئی سونے اور کوئی گودام
کے لئے مختص ہین ہر ایک پہلو مین چھہ دروازے تو بڑے آٹھہ آٹھہ فٹ
کے چوڑے اور پندرہ دروازے چار فٹ کے اور بعض تین فٹ کے
ہین چھہ کھڑکیان دو بخارچے لکڑی کے بسمت شمال اور ایک بخارچہ
بگوشہ شمال غرب اور ایک بسمت جنوب نہایت خوبصورت بنا ہی۔
ہال کے پاس کے سب کمرون کی چھتین باہم ارتفاع مین برابر ہین
اور انکے ساتھہ کے چھوٹے کمرون اور برانڈون کی چھتین بھی ارتفاع
مین آپس مین برابر ہین مگر ہال کے ملحقہ کمرون سے نیچی ہین۔ برانڈہ
اس عالیشان کوٹھی کا نہایت خوبصورت نوکدار ڈاٹون کا بنایا گیا
ہے جنکے اوپر بہادری اور کٹہرے پہول بنے ہین برانڈہ ۸ فٹ چوڑا اور ۱۲
فٹ اونچا چھت تک ہی برانڈہ کے دہن اکثر کہلے اور بعض بعض بند کرکے
غلسخانے وغیرہ بنا لیئے ہین اندرونی ہر ایک کمرے مین مکلف آتشدان
بنے ہوئے ہین اور ہر ایک کمرہ ہزار ہا روپے کے سامان شاہانہ سے
آراستہ کیا گیا ہی چھت تمام مکان کی تختہ پوش بیم کڑی کی ہی۔ کوٹھی خاص
کے باہر مکلف و عالیشان باغ بہت وسیع بنا ہی جسمین طرح طرح کے
درخت مثمر و غیر مثمر بشیار لگے ہین اور بہتیا رگملون سے زینت باغ کی
بڑہائی گئی ہی اور یہ تمام باغ ایک وسیع و پختہ احاطہ مین محیط ہی اور اُس
چاردیواری کے اندر مفصلۂ ذیل مکانات ہین اول حوض جو کوٹھی کے باہر
بجانب شرق پختہ ساٹھہ فٹ طول اور تیس فٹ عرض اور تیرہ فٹ
عمیق زینہ دار بنا ہی اور نہر کے پانی سے بھرا رہتا ہے۔ دوم گہوڑون کا

اصطبل - سیوم مکان گودام - چہارم شتر خانہ - پنجم فیلخانہ اور آٹھہ نو
پختہ مکان نوکرون کے رہنے کے لئے بنے ہین چار پہاٹک چار دیواری مین
ہر سمت جاری ہین شمالی پہاٹک کے دونو طرف سپاہیان گارد کے
رہنے کے مکان بنے ہین اور کئی پاخانے احاطہ کے متعلق ہین اس مکان
کی مرمت سالانہ و جدید تعمیر و اہتمام و نگرانی سب مؤلف کتاب کے متعلق ہے +

منٹگمری ہال و لارنس ہال

یہ عالیشان عمارت دو حکام عالی مقام ایک رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر
لفٹننٹ گورنر ممالک پنجاب کی یادگار ہین جو مدت مدید پنجاب کے حاکم
رہے اور کمشنری کے عہدے سے لفٹننٹ گورنر ہوئے اور رعایا کو اپنے
حسن اخلاق و انصاف سے خوش رکہا - دوم کرنیل لارنس صاحب بہادر
کی یادگار جو مفسدہ دہلی کے وقت لفٹننٹ گورنر و اعلے حاکم پنجاب کے
تہے اور اُن کی کمال عرق ریزی و جانفشانی سے پنجاب کا انتظام قائم
رہا اور فوج کثیر نوکر رکہکر دہلی کو روانہ کرتے رہے جسکے صلہ اور خدمات
لایقہ کی عوض مین اُنہون نے گورنر جنرل و ویسرائے ہند کا عہدہ پایا
بنائی گئی ہے - ان دونو مکانون کی تعمیر مین امرائے پنجاب و حکام نے نہایت
رضامندی سے چندہ دیا اور وہ روپیہ خرچ ہوکر یہ دونو عالیشان
مکان تعمیر ہوئے چونکہ یہ دونو مکان پاس پاس تہے دونو مین ایک
مستطیل کمرہ تعمیر ہوکر دونو کو ایک کردیا گیا + منٹگمری ہال مین ایک
بڑا کمرہ جسکو ہال کہتے ہین ایک منزلہ طول مین ایکسو چہہ فٹ اور عرض
مین چہیالیس فٹ ارتفاع مین سقفی قینچی کے ابتدائی آغاز تک اٹہتیس فٹ
اور قینچی کی اخیر انتہا تک تریپن فٹ اور بالائی منڈیر تک باسٹہ فٹ ہے

اس حال کے چارون گوشون پر دو منزلہ چار کمرے مربع عرض طول مین اٹھارہ اٹھارہ فٹ پہلی منزل انکی چہت تک ۱۶ فٹ اور دوسری منزل ۱۶ فٹ منڈیر تک ۳۱ فٹ شمار ہوتی ہی ہال کے چارون طرف گیلری دومنزلہ انہین کمرون کے مطابق ہے اس عالیشان مکان مین بیس ستون مقطع وخوبصورت بنائی گئے ہین اور ستونون پر خوبصورت ڈاٹین ویکہ ابتدائی گولہ جو قینچی کے نیچے ہی بنایا گیا ہی ہر ایک ستون تیس تیس فٹ بلند ہی اور گولہ پر نہایت عمدہ ماہی پشت کام ہی جسکو دیکھکر طبیعت خوش ہو جاتی ہی قینچی کی تمام گولایش کے نیچے پندرہ پندرہ فٹ کے فاصلہ پر گولہ دیا گیا ہی اور اُسی مین ایسے موقع پر جہان مربع صورت گولے کے اندر پیدا ہوئی ہی بعض جگہ کہڑکیان اور بعض جگہ دلی بنائی گئے ہین کہڑکیان کل تعداد مین بیس چہہ چہہ فٹ گولایش مین ہین چہت بڑے ہال کی قینچی دار ہی اور لوہے کی چادر اُسپر لگائی گئی ہی اور بالائی منڈیر کے نیچے نہایت خوبصورت کارنس اڑہائی فٹ دیوار سے بڑہاکر بنائی گئی ہین۔ ڈیوڑہی اسکی جنوب کی سمت ۵۴ فٹ طول اور ۱۳ فٹ عرض ارتفاع مین بڑے ہال کی گیلری کی چہت تک ہی ایک ایک دہن شرق وغرب کو رکہا گیا ہی جس سے بگیان آجا سکتی ہین اور تین جنوب کی سمت مین جنوب کی سمت بالائی منڈیر کی اونچائی پر سرخ پتھر کی سل نصب ہے جسمین بخط انگریزی لفظ منٹگمری ہال کندہ ہی اور دو سلین مستطیل سنگ مرمر کی ہال کے اندر ایک دوسری کے مقابل نصب ہین ایک مین بخط انگریزی اُن لوگون کے نام کندہ ہین جنہون نے اس مکان کی تعمیر مین چندہ دیا اور دوسری مین بخط فارسی

وہی نام کندہ کئے ہین - بڑے ہال کا فرش نہایت خوبصورت چوبی
قسم قسم کی لکڑی کا روغنی بنایا گیا ہی حاشیہ بہی نہایت خوبصورت ہے
باقی فرش سب چوکون کا ہی جنوب کی سمت جو دو کمرے ہال کے گوشون
پر ہین اُنہین لکڑی کی سیڑہی چہت پر جانے کے لئے بنی ہی ✤ اس مکان
کی شمالی دیوار کے وسط کے کمرے مین ایک مستطیل کمرہ شمال کی سمت جسکو
کوچہ کہنا چاہئے ۳ ۴ فٹ لمبا اور ۱۷ فٹ چوڑا بنا ہی اور اسی کمرے
کی ذریعہ سے دونو مکان منٹ گمری ہال اور لارنس ہال آپسمین ملائے گئے
ہین اس لمبے کمرے کی میانہ مین ڈائین دیگر یادرلیغنی مینار ۴ ۳ فٹ بلند کلس کے نیچے تک بنا
ہی اسمین گہنٹہ رکہا ہی چہت مینار کی قالبوتی خشتی ہی اندر مستطیل کمرے کی چہت بیم گرڈی
کی نہایت خوشنما وضع بنی ہی مکان لارنس ہال کی کُرسی رہسنۂ مستطیل مذکور
سے ۴ فٹ بلندی مین ہی اسمین ایک تو بڑا کمرہ ساڑہی بتیس فٹ
لمبا اور ساڑہی تیس فٹ چوڑا ۳ ۳ فٹ اونچا چہت کی بیم تک اور ۴ ۴ فٹ
بالائی منڈیر تک ہی چہت اسکی بیم گرڈی کی اور اُسکے نیچے گرہ دار تختے منبت
کام رنگ برنگ بنا کر چپان ہین کمرہ کلان کے شرق و غرب کی سمت
اور دو کمرے ۲ ۳ ۰ فٹ لمبے اور ۱۶ فٹ چوڑے بڑے کمرے کے برابر
بلند ہین ان کی چہتین بہی بڑی کمرے کی طرح ڈالی گئی مین بڑے کمرے کا
فرش تو لکڑی کا نہایت خوبصورت اور شرقی غربی کمرون مین چوکے
کا فرش ہی - اس مکان کی ڈیوڑہی شمال کی سمت رکہی گئی ہی جو ۲ ۳
فٹ لمبی اور ۲ ۲ فٹ چوڑی ہی اور بلندی اندرونی کمرون کی برابر
ہے اسکے شرق و غرب کی سمت دو راستی کہلے ہوئے ہین اور شمال سمت
تین در بین ہین ✤ یہ دونو مکان مختلف سنوں مین تعمیر ہوئے ہین

یعنی لارنس حال ۱۸۶۲ء مین بنکر ختم ہوا اور منٹ گمری ہال ۱۸۶۶ء
مین بنکر تیار ہوا چونکہ منٹ گمری ہال کی چھت اول مسٹر گارڈن صاحب
انجنیر نے لالہ میلارام کی ٹھیکہ داری مین قالبوتی خشتی بنوائی تھی وہ
وہ ناقص رہگئی اور چھت مین دراڑ آگئی اسلیئے سرکار سے مولف کتاب
اسکی درستی پر مامور ہوا اور پہلی چھت اُتار کر مولف نے نمونہ ہال کی
چھت ۱۸۷۵ء کے اخیر مین بناکر تیار کردی جسکو دیکھکر حکام نے پسند
فرمایا اب بھی یہ مکان زیر نگرانی مولف کے ہے اور سالانہ ضروری مرمت
اسکی معرفت میونسپل کمیٹی لاہور کے ہوتی ہے +

مکان عجائب گاہ لاہور

یہ عالیشان مقطع و مطبوع مکان بازار انارکلی جو برجی باغ نواب وزیرخان
مرحوم کے شرق کی سمت بازار کی سڑک کے غربی سمت ۱۸۶۴ء مین
بنایا گیا تھا پختہ اسکی عمارت چونہ کی ہے یہ مکان اُسوقت تعمیر ہوا جب
سرکار نے پہلے پہل عجائبات خطہ پنجاب کی نمایش منظور کی تھی اور اس
اہم کام کی اہتمام مین ہزار ہا روپیہ سرکار کا صرف ہوا تھا بڑی بڑی ریاستون پنجاب کے
امیرون سردارون جاگیردارون سے طرح طرح کی عجیب چیزین قسم قسم کے زیورات قیمتی مرصع و
ملبوسات و فروش پشمینہ و قالین و مصنوعات قسم قسم ساخت کشمیر جنت نظیر و ہر
خطہ و ہر اقلیم جمع کیئے پرانے خوشنویسون کی ہاتھہ کی لکھی ہوئی کتابین اور زمانہ حال
کے خوشنویسون کے ہاتھ کے قطعات عجائب گاہ مین رکھے
ہر ایک قسم کی ادویات و اوزار و سلاح و تلوارین جنکے
قبضون پر مرصع کام تھا و برچھے و نیزے و خنجر و تبر و سپر و تیر کمان
و قرابین و بندوق وغیرہ مع پارچات انواع اقسام ساخت ملتان

ازقسم لنگی ولاچہ وکہیس وپارچات ازقسم سوسی شہر بٹالہ و
پاپوش ساخت لاہور وراولپنڈی وبہر خوشاب ومصنوعات چوبی
ومنوتی ونگین ومصنوعات عاج وآہن وطلا ونقرہ وصندوقچی ہای
عجیبہ وقلمدان ہای غریبہ واقسام مصنوعات چرمی ازقسم حقہ وظروف
برنجی ومسی ونقری اور قسم قسم کے پتہر ہر ایک ولایت اور کوہستان
کے اور طرح طرح کے نمک اور رنگ رنگ کے قیمتی جواہرات اور جانور
طیور وحشرات وآبی ازقسم سانپ ومگرمچہہ وغیرہ یہ جانور اگرچہ
مردہ تہی مگر انکے پیٹ کی غلاظت نکالکر اس ترکیب سے آئینہ دار بکسون
مین رکہی تہی کہ سب زندہ معلوم ہوتے تہے - ہر ایک قیمتی چیز زیورات و
جواہرات وملبوسات وغیرہ آئینہ دار بکسون مین رکہکر لوگون کو
دکہلائی گئین اور بڑا دربار اس نمایش کا ہوکر نمایشگاہ کوکہولا گیا
صناع کو انعام دئے گئے اُس روز سے یہ عجائب گاہ بنا ہوا ہے اور
اکثر سرکاری عجیب چیزین ابتک اسمین رکہی ہین اور لوگ دیکہنے
کو آتے ہین - بڑی توپ احمد شاہی جسکو احمد شاہ دُرانی بادشاہ
کابل نے بنوایا تہا اور پانچوین حملے مین بسبب ٹوٹ جانے تخت
دریاے چناب پر رہگئی تہی اور صاحب سنگہ بہنگی حاکم گجرات نے
اپنے قبضہ مین کرلی تہی - شاہ دُرانی کی یادگار عجائب گاہ کے
شمالی دروازے کے باہر ایک چبوترے پر مع تخت موجود ہے -
چونکہ یہ توپ سالہا سال بہنگی خاندان کے قبضہ مین رہی تہی
اس سبب رنجیت سنگہ کیوقت اور اب بہی اسکا نام بہنگیان والی
توپ مشہور ہے اور توپ کی پشت پر چند ابیات منقوش حروف مین

کندہ ہین جسکے اخیر مصرع ہین مصرع تاریخ - پیکر اژدہا ہے آتش بار ❊
لکھا ہی اس مصرع سے تاریخ اس توپ کی ساخت کی نکلتی ہے اور
سنہ ۱۲۶۳ ہجری حاصل ہوتا ہی - یہ مکان شرقاً غرباً بشکل مستطیل
بنایا گیا اور دو حصے ہین منقسم کیا گیا ہی ایک حصہ شرقی اور دوسرا
غربی اور دونو ہین ایک رستہ پندرہ فٹ چوڑا رکہا ہی اس رستہ
کے دونو طرف یعنی بسمت جنوب و شمال دو دروازے آمد و رفت کے لئے
بارہ بارہ فٹ چوڑے اور دس دس فٹ اونچے مع آئینہ دار جوڑیون
اور آئینہ دار محرابیون کے بنے ہین اس عجائب گاہ کے عام دیکہنے والے
شمالی دروازے سے داخل ہوکر بعد نظارہ عجائبات جنوبی دروازے
سے نکل جاتے ہین دونو کمرے شرقی غربی عرض و طول و ارتفاع ہین
برابر رکہے گئے ہین ہیئت و صورت دونو کی یکسان ہی اسلئے ایک کمرہ
شرقی کی عمارت کا مفصل حال تحریر ہوتا ہی - یہ کمرہ ایکسو دو فٹ لمبا
اور ۲۶ فٹ چوڑا رکہا گیا ہی جسمین سات سات ستون جنوب و
شمال دونو طرف چار فٹ دو فٹ کے دس دس فٹ اونچے نہایت
منقطع وضع دار بنا کر انپر سات سات کی اونچی دو ریان ڈالی گئی ہین
اسکے شمال و جنوب کی سمت دو کہر ۱۶ فٹ چوڑے ایکسو بارہ فٹ لمبے
پندرہ فٹ مرتفع بنے ہین جن پر سات فٹ اونچی ایک طرف سلامی دار
سقف ہی اور انہین کہرون ہین دوری دار کہڑکیان آئینہ دار روشنی
کے لئے لگائی گئے ہین یہ کہڑکیان سات بطرف شمال اور آٹھ بسمت جنوب
ہین اور ایک ایک کہڑکی بسمت شرق بمقدار نو فٹ دس فٹ دوری دار
آئینہ دار بنی ہین اس شرقی سمت کو پیشانی مکان کہنا چاہئے اسطرف

بہی دروازہ ہی اور دروازے کے چپ و راست دو کہڑکیان خورد دو ششہ کی کہولی گئی ہین اور اسی دروازے کی پیشانی پر نہایت مطبوع شیر اور گہوڑے اور سلطانی تاج صورت چوبی بنا کر لگائے گئے ہین نصف حصہ اس مکان کا درمیانی رستہ سے جو بسمت غرب ہی ہو بہو مانند شرقی حصہ کے بنا ہوا ہی - ان دونو حصون مین اور دو کمرے شمال کی سمت بڑہا کر بنائے گئے ہین جو طول مین تیس فٹ اور عرض مین سولہ فٹ ہین ان دونو کے بیچ دس دس کہڑکیان آئینہ دار محرابی رکہی گئی ہین - درمیانی رستہ کی دونو طرف یعنی جنوب و شمال کے دروازون کے آگے چوبی ڈیوڑہیان ہین - باہر مکان کے چوبی برانڈہ نہایت خوبصورت رنگین بنا ہی عرض مین آٹہہ فٹ اور طول مین چارون طرف مکان کے محیط ہی ستون اس برانڈہ کے چوبی دس دس فٹ اونچے ہین اور برانڈہ سلامی وضع پر بنایا گیا ہی جسکے سلامی ستونون سے چلکر اخیر تک چہہ فٹ ہی اور اوسپر مضبوط لکڑیان ڈالکر چوکاٹ کہپریل نصب کی گئی ہی دونو کلان کمرون کے ساتہہ کے گہر جو تحریر ہو چکے ہین پندرہ فٹ اونچے ہین اونپر قینچیان سات سات فٹ کی پڑہی ہوئی ہین اور بیچ کے کلان کمرون کی بلندی چوبیس ۲۴ فٹ قینچی تک ہی اور اوسپر قینچی بارہ فٹ اونچی رکہی ہی بڑی دونو قینچیون کے سر پر دو روشندان نہایت مطبوع بطور چہوٹے میناروں کے برجی دار قینچی کی نوک سے بارہ فٹ بلند ہین قینچی کے شمال اور جنوب کی سمت خوبصورت خورد خورد برجیان مکان کی زینت کو بڑہاتی ہین +

بڈہی خانہ یعنی زنانہ جیلخانہ

یہ مکان متصل مکان سنٹرل جیل لاہور کے واقع ہے جسمین سزا یافتہ عورتین قید ہوکر میعاد قید کی بھگتی ہین دیسی اور یورپین عورتین سب اسمین سزایاب ہونے کو آتی ہین - یہ بڈھی خانہ ایک مربع احاطہ خام کے اندر واقع ہے جو سات سو ستر فٹ طول اور اسی قدر عرض مین ہے اور دروازہ پھاٹک پختہ بجانب مغرب ہے اور پھاٹک کے چپ و راست سپاہیون گارد کے رہنے کے مکانات بنے ہین - بیرونی احاطہ کی چاردیواری بیرونی سے پچاس پچاس فٹ کا فاصلہ چھوڑکر اصل مکان بڈھی خانہ کی خام دیوار بنائی گئی ہے اور دروازہ بسمت غرب رکھا گیا ہے جو بیرونی پھاٹک کے محاذ مین ہے اور ما بین دونو دروازون کے دو طرف دیوار خام بناکر ایک رستہ ۱۰ فٹ چوڑا بطور کوچہ کے بنا ہوا ہے اسی رستہ سے انسان اندر بڈھی خانہ کے جاتا ہے اصل بڈھی خانہ کی عمارت مدور ایک پرکاری دائرہ کی شکل پر بنی ہے یہ مدور احاطہ بڈھی خانہ چھہ سو چھہ فٹ قطر زمین مین بنا ہے اسکے اندر ایک اور خورد احاطہ مدور ایکسو پچاس فٹ قطر زمین پر ہے جسمین ملازمان و محافظان بڈھی خانہ قیام رکھکر ہر چار سمت نگران حال قیدیون کے رہتے ہین اندرونی مدور خورد احاطہ کی ہر طرف بیرونی مدور احاطہ کی دیوار تک جسقدر زمین ہے وہ آٹھہ حصہ مین منقسم کی گئی ہے ہر ایک حصہ مین دیوار خام بناکر علیحدہ علیحدہ کیا گیا ہے انمین سے چار حصہ مین تو چار بارگین قیدیون کے رہنے کی اور دو مین دو سنگین اور ایک مین ہسپتال اور ایک مین لڑکیون کم عمر کے متعید رہنے کی بارگ اور ورکشاپ مع پاخانون کے کچی پکی عمارت مین تعمیر ہوئی ہے چار بارگین مذکورہ طول مین ۱۰۷ فٹ عرض مین ۲۴ فٹ ارتفاع مین

۱۵ فٹ قینچی کی سیخ تک یہ ہر ایک بارگ دو دو حصہ میں منقسم ہی ایک
حصہ ۲۴ قیدیون اور دوسرا ۲۷ قیدیون کیواسطے اور چھتین انکی
قینچی دار کہپریل سے ڈہاپی ہوئی ہین - اور دو سنگین جنکا سابق
ذکر ہوچکا ہی انکی صورت یہ ہی - دونو سنگینون کی ایک صورت ہے
اور وسط مین ایک رستہ پٹا ہوا مستطیل رستے کے دونو طرف آمدورفت
کے دروازے مین سقف رستے کے چپ و رست بارہ بارہ مکان سنگین
مشقت دینے والے قیدیون کے رہنے کے لئے ہین ان مکانات مین ایک
ایک قیدی تنہا رکہا جاتا ہے اور مشقت شاقہ لی جاتی ہے یہ ہر ایک
کوٹہری دس دس فٹ مربع اور ۱۰ فٹ مرتفع ہی اور سقف مین
روشندان رکہی ہین ان کوٹہریون کے ملحق دو نو سمت کہلا ہوا
صحن بلا سقف ہی رکہا گیا ہی جو ۱۵ فٹ لمبا اور دس فٹ چوڑا اور
۱۳ فٹ بلند دیوار سے محیط ہی اس جگہ لیعد مشقت شاقہ کے قیدی
ہوا لیتے اور رفع حاجت کرتے ہین یہ سنگین ۲۴-۲۴ قیدیون کے
لئے بنائی گئی ہین دونو دوار سے ہر وقت مقفل رہتے ہین جب
کہانا دینے یا کسی اور ضروری کام کا وقت آتا ہی قفل کہولا جاتا ہے
یہ سنگینین طول مین ۱۴۶ فٹ اور عرض مین ۷۰ فٹ ہین اور بارہ
بارہ کوٹہریان دولین مین بنائی گئی ہین - سب سے بڑی ساتوین
حصے مین کچی پکی عمارت کی ایک بارگ ہی جسمین ہسپتال ہی طول مین
۱۷۰ فٹ عرض مین ۲۴ فٹ بلندی مین ۱۷ فٹ قینچی کی سیخ تک
ہی ۲۵ دروازے رکہی ہین اندرونی حصہ تین حصے مین منقسم ہی درمیانی
حصہ ادویات و گودام وغیرہ سامان رکہنے کے لئے ہی اور چپ و رست

کے دونو حصون مین بیمار عورتین رہتی ہین چارون طرف بارگ کے
برانڈہ بنا ہی جسمین چار در بن سمت ۹ ۲ دہہن محرابی ڈاٹ دار اور
چہت برابر چہت بارگ کے ہی کرسی اسکی زمین سے تین فٹ بلند
اس ہسپتال کے متعلق باورچی خانہ اور ایک مردہ خانہ الگ بنا ہے +
آٹھوین حصے مین جو لڑکیون کے مقید رہنے کی بارگ ہی اُسکی عمارت
سنگینون کی قطع پر ہی اور دونو طرف چار چار گہر بنے ہین اور بیچ مین
رستہ ہی اور آمد و رفت کے دروازے دونو طرف رکھے ہین اور اسی حصے
بارگ کی سامنے ایک ورکشاپ ہی جو ۳۱ فٹ طول اور ۲۲ فٹ عرض بلند گیارہ فٹ ہی +
بیرونی مربع خام احاطہ کے اندر بہی مکانات بنے ہین ایک تو باہر کے
پہاٹک کے چپ و دہنے گارد کے مکان جنکا ذکر پہلے ہی مذکور ہو چکا ہے
اُنکے علاوہ اور دو مکان خام ۱۷ فٹ طول ۴۲ فٹ عرض ۱۸ فٹ
بلند بنے ہین جو چہہ چہہ کوٹہڑیون مین منقسم ہین اور ایک باورچی خانہ
انکے متعلق ہی یہ دونو مکان اُن نئی قیدی عورتون کیواسطے ہین جو ضلع سے
ہو کر آتی ہین اور پہلے چالیس روز تک ان مکانون مین رکہی جاتی ہین
من بعد بندی خانے کے اندر بہیجدی جاتی ہین اُنکے سوائے ایک ور مکان
ستر فٹ طول ۳۷ فٹ عرض ۱۶ فٹ بلند بنا ہوا ہی یہ مکان یورپین
عورتون کی قید کیواسطے ہی عمارت اسکی چار حصہ مین منقسم ہی اور ہر ایک
حصہ عرض و طول و ارتفاع مین برابر رکہا گیا ہی ایک برانڈہ اسکے
باہر بطرف غرب ہی جسکے سات دہن اور ۸ فٹ چوڑا اور چودہ فٹ اونچا
ہی اور مشرق کی سمت چار کوٹہڑیان و برانڈے ہین ایک باورچی خانہ علیحدہ ہی +
گوشہ شمال مشرق مین اس احاطہ کے اندر دو مکانات اور ہین جنکا طول

۵۰ فٹ عرض ۷ا فٹ بلندی ۱۲ فٹ ہی ان دونو مکانون مین گودام رہتا ہی انہین مکانون کے پاس ایک حوض بنا ہی جسکے نیچے آگ جلا کر پانی گرم کیا جاتا ہی اور گرم پانی مین کٹھل مارے جاتے ہین۔ شرق وجنوب کے گوشہ مین چار ورکشاب بنائے گئی ہین جو طول مین ۵ ۷ فٹ عرض مین ۲۲ فٹ بلندی مین ۱۴ فٹ اور ۱۶ ا - ۱۶ دہین بیرونی پٹاؤ دار ہیلے کہی گئی ہین ان مین قیدی عورتین کام کرتی ہین دو پاخانے ہی ان ورکشابون کے متعلق ہین اس احاطہ کے متعلق جو چاہ پختہ بنا ہوا ہی اسکے متعلق ایک عمدہ پختہ حوض ہی جسکو فلٹر کہتے ہین چاہ کا پانی حوض مین جمع ہوتا ہی اور حوض سے بذریعہ پائپ کے ہرایک بارگ بین پہنچیا ہے ہسپتال وغیرہ ہرایک مکان مین اسکی نالیان جاتی ہین اور وہی پانی استعمال کیا جاتا ہی۔ اس بڑے ہی خانے مین پنجاب کے تمام اضلاع کی قیدی عورتین آتی ہین اور میعاد مقررہ قید تک مقید رہتی ہین۔ یہ مکان سنہ ۱۸۷۶ء مین مولف کتاب کے اہتمام ونگرانی مین تعمیر ہوا اور ابتک اسکی مرمت ونگرانی بہی مولف کے متعلق ہے جو ہرسال برابر ہوتی ہے +

پختہ پل ریلوے دریای راوی

یہ عالیشان پل دریاے راوی پر سرکار قبضدار کے حکم سے تعمیر ہوا ہی جس سے پشاور لین کی ریل گاڑی آتی جاتی ہی یہ پل دوہرا ہی نیچے کے رستے سے گہوڑا ٹٹو پیادہ آدمی گائے بیل وغیرہ دریا کے وار پار آتے جاتے ہین اونٹ اور گہوڑا مع سوار آجا نہین سکتا کہ بالائی سقف بہت اونچی نہین چونکہ پہلے سرکار کی تجویز یہ تہی کہ سڑک

پشاور لین پر چھوٹی گاڑی چلائی جائے اس سبب سے اس پل کا عرض اسکے مطابق رکھا گیا تھا پھر جب وہ تجویز بدل گئی تو سڑک کی تبدیلی بھی عمل مین آئی اور اس پل کو اور آہنی قینچیان اور پرزے ایزاد کر کے اوپر سے چوڑا بنا لیا گیا جس پر اب ریل جاری ہی۔ یہ پل نہایت مستحکم و مضبوط بنایا گیا ہی دریا کے بہاؤ کے اندر کوٹھیان گلا کر پختہ پایے چونہ کے خشتی بنائے گئے ہین ۵۳ پائے اور ۳۳ در پانی کے بہاؤ کے واسطے رکھے گئے ہین ہر ایک در ایکسو فٹ مقدار مین ہی اور کل پل تین ہزار تین سو فٹ لمبا ہی اور زیرین راستہ ۱۵ فٹ چوڑا لوگون کی آمدورفت کیواسطے رکھا گیا ہی اُسکے اوپر درست وچپ آہنی قینچیان ڈالکر دوسری چھت آہنی ڈالی گئی ہی جسپر ریل چلتی ہی*

سنٹرل جیل لاہور

یہ ایک عام جیل تمام خطہ پنجاب کے قیدیون کیواسطے بنایا گیا ہے اگرچہ ہر ایک ضلع کے مقام پر ڈسٹرکٹ جیل بنے ہوئے ہین اور تھوڑی میعاد کے قیدی وہان رہتے ہین مگر بڑی میعاد کے قیدی ہر ایک ضلع سے یہان بھیجدئے جاتے ہین جو یہان اپنی اپنی میعادین بھگت کر رہا ہو جاتے ہین۔ اس جیلخانے مین قیدی ہر ایک طرح کی مشقت جیل کے اندر کرتے ہین بڑے بڑے کارخانے دری بافی و شالبافی و قالین بافی وغیرہ بیشمار کام جیل کے اندر ہوتا ہی چھاپے خانہ مین لاکھون روپے کا کام ہوتا ہے اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ قیدی بھی کام سیکھ جاتے ہین سرکار کو بھی فائدہ ہوتا ہی قیدی بھی جیل سے باہر نہین جاتے پہلے جو قیدی سڑکون پر کام کرنے جاتے تھے تو اکثر

موقع پا کر بھاگ جاتے ہیں۔ جیل کے بڑے افسر و حاکم صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر و ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہیں داروغہ جیل اُن کے ماتحت کام کرتا ہے نیٹو ڈاکٹر بھی معالجہ کے لئے مقرر ہے ہسپتال میں قیدیوں کا علاج ہوتا ہے اس جیل کا بڑا دروازہ بسمت شمال ہے بیرونی دروازہ سے اندرونی پھاٹک تک رستہ کھلا ہوا ہے صرف ڈیوڑھی دو منزلہ پٹی ہوئی ہے رستہ کے مغرب کی سمت سپاہیوں کی بارگیں اور دفتر صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر و ملازمان جیل کے گھر ہیں اور شرق کی طرف داروغہ جیل کی رہایش کا مکان اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے رہنے کا گھر اور گارد میں سپاہیوں کی و اصطبل ہے۔ جیل کا خاص دروازہ پختہ محرابی ڈاٹ دار عالیشان نہایت مضبوط بنا ہے اور مکانات ملحقہ کی کچی پکی عمارت مع پختہ پلستر کے ہے۔ یہ جیل ایک خام بیرونی دیوار سے محیط ہے اور تمام احاطہ ایکہزار ۱۹۵۴ چھہ سو سولہ فٹ لمبا اور نوسو چون فٹ چوڑا ہے اٹھارہ فٹ اونچی دیوار رکھی گئی ہے صورت احاطہ کی چار گوشہ اور ہر ایک گوشہ پر سپاہی کے پہرے دینے کی مکان بنے ہیں اس احاطہ کے باہر پچیس فٹ زمین چھوڑکر ایک خندق کھودی گئی ہے جو اوپر سے چوڑی ۲۸ فٹ اور نیچے سے ۲۰ فٹ ہے اور عمق میں ۱۴ فٹ۔ بیرونی احاطہ کے اندر شمالی دروازے کے علاوہ ایک پھاٹک بجانب غرب ہے جو ہمیشہ بند رہتا ہے بلاضرورت کھولا نہیں جاتا۔ شمالی دروازے سے جب اندر جائیں تو جیل میں داخل ہوتے ہی تین سڑکیں آتی ہیں ایک سڑک تو بجانب سرکل نمبر اول اور دوسری بجانب سرکل نمبر دوم جاتی ہے تیسری سڑک جو انکے درمیان سے سیدھی ہسپتال کے دروازے تک جاتی ہے جو جنوبی سمت کی دیوار

کے ساتھہ بنا ہوا ہی - اس جیل مین دو سرکل ہشت پہلو بنائے گئے
ہین جنکے باہر آہنی جنگلہ کرسی تک عمارت بناکر لگایا گیا ہی کرسی کے
اوپر پیل پائے ہین اور پیل پائیون مین لوہے کی سیخین نصب ہین
اندر جانے کا رستہ شمال غرب کے پہلو مین رکھا گیا ہی اندر جنگلہ کی ہر ایک
پہلو مین ایک ایک بارگ بنائی گئی ہی یعنی آٹھہ بارگین ہین بارگون
کی انتہا پر ایک اور جنگلہ آہنی خورد ہشت پہلو بنا ہی جسکے میانہ مین
ٹاور یعنی مینار کی عمارت ہی یہ جنگلے دس فٹ اونچے مع کرسی کے ہین -
اندرونی آٹھون بارگین ۲۰۴ فٹ طول ۲۲ فٹ عرض ۱۶ فٹ بلند قینچی
کے آغاز تک ہین اُسپر دس فٹ اونچائی کی قینچیان معہ ہوادانون کے
ہین اور قینچیون پر کھپریلین نصب ہین ہر ایک بارگ اندر سے چار حصص
مین منقسم ہے جنمین ایک سو چار قیدی رہ سکتے ہین بارگون کے دروازے ہر چار
سمت چھبیس چھبیس ۲۶ رکھے گئے ہین + ان بارگون کے علاوہ جنگلے کے اندرونی
سرکل مین آٹھہ ورکشاپ ہین جہان قیدی کام کرتے ہین اور آٹھہ پاخانے ہر ایک
ورکشاپ ۷۰ فٹ طول ۱۲ فٹ عرض آٹھہ فٹ بلند اور چھت چھپر کے طور
سلامی دار ہی یہ سقف پیل پائے بناکر اور اُنپر ہٹاؤ ڈالکر بنائی گئی ہے اور
پیل پاؤن کے درمیانی دہن سترہ ہین - چار باورچی خانے ۲۰ فٹ طول
۱۰ فٹ عرض بلندی مین ورکشاپون کے برابر ہین ورکشاپون اور باورچی خانون
کی چھتین بھی کھپریلون سے ڈھانپی ہوئی ہین - درمیانی ٹاور کی صورت
مدور ہی اور جنگلے آٹھون پہلوؤن کے محاذ مین آٹھہ در رکھے ہوئی ہین اور
اندر دو دروازے زینہ اوپر چڑھنے کے لئے ہے یہ ٹاور ۵۳ فٹ بلند ہے اور
اوپر مخروطی شکل کی چھت اور چھت پر آہنی چادرین لگی ہین ۲۶ فٹ

مینار کا اندرونی قطر ہے اسکے اوپر کی منزل اور نیچے گارد رہتی اور
تمام سرکل کی نگرانی رکھتی ہی۔ سرکل کے اندر آب نوشی کے لئے چار چاہ
بھی کھدوے ہوئے ہین - یہ حال جو تحریر ہو چکا ہی دو نو سرکل کا مجملا
لکھا گیا ہی مگر غربی سرکل مین یورپین قیدیون کے رہنے کے مکان اور
سنگین بھی بنے ہین - یوروپین قیدیون کے رہنے کا بنگلہ جو بڑا ہے
۷۹ فٹ طول ۳۰ فٹ عرض ۲۳ فٹ ارتفاع کا ہی گیارہ گھر اور تین
برانڈون مین منقسم ہے اُنمین سے بڑا گھر ۳۶ فٹ لمبا ۲۰ فٹ چوڑا
اسکے چھپر رہت اور دو دو گھر ۱۶ فٹ ۱۰ فٹ لمبے چوڑے ۱۲ فٹ اونچے
مع برانڈہ کے جو ۱۰ فٹ چوڑا اور ۳۷ فٹ لمبا ہی بنے ہین بڑے کمرے
کے پاس دو کمرے اور ہین جنکا عرض و طول ۲۰ فٹ ۱۷ فٹ ارتفاع
۱۴ فٹ ہی ان کے متعلق بھی دو گھر اور دو برانڈے رکھے گئے ہین دونو گھر
تو ۱۶ فٹ ۱۰ فٹ لمبے چوڑے اور برانڈے مطابق برانڈے مذکور الصدر
کے ہین - دوسرا مکان یوروپین قیدیون کے رہنے کا پہلے سے چھوٹا
۳۵ فٹ طول ۳۳ فٹ عرض کا ہی چار گھر اور ایک برانڈہ مین
منقسم ہی دو باورچی خانے اور دو پاخانے اسکے متعلق ہین - سنگین
مکان کی صورت مستطیل تین حصص مین منقسم ہی ایک حصہ دوہرے
مکانون کا ہی جسکے درمیان مین رستہ ہی اور اُس رستہ کی چھت رہت
سے ہی دوسرے حصے کی مکانات آٹھ آٹھ کل تعداد مین سولہ ہین
ہر ایک مکان بقدر نصف کے پٹا ہوا اور باقی کھلا ہوا ہی پٹے ہوئے
کے اندر قیدی محنت شاقہ کرتے اور قید تنہائی بھگتے ہین اور غیر
مسقف مین رفع حاجت کرتے ہین - دوسرا حصہ بھی اسی کے ملحق

اور چوڑائی کے میانہ مین بنا ہی مگر اسمین رستہ رکہکر دوہری لین نہین
بنائی گئی اکہری لین مین دوہرے مکان مسقف و غیر مسقف بدستور بنے
ہین تیسرا حصہ دوسرے حصے کے ملحق اُس سے چوڑائی مین کم ہے
اسمین صرف دو مکان دوہرے دوہرے مسقف و غیر مسقف بدستور
ہین ان سنگینون کا ہر ایک حصہ مسقف ۱۰ فٹ ۸ فٹ طول عرض مین
اور غیر مسقف ۱۳ فٹ ۸ فٹ اور بلندی مین ۱۲ فٹ ہی اور چہت پر
کڑیان پڑی ہین - ہسپتال جو اس جیلخانہ کے متعلق ہی بیرونی احاطہ
کی جنوبی دیوار کے ساتہہ شمالی بڑے دروازے کے محاذ مین بنایا گیا ہے
اسکے گرد نواح چوبی جنگلہ پختہ پیل پائے بناکر لگایا گیا ہی جسکے اندر تین
بارکین ہین - پہلی بارک ۱۲۸ فٹ طول ۲۴ فٹ عرض ۱۸ فٹ بلند قینچی کی
ہے یہ صرف ایک کمرہ ہی جسمین بیمار قیدی رہتے ہین اسکے چارون طرف
دس فٹ چوڑا برانڈہ ہی اور برانڈون کے دونو کونون پر دو کوٹہڑیان
چہت قینچی دار ہی - دوسری اور تیسری بارگ مطابق پہلی بارگ کی بنی ہین
اور انہین کے پاس نیٹو ڈاکٹر کے رہنے کا مکان اور باورچی خانہ و مردہ خانہ
و پاخانہ و چاہ بنا ہوا ہی - ہسپتال کے مغرب اور گوشہ جنوب مغرب
احاطہ کلان مین چھاپہ خانہ کا عالیشان مکان بنا ہی جسمین بڑا کارخانہ
چھاپے کا ہی اور مختلف مکانات مین یہ کارخانہ جاری ہی اُسکے اور بہی
بہت سے مکانات بیرونی احاطہ کے اندر مثل لوہار خانہ و نجار خانہ و
کمہار خانہ و کاغذ خانہ و کولو خانہ وغیرہ بنے ہوگئے ہین جہان بڑے بڑے
کارخانے جاری ہین جنکی مفصل پیمایش لکہنے مین طوالت ہوتی ہے
گوشہ جنوب مشرق مین دو مکان ہین ایک مکان گودام دوسرا

کم عمر لڑکون کے قید رہنے کا تیسرا ایک اور مکان ہے جس مین چھاپے خانہ کا سامان رہتا ہے ۔

ڈسٹرکٹ جیل یعنی جیلخانہ متعلق خاص ضلع لاہور

یہ جیل خانہ متصل سنٹرل جیل بجانب غرب بنایا گیا ہی اسمین ضلع لاہور وغیرہ سے تہوڑی میعاد کے قیدی رہتے ہین بڑے سنٹرل جیل مین نہین بہیجے جاتے اسی جگہ بعد گزرنے میعاد کے رہا ہو جاتے ہین دروازہ اسکا بجانب شرق محرابی ڈاٹ دار پختہ بنا ہوا ہی باہر دروازے کے ایک طرف داروغہ کے رہنے کا مکان اور دوسری طرف دفتر کا مکان کچا پکا بنا ہی دونو مکان طول مین ۳۵ فٹ عرض مین ۲۳ فٹ اونچائی مین ۱۲ فٹ کڑیون کی چہت سے مسقف ہین دروازے کی ڈیوڑہی مسقف ہی دونو طرف سپاہیون کے رہنے کی کوٹہڑیان ہین - یہ جیل ایک خام احاطہ چوگوشہ مین محیط ہی جسکا طول ۲۰۷ فٹ عرض ۲۵۰ فٹ رکہا ہی ۱۴ فٹ دیوار بلند ہی احاطہ کے شرق کی سمت سوائے دروازہ کلان کے اور بہی تین دروازے ہین اور شمال کی سمت دو پہاٹک اندرونی میدان احاطہ کا دو احاطون مین منقسم ہی اور ان دونو مین ایک دیوار خام بیرونی دیوار کی طرح بنی ہوئی ہی پہلا احاطہ دوسرے احاطہ سے بڑا ہے ۔ ۴ فٹ چوڑا رکہا گیا ہی اسمین بہت سے مکان بنے ہین جنوب کی سمت ہسپتال ہی - اس ہسپتال کے میانہ مین چار گہر ہین ایک دوائی خانہ دوسرا گودام تیسرا انیٹو ڈاکٹر کا گہر چوتہا ایک گہر ہے جو وہ بہی متعلق ڈاکٹر کے سمجھا جاتا ہی انکے چپ و راست دو بڑے کمرے ہین جنمین بیمار قیدی رہتے ہین باہر ہسپتال کے چارون طرف برانڈہ ہے

یہ ہسپتال ۸۳۲ فٹ لمبا ۲۴ فٹ چوڑا ۱۸ فٹ اونچا اور اوپر قینچی دار
چھت ہی عمارت کچی پکی برانڈہ دس فٹ چوڑا رکھا گیا ہی ہسپتال کی علاوہ
آئین مردہ خانہ اور پاخانہ بجانب شرق اور ایک باورچی خانہ اور ایک گھر
اور غرب کی سمت ہی ہسپتال کے شمال کی طرف ایک اور دیوار خام ہی جسمین
پھاٹک لگا ہی پھاٹک سے ایک سو فٹ زمین چھوڑکر دوسری دیوار بنی ہی
ان دونو دیوارون کے درمیانی حصے پھر دو حصہ کرکے اور دیوارین بنا کر بیچ
مین کو چھوڑ رکھا گیا ہی ان دونو حصون مین دو سنگین بارگین بنی ہین جو
طول مین ۲۴۶ فٹ عرض مین ۲۰ فٹ بلندی مین ۱۸ فٹ ہین - ان
سنگینون کے دونو طرف بارہ بارہ دوہری کوٹھریان ہین اور دروازے
جنوباً و شمالاً رکھے ہین یہ دوہری کوٹھریان دس دس فٹ حصہ عرض و
طول مین مسقف اور ۱۵ فٹ ۱۰ فٹ غیر مسقف ہی اسکی شمالی طرف کی دیوار
سے جب گزرین تو ایک بڑا احاطہ آتا ہی اسمین بڑا امکان تو قیدیون کے
سونے کی بارگ ہی جسکے جنوبی اور شمالی حصہ مین دوہرے سات سات
گھر اور غربی سمت مین ستر ہ گھر بنے ہین ہر ایک گھر ۱۰ فٹ ۶ فٹ
عرض و طول مین اور ۱۴ فٹ بلند ہی اسکے علاوہ ایک اور بارگ
بنی ہی جسکا نام اردنری وارڈ ہی اس جگہ قیدیون کو احکام سنائے جاتی ہین
اسی حصہ مین چار ورکشاپ بنے ہوئے ہین جنمین قیدی کام کرتے
ہین ہر ایک کونے پر جنگلے [illegible] ایک گودام رکھنے کا بنا ہی پہلہ ورکشاب
عرض و طول مین مختلف ہین ۲ اور ورکشاب ۲۴۳ فٹ لمبا ۱۸ فٹ چوڑا
۱۴ فٹ اونچا ہی - دوسرا ۱۲۸ فٹ طول اُسی قدر عرض اور اُسی قدر بلند
تیسرا ورکشاب ۱۵۶ فٹ طول عرض و ارتفاع بدستور - چوتھا ورکشاب

۳۹ فٹ طول ۲۰ فٹ عرض بلندی بدستور ہے اور ایک باورچی خانہ متعلق
اس کل حصہ کے ہے اسی حصہ کے شرقی و جنوب کے گوشہ مین دیوار
بناکر ایک احاطہ قرار دیا ہے جسمین ایک اور دیوار دیکر دو حجرے گھیر ایک
طرف اور دو خورد ایک طرف بنے ہین بڑی مکان ۳۴ فٹ طول ۱۴ فٹ
عرض ۱۴ فٹ مرتفع اور خورد ۳۴ فٹ طول چودہ چودہ فٹ عرض و
ارتفاع مین ہین ۔ اسی حصہ مین ایک بڑا چاہ مع ملحق حوض کے بنا
ہے اسکا پانی جا بجا نالیون کے ذریعہ سے چھوٹے حوضون مین جا پڑتا ہے
اور وہان سے قیدی خرچ کرتے ہین ۔ دوسرا حاطہ جو بڑے احاطہ اندرونی
سے چھوٹا ہے اُسمین جنوبی دیوار سے ۲۲ فٹ زمین چھوڑکر خام دیوار
مطابق دیوار بیرونی کے تی ہے جس سے یہ احاطہ دو حصہ مین منقسم ہوجاتا
ہے ایک چھوٹا دوسرا بڑا چھوٹی حصہ مین دو بارگین قیدیون کے
رہنے کی سنگین بارگون کی صورت پر پیمایش مین اُنہین کے برابر
بنی ہوئی ہین ۔ بڑے حصہ مین بھی دو بارگین اُنہین کے مطابق ہین
ایک باورچی خانہ ایک گودام ایک چاہ علاوہ ہے ۔

مکان پاگل خانہ

یہ مکان سکھون کے وقت کا بنا ہوا ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت
جب سردار لہنا سنگہ مجیٹہ کا قیام نولکہہ مین ہوا تو اُس نے اپنی
فوج کے قیام کے لئے یہ مکان بنوایا جو لہنا سنگہ کی چھاؤنی مشہور ہوگیا
ایک عالیشان ڈیوڑہی مع بالاخانہ کے سردار مذکور کی بنوائی ہوئی
غرب کی سمت اب تک موجود ہے سرکار انگریزی کے وقت یہ محفوظ
مکان جو بطور سرای کے بنا ہوا تہا پاگلون کے رہنے کے لئے مقرر ہوا

اور اسکی عمارت مین بہت سی ایزادی عمل مین آئی - یہ مکان ۲۰۰ فٹ لمبا اور ۱۴۴ فٹ چوڑا کچی پکی عمارت ہے بڑا دروازہ یعنی عالیشان ڈیوڑہی غرب کی سمت ہے جسکی مرغولی ڈاٹ پنجابی قطع کی بنی ہوئی ہے اور چوبی جوڑی مضبوط لگی ہوئی ہے - یہ ڈیوڑہی دومنزلہ ہے اور دونو طرف سیڑہیان بنی ہین اور اوپر ایک بارہ دری پختہ ہے جسکے تین تین در چارون سمت کہلے ہوئے ہین - یہ دروازہ ۲۷ فٹ اونچا سقف تک اور دس فٹ چوڑا ہے اور ۹ فٹ بالائی منزل کی بارہ دری کا ارتفاع ہے اس دروازے کے محاذ مین ایک پہاٹک احاطہ کی شرقی دیوار مین ہے جو باغ کے اندر کہلا ہے ڈیوڑہی کلان کی چپ و دست سپاہیون کے قیام کے لئے مکان ہین - یہ مکان پہلے سے بطور سرا کے بنا ہوا ہے اور احاطہ کی دیوارون کے ساتہہ مکانات بنے ہوئے ہین - اندرونی حاطہ کی زمین تین حصے مین منقسم ہے یعنی ایک حصہ زنانہ اور دو حصے مردانہ رکہے گئے ہین اور بڑی ڈیوڑہی سے بسمت جنوب ۸۳ فٹ زمین چہوڑکر ایک خام دیوار لمبی کہینچی گئی ہے جو شرقی پہاٹک تک پہنچتی ہے اس دیوار کے کہینچنے سے کل زمین اندرونی احاطہ کی دو حصہ مین منقسم ہو گئی اُسمین سے جو جنوبی حصہ ہے وہ پہر ایک دیوار بناکر دو حصے کیا گیا ہے ان دونو حصون مین سے غربی سمت کا حصہ ۷۰ فٹ طول اور ۱۵۰ فٹ عرض کا ہے اسمین دیوانہ عورتین رہتے ہین اسکے متعلق نو گہر تو بجانب غرب اور گیارہ بسمت جنوب احاطہ کی غربی و جنوبی دیوار کے ملحق بنے ہین - دوسرا حصہ اسکا جسکو شرقی کہنا چاہیئے ۱۰۵ فٹ طول ۱۶۰ فٹ عرض ہے شرق کی سمت اسکے نو گہر اور جنوب کی سمت گیارہ کوٹہریان ہین اسکے گوشہ شرق جنوب مین ایک مدرسہ وغیرہ ایک اور احاطہ چہوٹا سا ۵۸ فٹ طول اور ۶۰ فٹ

عرض کا بنا ہی اسکے متعلق سات دوہرے گہر ہین ان گہرون مین وہ پاگل رہتے ہین جو نہایت بیہوش وبے خبر ہین۔ تیسرا بڑا حصہ مذکورہ الصدر ۳۴ فٹ لمبائی اور ۹ فٹ عرض مین بڑی ڈیوڑہی سے بجانب شمال ہے اسکی غربی سمت کی دیوار کے ملحق ۹ گہر دوہرے واکہرے بنے ہوئے ہین اسمین ملازم وسرپرست پاگل خانہ کے رہتے ہین شمالی دیوار کے ملحق ۱۴ مکانات ہین جنمین پاگل رہا کرتے ہین اور ایک چاہ ۴ فٹ قطر کا بنا ہی اس حصہ کے گوشہ شرق شمال مین ہی رستہ دیگر ایک چہوٹا احاطہ اُسی قدر عرض وطول کا ہی جو پہلے حصہ کے دوسرے حصہ مین تحریر ہو چکا ہی اسمین ضروری اشیا کے فروخت کرنیوالون دوکانداروں کی دو دوکانین ہین گودام رکہنے کے مکان اور باورچی خانہ وغیرہ کیلئے پانچ گہر بنے ہین ان حصون کے اختتام مین بجانب شرق دیوار پختہ اور وسط مین پہاٹک ڈاٹ دار بنا کر بڑی بیرونی چار دیواری کے اندر ایک اور احاطہ قرار دیا ہے پہاٹک کے دونو طرف چار چار کوٹہریان سپاہیون کے رہنے کی ہین اُسکے سوا اسکے اندر چار ورک شیڈ ہین دو ورک شیڈ تو پہاٹک کے چپ رست ان دونو کے دروازے شرق کی سمت ہین اور اندر پیل پائے بنا کر چہت ڈالی گئی ہی یہ دونو ۱۵ فٹ طول ۸۳ فٹ عرض ۱۱ فٹ بلند ہین تیسرا ورک شیڈ احاطہ کے جنوب کی سمت ہی اور چند کوٹہریان اسکے متعلق ہین جنمین اسباب رکہا ہی دفتر متعلق پاگل خانہ بہی اسی مین ہی رخ اس ورک شیڈ کا شمال کی سمت ہی اور اسی کے ساتہہ وہ مکان مع برانڈہ ملحق ہے جسمین یورپین پاگل رہتے ہین چوتہا ورک شیڈ احاطہ کی شمالی دیوار کے ساتہہ ہی جسکا رخ جنوب کی سمت ہی اسکی چہت بہی پیل پائیون

پر ڈالی گئی ہی۔ شرقی دیوار کے ساتھہ ایک اور چھوٹا سا احاطہ ہے جو متعلق اُس مکان کے سمجھا جاتا ہی جنمین یوروپین پاگل رہتی ہین اسی دیوار مین شرقی پہاٹک ہی جو باغ کی طرف کھلتا ہی۔ باغ کے چارون طرف دیوار کچی پکی طول ۴۴۰ فٹ عرض مین ۳۰۰ فٹ بنی ہی درخت ہر قسم کے لگے ہین اور ایک پہاٹک شمالی دیوار مین ہے شمال غرب کے گوشہ مین ایک چاہ مع فلٹر حوض کے بنا ہی اور ایک شمال کی سمت بیمار پاگلون کے امتحان اور ملاحظہ کے لئی تعمیر ہوا ہوا ہی اس باغ مین پاگلون کو تفریح کے لئی لایا جاتا ہی +

سٹیشن ریلوے

یہ عالیشان سٹیشن شہر لاہور کے باہر دہلی دروازہ کے بیرونی علاقہ مین واقع ہی اور جتنی عمارات بارگین و کارخانے و کوٹھیان اسکی متعلق ہین اُنکی حدود انتہا نہین ایک ایک میل عرض و طول مین اسکی متعلقہ عمارتین جابجا بنی ہوئی ہین پنجاب کے کسی شہر نامی گرامی مین ایسا سٹیشن نہین بنا جیسا لاہور کا سٹیشن ہی بڑی تعریف کے لایق اسکا قلعہ ہی جسکی عمارت شرقاً غرباً نہایت مضبوط محمد سلطان ٹھیکہ دار نے بنائی تہی یہ قلعہ مستطیل شکل کا ہی جنوب و شمال کی سمت دو عالیشان ڈیوڑھیان ہین اور شرق و غرب کی سمت دو دو ہین کلان ڈاٹ دار جسمین سے دو دو لینین ریل گاڑی کی سڑک کی نکالی گئی ہین بڑی ڈیوڑھی جنوب کی سمت ہی اور قلعہ کی جنوبی دیوار کے شرق و غرب کے گوشون پر دو دو کلان مینار اور ایک ایک برج اسی طرح جنوبی دیوار کے شرقی غربی گوشون پر دو برج بنائے گئی ہین دو نو ڈیوڑھیون پر

دو دو خورد مینار اور نیز شرقی غربی ڈاٹون پر مینار بنائے گئے ہین
قلعہ کے اندر بڑے بڑے عالیشان کمرے دو نو سمت شمال وجنوب کی تعمیر ہوئے
ہوئے ہین اُنکے آگے عالیشان چبوترہ جسپر پتھر کا مکلف فرش ہے
فرش کے نیچے دو دو لینین آہنی سڑک کی بناکر بیچ مین عالیشان
ڈاٹون کا سلسلہ بنایا گیا ہی جس سے دو دو لینون کے کمرے علیحدہ علیحدہ
دکھلائی دیتے ہین جنوب وشمال کے وسط مین ڈیوڑھیان اور قلعہ کی اندر
جانے کے رستے ہین اور دیوارون مین مورچہ بندی ہی جس سے یہ قلعہ دشمن
کے ساتھہ مقابلہ کرسکتا ہی غرض کہ اس عالیجاہ عمارت کی خوبیون کی حد وانتہا
نہین ہی جنوبی ڈیوڑھی سے گزر کر ایک چھوٹا کمرہ آتا ہی پھر بڑا کمرہ اسمین
پشاور لین کے ٹکٹ بانٹے جاتے ہین اُس سے گزر کر انسان ایک محرابی
دروازے سے ہو کر چبوترے پر جاتا ہی اس دروازے کے دو نو طرف یعنی
بسمت غرب وشرق بڑے بڑے عالیشان کمرے پختہ بنے ہوئے ہین غرب
کی سمت ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا کمرہ ویسی مسافرون
کے آرام وبیٹھنے کیواسطے ہی جو تیسرے درجہ کے مسافر ہون اُسکے بعد درجہ دوم
اُسکے بعد درجہ اول کے مسافرون کے آرام کے لئے کمرے ہین اسکے بعد وہ کمرہ
ہے جسمین گاڑیون کے نمبرون کے کاغذات اور دفتر ہے اُسکے بعد
تار کے دفتر کا کمرہ پھر انسپکٹر کے دفتر کا کمرہ پھر گاردوالون کا کمرہ
پھر لاوارث مال کے رکھنے کا کمرہ پھر پاخانہ ہی + جنوبی دروازہ سے
بجانب شرق پہلے وہ بڑا کمرہ آتا ہی جسمین مال وزن ہوتا ہی پھر خانسامان
کی رہائش کا جو مسافران یوروپین کو کھانا دیتے ہین پھر میمون اور
لیڈیون کی نشست کا جو فسٹ کلاس کی مسافر ہون پھر سکنڈ کلاس

کی ہیون کی نشست کا پہر دہ کمرہ جسمین ڈاک کا کلرک رہتا ہے پہر ڈاکخانہ
کے متعلقہ دفتر کا پہر پلیس آفس کا پہر دہ کمرہ افسران ریلوے کا
اسباب رہتا ہے پہر پاخانہ شمالی دروازہ سے جب اندر داخل
ہون تو جنوبی سمت کی طرح اوسکے دونون سمت بہی کمرے عالیشان
بنے ہوئے ہین ڈیوڑہی کے داخل ہوتے ہی پہلے تو وہ بڑا کمرہ
آتا ہے جسمین ہندوستان جانے والون مسافرون کو ٹکٹ ملتا ہے اِن
سے اندر آکر دروازہ کے غرب کی سمت پہلے وہ کمرہ ہے جسمین پارسل
جمع ہاتے ہین اور وزن کئے جاتے ہین دوسرا اور تیسرا لیڈیون کے
بیٹھنے کا کمرہ پہر فرسٹ کلاس والون کے بیٹھنے کے دو کمرے پہر
لیڈیون کے سونے اور آرام کرنیکا کمرہ پہر دو کمرے فرسٹ کلاس والون کے سونے
اور کہانا کہانے کے واسطے پہر دو کمرے سیکنڈ کلاس والون کے واسطے پہر
دو کمرے افسران گارد کیواسطے متعلق ہین - دروازہ شمالی سے بجانب شرق
ایک بہت بڑا کمرہ جسکو تین کمرے کہنا چاہئے پنجابی و ہندوستانی تیسرے درجہ کے
مسافرون کے آرام کیواسطے ہین پہر تار کے دفتر کا کمرہ پہر سٹیشن ماسٹر کے دفتر
کے متعلق تین کمرے پہر ایک کمرہ تار والون کی شاک کا کمرہ پہر پاخانہ ہے ان کے
بغیر اور کمرے بہی ملحق بدلوار جنوبی و شمالی ہین جنمین گودام رکہا ہے اور کئی ایک
انگریزی نویس کلرکون کے متعلق ہین شمالی دروازہ سے جنوبی دروازہ تک
آمد ورفت کے واسطے ایک ایسا پل کے طور پر راستہ بلند
چوبی بنایا گیا ہے جسکے ذریعہ سے ہر ایک شخص ایسی حالت مین
کہ لیتین گاڑیون سے بڑہون اور راستہ آمد ورفت کا بند ہو دونون
طرف آجا سکتا ہے اس راستہ تک چلنے اور اترنے کے واسطے دونو سمت

چوبی سیڑیان نہایت مقطع بنی ہوئی ہو دونو ڈیوڑیون کے اندر جسقدر حصہ
قلعہ کا ہے اور اُسمین دونو سمت کے چبوترے اور چار دن لینین سڑک
کی ہین او سپر عالیشان قینچی دار آہنین چھتین ہین یعنے ایک قینچی تو شمالی
اندرونی دیوار سے چلکر درمیانی ڈاٹ دار سلسلے تک اور دوسرے
ڈاٹ دار سلسلے سے چلکر جنوبی اندرونی دیوار تک چوڑی اور لمبے
بمقدار طوالت قلعہ کے ڈالی گئی ہے رات کو اس قلعہ مین بذریعہ بڑی بڑی
لال ٹینون کے روشنی کیجاتی ہے - دہلی لین اوریٹا ویلین اور سندہ لین
کے گاڑیان اسی قلعہ سے روانہ ہوتی ہین اور اُدہر کی آئی ہوئی گاڑیان اسی
جگہہ آکر کھڑی ہوتی ہین - مال گودام کی بارک بھی بہت بڑی بارک پختہ بنی ہوئی
ہے یہ وہ بارک ہے جہان سے قلعہ کے تعمیر سے پہلے امرتسر کی گاڑیا
سب سے پہلے روانہ ہوتی تہی اب وہان مال کا گودام ہے جسقدر مال لاہور سے
باہر جاتا ہے اسی جگہہ وزن ہوکر گاڑیون مین ڈالا جاتا ہے اور جسقدر باہر سے
آتا ہے گاڑی سے اُتار کر اسی جگہہ رکہا جاتا ہے اور مالک کو بیجانے کے لئے
اطلاع دیجاتی ہے وہ کلرک اور کاتبجات دفتر متعلقہ مال گودام اسی جگہہ پر
بیٹھے رہتے ہین -
نجار خانہ یہہ بھی ایک بڑی بارک ہے اس بارک مین سینکڑون ترکہان مسٹی صاحب بہادر
کی تحت لکڑی کا کام کرتے ہین جسقدر نئی گاڑیان بنائی جاتی اور گاڑیون کی مرمت
کیجاتی ہے اسی جگہہ ہوتی ہے یہہ بارک اتنی بڑی ہے کہ ایکسو گاڑی برابر اسمین
کھڑی ہوسکتی ہین چار لینین لوہے کی اس بارک کے اندر ہین -
لوہار خانہ اسی کارخانہ کے سپرنٹنڈنٹ مسٹر لوکی صاحب ہین بہت بڑا کارخانہ
ہے چند بارکین اسکے متعلق ہین یہہ سب کام بذریعہ انجن کے

ہوتا ہے جب انجن گرم ہوتا ہے تو اوسکے بہاپ سے ہر ایک مشین کو جنبش ہوتی ہے اور ایک سے دوسری اور دوسری سے تیسری مشین ایک چرمی تسمے ڈالے ہوئی ہین جس سے سب کو کشش باہمی سے گردش ہوتی ہے اوس سے ہزارون کام ہوتے ہین کوئی لوہے کو سوراخ ڈالتا ہے کوئی خراد چڑہاتا ہے غرضکہ سیکڑون کام لوہے کے انجن کے ذریعہ سے ہوتے ہین ارہ لکڑیان چیرنی کا بھی اسی کارخانہ مین جاری ہے جو ایک وضع صورت کا دندانہ دار ہے بڑی لکڑی کا چیرنا اوسکے آگے کچھہ کام نہین ۔

انجنون کی درستی کا کارخانہ بھی ایک بڑی بارک مین ہوتا ہے جہان سینکڑون لوہار کام کرتے ہین ولایت سے جو انجن کے پرزے علیحدہ علیحدہ آتے ہین اس کارخانہ مین انجن تیار کر لیا جاتا ہے اور جو شکستہ پرزے درست کئے جاتے ہین ریل کے ہر ایک کارخانے مین پانی پہونچانے کا کارخانہ بہت بڑا ہے یہ پانی نہر سے لیا جاتا ہے ایک میل اونچہ دو تالابون مین اسکا خزانہ رہتا ہے تالابون سے پانی دو کنوون مین آتا ہے وہان سے اوس مقام پر جاتا ہے جہان انجن چلتا ہے انجن کے ذریعہ سے بالائی حوض پر جاتا ہے جو ایک مکان پختہ بہت بلند پر آہنی حوض بنا ہے اوس بالائی حوض کو مادہ کہنا چاہیے وہان اترکر پانی اون فوارون مین پہونچتا ہے جنسے ریل کے انجن مین پانی بہرا جاتا ہے اور نیز ہر ایک کارخانے مین صرف ہونیکے واسطے بذریعہ زمین دوز نالیون کے پہونچتا ہے ایک بہت بڑی بارک بارک انجنون کی دہونے اور صاف کرنے کے لیے بنی ہوئی ہے اس بارک مین ۱۸ انجن برابر کہڑے ہو سکتے ہین اسمین سڑک کی دو لینین بنی ہوئی ہین اور جابجا فوارے پانی کے لگائے ہین جس سے انجن دہونے والی ملازم پانی لیکر انجنون کو دہوتے ہین ۔

اس اسٹیشن کے متعلق ایک بڑا چھاپہ خانہ ہے جسمین نیدرہ پریس انگریزی سے
تو دستی کام کرنے کے جاری ہیں اور دس مشینین ہین جو بذریعہ انجن کی
چلتی ہیں وہ ایک دن مین ہزاروں کاغذ چھاپ ڈالتی ہین صرف ایک آدمی
کا غذ رکھنے والا مشین پر مامور ہوتا ہے - اس کارخانہ کیواسطے بہت بڑی
بارک بنائی گئی ہے کلرک کام کرنے والون اور کمپازیٹرون اور دفترلوں کے
الگ الگ کمرے ہین اور بیشمار ملازم اپنا اپنا کام دیتے ہین غرضکہ اس کارخانہ
کے کام کا حد وحساب نہین -

دستی کام بنانے والون لوہارون کا الگ کارخانہ ہے اونکی واسطے الگ الگ
بھٹیان ہین جنکو انجن کے ذریعہ سے ہوا دیجاتی ہے اور آگ ہوا ایک
بھٹی کے انجن کے ہوا سے مشتعل رہتی ہے جب تک انجن چلتا رہتا ہے بھٹیان
گرم رہتی ہین -

اس اسٹیشن ریلوی کی بنیاد ۱۸۵۹ء مین جان لارنس صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر
کے ہاتھ سے رکھی گئی ۱۸۶۲ء مین گاڑی پہلے امرتسر تک جاری ہوئی
بعد ازان دریائے بیاس تک پھر دہلی تک پھر ملتان تک علی ہذا القیاس
روز بروز اس کی ترقی ہوتی گئی اب سرکاری ریلوے لاہور سے پشاور
تک پہونچ گئی ہے

رومن کیتھلک والون کا گرجا

یہ ایک نامی گرامی گرجا لاہور مین بازار انارکلی کی غربی سمت کو برسر راہ واقعہ ہے اس جگہ رومن کیتھلک
مذہب والے عیسائی آکر نماز پڑھتے ہین احاطہ اسکا بہت وسیع ہے اور چارون طرف
چار دیواری کچی پکی سے محیط ہے شرقی سمت کی طرف بڑا پھاٹک اور شمال کی سمت چھوٹا پھاٹک
ہے احاطہ کے اندر سوائے گرجا یعنی اصل عبادتگاہ کے جو وسط مین بنا ہے ایک عالیشان کوٹھی پختہ

و مکانات متعلقہ کوٹھی کے گوشۂ شرق جنوب میں تعمیر ہوئی ہوئی ہیں جنمیں
پادری صاحب قیام رکھتے ہیں اور غرب کی طرف ایک کوٹھی پختہ دو منزلہ
میں لوگوں کی تعلیم کے لئے بنی ہے جسمیں عیسائی لڑکیاں پڑھتی ہیں اصل گرجا
کا مکان باہر سے شرقاً غرباً عرض ۸۰ فٹ اور شمالاً جنوباً طول میں ایک سو بیس ۱۲۰
فٹ رکھا گیا ہے عمارت پختہ سفید لیب ستر کی ہوئی ہے پانچ پانچ دروازے
شرق و غرب کی سمت اور ایک بڑا دروازہ آمد و رفت کا جنوب کی طرف ہے
برانڈہ صرف جنوب کی سمت بڑے دروازے کے آگے بنایا گیا ہے برانڈے
میں تین بڑے محرابی مرغولی در جنوب کی سمت ہیں اور بارہ فٹ اسکا
عرض ہے ایک ایک در شرق و غرب کو ہے جنوبی دیوار برانڈے والی
کی چھت سے بڑھا کر شرق و غرب کی سمت دو مرغولی در بنا کر اسمیں
دو بڑے گھنٹے لٹکائے گئے ہیں جنکا وزن تخمیناً بیس بیس من کا ہوگا
اور ایک ان دونوں گھنٹوں سے بڑا گھنٹہ گرجا کے باہر سمت غرب لکڑیوں
کی ٹیکٹی بنا کر لٹکایا ہوا ہے نماز کے وقت اور ہر روز بارہ بجے کے وقت یہ گھنٹہ
بجایا جاتا ہے جنوبی دروازے سے جب گرجا کے اندر جائیں تو واضح
ہوتا ہے کہ کل مکان پانچ کمروں اور دو گوداموں میں منقسم ہے ایک
درمیانی کمرہ دروازے کے محاذ کا جسکی چھت تیس فٹ بلند سیم گرڈری
کی ہے اور دو کمرے اسکے چپ و راست یعنی شرق و غرب کی سمت
میں ان دونوں کی چھتیں سولہ فٹ بلند رکھی گئی ہیں دو کمرے درمیانی
کمرے کی شمالی انتہا پر جہاں نماز گاہ ہے چپ و راست یعنی شرق و غرب
کی سمت دونو طرف بڑھا کر بنائے گئے ہیں ان پانچ کمروں کے علاوہ
دو مکان گودام رکھنے کیواسطے ہیں اندرونی حصہ گرجا کا طول ۴۹ فٹ

اور عرض ۱۵ فٹ ہی اور تینون کمرے اندرونی عرض مین باہم برابر ہین مگر بلندی مین درمیانی کمرہ بلند ہی اور چپ و راست کے کمرے اُس سے نصف رکھی گئی ہین اب درمیانی کمرے کا حال تحریر ہوتا ہی کہ جب جنوبی دروازہ سے اُسمین داخل ہون تو بالائی چھت کی نصف بلندی کے نیچے جنوبی دیوار سے لگی ہوئی دس فٹ چوڑی ایک چھت ڈالی گئی ہے اور اسکے اُوپر جانے کے لئے شرقی کمرے سے زینہ دیا گیا ہی اس جگہ باجہ بجتا ہی جب صاحب لوگ نماز کیواسطے آتے ہین تو اس مقام پر باجا نہایت خوبی کے ساتھہ بجایا جاتا ہے اور اسی کمرے کے اندر جنوبی دروازے کے پاس جنوب شرقی گوشہ مین ایک سنگ مرمر کا بقدر پانچ فٹ کے بلند ستون بنا ہی اور اُسپر پیالہ سنگ مرمر کا اُسمین وہ برکت والا پانی رکھا رہتا ہے جو نماز کیوقت اُسمین ڈالا جاتا ہے جب عیسائی زن و مرد وہان آتے ہین تو اُس پانی سے ہاتھہ بھگو کر آنکھون کو لگاتے ہین اور اُس پانی کو نہایت متبرک سمجھتے ہین جب اُس سے آگے بڑھین تو اُسکے شمالی حصہ مین ایک مکلف چبوترہ پختہ مربع بنا ہوا ہی جسکے اُوپر دو سیڑھیان چڑھکر جاتے ہین چبوترے کی چارون طرف محرابی مرغولی عالیشان عمارت ہی یعنی چار در کھلے ہوئے ہین۔ اس چبوترے کے شمالی انجام پر ایک اور چبوترہ ہی جسکو خاص نمازگاہ کہنا چاہئیے اسکے اوپر دو زینہ چڑھکر جاتے ہین اسپر پادری صاحب نماز کی وقت کھڑے ہوکر خدا کی تعریف اور عیسیٰ مسیح کے حالات پڑھتے ہین۔ اسکے شمالی انجام پر ایک دیوار جسکے نیچے اوپر تین درچے رکھے گئے ہین ہر ایک درچے پر بڑے مکلف پائے کے چوبی بتی دان رکھے ہین ہر ایک مین مومی بتیان

بڑی بڑی لمبی لگی ہوئی ہین جو نماز کے دن شام کو روشن کی جاتی ہین
ایک طلائی گلٹ کا بتی دان نہایت قیمتی اور تکلف اُنکے درمیان
رکھا ہی اُسکو بزبان رومن ٹیبرناکل کہتے ہین اسکی چمک دمک لایق
دیکھنے کے ہی بتی کے اوپر ایک منقطع گنبد طلائی روشنی بخش اہل نظارہ
ہی گنبد کے اُوپر منقطع کلس ہی اسکے آگے ایک قیمتی پتھر کی صلیب رکھی ہے
اس عبادتگاہ کو رومن زبان مین آلٹار کہتے ہین ۔ اسکے پیچھے ایک
اور کمرہ ہی جسمین سامان روشنی کا رہتا ہے اس کمرے کی اُوپر کی حد مین
چھت کے نیچے ایک بڑا ہاؤ دیا گیا ہی اور اُسپر بی بی مریم صاحبہ کی صورت
کسی کی نہایت خوبصورت رکھی ہی یہ صورت اگرچہ مٹی کی ہے مگر خوبی و
خوش اسلوبی اُسکی دیکھنے پر منحصر ہی روغن نہایت عمدہ ہوا ہوا ہے ۔
کھڑی تصویر ہی اور دونو طرف گیارہ فرشتون کی تصویرین ہین نہایت
عمدہ تکلف دکھلائی گئی ہی نماز گاہ کے کمرے کی چار سمت چوبی جنگلہ تکلف
لگایا گیا ہی اور جو دو کمرے اُسکے چپ و راست یعنی شرق و غرب ہین وہ
بھی نہایت تکلف ہین عمدہ فرش ہین جھاڑ فانوس سے آراستہ مذہبی
تصاویر جا بجا آویزان ہین قیمتی چوکیان و کرسیان رکھی ہین نماز گاہ
کے غرب و جنوب کے گوشہ مین ایک تخت لاٹ پادری کے اجلاس کے لیے
بچھا ہی اُسپر ایک بڑی کرسی خاص بڑے پادری کی نشست کی اور
دو کرسیان خورد چپ و راست اور پادریون کے واسطے رکھی ہین ۔
بڑے کمرے مستطیل کی چپ و راست جو دو کمرے شرقی غربی ہین وہ بھی
فرش و فروش و جھاڑ فانوس سے آراستہ ہین اور نشست کے لیے
مکلف چوکیان جا بجا رکھی ہین شرقی کمرے کی شرقی دیوار کے ساتھہ

بھی نماز گاہ بنی ہی اور ایک چبوترہ چہہ فٹ بلند تین درجہ کا بنا ہے
اسکے اوپر کے درجہ پر مٹی کی نہایت عمدہ مورت حضرت عیسے مسیح کی کہڑی
کی گئی ہی اس مورت کی خوبی دیکھنے سے معلوم ہوتی ہی کہ اُستاد نے کس
اُستادی سے اُسکو بنایا ہی کہ اصل اور نقل مین کچہہ فرق باقی نہین چہوڑا یہہ
مورت قد آدم پورے قد کی بنائی گئی ہی دور سے اگر دیکہین تو یہی معلوم ہوتا
ہے کہ عیسے مسیح کہڑے ہین پوشاک اس مورت کی نہایت مکلف ہی جو اُستاد
نے سانچے مین بناکر تصویر کے ساتہہ ملحق کردی ہی مورت کے آگے ایک پتہر
کی صلیب قیمتی رکہی ہی - غربی کمرہ بہی اُسی طرح سجایا گیا ہی اور اُسی طرح
غربی دیوار کے ساتہہ ایک چبوترہ چہہ فٹ اُنچا تین درجہ کا بناکر اُسپر
ولی فرانسیس کی گلی مورت کہڑی کی گئی ہی جو عیسے مسیح کی مورت کے مقابل
نہایت موزون نظر آتی ہی اس مورت کو اُستاد نے نہایت عمدہ بنایا ہے
اور پوشاک سیاہ رکہی ہی ان دونو مورتون کے دونو طرف عمدہ عمدہ
بتی دان رکہے ہین جنمین موم بتیان چڑہی ہوئی ہین غربی کمرے کی
غربی دیوار کے ساتہہ اور ایک ورچبوترہ بنا ہی اُسپر ایک آئینہ دار الماری
رکہی ہی اُسمین حضرت عیسے مسیح کے بچپن کی عمر کی مورت نہایت عمدہ اُستاد
نے بہہ مورت بہی مٹی کی ہی ان کے علاوہ اور مورتین مذہبی دو کمرون مین
بیشمار آویزان ہین جو نہایت خوبصورت معلوم ہوتی ہین غرض کہ
اس گرجا کی خوبی دیکہنے پر منحصر ہے ؛

مکان میڈیکل سکول لاہور

یہہ عالیشان مکان پاس ہسپتال سرکاری کے بسمت جنوب سرکار دولتمدار
کے حکم سے تعمیر ہوا سنہ ۱۸۸۱ع مین تعمیر اسکی شروع ہوئی اور سنہ ۱۸۸۲ع مین

باختتام پہونچی طول مین یہ مکان شرقاً غرباً دوسو فٹ اور عرض مین
جنوباً شمالاً ایکسو اکتالیس فٹ ہی شمال کی سمت یہ مکان بقدر ستر فٹ
کے عرض مین سے تین درجہ مین منقسم ہے یعنی ۴۸ - ۴۸ فٹ تو زیر عمارت
دونو طرف ہی اور ایکسو چھہ فٹ لمبا بطور صحن کھلا رکھا گیا ہے اور دروازہ
میانہ اسکا خاص ہسپتال کے میانہ دروازہ کے محاذ مین رکھا گیا ہی جو نہایت
موزون و مناسب نظر آتا ہی درمیانی کمرہ اسکا جو طول کے وسط مین بنا ہی
پچپن فٹ لمبا اور ۳۲ فٹ چوڑا اور ۴۸ فٹ اونچا سوای قینچی کے
رکھا گیا ہے چھت اسپر قینچی دار آٹھہ فٹ اونچی ڈالی گئی ہی اسمین دو
دروازے آمد و رفت بیرونی کے لئے جنوباً و شمالاً رکھی گئے ہین جنوبی دروازے
کے باہر بڑی ڈیوڑہی مسقف بنائی گئی ہی جسمین بگی بخوبی کھڑی ہوسکتی ہے
دوسرے دروازہ کے آگے جو مکان کے صحن کے اندر ہی ایک برانڈہ بطور ڈیوڑہی
بڑہا دیا گیا ہے اس کمرے مین دفتر اور کتابین متعلقہ تعلیم میڈیکل رکھی رہتی
ہین اس بڑے کمرے کے غرب کی سمت ایک کمرہ تینتالیس فٹ طول اور
چونتیس فٹ عرض کا بنا ہی جسکے تین دروازے شمال کی سمت اور تین
کھڑکیان جنوب کی سمت ہین اسمین ہندوستانی طالب علمون کو تعلیم
دیجاتی ہی لیکچر بھی سنائے جاتے ہین جو متعلق علم جراحی کے ہوتے ہین
چھت اس کمرے کی لوہے کے گارڈرون سے مضبوط کی گئی ہے اور
اسپر چوبی کڑیان اور چوکے ڈالے گئے ہین اس کمرہ کے غرب کی سمت
ایک رستہ گلی کے طور پر دس فٹ چوڑا اور ۳۴ فٹ لمبا رکھا گیا ہے
اسکے غرب کی سمت ایک اور کمرہ ہی جسکا طول ۴۴ فٹ اور عرض بیس فٹ
رکھا گیا ہی اسمین مُردون کی لاشین چیر کر طلبا کو دکھلائی جاتی ہین

اسکے شمال کی طرف ایک چھوٹا کمرہ اکیس فٹ لمبا دس فٹ چوڑا ہی پہر اُس سے شمال کی سمت بڑہکر ایک بڑا کمرہ بیالیس ۴۲ فٹ لمبا اور بیس فٹ چوڑا بنا ہی اس مین عجائب چیزین متعلق تعلیم ڈاکٹری کے رکہی رہتی ہین اسکے متصل شمال کی سمت ایک اور کمرہ بیس فٹ لمبا ۱۲ فٹ چوڑا ہی جو اُسی کے متعلق سمجہا جاتا ہی - بڑے درمیانی کمرے کے مشرق کی سمت دو کمرے ۳۴ - ۳۴ فٹ طول اور ۲۲ - ۲۲ فٹ عرض مین ہین جنپر چہت آہنی گارڈرون کی پڑی ہی ان دونو کمرون مین علم طبابت و جراحی و علوم کیمیا کے لیکچر طلبا کو سنائے جاتے ہین ان سے بڑہکر ایک کمرہ ۴۴ فٹ لمبا بیس فٹ چوڑا ہی جسمین مٹریا میڈیکا پڑہائی جاتی ہی اسکے شمال کی سمت ایک چہوٹا کمرہ اکیس فٹ طول اور دس فٹ عرض کا چہوڑ کر ایک اور بڑا کمرہ بیالیس فٹ لمبا اور بیس فٹ چوڑا ہی جسمین سخت سخت کام متعلق ڈاکٹری کے دکہلائے جاتے ہین مثلاً پتہری کا نکالنا یا کسی عضو کا کاٹنا غرض کہ یہ مکان ایک گلی اور بارہ کمرون مین تقسیم کیا گیا ہے اور برانڈہ اندر باہر بنا ہوا ہی چہت ہر ایک کمرے کی سوائے بڑے قینچی وار کے ۱۴ فٹ بلند رکہی گئی ہے جنپر شہتیر اور کڑیان ڈالی گئی ہین باہر سے بلندی ان کمرون کی زمین سے منڈیر تک ۳۴ فٹ ہی اور برانڈے کی بلندی بغیر کرسی کے ساڑہے بیس فٹ شمار مین آتی ہی ہر ایک برانڈہ کی چہت قالبی ڈاٹ دار ہے شرقی سمت کے برانڈے مین سے ایک حصہ اندرونی کمرے کے شمال کرکے غسلخانہ بنایا گیا ہی اور اُسکے محاذ غرب کی سمت کے برانڈے مین زینہ اُپر چڑہنے کے لئے بنا ہی کُل مکان اور برانڈے مین چوکے کا فرش کیا گیا ہے یہ مکان عالیشان ایک منزلہ ہے اور عمارت پختہ چونہ کی نہایت مضبوط ہے

اندر سے پختہ پلستر سفید اور باہر سے سرخ اینٹ کی جہری دار عمارت
بنی ہی اور زمین سے مکان کی کُرسی تک تین سیڑہیان ہر چار سمت
رکہی گئی ہین - یہ مکان مولف کتاب کی سرپرستی و نگرانی مین سرکار کے
حکم سے تعمیر ہوا جسکو دیکہکر حکام نے خوشنودی ظاہر کی اور کل روپیہ
اسکی تعمیر پر ایک لاکہہ ۳۲ ہزار صرف ہوا اور جو مکانات شاگردپیشہ
وغیرہ متعلق اسکے علیحدہ بنے ہوئے ہین اُنکا خرچ الگ ہے +

ضمیمہ

بعض ان مکانات کے ذکر مین جو بوقت تحریر مسودہ طبع کتاب کے لکہے نہین گئے
تہے اور اب بعد اختتام مسودہ و طبع کتاب اُنکا لکہنا واجب متصور ہوا -

مندر ٹہاکردوارہ و شوالہ سنت شاہ دویدیال واقع لاہور

اس کتاب کی تحریر مسودہ کے وقت اس مندر کی بنیاد کُہد رہی تہی اس سبب سے
اسکا حال موقع پر درج نہوا اب یہ مکان بنکر تیار ہوگیا ہی اور واضح ہو کہ یہ
عالیشان مندر شہر لاہور کے رندسو ہے بازار کے سرراہ بازار سے بجانب
شمال واقع ہے جدید عمارت اسکے قابل دید ہی بانیان مکان سنت شاہ
دویدیال نے بفراخ دلی روپیہ خرچ کرکے یہ مکان بنوایا ہی اسکی عمارت پہ
سرخ پتہر و سنگ مرمر بہت خرچ ہوا ہی باہر کی دہلیز سنگ سرخ کی ہی زینہ
بہی سنگ سرخ کا بنا ہی باہر کے دروازے کے شرق کی سمت چاہ نیا کہودا
گیا ہے اور ایک مکان سبیل یعنی پانی کی جگہ سنگ سرخ کی بنائی گئی ہے
چاہ کا چبوترہ پختہ ہی اوپر سے چہتا ہوا ہی اس جگہ سے عام و خاص
بہرتے ہین مندر کا مکان دوسری منزل پر بنایا گیا ہی نیچے تین دوکانین
ہین جنہین کرایہ دار رہتے ہین کرایہ بانیان مندر لیتے اور مندر کے

اخراجات مین خرچ کرتے ہین باہر کے دروازے سے جب تیرہ سیڑہیان چڑہکر اوپر جائین تو مندر مین داخل ہوتے ہین اوپر کا مکان تین حصص مین تقسیم ہوا ہی ایک حصہ مین تو چاہ ہی یعنی وہ سقف جو چاہ کے اوپر ڈالی گئی ہی اس چہت مین چاہ سے پانی بہرنے کے لئے سوراخ رکہا گیا ہے اس جگہ کی آمدورفت کے لئے زینہ مین سے ایک دروازہ بسمت شرق رکہا گیا ہی اس چہت کے اوپر چونہ کی تہہ ڈالی گئی ہی جہان سے لوگ پانی بہرتے اور نہاتے ہین دوسرا حصہ ایک نشستگاہ ہی زینہ سے بجانب غرب یہ نشستگاہ نہایت مکلف سربازار بنی ہوئی ہے یہ نشستگاہ زیرین دوکانون کے اوپر ہی جسمین یہ چار ہی رہتی ہین دیوارین اسکی پختہ چونہ گچ چہت قلمدانی ہے ایک شہ نشین اور دو بخارچہ بازار کی طرف بڑہا ؤ دیکر بنے ہین شہ نشین چوبی ستونون کی نہایت خوبصورت مقطع بنی ہی اور تین دریچے اُس مین رکہے گئے ہین شرق وغرب شہ نشین اور بخارچون مین لکڑی کے بستے لگے ہین اوپر اسی بیٹہک مین سے زینہ اوپر جانے کے لئے بنایا گیا ہے۔ تیسرے درجہ مین جسکو نشستگاہ کا صحن کہنا چاہیئے دو عالیشان مندر ایک دوسرے کے محاذ مین بنے ہین یعنی ایک مندر ٹہاکردوارہ جو صحن کے غربی حصہ مین ہی دوسرا مندر شوالہ بجانب شرق اور بیچ مین کہلا ہوا صحن ہی صحن مین سنگ مرمر کا فرش ہی اور ہر ایک سل مین کی ورزین کالے پتہر کی تیز بین دیکر علیحدہ علیحدہ سلین دکہلائی گئی ہین صحن کے وسط مین چہوٹا سا حوض ہی اور حوض مین پتہر کا فوارہ لگایا گیا ہے۔ مندر ٹہاکردوارہ دوسرے مندر شوالہ سے بہت بڑا ہے دروازہ اسکا شرق کی سمت ہی عمارت اسکی سر سے پاؤن تک

سنگ مرمر کی جگ موہن یعنی بیرونی برانڈہ بہی سنگ مرمر کا ہے برانڈے کے ستون نہایت خوبصورت و نازک بہیئت پہلو سنگ مرمر کے چہت بہی سنگ مرمر کی ڈالی گئی ہے دو زینہ سنگ مرمر کے چڑہ کر انسان مندر مین داخل ہوتا ہی مندر کی دہلیز سنگ مرمر کی اندر باہر دیوار کے سنگ مرمر کی سلین نصب ہین سقف قالبوتی اُسپر طولانی گنبد سنگ کا ہی جسپر کلس طلائی شایقین کی آنکہون کو روشن کرتا ہی مندر کے اندر فرش سنگ مرمر کا اور تینون دیوارون مین تین طاقچے مورت کا سنگ مرمر کے مرغولی محرابی بنے ہین غربی طاقچے مین نہایت خوبصورت مورتین سری کرشن جی مہاراج و رادہا جی و سری رامچندر جی و جانکی جی و لچہمن جی باآداب تمام رکہی ہین مورتون کو مکلف پوشاکین پہنائی گئی ہین زیور بہی قیمتی طلائی و مرصع زیب تن کئے ہوئے ہین جنوبی طاقچے مین ہنومان جی کی مورت رکہی ہی ایک طاقچہ خالی ہے۔ دوسرا مندر شوالہ ٹہاکر دوارے سے چہوٹا ہی باہر سے یہ بہی سرتاپا سنگ مرمر کا ہی دروازہ اسکا غرب کی سمت محاذ دروازے ٹہاکر دوارے کے ہی اُپر گنبد سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت طولانی شکل کا بنا ہی پتہر کی سلون مین منبتی کام نہایت خوبصورت کیا ہوا ہے مندر کے اندر دو دو فٹ تک زمین سے اوپر دیوارون پر سنگ مرمر کی سلین نصب ہین باقی دیوارون پر عمدہ گہوٹوان پلستر ہی نقش و نگار سے آراستہ فرش بہی سنگ مرمر کا فرش کے وسط مین جلہری ہشتی زمین کے اندر بنائی گئی ہی اُسمین شیوجی کا جلوس ہی اور جلہری کی ہر ایک پہلو مین جو سنگ مرمر کی سلین نصب کی گئی ہین اُنہین منبتی کام مین مورتین پاربتی و گنیش جی و برہما جی وغیرہ کی نہایت صنعت سے

بنائی گئی ہین سقف قالبوتی اور گنبد پر طلائی کلس شیوجی کے اوپر جل دہارا کرنے کے لئے دیوار جنوبی مین آبدان بنایا گیا ہی جسمین باہر کے دریچے چاہ والے سے پانی ڈال دیتے ہین اور شیب جی پر بذریعہ ایک پیتل کے سانپ کے پانی پڑتا ہی جو نہایت قبول صورت بنا ہوا ہے سانپ کے منہ سے برابر باریک دہار پانی کی شیوجی پر پڑتی رہتی ہے اسی مندر کے ایک گوشہ مین چاہ غرقی بنا ہی جسمین جلدہارا کا پانی غرق ہوتا ہی - بیرونی صحن کی شمالی سمت ایک مسقف دالان یکدرنہ بنا جسمین نقاشی چونہ کے پلستر پر کی ہوئی ہی اور ایک کوٹھری اس دالان کے متعلق گوشہ شمال غرب مین بنی ہی اس دالان اور کوٹھری کے اوپر ایک بالاخانہ مقطع و خوبصورت بنا ہی او نیچے کی منزل مین ہدخانہ ہی اور ایک زینہ گوشہ شمال و شرق مین بنا ہی جو کوچہ مین جا کر کہلتا ہی اور مستورات اُس رستے سے آکر پوجا کرتی ہین - اس مندر کے بانی لاہو رین نامی گرامی ساہوکار ہین +

مندر ٹہاکردوارہ لالہ نہال چند -

یہ شخص لاہور کے مالدار ون و ساہوکارون مین نامی گرامی آدمی ہے ٹہیکہ داری کا کام کرتا ہی سنٹرل جیل لاہور مین ہر ایک چیز کا ٹہیکہ اُسیکے متعلق ہی جیل کی عمارت کا کام بہی مولف کتاب کے ماتحت یہی شخص کرتا ہی اس شخص نے اس عالیشان مندر کی تعمیر کی بنیاد رکہی ہی جسکی عمارت پختہ چونے کی بنی ہی پتہر بہی بہت سا خرچ ہوا ہے یہ زمین جس جگہ اب مندر بنتا ہی سکہون کے عہد سے سفید بلا عمارت چلی آتی تہی غرب کی سمت اسکے بفاصلہ بازار کے حویلی مہاراجہ کہڑک سنگہ کی نہایت عمدہ و عالیشان بنی ہوئی تہی جسکی اینٹین سرکار دولتمدار نے

فروخت کردین اور وہ عالیشان حویلی لوگ گرا کر مصالح لیگئے یہہ زمین
مہاراجہ کی حویلی کے محاذ مین تہی اور مہاراجہ کی سواری کے ہاتہی گہوڑے
اس جگہ کہڑے ہوا کرتے تہے اب سرکار نے بصیغہ نزول یہ زمین نیلام کردی
اور نہال چند نے خرید کر اُسپر یہہ متبرک مندر بنانا شروع کردیا غرب کی
سمت پیلو ہاری دروازے کے بازار کے ساتہہ ملحق ہی اور شرق کی سمت
لوگون کے مکانات کے ساتہہ - یہ مکان پختہ چونہ کی عمارت کا بننا شروع
ہوا ہی دروازہ سر بازار غرب کی سمت رکہا گیا ہی دروازہ مکان کا وسط
مین ہی چار دوکانین شمال اور تین جنوب کی سمت بنائی گئی ہین چوتہی
دوکان کے مقابلہ پہ چاہ ہی چاہ قدیمی کوچہ کے سرے پر تہا مگر اب
مکان کے اندر آگیا ہی دوسری منزل پر ڈیوڑہی کے دو نو طرف نشستگاہین
مکلف بنائی گئی ہین اور نشستگاہون کے دریچے بازار کی طرف کہلے ہین
ایک شمالی جسکا زینہ شمالی گوشہ مین ہی دوسری جنوبی جسکا زینہ کوچہ
کے اندر رکہا گیا ہی تیسری نشستگاہ ڈیوڑہی کے اوپر نہایت مقطع بنی
ہے اور اُسکا نجارچہ پتہر کے ستونون کا دروازہ پر رکہا ہی خاص دروازہ
بہی پتہر کا ہی سیڑہیان بہی پتہر کی چار سیڑہیان چڑہ کر مکان کے اندر
جاتے ہین ڈیوڑہی سے گذر کر ایک وسیع صحن آتا ہی جنوب کی سمت
اسکی سر کوچہ ایک عالیشان دالان بنایا گیا ہی جسکے مین بڑے بڑے
دہن محرابی قالبوتی ہین اور دریچے کوچہ کی سمت رکہے گئے ہین صحن کے
شمال کی سمت مندر عالیشان بہت بلند سر بفلک تعمیر ہوا ہے
جسکی بلندی و استحکام دیکہنے سے معلوم ہوسکتی ہی یہ ایک مندر نہین ہے
بلکہ پانچ مندر ہین یعنی وسط مین تو بڑا مندر ٹہاکر دوارہ ہے

اور چار گوشوں پر چار مندر شوجی و دیوی جی و سورج جی و گنیش جی کے ہیں ابھی تعمیر نہیں ہوئے نیم تیار ہیں بڑا مندر بھی ابھی بن رہا ہے جسکی منزلیں مع کلس سات ہونگی شرقی حصہ صحن کا بھی ابھی عمارت سے خالی بڑا ہی غرض کہ جب یہ مندر بنکر تیار ہوگا تو اسکا ثانی بلندی میں اور کوئی مندر نہوگا +

ٹھاکردوارہ ماکھو شاہ

یہ ٹھاکردوارہ کھڑک سنگھ مہاراجہ کی حویلی کے جنوب کی سمت بفاصلہ ایک کوچہ کے ہی پہلے اس جگہ ٹھاکردوارہ نہ تھا سات برس کا عرصہ گزرا ہے کہ ماکھو شاہ نے یہ مکان خرید کر ٹھاکردوارہ بنادیا اب بھی صورت مکان کی ایک حویلی کی قطع پر ہی - دروازہ اسکا شمال کی سمت سر راہ ہی جب اسکے اندر جائیں تو ڈیوڑہی سے گزر کر ایک مسقف صحن مگہہ وار آتا ہی صحن کے غرب کی سمت ایک کوٹھڑی اور ایک دالان اور ایک نشستگاہ بنی ہوئی ہے جسکا دریچہ بازار کی سمت صحن کے جنوبی حصہ میں جو دالان ہے اسکے اندر ایک چھوٹی گنبد دار عمارت بنا کر ٹھاکردوارہ بنایا گیا ہی جسکی عمارت نہایت عمدہ ہی اور شیشہ کا بیل دار کام نہایت عمدہ لایق تعریف کے بنا ہوا ہی ٹھاکردوارے کے اندر ایک سری کرشن جی مہاراج کی سنگی مورت اور دوسری رادہا جی کی باداب تمام رکھی ہیں اس منزل کے گوشہ شرقی و شمال میں چاہ ہی اور ڈیوڑہی میں سے زینہ اوپر جانے کا اوپر کی منزل میں بھی مکان منزل زیرین کی طرح بنا ہی جسمیں پجاری کا مقام ہی پجاری اس مندر کا بالفعل رام کشن داس بیراگی مقرر ہے اور خرچ مندر کا بذمہ بانی مکان کے - بانی اس مندر کا ماکھو شاہ

ایک نامی گرامی ساہوکار لاہور کا رہنے والا ہے اور اُسکا مکان بہی متصل ہے۔ کی جیہ

مندر دیوی دوارہ رجو و دہرمون

لاہور کے پُرانے مندروں مین یہ دیوی دوارہ بہی مشہور و معروف مکان ہے لاہور کے ہنود اسکا آداب بجان و دل کرتے ہین و باعتقاد تمام حاضر ہو کر ماتہا ٹیکتے ہین یہ مندر علاقہ بہاٹی دروازہ کوچہ رجو دہرموت مین واقع ہے بلکہ وہ کوچہ بہی اسی مندر کے نام سے مشہور و معروف ہے اہل جملہ بیان کرتے ہین کہ اکبر بادشاہ کے عہد مین رجو و دہرمون نام دو عورتین قوم اڑوڑی اس محلہ مین رہتی تہین دیوی کی پرستش مین شب و روز مصروف رہتی تہین دیوی جی اُنپر یہان تک مہربان تہین کہ جب وہ یاد کرتین فوراً درشن دیتی مسمات رجو ایک عورت بیوہ تہی اور دہرمون اُسکی دختر باکرہ نہایت خوبصورت تہی دہرمون نے شادی سے انکار کیا اور دیوی جی کی محبت مین ایسی محو ہوئی کہ دنیا سے علاقہ اُٹہا رہا اور مالک اسکان کا جہان اب مندر واقع ہے ایک شخص قوم کہتری مہروترا تہا اُسکا خورد سال لڑکا بقضائے الٰہی مرگیا تو وہ روتا چلاتا دہرمون کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ میرا ایک ہی لڑکا تہا جو مرگیا اگر آپ دیوی جی کی خدمت مین عرض کرین تو زندہ ہو جاوے چنانچہ رجو و دہرمون دونو نے دیوی جی کی طرف دہیان لگایا تو دیوی جی تشریف لائین اور وہ مرا ہوا لڑکا فی الفور زندہ ہوگیا وہ کہتری بہت خوش ہوا اور یہ مکان رجو و دہرمون کی نذر کر دیا اس روز سے وہ یہین قیام پذیر ہوئین رفتہ رفتہ شہرہ اُنکی کرامت کا اکبر بادشاہ کے کان مین پہنچا وہ خود اُنکی خدمت مین حاضر ہوا اور چند تخم درختان آم و انار وغیرہ کے پیش کیئے

اور کہا کہ یہ تخم اسی وقت زمین مین بوئے جاوین اور اسی وقت درخت
سرسبز ہون اسی وقت میوہ لگ جائے - چودہرمون نے یہ درخواست
بادشاہ کی سنکر دیوجی کو یاد کیا دیوجی تشریف لائین اور وہ درخت اُسی وقت
سرسبز ہوگئے اور اُسیوقت پہل لگ گیا اور اُسی وقت بادشاہ نے کہا لیا
چند مدت تک وہ عورتین اس مکان مین رہین جہانگیر بادشاہ کیوقت
صوبہ لاہور جو ایک مسلمان شخص تہا دہرمون کے حسن و جمال کی
تعریف سنکر اُسپر فریفتہ ہوگیا اور اُس نے پیغام دیا کہ دہرمون مسلمان
ہوکر اُس سے نکاح کرلے اس درخواست سے وہ دونو نیکذات صاحب عصمت
عورتین نہایت تنگ ہوئین اور نہ چاہا کہ حاکم وقت کی نسبت بددعا دیکر
اُسکو برباد کردین آخر خود اس جگہ جہان اب مندر بنا ہوا ہی زمین مین
سماگئین دیوی جی کا جلوہ بہی جو اُسوقت موجود تہا زمین مین چلا گیا -
چنانچہ اُس روز سے اس جگہ دیوی دوارہ مقرر ہوگیا اور پرستش شروع ہوئی
ہر شش ماہی مین یہان بہاری میلہ ہوتا ہی ایک ماہ چیت کی اشٹمی کو
دوسرا اشٹمی ماہ اسوج کو خلقت کثیر جمع ہوتی ہی چڑہاوہ بہت
چڑہتا ہی سال بہر مین اکثر جاگے ہوتے ہین اور تمام رات بہگت لوگ
دیوی جی کی بہینٹین گاتے ہین + یہ مکان بطور ایک حویلی صحن دار کے
بنا ہوا ہی شرق کی سمت اسکا دروازہ ہی جب دروازے اندر جائین تو دو
ڈیوڑہیان آتی ہین یعنی ایک ڈیوڑہی جنوبی اور دوسری شمالی جنوبی
ڈیوڑہی سے خاص مندر کے اندر جاتے ہین ڈیوڑہی سے گزر کر ایک وسیع
صحن مین انسان پہونچ جاتا ہی صحن مین خشتی فرش ہے شمال کی سمت
پانچ در کا ایک چوبی دالان ہی ایک شہ نشین جنوب کی سمت جسکے

تین دروازے ہین یلنت مشگاہ پختہ بنی ہی غرب کی سمت خاص مندر کا مکان ہے
یہ مندر زمین کے اندر لطور تہ خانہ کے بنا ہی آٹھ سیڑھیان اُتر کر نیچے جاتے
ہین مندر مین تاریکی بہت ہی مگر دو روشندان جو صحن مین رکھی ہین کھولدئے جائین
تو تاریکی دور ہو جاتی ہی مندر دو درجے مین منقسم ہی ایک درجہ مین فرش ہے
جو زینہ کے آگے ہی دوسرا درجہ چوبی سہ درہ کہڑا کر کے علیحدہ کیا گیا ہی اُسمین
ایک چبوترہ دو فٹ اونچا دس فٹ لمبا چھہ فٹ چوڑا بنا ہوا ہی اُسپر
ایک پنڈی میانہ مین بنی ہی جو چھہ انچ بلند فرش سے ہوگی پنڈی پر
پہول پڑے رہتے ہین یہ وہ موقع ہی جہان رجوودہرموں اور دیوی جی
کا جلوہ زمین مین سماگیا تہا پنڈی کے حوالے مین سنگ مرمر کا فرش ہے
اس درجہ کے جنوبی اور شمالی حصہ مین جو چبوترے سے پستی مین ہے
دو چارپایان متبرک رکھی ہین جو مسمان رجوودہرموں کے سونے کی
تہین ان چارپائیون پر بھی پہول پڑے رہتے ہیں اور اعتقاد مند لوگ
ان چارپائیون کو نہایت متبرک جانتے ہین۔ شمالی ڈیوڑہی سے جب
انسان جائے تو دوسرے درجہ مکان مین داخل ہو جاتا ہی یہ احاطہ بھی
اسی مندر کے متعلق ہی اسمین چند درخت پیپل وغیرہ کے ہین اور ایک
چاہ چرخی دار ہی اس احاطہ سے بھی ایک دروازہ مندر کی طرف
جانے کے لئے جنوبی دیوار مین رکھا ہے ✤

ہرنی گیان مندر و شوالہ الشیری پرشاد کایتھ

یہ مکان موری دروازے کے باہر سر راہ بجانب شمال واقع ہی اسکے متعلق
زمین بہت ہی چار کوٹھی ایک چاہ اور ایک پختہ عمارت کا شوالہ ہے
اور وہ شوالا سکھوں کیوقت الیشری پرشاد کایتھ نے بنوایا تہا یہ مندر

ایک وسیع چبوترے پر بنایا گیا ہی چبوترہ اور شوالہ کی عمارت پختہ چونہ کی ہے غرب کی طرف دروازہ رکہا گیا ہی فرش بہی اندر مندر کے پختہ وسط مین ایک اور چبوترہ خورد ہی جسپر شیو جی کا استہاپن ہی سقف پختہ قالبوتی اُسپر گنبد مدور نہایت خوبصورت نظارت بخش دیدہ اہل بصیرت ہی +
اس مقام پر پنڈت سردہارام پہلوری جو ایک معزز و فاضل علوم مذہبی سنسکرت و شاستر کا تہا اتوار کے روز مجمع کثیر کرکے اپنے بابرکت و پاک کلام سے ہندؤن کو مستفیض کرتا تہا اُسکی کتہا کے سننے کے لئے ہجوم کثیر ہو جاتا تہا اکثر کلام اُسکا برخلاف جدید مذاہب آریہ و برہمو کے ہوتا تہا جو مورتی پوجن کے بالکل برخلاف ہین جبتک وہ زندہ رہا اس مکان پر بڑی رونق رہی افسوس کہ اب چند سال سے وہ فوت ہوگیا ہی اگرچہ اب بہی پنڈت گوپی ناتہہ ایڈیٹر اخبار عام اس جگہ آکر لیکچر دیتا ہی اور ہندو ارادت مند بہت جمع ہو جاتے ہین مگر وہ رونق نہین ہوتی جو سردہارام کے وقت ہوتی تہی +

شوالہ وٹہاکردوارہ

یہ دونو مندر ایک احاطہ مین بیرون دروازہ موری سرراہ ہری گیان مندر کے جنوب کی طرف بفاصلہ ایک سڑک کے واقع ہین احاطہ اسکا پختہ ہی سرراہ تین دوکانین ہین جنمین لکڑی فروش وغیرہ بیٹہتے ہین اندر احاطہ مین درختان پیپل وغیرہ بہت ہین عمارت شوالہ کی ایک پختہ چونہ گچ چبوترے پر بنی ہی اندر باہر سے شوالہ چونہ گچ سقف قالبوتی اُسپر مدور گنبد نہایت خوشنما ہے مندر مین فرش پختہ وسط مین ایک خورد چبوترہ ہی اُسپر جلہری پتہر کی اُسپر شیو جی کا جلوس ہے

دروازہ احاطہ کا شمال کی سمت اور دروازہ کے پاس چاہ پختہ جبرجی داراہے
دوسرا مندر ٹہاکر دوارہ چاہ کے غرب کی سمت پختہ بنا ہوا ہی جو بطور ایک کوٹھہ
کے ہی دروازہ شرق کی سمت اندر سے دیوارین پختہ منقش مسقف چوبی غربی
دیوار مین تین طاقچے مکلف بنے ہین جنمین سنگی مورتین سری کرشن جی مہاراج و
رادہکا جی وسری رامچندر اوتار رودہا نکی جی وشوجی و پاربتی جی کی باآداب
تمام رکھی ہین یہ مکان متعلق مندر بانکے بہاری کے ہی جو شہر کے اندر ہی اور وہی
مہنت اسکا چڑہاوہ لیتا ہی اور پوجاری اسکی طرف سے متہراداس مقرر ہے ◆

مندر ٹہاکر دوارہ باوا دہونا داس

یہ متبرک مندر بہی بیرون دروازہ موری واقع ہی جو ہری گیان مندر سے
بجانب گوشہ جنوب غرب بفاصلہ ایک سڑک درمیانی کے واقع ہی سکہی
وقت مین یہ مندر باوا دہونا داس سادہ نے بنوایا بہت سی زمین
کہنڈرات کی جو چارون طرف بیکار پڑی تہی شامل مندر کے کرلی
موران طوایف محبوبہ مہاراجہ رنجیت سنگہ جسکا باغیچہ اس مندر کے
پاس تہا سادہ مذکور کی معتقد تہی اُس نے مندر کی تعمیر مین بہت
مدد دی چاہ بہی نیا لگوا دیا نشستگاہ بہی سرراہ بنوا دی خاص مندر
کا مکان ایک وسیع پختہ چبوترہ پر دو درجہ مین منقسم ہی ایک درجہ
خاص مندر کا دوسرا اُسکے متعلق جسمین پوجاری رہتے ہین مندر کا
درجہ پختہ چونہ کی عمارت کا اندر باہر سے پلستر پختہ کیا ہوا ہی چہت
بہی قالبوتی خشتی ہی مگر گنبد نہین ہی اندر فرش پختہ اور تین طاقچہ
مکلف بنے ہین تینون طاقچون مین بہت سنگی مورتین سری کرشن جی
ورادہکا جی وسری رامچندر جی وسیتا جی وشوجی وپاربتی جی وہنومان جی

و لچھمن جی وغیرہ کی ہین شوجی کی مورت سنگی بہت بڑی اور عمدہ بنی ہوئی
ہی ایسی کہ لاہور کے اور کسی ٹہاکر دوارہ مین نہین پائی جاتی دوسرا درجہ
متعلق ٹہاکر دوارہ بہی مسقف ہی اور دروازہ شمال کی سمت چہت اسکی
قالبوتی خشتی بنی ہی جسکا دروازہ جنوب کو ہی اور سرراہ شمال کی سمت
تین دریچے ہین نشستگاہ کے باہر شرق کی سمت کو چاہ چرخی دار ہی بہت سی
زمین جو متعلق مندر کے سفیدہ ہی اسمین ایک لکڑی فروش دوکان کرتا ہے
اور کرایہ مہنت کو دیتا ہی - بالفعل اس مندر کا مہنت رام داس سادہ
پوتا چیلا دہونی داس کا ہی اور دہونی داس بانی مندر کی سمادہ پختہ مندر کے
غرب کی سمت علیحدہ بنی ہوئی ہی جسکے اوپر چہوٹا سا گنبد ہے +

مکان سمادہ رانی راجکوران المشہور رانی نکائن و رانی چند کنور

یہ دو سمادہین پختہ عالیشان عمارت کی خاص کچہری صدر ضلع لاہور سے گوشہ
جنوب غرب ٹبہ بابا فرید گنج شکر سے بجانب جنوب واقع ہین رانی راجکوران المشہور
رانی نکائن زوجہ مہاراجہ رنجیت سنگہ والدہ مہاراجہ کہڑک سنگہ کی تہی اور
رانی چند کنور زوجہ مہاراجہ کہڑک سنگہ والدہ کنور نونہال سنگہ کی تہی دونو کی
عالیشان سمادہین اس جگہ تعمیر ہوئین جو انکی یادگار اب تک قائم ہے -
رانی نکائن کی عزت و توقیر مہاراجہ کے ہان سب سے زیادہ تہی شیخوپورہ اور
کل علاقہ ساندل بار اسکی جاگیر مین تہا تمام عمر وہ شیخوپورہ کے قلعہ مین قیام پذیر
رہی جب فوت ہوئی تو اس موقع پر اسکی سمادہ بنی + رانی چند کنور بعد وفات
مہاراجہ کہڑک سنگہ اور کنور نونہال سنگہ کی مالک سلطنت پنجاب کی ہوئی اور
سرداران سندہانوالیہ کی تجویز سے گدی پر بٹہلائی گئی مختار کار سلطنت کے
سرداران سندہانوالیہ ہوگئے راجہ دہیان سنگہ وزیر ناراض ہوکر جمون کو چلا گیا

چندماہ کے بعد جب مہاراجہ شیر سنگہ بٹالہ سے آکر سلطنت پر قابض ہوا تو رانی چند کنور محبوس کی گئی اور اُسی حالت مین مرگئی مشہور یہ تہا کہ مہاراجہ شیر سنگہ کے ایما سے اُسکی کنیزون نے اُسکو مار دیا تہا اُسکی سمادہ بہی اسی جگہ بنائی گئی یہ دو نو سمادہ مین بلند و عالیشان پختہ چبوترے پر بنی ہین سمادہ رانی نکائین کی چبوترے کے شمالی حصہ مین ہے چبوترے کی دیوار ایقدر دس فٹ کے بلند ہی شرق کی سمت سیڑہیان رکہی گئی ہین سیڑہیون کے سامنے سمادہ رانی نکائین کی ہی عمارت اسکی پختہ چونہ گچ ہی شکل مربع ہر ایک طرف سے سولہ سولہ فٹ دیوارین پختہ اندر باہر سے پلستر چہت قالبوتی اُسپر عالیشان گنبد مدور پہاڑی دار ہی اور اُسپر طلائی کلس نہایت خوبصورت ہر سمت ایک ایک دروازہ طاق پختہ چوبی اندر پختہ فرش وسط مین ایک چبوترہ پختہ ڈیرہ فٹ اونچا تین تین فٹ مربع اُسپر گول سمادہ پتھر کی بنی ہوئی ہی۔ دوسری سمادہ رانی چندکنور کی جو اسی چبوترے پر اس سمادہ سے بجانب جنوب ہی یہ مکان بہی پختہ چونہ کا نہایت عمدہ بنا ہوا ہی قطع اسکی بہی مربع ہر سمت سے سولہ سولہ فٹ عرض و طول مین ہی اور چارون طرف چار دروازے شرقی دروازے مین چوکہٹ سنگ مرمر کی لگی ہی اندر باہر پختہ استرکاری ہی سقف قالبوتی اور اُسپر مدور گنبد عالیشان پہاڑی دار بنا ہوا ہی کلس نہین چڑہایا گیا سیخ آہنی موجود ہی دروازون مین جوڑیان بہی نہین بہیری گئین جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مکان کسی سبب انقلاب سلطنت سے ناتمام رہگیا تہا اندر فرش پختہ ہی اور وسط مین ایک چبوترہ اور چبوترے پر گول سمادہ بنی ہی چار دیواری اس چبوترے کی جسپر سمادہین بنی ہین بہت جگہ سے

بسبب عدم خبر گیری کے گر گئی ہی سیڑہیان بہی گری ہوئی ہین کوئی خبر گیر
خدمت کرنیوالا مکان کا موجود نہین ہی گویا مکان لاوارث ویران پڑا ہوا ہی +

ٹہاکردوارہ و شوالہ جمنادیر و جنگم کا

یہ دونو عالیشان مندر انارکلی بازار مین سڑک سے بجانب شرق واقع ہین اور احاطہ خام ہی جسمین مندر پختہ بنے ہین یہ دونو مندر ایک وقت مین نہین بنے سمت ۱۹۱۰ بکرمی مین جنا دیرو جنگم نے پہلے زمین سرکار سے لی اور چاہ کلان کہدوایا اپنے رہنے کے لئے خام مکان بنوایا پہر گدائی کرکے روپیہ جمع کیا اور شوالہ کی تعمیر کی بنیاد رکہی سمت ۱۹۳۶ مین پہر اس نے ارادت مند لوگون سے روپیہ جمع کرکے ٹہاکردوارہ بنوایا اور اپنے نام کی نیک یادگار دنیائے ناپائیدار مین قایم کی یہ دونو مندر ایک مستطیل پختہ چبوترہ پر جو شمالاً جنوباً ہی بنے ہوئے ہین جنوب کی سمت شوالہ ہی مکان شوالہ اندر باہر سے پختہ چونہ گچ شرق کی سمت دروازہ ہی فرش بہی اندر پختہ ہی وسط مین ایک چبوترہ اُس پر شوجی کا استہاپن ہی سقف قالبوتی اُسپر ملوانی پختہ گنبد ہی مگر کلس طلائی نہین ہی - دوسرا مکان ٹہاکردوارہ شوالہ سے شمال کی سمت ہی پختہ چونہ گچ اندر باہر سے پلستر چہت قالبوتی اُسپر چہوٹا سا گنبد مگر چہت پر دکہنا کی مکان کی چہبی اندرون مکان غربی دیوار مین ایک مکلف طاقچہ بنا ہی اُسمین مورتین کرشن جی اور رادہکا جی کی نہایت عزت و احترام سے رکہی ہین مالک و پوجاری اس مکان کا باوا جمنادیرو جنگم ہے اور بعمر اسّی برس کے ابہی اُسکے قویٰ درست ہین تمام انارکلی کے ہندو اس جگہ پرستش کے واسطے حاضر ہوتے ہین اور چڑہاوہ دیتے ہین +

ٹہاکردوارہ لالہ مہین لال

یہ مندر بازار انارکلی کی شرقی آبادی مین واقع ہی مکان اگرچہ مختصر ہے مگر
عمارت عمدہ و سنگین ہی بانی اسکا ادمی نامور ہندوستانی صاحب جائداد و
ذی عزت گنا جاتا ہی اس نے بفراخ دلی روپیہ خرچ کر کے یہ مندر بنوایا احاطہ اسکا پختہ
اینٹ کا بنا ہوا ہی اور اندر سب احاطہ مین خشتی فرش ہی دو دروازے ایک جنوبی
اور دوسرا شمالی رکھی گئے ہین جنوبی دروازہ کوچہ مین ہی جو شارع عام ہی اور
شمالی دروازہ مہین لال بانی کے گہر مین صحن کے شرقی حصہ مین ہے
پوجاریون کے قیام کے لئے پختہ مکانات ہین اور غربی حصہ مین ایک مکلف
پختہ چبوترہ اسپر دو عالیشان مندر بنے ہین ایک بڑا جو ٹہاکردوارہ ہے
دوسرا خورد جو شوالہ ہی ٹہاکردوارہ کی عمارت ڈیڑہ فٹ بلندی پر شروع
ہوتی ہی مندر کا دروازہ مشرق کی سمت ہی اور جگ موہن یعنی برانڈہ
سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی پانچ اسکے دہن ہین اور
ہشت پہلو نازک ستون سنگ مرمر کے مطبوع طبع اہل دید ہین ہر ایک
محرابی مرغولی صورت کا فرش بہی برانڈہ مین سنگ مرمر کا زینہ بہی سنگ مرمر
کا ہی اندر مندر کے سنگ مرمر کا فرش دیوارین سنگین مسقف قالبوتی
اسپر پختہ گنبد طولانی شکل کا اسپر سنہری کلس خوشنما چڑہا ہوا ہی غربی دیوار
مین مکلف طاقچہ سنگ مرمر کا بنا ہی اسمین سنگی مورتین سری کرشن جی مہاراج
اور رادہکا جی کی باداب تمام رکہی ہین جنکی پرستش ہوتی ہی - دوسرا مکان
مندر شوالہ اس مندر سے جنوب کی سمت تہوڑے سے فاصلے کے ساتہہ
بنا ہی پختہ چبوترے پر اسکی عمارت ہی دیوارین چونہ گچ پختہ عمارت کی دہلیز
پتہر کی دروازہ شرق کی سمت دروازہ کے آگے برانڈہ پختہ عمارت کا
اندر مندر کے فرش پختہ چہت قالبوتی اسپر طولانی گنبد گنبد پر کلس طلائی

چلتا ہوا نظر آتا ہی مندر کے وسط مین ایک اور چبوترہ خورد جھرمی پتھر کی
اُسپر شوجی کا جلوس ہی گنگا گر بیتل کی جس سے جلدہارا شوجی پر ہوتا ہے
باہر صحن کے گوشہ جنوب شرقی مین چاہ چرخی دار ہے اس مندر کی پوجا
انارکلی کے ہندو کرتے ہین اور سب پوجا کیواسطے اس مندر مین حاضر ہوتی ہین
بانی اس مندر کا کفیل اسکے اخراجات کا ہی +

مندر شوالہ لالہ چھوٹے لال

یہ عالیشان مندر انارکلی کی اعلےٰ و مستحکم عمارات مین سے ہی اس کا بانی
لالہ درگا پرشاد خلف الرشید لالہ چھوٹے لال مرحوم کا ہی جس نے ہزار روپیہ
صرف کر کے یہ عالیجاہ مندر تعمیر کیا ہی۔ اس مکان پر پہلے ہی شوالہ تھا جو بوہڑ داس
کا شوالہ مشہور تھا اور بوہڑ داس ایک سادہ خدا پرست اس مقام پر قیام پذیر تھا
سکھون کیوقت اُسکی بہت مشہوری تھی چونکہ اُس نے ایک بوہڑ کا درخت
یہان لگایا تھا لوگ اُسکو بوہڑ داس کہتے تہے اصلی نام اُسکا شاید کوئی اور
تھا جب بازار انارکلی سرکار انگریزی کیوقت آباد ہوا اور لالہ چھوٹے لال
کے خاندان کی دوکانین ساہوکاری کی اس موقع پر جاری ہوگئین تو
یہ مکان بہی انکے تصرف مین آگیا اسکے گرد نواح اُنہون نے بڑی بڑی عمارتین
تعمیر کین اور اس شوالہ کو ازسر نو بنوایا جو قابل دید ہی +

دروازہ اس مندر کا غرب کی سمت ہی جب باہر کے دروازے سے اندر
جائین تو وسیع ڈیوڑہی آتی ہی اس ڈیوڑہی کے جنوبی حصہ مین چاہ ہے
اور لوگ اُس چاہ سے پانی باہر سے بہی بہرتے ہین اور ڈیوڑہی کے اندر سے
بہی پانی بہرنے کا رستہ رکہا ہوا ہی اس سے آگے جائین تو دوسرا
دروازہ آتا ہی جو احاطہ مندر کے غربی دالان مین کہلتا ہی مندر کا احاطہ بہت بڑا ہی

زمین پر سنگ فرش ہی صحن کے چارون طرف عالیشان عمارتین محرابی مرغولی دالانون کی ہین اور سب کے ستون سنگ سرخ کے ایک دالان تو غربی وہ دالان ہی جسمین غربی دروازہ کہلتا ہی دوسرا دالان شرقی اس دالان کے قالبوتی دہنون مین چوبی چوکہٹین نصب ہین اور چوبی جوڑیان چڑہی ہوئی ہین اُسکے علاوہ ایک اور دالان جو محاذ دالان غربی دروازہ والہ کے ہی اُسکے سنگین دہنون کو بہی چوکہٹین لگاکر دوارہ بنایا گیا ہی یہ دالان نہایت مکلف و منقش بنا ہی اور شرقی دیوار مین سنگین خوبصورت طاقچے جنمین مورتین گنیش جی و گنگا جی وسری کرشن جی ورادہکا جی و دیوی جی و ہنومان جی کی باآداب تمام رکہی ہین ہر ایک مورت کا مکلف لباس اور زیور ہے اور خوبی اُس مکان کی دیکہنے پر منحصر ہے شمالی دالان کے ستون بہی پتہر کے ہین اور دروازے چوبی لگے ہین جنوبی دالان بہی سنگین ستونون کا نہایت عمدہ و مضبوط بنا ہی جسمین پوجاری لوگ رہتے ہین +

صحن کے وسط مین عالیشان مندر شوالہ ہشت پہلو سنگ سرخ کا سنگین چبوترے ہشت پہلو کے اوپر بنا ہوا ہی اس مندر کے اندر باہر پتہر لگایا گیا ہی فرش بہی پتہر کا چہت قالبوتی اوپر عالیشان گنبد پہاڑی دار نہایت قبول صورت ہی ہر ایک پہلو مین پتہر کی جالیان لگائی گئی ہین صرف دو دروازے شرقی و غربی کہلے ہین مندر کے وسط مین پتہر کی جلہری فرش سے نیچے یعنی زمین دوز جسمین شوجی مہاراج کا جلوس ہی غرقی جلدہارا کے پانی جانے کیواسطے مندر کے ایک گوشہ مین بنی ہی گنبد کے اوپر طلائی کلس نہایت درخشان آنکہون کو روشن کرتا ہی۔ اس مندر کا پوجاری سورج پرشاد گوڑ برہمن مقرر ہی جو تنخواہ مع دیگر خادمان مندر کے لالہ چہوٹے لال کی کوٹہی سے

پاتا ہی باہر بازار کی طرف آٹھہ دوکانین اس مندر کے متعلق ہین جنکا کرایہ مندر کے اخراجات مین صرف ہوتا ہی - باقی اس مندر کا ایک امیر کبیر لاہور کے ہندوستانی امراؤن مین سے ہے سرکار قبضدار بہی اس خاندان کی بہت عزت کرتی ہے +

مکان مندر برہم سماج

یہ مکان بہی پختہ بنا ہوا بازار انارکلی مین بیرون دروازہ لوہاری کی شرقی آبادی مین واقع ہی یہ عبادت گاہ فرقہ برہمو کی بطور کوٹہی کے بنی ہوئی ہی مکان بہت بڑا ہی دروازہ آمد ورفت بسمت شرق ہی باہر کے دروازے سے جب اندر جائین تو ایک مختصر سا باغ آتا ہی پہر کوٹہی کی عمارت عالیشان دکہائی دیتی ہی کوٹہی کے چارون طرف برانڈہ پختہ بنا ہی چہہ چہہ دروازے جنوب وشمال اور تین تین شرق وغرب کی سمت مین کوٹہی طول مین زیادہ اور عرض مین اس سے نصف ہی اندر کوٹہی کے تکلف فرش ہے - اس جگہ ہر اتوار کے روز برہمو مذہب کے لوگ حاضر ہوکر خدائے واحد کی عبادت کرتے ہین موحدانہ گیت گاتے ہین - کوٹھی کی حفاظت کے واسطے چوکیدار مقرر ہے تنخواہ زرچندہ سے پاتا ہی جو اس مکان کے مصارف کیواسطے باہم انکے مقرر ہے +

ٹہاکر دوارہ پنڈت وشناتہہ

یہ عالیشان ٹہاکر دوارہ محلہ چوہٹہ مفتی باقر کوچہ جواہر مل مشری مین واقع ہی دو دروازے اسکے رکہے گئے ہین ایک دروازہ تو شرقی کوچہ مین ہے اور دوسرا جنوبی کوچہ سے شرقی کوچہ بپشت ہی اور یہ مکان بلند چہہ سیڑہیان چڑہکر مندر مین جاتے ہین جب انسان شرقی دروازے سے داخل ہو تو

ایک تنگ راستے سے گذر کر کہلا ہوا صحن آتا ہے اُس صحن کے چار سمت عمارتین ہین شرق کی سمت تو خاص مندر کا مکان پختہ چونہ گچ خشتی عمارت کا بنا ہوا ہی اندر باہر سے استرکار نقش ونگار سے آراستہ اندر پختہ فرش شرقی وجنوبی وشمالی دیوارون ہین تین پر تکلف طاقچے جنہین مورتین متبرک پتہر کی رکہی ہین یعنی شرقی طاقچے ہین مورت سری کرشن جی مع سری ادہکا جی وبلبہدر جی کی باداب تمام رکہی ہین شمالی طاقچے ہین مورت سری رامچندر جی وسیتا جی ولچہمن جی کی جنوبی طاقچے ہین اور بہت سی مورتین دیوتاؤن کی رکہی ہین جنکی پوجا ہوتی ہے غرب کی طرف دروازہ آمدورفت ہے اور دروازے کے آگے خوبصورت اور پختہ جگ موہن یعنی برانڈہ بنا ہی چہت قالبوتی اور اُسکے اوپر طولانی گنبد بہت بلند اُسپر زرین کلس ہے صحن کے غرب کی سمت تین دہن کا پختہ دالان جسکے تینون دہن خشتی مرغولی ہین بنا ہی یہ دالان بہی نقش ونگار سے آراستہ ہی اس دالان ہین پوجاری کا قیام ہی مندر خاص کے شمال کی سمت چاہ چرخی دار ہی اور جنوب کی سمت ایک پختہ حویلی سہ منزلہ بنی ہوئی ہی جو اسی مندر کے متعلق ہے اُسین کرایہ دار رہتے ہین اور آمدنی کرایہ کی مندر کے اخراجات ہین خرچ ہوتی ہی اسی مکان ہین سے ہوکر جنوبی رستہ مندر کا ہی دو نو رستے ہمیشہ کہلے رہتے ہین اور دونو طرف سے اعتقادمند لوگ حاضر ہوکر پوجا کرتے ہین - پوجاری اس زمانہ مندر کا پنڈت بالکشن ہی جسکا گزارہ مندر کی آمدنی پر ہے بانی اس مندر کا پنڈت وشناتہہ صاحب جائداد آدمی تہا اُس نے ایک پختہ حویلی ملحقہ ٹہاکر دوارہ اور چار دوکانین بازار چوبٹہ مین اور ایک حویلی پختہ دوسرے کوچہ مین اس مندر کے ساتہہ وقف کردی تہی

جسکے کرایہ سے مندر کا خرچ بخوبی چلتا ہی اور پوجاری کا گذارہ بہی حصول ہے
یہ مندر سمبت ۱۹۶۳ بکرمی مین تعمیر ہوا بانی نے اپنی خاص حویلی مسکونہ کو گرا کر
یہ مندر بنوایا اور بسبب لاولدی کُل جائداد پیدا کردہ اپنی دوکانات و
مکانات وقف کرکے اس مندر کے ساتھہ ملحق کردئے اور وصیت کرگیا کہ آمدنی
اُنکی ہمیشہ اس مندر کے اخراجات کیواسطے ملا کرے +

ٹہاکردوارہ چہوچہی مل کہتری ہروائی

یہ ٹہاکردوارہ پختہ و مکلف عمارت کا خاص بازار اکبری منڈی کے سربازار
شرق کی سمت بنا ہوا ہی دروازہ مکان کا بجانب غرب ہی چاہ متعلق
ٹہاکردوارہ بہی دروازے کے شمال کی سمت سربازار ہے اور اوپر
سے مسقف ایک سرپختہ چاہ کو مکان کی ڈیوڑہی کے اندر سے ہی اور ایک
سربازار جس مین عام و خاص پانی بہرتے اور نہاتے ہین بیرونی دروازے
سے جب اندر جائین تو ایک مسقف مکان آتا ہی جسمین روشنی کرنے کیلئے
بلند سقف کے شرق کی طرف تین محرابی مرغولی روشندان رکہے ہین -
فرش مکان مین چونہ کا کیا گیا ہی شرق کی سمت ایک دالان سہ درپختہ
خشتی بنا ہی جسکے درہن قالبوتی پختہ ہین اور ایک کوٹہری دالان کی
شمالی بغل مین ہی صحن کے گوشہ شرق و جنوب مین زینہ اوپر جانے کے
لئے ہی صحن کے شمالی حصہ مین خاص مندر پختہ عمارت کا عالیشان
بہت بلند تعمیر ہوا ہی جنوب کی سمت اسکا دروازہ اور دروازے کے
آگے پختہ قالبی سقف کا برانڈہ بنا ہو مندر کے اندر چونہ کا فرش اور
چونہ گچ منقش دیوارین شمالی دیوار مین ایک مکلف طاقچہ ہی جسکے
اندر اور باہر شیشہ کا بیلدار کام نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے

کیا ہے جسمین ٹہاکرجی مہاراج و راد ہکاجی کی مورتین بآداب تمام رکہی ہین سقف مندر کی قالبوتی اور اوپر عالیشان طلائی گنبد طلائی خوشنما کلس چمکتا ہوا نظر آتا ہی - یہ ٹہاکردوارہ مسمی چہوچہی مل کہتری دہڑوائی نے سمت ۱۹۳۳ مین بنوایا تہا مرتی مذہب بانی نے یہ مندر پنڈت جنا رہین کے حوالے کیا اور اُسکی طرف سے مسمی نانک پرہین پوجاری مقرر ہوا گزارہ اُسکا منڈی کی اُگاہی و گدائی سے ہوتا ہے بانی نے اس مکان کو جو پہلے طویلہ تہا مسمار کرکے یہ مندر بنوایا اور نیز دو دوکانین جو بانی کی ملکیت تہین اس مندر کے ساتہہ وقف کر گیا اب وہ دوکانین مسمی گنپتا بانی کے بہائی کے پاس ہین اور وہ اُنکا کرایہ کہتا ہی مندر کے اخراجات کے لیئے ایک حبہ نہین دیتا +

مندر سیتلا دیوی اندرون شہر

سیتلا دیوی کے دو مندر اس شہر لاہور مین ہین ایک بیرون دروازہ شاہ عالمی جسکا ذکر تحریر ہوچکا ہی دوسرا یہ مندر جو شہر کے اندر گزر موچی دروازہ محلہ پوربیان مین واقع ہی اگرچہ مکان مختصر ہے مگر پوجا بہت بڑی ہوتی ہے اور قدامت کا یہ حال ہی کہ قدیمی مکان بطور تہہ خانہ کے زمین دوز ہوگیا ہی اور چارون طرف سے زمین اونچی ہوگئی ہی اسکو محلہ والون نے اونچا کیا اور مکان موجودہ حال بنوایا اصل دروازہ اسکا بجانب جنوب ہی اور ایک پختہ مکان چونہ گچ بنا ہے اُسکے وسط مین ایک ہشت پہلو پختہ چبوترہ ہی اور اُسپر ایک پنڈی گول بنی ہے اور اُسپر تہہ خلاف ہے لوگ اُسی پنڈی کی پرستش کرتے اور پہول چڑہاتے ہین جن لوگون کے بچون کو چیچک نکلتی ہی بعد غسل صحت کے یہان آکر پوجا کرتے ہین

زر نقد اور بکرا چڑہاتے ہین اس پنڈی کے پاس ایک چوکی چوبی چہوٹی
سی رکہی ہی اُسپر دیوی سیتلا کی خوردمورت آب داب تمام رکہی ہے اور
پنڈی کے چبوترے کے پاس دو سوراخ زمین بین ہین پوجاری کہتا ہے
کہ اس جگہ قدیمی غرقی پانی کی بنی ہوی ہے پنڈی کی پوجا کرنے والے جب
کبھی لسی و پانی سے پنڈی کو غسل دیتے ہین تو پانی اسمین جاتا ہی عمیق
اتنی ہی اگر سو گاگر پانی کی اسمین ڈالدین تو سما جاتا ہی نہین معلوم ہوتا
کہ کدہر گیا دوسرا دروازہ اس مکان کا شمال کی طرف ہی اس دروازے
سے داخل ہون تو ایک مسقف مکان آتا ہی جسمین بھگت لوگ جمع ہوکر
دیوی کی بہیٹیان گاتے ہین باہر دروازے کے چاہ آب نوشی چرخی دار
ہی اور ایک کوٹہری متعلق مکان اور اسی طرف شرقی دیوار کے ساتہہ
پیپل کا درخت ہی مسقف کُل مکان کی چوبی ہی - پوجاری اس مندر کا
مہتاب رای برہمن ہی اور چڑہاوے کی آمدنی سے اُسکا گزارہ ہی +

ٹہاکردوارہ عطر سنگہ صوبہ دار

یہ مشترک مکان بہی کٹرہ پوربیان گزرموچی دروازے بین واقع ہے
جو سمی عطرسنگہ صوبہ دار نے سمت ۱۹۳۴ بکرمی مین بنوایا تہا دو اسکے
دروازے ہین ایک غربی اور دوسرا شرقی غربی دروازے سے
آمدورفت ہی ڈیوڑہی کے اندر زینہ اوپر جانے کے لئے بنا ہی اور ایک
دروازہ مکان کے صحن کی طرف لگایا گیا ہی تمام صحن مسقف ہی اور
چہت چوبی ہی صحن کے گوشہ جنوب شرقی مین خاص مندر کا عالیشان
مکان ہی پختہ اور چونہ گچ عمارت کا دروازہ اُسکا شمال کی سمت رکہا گیا
ہی اندر فرش چونہ کا دیوارین منقش مسقف قالبوتی اور اوپر عالیشان

طولانی گنبد مندر کے دروازے کے آگے برانڈہ پختہ بنا ہے جسکے ستون گول اور قالبوتی محرابی دہن ہیں مندر کے اندر جنوبی دیوار میں پختہ و منقش طاقچہ بنا ہے اور اُسمیں پتھر کی مورتیں سری کرشن جی مہاراج اور دو مورتیں رادہکا جی کی اور ایک دُرگا جی کی بہزار زیب و زینت مکلف لباس و زیور سے آراستہ رکھی ہیں - پوجاری اس مندر کے بھگت گوبند رام و تہو رام جوتشی ہیں گزارہ اُنکا مندر کی آمدنی سے ہوتا ہے مندر کا بانی مرگیا ہے مگر بیٹا اُسکا نرندر سنگھ بھی مندر کی خدمت بدل و جان کرتا ہے +

شوالہ دہرم چند والہ

یہ متبرک شوالہ گرز موچی جو دروازہ محلہ پیپل وہڑہ میں سر بازار بجانب شرق واقع ہے یہ شوالہ بہت پُرانا عہد شاہان سلف کا تہا دہرم چند اروڑہ نے اسکو بہ سمت ۱۹۲۵ بکرمی میں بنوایا اس سبب اب دہرم چند کا شوالہ مشہور ہو گیا دہرم چند نے مندر کی جگہ تبدیل کر دی پہلا شوالہ مسمار کرکے جہاں اب موجود ہے نیا شوالہ بنوایا احاطہ اس مکان کا بہت وسیع ہے اور دروازہ غرب کی سمت رکہا گیا ہے دروازہ سے اندر جائیں تو ایک وسیع صحن آتا ہے اور صحن کے گوشہ شمال شرق میں مندر بنا ہے عمارت مندر کی پختہ چونہ گچ مربع صورت کی ہے دروازہ شرق کی سمت کو دروازہ کے آگے پختہ عمارت کا برانڈہ ہے جسکے ستون گول اور وہ محرابی خالی ہیں چھت بھی قالبوتی ہے مندر کے اندر فرش پختہ دیواریں چونہ گچ منقش وسط میں ایک چبوترہ دو فٹ مربع سنگ مرمر کا بنا ہے جلہری بھی سنگ مرمر کی ہے اُسمیں شوجی مہاراج کا جلوس ہے اور ایک مورت نندی گن یعنی شوجی کے بیل کی چبوترے کے پاس ایستادہ ہے سقف قالبوتی ہے اور اُسپر مدور گنبد

نہایت خوشنما ہی جسپر کلس طلائی خوبصورت نصب ہی اور نیز چکر و ترسول طلائی جسکے دیکھنے سے آنکھون مین روشنی آتی ہی مندر کے باہر چاہ آبنوشی اور پیپل کے چند درخت اور چند کوٹہریان بنی ہوئی ہین پوجاری اس مندر کا سالگ رام پنڈت ہی اور مندر کے خرچ کیواسطے تمام محلہ خدمت کرتا ہے اور فی شادی پانچ آنہ مقرر ہین روزمرہ چڑہاوا بھی جمع ہوجاتا ہے جس سے گزارہ پوجاری کا بخوبی ہوتا ہے +

ٹہاکردوارہ رای سنگہ رسالدار خلف کرم سنگہ

یہ مندر شاہ عالمی دروازے کے سر بازار بجانب غرب ہی ٹہاکر راے سنگہ رسالدار نے سمت ۱۹۳۸ مین بنوایا ہی پہلے بہی اس جگہ قدیمی مندر تھا جسکی وسعت بہت تہی ایک درخت پیپل کا مکان کے اندر سایہ فگن تہا دروازے کے آگے مسقف چاہ تہا مگر جب بضرورت آب رسانی شہر لاہور کے سرکار نے غربی لین بازار کی سیدہی کی تو بہت سی زمین اس مندر کی بازار مین آگئی چاہ بہی بازار مین آگیا معاوضہ چاہ و زمین و عمارت جو سرکار سے ملا اُسمین اور روپیہ شامل کرکے راے سنگہ نے موجودہ حال مکان بنوایا اب اس مندر کے دو دروازے ہین ایک تو بازار کی طرف اور دوسرا کوچہ کی طرف سے کوچہ کی راستے سے مستورات آکر مندر مین پوجا کرتی ہین اور بازار کی طرف سے مردون کی آمد و رفت ہی بازار کی طرف نیچے کی منزل مین دو دکانین ہین جنکا کرایہ راے سنگہ لیتا ہی اور مندر کے اخراجات مین صرف کرتا ہی بازار کے دروازے کو اُس نشستگاہ کا دروازہ تصور کرنا چاہیے جو دو دکانون کے اوپر نہایت عمدہ و مکلف عمارت کی بنی ہے اس دروازے

کے ملحق زینہ ہی جب اُس زینہ سے اوپر آئین تو ایک ڈیوڑہی آتی ہی ڈیوڑہی سے ایک دروازہ تو بیٹھک کی طرف بطرف شمال ہی یہ بیٹھک عالیشان عمارت کی بنی ہی سر بازار اسکے دو بخارچے شمال و جنوب تین تین در ہین کٹنے اور تین دریچے درمیانی بڑے بخارچے مین ہین چہت مکلف چوبی ہی دوسرا دروازہ ڈیوڑہی سے بجانب غرب ہی یہ دروازہ اُس صحن مین کہلتا ہے جہان مندر واقع ہی مندر گوشہ جنوب غرب مین پختہ عمارت کا بنا ہی اندر باہر استرکاری منقش سقف چوبی ہی مندر کا دروازہ شرق کی طرف ہی اور برانڈہ کے شمال کی طرف اندر فرش چونہ کا پختہ دیوارین منقش چہت قالبوتی اور اُسپر گنبد عالیشان طولانی کلس سنہری بنا ہی غربی دیوار مین ایک مکلف و منقش طاقچہ بنا ہی جسمین مورت سنگی سری کرشن جی و رادہکا جی کی نہایت آداب سے رکہی ہین اسی صحن مین سے بجانب غرب زینہ کوچہ کی سمت اُترتا ہی۔ بالفعل پوجاری اس مندر کا مکہہ رام نام ایک برہمن ہی جو تنخواہ راے سنگہ سے پاتا ہی خاص نشستگاہ کے اوپر ایک اور منزل صحن دار اور جنوب کی سمت دالان بطور برساتی کے مسقف ہی۔ اس مکان کی خوبی و رنگینی و استحکام عمارت بدرجہ غایت ہی اور نشستگاہ بہی عجیب و غریب سر بازار بنی ہی مندر بہی عمدہ بنا ہوا ہی مگر جاہ نہین ہی جس سے کمال ہرج مندر مین رہنے والون کا ہی شرقی دروازہ کے اوپر ایک سنگ مرمر کی سل لگی ہی جسمین یہ عبارت کندہ ہی۔ ٹہاکر دوارہ راے سنگہ رسالدار خلف کرم سنگہ سمت ۱۹۳۶ +

مکان مندر بال ماتا

یہ متبرک مکان علاقہ شاہ عالمی دروازہ کوچہ بال ماتا مین واقع ہے مکان

بہت پرانا ہی یہانتک کہ یہ محلہ بھی کوچہ بال ماتا کہلاتا ہی اصل مندر
دو منزلہ مکان ہی آٹھ سیڑھیان چڑھکر اسمین جاتے ہین دروازہ بطرف
غرب ہی دروازے سے جب اندر جائین تو ایک مکلف مکان آتا ہی جسکے تین
طرف دو منزلہ عمارتین اور بیچ مین بلند چہت گہہ دار ہی شرقی دیوار مین ایک
مکلف طاقچہ بنا ہوا ہی جسکی چہت قالبوتی اور اُسپر عالیشان گنبد ہی گنبد پر
کلس طلائی ہی اس مندر کے متعلق اور بھی بہت بڑا مکان ہے جسمین
چاہ ہی مندر کے خاص طاقچہ مین ماتا کی برنجی مورت رکہی ہی جسکی پرستش
ہوتی ہی تمام شہر اس ماتا کا بدل و جان معتقد ہی دور دور سے لوگ جبین
سائی کیواسطے آتے ہین - چوندا بھگت جو ایک نامی بھگت شہر لاہور مین ہے
اس مندر کا خبرگیر و پجاری ہی ایک ماہ مین آٹھ بار اس مندر مین جاگا
ہوتا ہی تمام رات بھگت بیدار رہکر دیوی کی بھینٹین گاتے ہین ایک ہر اتوار کو روز
دوسرا ہر منگل کے روز جاگا برابر ہوتا ہی ہر ایک اشٹمی کے روز بھی جاگا
ہوتا ہی اور کڑاہ پرشاد تقسیم ہوتا ہی اصل قصہ اس ماتا کے لاہور مین آنیکا
اس طرح پر بیانی اہل محلہ و چوندا بھگت کے سنا گیا ہی کہ عہد سلطنت
مین ایک لشکر مسلمانان ترکون کا ہندوستان سے کابل کو جانیکے لیئے
لاہور آ اُترا لاہور کے دلال لوگ کمبل فروشی وغیرہ مال لیکر فوج مین
گئے اور دیکھا کہ ایک مسلمان سپاہی نے اس مورت کو ایک پٹاری
مین سے نکالا اور غسل دیکر اور پوشاک پہناکر پہر پٹاری مین رکہدیا
ہندو دلال اس امر کو دیکہکر کمال متعجب ہوئے اور مسلمان سپاہی
سے اُس مورتی کا حال دریافت کیا اُس نے بیان کیا کہ ہندوستان
مین ایک مندر ترکون نے گرادیا تہا وہان سے مجھکو یہہ مورتی ملی

اپنے دلی اعتقاد کے ساتھہ وہان سے اُٹھا لایا اب میرے دل کی جو آرزو ہوتی ہی اس سے مانگ لیتا ہون مجھکو مل جاتی ہی اسواسطے مین اسکی خدمت کرتا ہون ہر روز نہلاتا ہون بھوگ دیتا ہون پوشاک پہنا کر رکھہ چھوڑتا ہون + جب وہ دلال جو اسی کوچہ کے رہنے والے تھے رات کو گھر آئے تو انہون نے یہ ذکر محلہ والون سے کیا اور دوسرے روز سب محلہ والے ملکر اُس مسلمان سپاہی کے پاس گئے اور بہت سی منت کی روپیہ بھی دینا کیا اور چاہا کہ وہ دیوی کی مورت ہمکو دیدے مگر مسلمان رضی نہین ہوتا تہا آخرکار تیسرے روز بہت سا روپیہ لیکر مسلمان نے دیوی جی کی مورت ہندؤن کو دیدی اور انہون نے آکر اس حویلی مین رکھدی اُس روز سے یہ دیوی اسی جگہ رکھی ہے اور عام پرستش جاری ہی بال ماتا نام اس دیوی کا اُسی مسلمان نے بتلایا تہا +

شوالہ سکھہ دیال سود

یہ شوالہ سردپو کے کوچہ مین جو بابین دروازہ شاہ عالمی موچی کے ہے بنا ہوا ہے عمارت پختہ چونہ گچ ہی دو اسکے دروازے ہین ایک بسمت جنوب ایک کوچہ مین ہے دوسرا بسمت شرق دوسرے کوچہ مین ہے دونو سے آمدورفت جاری ہی دس سیڑھیان چڑھکر انسان بذریعہ ایک ڈیوڑھی کے جسکے اندر دونو طرف سے لوگ آتے ہین مندر مین داخل ہوتا ہی ڈیوڑھی سے گذر کر ایک کھلے ہوئے صحن مین آدمی پہونچ جاتا ہی صحن مین پختہ فرش ہی اور غرب کی طرف ایک دالان جسمین پوجا جاری رہتا ہی مگر یہ دالان صرف نیچے کی منزل ہے اس مندر کے ساتھہ ہی اوپر کی منزل سے مندر کے بانی کے مکان کے ساتھہ شامل ہے اور اس مین امرناتھہ پسر سکھہ دیال رہتا ہی سکھہ دیال نے اپنے مکان سے

ایک حصہ علیحدہ کرکے یہ مکان مندر بنوایا تہا وہ فوت ہوگیا تو امرناتہہ اُسکا
بیٹا موجود ہی وہ بہی مکان کی خبرگیری اور پوجاری کی خدمت کرتا ہی صحن کے
شرق کی سمت عالیشان مندر شوالہ کا بنا ہوا ہی جسکا دروازہ بسمت غرب ہی
یہ مندر سرتاپا پختہ چونہ گچ بنا ہی دیوارین اندر باہر سے استرکار سفید منقش
چہت غالیوتی اوپر مطول گنبد گنبد پر زرین کلس نہایت مطبوع دکہائی دیتا ہے
مندر کے اندر فرش پختہ اور وسط مین ایک چبوترہ نو انچ اونچا دو فٹ مربع
ہی جسکے اُپر چادر پیتل کی میخون سے جڑی ہوئی ہی جلہری چاندی کی اُسمین
شوجی کا جلوس ہے پیتل کی تپائی ہی اور اُسپر پیتل کی گاگر رکہی رہتی ہے
شمالی دیوار مین ایک مکلف طاقچہ ہی جسمین ایک گنیش جی کی مورت دوسری
شوجی کی سواری کے بیل کی ہی جسکو نندی گن کہتے ہین باہر مندر کے شرقی
زینہ کے ساتہہ چاہ ہی چالیس سال ہوئے ہین کہ یہ مندر سکہہ دیال نے بنوایا تہا +

ٹہاکردوارہ لالہ بہگوانداس خلف دیوان رتن چند صاحب مرحوم

بانی اس مندر کی ٹہاکردوارہ کا لالہ بہگوانداس آنریری مجسٹریٹ لاہور ہی جنکا خاندان
مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت سے معزز و مکرم چلا آتا ہی انکے والد دیوان رتن چند
بہی بڑی عزت دار رئیس صاحب مراتب مدارج تہے اُنہون نے بکمال دریادلی
دروازہ شاہ عالمی کے باہر سرای عالیشان تعمیر کی اور تالاب بنوایا جس سے عام و
خاص کو فیض پہنچتا ہی دوکانین بہی سرای کے دونو طرف تعمیر کین جنمین گہی تیل
نمک وغیرہ کی منڈی لگتی ہی اس سرای اور تالاب کا ذکر پہلے درج کتاب ہوچکا
ہے اسواسطے اب دوبارہ لکہنے کی ضرورت نہین ہی بوقت تحریر حالات سابق
کے یہ مندر موجود نتہا اب بعد تحریر طبع کتاب اسکی عمارت اسی سال مین ختم ہوئی
اسواسطے اسکا حال بہی زیب اندراج پاتا ہی واضح ہو کہ یہ مندر دو منزلہ دیوان رتنچند

مرحوم کیے تالاب کے جنوبی کنارہ پر بنا ہی عمارت چونہ کی پختہ کرسی اسکی تالاب
کی اخیر سیڑہی سے بقدر تین فٹ کے بلند رکہی گئی ہی اس طرف کرسی کے اوپر
چہہ دہن قالبوتی مرغولی ڈاٹ دار بنے ہوئے ہین تین کہلے ہوے دہن دالان کے
اوپر تین بند یعنی دیوار مین بطور جواب کہلے دہنون کے دکہلائے گئی ہین اسطرف
کے تین کہلے ہوئے دہنون اور دالان کے متعلق ایک کوٹہری ہی جسکے کواڑ چوبی
ہین اسکے اوپر دو منزل کی عمارت عالیشان بنی ہی جسمین آئینہ دار دریچے تالاب
کی سمت کہلے ہوئے نہایت موزون نظر آتے ہین مغرب کی طرف اس مندر کی
زیرینہ منزل مین چار دہن مرغولی بطور برانڈہ بناکر اندر اسکے کوٹہریان بنی
ہین گوشہ جنوب غرب مین چاہ کہودا گیا ہی اور دونو منزل سے پانی کہینچا جاتا
ہی جنوب کی سمت برانڈہ نہین ہی صرف چار کوٹہریان ہین زینہ یہی مندر
کے اوپر کی چہت کیواسطے بنا ہی شرق کی سمت منزل زیرین مین پانچ دہن
برانڈہ کی اور تین کوٹہریان ہین اور گوشہ جنوب شرق مین ایک زینہ بنا ہے
مگر بند رہتا ہی سوا ہی اس زینہ کے ایک اور زینہ گوشہ شمال شرق مین بنایا گیا ہے
جو ہمیشہ جاری رہتا ہی اور گیارہ سیڑہیان چڑہکر لوگ اوپر جاتے ہین جب
اوپر چڑہتے ہین تو ایک سیج مکان مکلف آتا ہی جسکے دیکہنے سے انسان کی طبیعت
مین فرحت آجاتی ہی اسکی وسط مین عالیشان مندر ٹہاکر دوارہ بنا ہی جسکی خوبی و
استحکام و زینت حد و حساب سے باہر ہے مندر کا دروازہ شمال کی سمت
ہی اور دروازہ کے آگے عالیشان جگ موہن یعنی برانڈہ ایک دہنہ چہت
برانڈے کی چوبی مکلف فرش بیتہر سنگ کا دوسرے برانڈے کی خشتی صورت
مرغولی برانڈہ کے آگے جسقدر مکان شمالی دیوار تک ہی دو حصہ مین منقسم ہی
ایک تو وہ چوبرانڈہ کی آگے مستطیل شرقاً غرباً مسقف ہی اسکی عالیشان چوبی سقف

اُسپر گچ کی سفیدی جھاڑ فانوس سے مزین دوسرا درجہ شمالی دالان ہمراہی
مرغولی جسکے پانچ دہن خشتی ڈاٹ دار مقطع ہین یہ مکان بھی اپنی آراستگی و
خوبی مین بے نظیر ہے چھت چوبی عمارت سفید جسمین پانچ دریچے شمالی دیوار
مین بطرف تالاب رکھے ہین دریچون مین آئینہ دار چوڑیا ہین اور چوڑیون مین
رنگین آئینے نصب ہین خاص مندر کی چوکھٹ پتھر کی اور چوڑی نہایت مکلف
بنی ہی دروازہ کے اوپر پتھر کی ایک سل نصب ہی جسمین بانی کا نام نامی کندہ ہے
مندر مین پتھر کا فرش اور وسط مین پتھر کا ایک فوارہ لگایا گیا ہی جسکی مادہ چھت
کے اوپر مندر کی غربی دیوار مین سے ہی جسمین سے پانی آکر فوارہ چھوٹتا ہے
چارون اندرونی دیوارون پر گھوٹوان پلستر ہے جنوبی دیوار مین پتھر
کے تین طاقچے پڑھاؤ دار ایسے بصورت بنے ہین کہ جنکی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے
طاقچون کے پڑھاؤ پر تین تین دہن ہین جنکے پتھر کے ستون نہایت نازک
خوشنما بنائے گئے ہین درمیانی طاقچہ مین سری کرشن جی مہاراج اور رادہکا جی کی مورتین
با آداب تمام رکھی ہین دہنے طاقچے مین مہادیو جی کی مورت اور بائین مین سری گنگا جی
کی مکلف لباس اور زیور سے مورت کو پہنایا گیا ہی اور انہین مورتون کی دن رات
پوجا ہوتی ہی مندر کی چھت قالبوتی ہی اُسپر عالیشان طولانی گنبد سر بفلک بنا ہے
اور اُسپر کلس اور جھنڈا طلائی و زرسول اہل نظارہ کی آنکھون کو روشن کرتا ہی
مندر کی تین طرف دوسرا چھ دکنا بنایا گیا ہی ایک بیرنج پتھر کا فرش ہی جو مندر کے
ساتھ ملحق ہی اور دوسرا اُسکی باہر ہے مندر کے جنوب اور شرق اور غرب کی سمت
عالیشان مکانات پوجاریون کے قیام کیواسطے تعمیر ہوئے ہین جنکی تشریح سے
بہت طوالت ہوتی ہی خاص مندر کے شرق و غرب کی سمت دو دروازے
ہین جنسے گزر کر انسان مکان کے جنوبی حصہ مین جا سکتا ہی اس مندر کا

کل خرچ بذمہ بانی ہی اور چودہ دوکانات مندر کی منزل زیرین مین ہین اُنکا کرایہ سب مندر کو ملتا ہی علاوہ اسکے چودہ دوکانات جو سڑک سے بسمت شرق بنائی گئی ہین وہ بھی مندر کے نام سے وقف ہین۔ ہر ایک اکادشی کے روز یہان بڑا اجتماع ہوتا ہی اور قوال حاضر ہوکر راگ موحدانہ گاکر سامعین کو خوش کرتے ہین ٭

خاتمہ

خداوند لایزال بے ہمتا و بے مثال کا کمال شکر ہی کہ یہ کتاب جامع احوال دار السلطنت لاہور ختم ہوئی حقیقت مین یہ بہت بڑا کام تھا جو صرف مفضلات نامتناہی الٰہی باختتام پہنچا ٭ اگر بہر موے من گردد زبانے ٭ ز حق رانم بہر یک داستانے ٭ اس تاریخ مین ہندو مسلمان قدیم و جدید مذہبی مکانات کا مفصل حال لکھا گیا ہی اور جن مکانات کا تعلق کسی مذہب سے نہ تھا اُنکی تشریح علیحدہ باب مین تحریر ہوئی ہی اور سرکاری مکانات جو میری افسری اور دیگر گورنمنٹ انجنیری کی زمانہ مین تعمیر ہوئے انکا ذکر علیحدہ فصل مین ہی اس سے پہلے کوئی ایسی کتاب اس قدیم شہر کے حالات مین تصنیف نہین ہوئی تھی جو ہر ایک قسم کی حال کا مجموعہ ہو اسواسطے میرے دلی دوستون نے مجھکو ارشاد کیا کہ تم تیس برس تک سرکار کی طرف سے افسر تعمیرات کے کام کرتے رہے ہو مکانات کی حال مین تمہاری طرف سے ایک ایسی کتاب یادگار رہنی چاہئے جس سے عام و خاص کو فیض پہنچے اور اُسکی ذریعہ سے قیامت تک تمہارا نام زندہ رہے دوستون کے حکم کی تعمیل مین جان و دل کی اور اس کتاب کو بکمال مشقت جان نثاری لکھکر ختم کیا ہندوؤن کی مندرون کی فراہمی حالات مین پنڈت جنسی دہر گوسائین نے مدد دی اور مسلمانی مساجد و مقابر کے حالات کی جمع کرنے مین مفتی غلام سرور صاحب لاہوری نے جو ایک واقف حالات تاریخی ہین کافی امداد دی اور یہ نسخہ بنکر تیار ہو گیا خدا اسکو قبولیت کی رتبہ پر پہنچائے ٭٭ تمت

خاتمة الطبع

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع شاعر شیرین مقال رائے بہادر کنہیا لال صاحب اگزیکٹو انجینیر مصنف کتاب

بحمد اللہ کہ مطبوع جہان گشت — باَلطاف خدا تاریخ لاہور

بجوش خلق طرز خوش کلامی — بچشم اہل بینش گشت منظور

مذاق تازہ شد حاصل زبان را — ازین نادر بیان و تازہ مذکور

بہر صحبت ذکر تازہ مرقوم — بہر سطری بت حال تازہ مسطور

بہر خاطر از ان جمعیت آمد — بہر یک دیدہ روشن زد نور

دل ہر اہل دل زو گشت خورسند — طبیعت خرم و خوشحال و مسرور

مرتب گشت بعد از محنت و رنج — کتابے بے بہا از ہم علے نور

مولف کرد انجام این کار — عرق ریزی نہایت سعی موفور

کمر بند شفقت بر میان بست — بہر کارے کہ از دل بود مامور

چو شد مطبوع ہندی سال طبعش — بگو مطبوع شد تاریخ لاہور ۱۸۹۳

ایضاً قطعۂ تاریخ اردو از مصنف سلمہ اللہ

یہ تاریخ لاہور اب چھپ چکی — خدا نے میری سعی مشکور کی

خدا سے بر آیا میرا مدعا — میری التجا حق نے منظور کی

میرے دل میں اس کام کیواسطے — جو تھی بیقراری وہ سب دور کی

جہان میں ہر ایک شہر و دیار — خدا نے یہ تاریخ مشہور کی

رقم کی یہ ہندی نے تاریخ طبع — ہوئی شائع تاریخ لاہور کی

از مفتی غلام سرور صاحب متخلص سرور قریشی لاہوری

خدا کے فضل سے تاریخ لاہور — نہایت عمدہ نورانی چھپی ہے

لکھی سرور نے اس چھاپہ کی تاریخ — یہ کیا تاریخ لاثانی چھپی ہے